قال رسول الله الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ

الحمد لله که این زمان میمنت اقتران ترجمه اردو ماتمکده موسوم

مصائب الشہدا

بحسن سعی و اہتمام مرزا محمد مہدی بن مولوی مرزا محمد علی صاحب مرحوم

در مطبع جعفری لکھنؤ بمحلہ نخاس جدید طبع شد

اشتہار کتب مطبوعہ مطبع جعفری واقع نخاس جدید شہر لکھنؤ مع قیمت

۱- عمدة الطالب فی نسب آل ابیطالب - یہ کتاب نسب سادات میں بزبان عرب نہایت معتبر ہے اسمیں کل سادات کا شجرہ بتصحیح ملتا ہے اور حالات تاریخی اولاد ائمہ مع اولاد محمد حنفیہ و اولاد حضرت عباس وغیرہما تفصیل مندرج ہے مع دو رسالہ دیگر در اصطلاحات نسابہ - یہ کتاب دو قسم کے کاغذ پر طبع ہوئی ہے - قسم اول نہایت اعلیٰ مجلد للعہ قسم ثانی عہ/

۲- مطالب السؤل فی مناقب آل رسول از محمد بن طلحہ شافعی مجلد عہ/

۳- صادح و باغم از ابو یعلی ابن الہباریہ در مناظرہ طیور بطرز کلیلہ دمنہ در نصائح بطرز لطیف - ۴/

۴- مقامات بدیع الزمان ہمدانی نہایت واضح - ۶/

۵- رطب العرب دیوان عربی جناب مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ شوستری طاب ثراہ - ۱۲/

۶- موجہ کوثری شرح قصیدہ سید اسمعیل حمیری از جناب مفتی سید محمد عباس صاحب موصوف - ۶/

۷- تخریج الایات موسوم بہ نجوم الفرقان در استخراج ایات قرآنی ۸/

۸- تفسیر امام حسن عسکری ؑ - عمار

۹- من لا یحضرہ الطبیب از محمد بن زکریا رازی در طب ۸/

۱۰- جلد اول و جلد دوم ضربت حیدریہ بجواب شوکت عمریہ از مولوی رشید الدین خان دہلوی - للعہ/

۱۱- نزہۃ اثنا عشریہ جلد اول بجواب تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز دہلوی در حدوث مذاہب - عمار

۱۳- استبصار شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الر...

۱۴- من لا یحضرہ الفقیہ از شیخ صدوق ... علیہ الرحمہ در دو جلد -

۱۵- زبدة الاصول - از شیخ بہاء الدین ...

۱۶- آداب التعلیم اردو ترجمہ رسالہ ... علیہ الرحمہ در آداب تعلیم و ذکر مناہی ...

۱۷- بحور الغمہ جلد اول و دوم -

۱۸- مصائب الابرار اردو ترجمہ جلا... احوال مختار بن ابو عبیدہ ثقفی و دیگر ... جناب سید الشہدا علیہ السلام ظاہر شد...

الیضاً جلد دوم احوال جناب سیدہ از... تا وفات زیر طبع -

۲۰- رسالہ رجعت از اخوند ملا محمد باقر مجلسی...

۲۱- رسالہ جزیرہ اخضر و بحر ابیض در ... جناب صاحب الامر ؑ -

۲۲- صراط النجاۃ ترجمہ حدیث اعراب ...

۲۳- مجموعہ ہفت رسالہ مجلسی مشتمل بر رسالہ ... و رسالہ صفات ذاتی و صفات فعلی باری ... جبر و تفویض و رسالہ بدا و رسالہ شکیات ... ملا محمد تقی مجلسی -

۲۴- سفینۃ النجاۃ در علم کلام و اثبات ...

۲۵- ابواب الجنان جلد دوم از ملا رفیع ...

[اون] حالات اور مصائب کی حسب موقع اور محل مصائب مظلوم کربلا جناب سید الشہدا الطور رض
[ش]امل کیے تھے اوسکی نثر کا ترجمہ زبان اردو مین کیا اور نظم کو بدستور رہنے دیا تاکہ جو مومنین
[فا]رسی دان ہین وہ نظم سے فیضیاب ہون اور جو زبان فارسی نہین سمجھتے وہ نثر سے
[فیض]یاب ہون اور اس مذنب کے لیئے دنیا مین باعث یادگاری اور عقبی مین ذریعۂ رستگاری
[ہ]و اور یہ بھی واضح ہو کہ اصل کتاب مین مصائب جناب مظلوم کربلا کے بہت کم لکھے تھے
[ا]س حقیر نے اور کتابون سے نکالکر ہر ایک مقام پر بڑھا دیئے تاکہ مجالس مین پڑھنے کے لائق
[ہ]و جائے- اب ناظرین شائقین اور ذاکرین صداقت آئین کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ
[ب]وقت مطالعہ کے اگر کسی مقام پر غلطی دیکھین تو براہ لطف و عطا چشم پوشی کرین اور
[ع]وض اعتراض کے اس مذنب کے حق مین دعاے آمرزش فرمائین باللہ التوفیق و ہو المستعان
[ب]خیر رفیق پوشیدہ نہ رہے کہ یہ کتاب شامل ہے چند ماتمکدون پر- پہلا ماتمکدہ
شامل ہے اور چند مجلسون کے-

[م]جلس پہلی بیان مین اون ظلم و ستم کے جو کہ مکہ معظمہ مین اون حضرت پر گذری
بطور اجمال کے حیز تحریر مین آتے ہین

شد ز لطفِ خالقِ کون و مکان
شد عیان مہر رسالت در جہان
سر بسر از پرتو نور جبین
[سا]طع انوار شد روے زمین
حامل وحی خداے دو جہان
گفت ما بین زمین و آسمان
مژدہ باد اے عاصیان ناامید
شافع روز جزا اینک رسید
ہر کہ بشنید این نوید جان فزا
[گ]فت ای صل علی روحی فدا

مومنین چونکہ اقتضاے آفتاب محبت یہ ہے کہ جس کاشانی
[د]ین پر تو ڈالا اوسکو بامید گنج محبت ویران کیا باین وجہ کہ آفتاب ہمیشہ سایہ در نقاب ہے
[ل]ہذا دل اہل محبت کا بھی ہمیشہ طالب نزول بلا ہے بس بفحواے البلاء موکل

للانبیاءِ والاوصیاء جب وہ گوہر بحر عمان حضرت سبحان زیب بخش دستار امکان ہوا
اور وہ آفتاب اوج رسالت شمع شبستان ایمان ہوا ہنوز لب جان بخش اوس فخر مسیح کا
شیر مادر سے سیر آشنا نہوے تھے کہ اوس جناب کے پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کو ساقی
اجل نے شربت موت کا چکھایا اور اوس گوہر دریاے رحمت ایزدی نے خطاب یتیمی کا
پایا بعد چند مدت کے جناب آمنہ بنت وہب نے کہ مادر اطہر اوس جناب کی تھین اس
عالم فانی سے طرف سراے جاودانی کے رحلت فرمائی ۵

تھا صدف مین بطن مادر کے وہ دُر بے بہا	جب گئے دنیا سے عبداللہ سوے دار البقا
چھ برس کا جب ہوا افسوس وہ مقبول رب	آمنہ کی بھی ہوئی رحلت جہان سے ہے غضب
تھے ابھی مان کے لیے فرط الم سے اشکبار	غم مین عبدالمطلب کے جو ہوا دل بیقرار
کیا کہون مین آہ اس رنج و الم کے ماسوا	دیتے تھے ایذا یہ ایذا کافران بیحیا

چنانچہ اون حضرت کے مصائب سے اعظم ترین مصیبت یہ تھی کہ اون کافران جفاکار کے درمیان مین گرفتار تھے اور وہ لعین بیدین ہمیشہ درپے آزار رہتے کبھی وہ اشقیا اون حضرت کو ساحر اور سفیہ بتاتے تھے اور کبھی انواع انواع کے ایذا پہونچاتے تھے منجملہ اون کفار اشرار کے ایک ابولہب اور دوسرا عقبہ بن معیط اور حمالۃ الحطب زن گیسو بریدہ ابولہب کے ہر وقت اوس سید ابرار کے درپے آزار رہا کرتے تھے کبھی تو جس راہ سے حضرت نکلتے تھے اوس راہ خار اور خاشاک بچھاتے تھے اور کبھی بام خانہ سے انواع اقسام کے کثافات سر پر اون رسالتمآب کے گراتے تھے اور حضرت عوض نفرین اور بددعا کے فرماتے تھے کہ اے قوم آیا حق خویشی اور قرابت اور ہمسائگی یہی ہے جو تم میرے ساتھ کرتے ہو اگر لطف و مروت سے پیش آؤ تو
تو میرے ستانے سے تو ہاتھ اوٹھاؤ ۵

بے جرم کیون ستاتے ہو تم مجھ یتیم کو	حق سے ڈرو ہلاؤ نہ عرش عظیم کو

اہ آہ مومنین کہان تھے جناب رسول خدا اور علی مرتضی کہ جو دیکھتے حال یتیمان مظلوم
کربلا کا کہ بعد شہادت فرزند رسول مختار نالان و بیقرار دروازہ خیمہ پر اشکبار تھے کہ ناگاہ
ریان گمراہ اور شامیان روسیاہ ننگی تلوارین ہاتھون مین لیے ہوے درّانہ خیمون مین
در آئے پس وہ یتیم اونکو دیکھکر ڈر گئے اور جا کے اپنی ماؤن سے لپٹ گئیں آہ آہ مومنین
خدا لعنت کرے اون اشقیا پر رحم کرنا تو ایک طرف اون یتیمون کا زیور لوٹنے لگے جب
شمر بد گہر یتیم حسینؑ کے کانون سے گوہر اوتارنے لگا تو مومنین اوس یتیم نے بمنت اوس
سنگدل سے کہا کہ اے شمر یہ گوہر میرے باپ نے مجھے پنہائے تھے یہ میرے مظلوم باپ
کی نشانی ہین ان کو تو نہ لے جب اوس سنگدل نے یہ سُنا تو عوض رحم کرنے کے اس زور
سے اون گوہرون کو کھینچا کہ اوس یتیم کے کانون سے خون بہنے لگا آہ آہ مومنین اس ظلم
ہی اوس شقی نے اکتفا نہ کی جب وہ معصوم رونے لگے تو اس زور سے اک طمانچہ
رخسار پر مارا کہ اوس یتیم کے رخسار پر نشان اونگلیون کا بنگیا اوسوقت اوس معصوم نے
بنظر حسرت اور یاس طرف قتلگاہ کے دیکھا اور کہا کہ اے بابا کہان ہو جلد تشریف لاؤ اور
اپنے پیارے بیٹی کا حال دیکھو اے بابا جو موتی کہ آپ نے بصد محبت اور شفقت میرے
کانون مین پنہائے تھے وہ شمر لعین نے چھین لیے اور جب مین روئی تو مجھے طمانچے مارے
اے بابا اگر آپ نہین آسکتے تو میرے چچا عباس سے فرمائیے کہ وہ تشریف لائین اور
ور اس پیارے بھتیجی کو ظلم اشقیا سے بچائین اے بابا خیمون مین ناریون نے
لگادی ہے وہ جل رہے ہین ہم کدھر بھاگ کے جائین یقین ہے کہ تھوڑے دیر مین
ہم بھی اس آگ مین جلجائین الحاصل مومنین بقولے تین سال اور ایک روایت سے
برس اون حضرت کو وحی آتی رہی مگر حضرت نے اون کفار اشرار سے پوشیدہ رکھا
بکمال خوف اور ہراس مین بسر کی اور اس مابین مین کسی نے حضرت کا دین نہین اختیار

کیا مگر مردون مین جناب امیر علیہ السلام نے اور عورتون مین جناب خدیجہ کبریٰ نے الغرض
جب وہ حضرت خدا کے جانب سے مامور ہوے کہ باعلان تمام دعوت کرو ہمارے بندون کو
طرف دین برحق کے پس جب ایام حج مین مردم اطراف و جوانب جمع ہوے تو حضرت بنہار
صدق و صفا کوہ صفا پر رونق افروز ہوے اور خطاب کیا طرف انبوہ خاص و عام کے
کہ ایہا الناس آیا سنا تمنے مجھسے کبھی کوئی کلمہ دروغ یہ سنکر تمام حضار نے عرض کی کہ
حاشا و کلا نہین سنا ہمنے آپ سے کوئی دروغ سوائے کلام صدق التیام کے پس فرمایا
حضرت نے کہ اے جماعت سنو تم گوش دل سے کہ پہونچاتا ہون مین طرف تمہارے پیام
خدا کا کہ بھیجا ہے اوسنے مجھے طرف تمہارے واسطے رسالت کے ہر آئینہ طلب کرتا ہون
مین تمکو طرف دین برحق اور راہ راست کے جب زبان معجز بیان رسول انام سے یہ کلام
گوش زد خاص و عام ہوا اوسوقت سردار گروہ مشرکین اور سرخیل طایفہ منافقین یعنے
ابوجہل لعین نے مثل مار خشمگین کے پیچ و تاب کہا کر ایک پتھر دست نجس مین اوٹھایا
اور اوس پیشانی پرنور پر کہ جو آئینہ صورت نمائے معرفت سبحانی تھے اس زور سے لگایا
کہ جس کے صدمہ سے ملائکہ مقربین تھرائے اور آسمان چکر مین آگئے۔ ۵

عرش لرزید چو از سنگ ستم	جبہ احمد مختار شکست
عارضش گشت زخون چون گلگون	رنگ خورشید برخسار شکست
کرد بوجہل چو انکار سے جے	پشت اسلام ازین کار شکست

الحاصل اور لعینون نے بھی متابعت اوس شقی ازلی کی کی یعنے پتھر اوس گوہر
صدف رسالت پر مارے پس اوس روز سے مابین منافقین بیدین یہ امر قرار پایا کہ
جو شخص کلمۂ حق زبان پر لائے وہ سنگسار کیا جائے الیسا ہی کوفی مین جب مسلم ابن
عقیل المسیح امام جلیل فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ نے اہل کوفہ کو خط

جناب حیدر کرار سے بہر گئے اور چار طرف سے مسلم پر زرغہ کیا تو راوی کہتا ہے کہ اوس
شیر بیشۂ شجاعت نے بضرب شمشیر برق بار بہت سے نامردون کو داخل نار کیا۔ پس
مومنین اوس مظلوم پر بام خانہ سے پتہر اور تیر مارنا شروع کیے۔ راوی کہتا ہی کہ حضرت مسلم
پتہرون کے ضرب سی ایسا زخمی ہو گئے تھے کہ اگر تیر و تبر اور نیزہ و خنجر بہی نہ مارتے تو بہی وہ
جناب زندہ نہ بچتے فائز بدرجہ شہادت ہوتے اور مومنین نے لکہا ہی کہ روز عاشورہ
جناب سید الشہدا مظلوم کربلا جب اشقیا کو وعظ و پند فرماتے تھے تو وہ ملعون اون
حضرت پر بہی دور سے پتہر برساتے تھے اے محبان رسول مختار دو بار پیشانی نورانی
نبی کے سنگ جفا سے افگار ہوے ایک مرتبہ مکہ معظمہ مین کہ جسکا ذکر مومنین نے سنا
اور دوبارہ غزوۂ احد مین مگر مومنین بجز ایک اوس زخم پیشانی نورانی کے اور کوئی
زخم جسم اطہر پر نتہا اور تین دن کی بہوک اور پیاس بہی نہ تہی فکر اسیری عیال کا بہی
ملال دلپر نہ تہا مگر قربان جان شیعون کی مظلومی مظلوم کربلا پر کہ اوس جناب کے
جسم نازنین پر۔ سے

روایت است کہ بر پیکر شہ ذیجود		ہزار و نہصد و پنجاہ و یک جراحت بود

علاوہ اسکے مومنین او دہر اسیری اہلبیت کا خیال ادہر ہر فرزند نوجوان کے مرنے کا
ملال وہ تین دن کی بہوک اور پیاس ہجوم رنج والم نہ کوئی مونس نہ ہمدم چار طرف سے زرغہ
سپاہ دلمین درد لب پر آہ کبہی وہ اشقیا دور سے تیر برساتے تہے اور کبہی پتہر اور کبہی قریب
آکے نیزے لگاتے تہے اور کبہی خنجر کسی خودسر نے چوب دستی سر پر لگائی اور کسی سنگدل
نے بازو پر تلوار آزمائی کما قال الباقر علیہ السلام لقد قتل جدی الحسین بالسیف
والسنان و بالحجارة والعصا جیساکہ فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ہمارے

اور پتھر اور عصا کے ۵

غیر ممکن شرحِ حالِ کربلا		پھر بیان کرتا ہون حالِ مصطفیٰ

غرض مومنین جب جناب سید المرسلین سنگ زنی منافقین بیدین سے مجروح ہوئے حزین اور ملول روتے ہوئے طرف کوہ بوقبیس کے تشریف لیگئے۔ راوی کہتا ہی کہ اوس زمانہ مین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام گوکہ بہت کم سن تھے مگر یہ خبر وحشت اثر سنکے روتے ہوئے جناب خدیجہ کی خدمت مین گئے اور کہا کہ مین نے ابھی سُنا ہی کہ ابوجہل ملعون نے ربیع اور کفار اشرار کے حضرت کو پتھرون سے مجروح کیا تمام بدن زخمون سے چور ہی نہین معلوم کہ کس طرف تشریف لیگئے آؤ کچھ کہانا اور پانی لیکے چلین دیکھین کہ وہ حضرت کس حال مین ہین یہ سُنکے جناب خدیجہ روتی ہوئین جناب امیر علیہ السلام کے ہمراہ طرف کوہ بوقبیس کے روانہ ہوئین اور ادہر جبرئیل حکم رب جلیل سے حضرت کے پاس نازل ہوئے اور سلام اون حضرت پر کیا اور خدا کی جانب سے درود پہونچایا حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل دیکھو میرے خویش اور اقارب نے میرا یہ حال کیا اے جبرئیل جو دل کہ خلوتخانہ اسرار الٰہی تھا اوسے زخمی کیا اور وہ پیشانی کہ محل سجود واجب الوجود تھی اوسکو سنگ جفا سے توڑا پس جبرئیل یہ سنکر بہت روئے اور حضرت کو مثوبات الٰہی امیدوار کیا ناگاہ چند ملک اور خدا کی جانب سے نازل ہوئے اور خدمت بابرکت مین عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم خدا کی جانب سے مامور ہین کہ اسوقت جو آپ ارشاد فرمائین ہم اوسکو فی الفور بجالائین اگر ارشاد ہو تو ان کافرون کو واصل جہنم کرین حضرت نے اونکے جواب مین فرمایا کہ اے فرشتو مین ہر وقت راضی برضاے الٰہی ہون چہوڑ دو تم مجھکو درمیان مین ان کفار کے جو چاہین وہ میرے حق مین کرین یہ فرماکر سر طرف آسمان کے بلند کرکے عرض کی کہ یا ۵

...رحمت گشته ام مامور نے بہر غضب	عذر میخواہم اگر طغیان ظلم از سر گذشت
...الہا این زحق واماندگان در غفلت اند	چون نمیدانم که زحق میباید از اکثر گذشت
عذر میخواہم از جفا ہائے که بر سن کردہ ام	یا الٰہی خواہم از عصیان ایشان درگذشت

آہ آہ مومنین یاد آگیا مجھے اس مقام پر صبر کشتۂ تیغ جفا مظلوم کربلا کا لکھا ہو کہ جب وہ حضرت
بعد شہادت اقربا اور انصار کے تنہا رہگئے اور کفار نے چہار طرف سے اوس جناب پر نرغہ کیا
تو اون حضرت نے اتمام حجت کے لیئے آواز استغاثہ بلند کی کہ ہے کوئی ایسا اسوقت کہ جو فرزند
رسول کی مدد کرے تو اوسوقت جبریل اوس امام جلیل کے پاس آئے اور بعد بجا لانے تحیۃ کے
کہا کہ اے نائب رسول یہ خادم آپکا حاضر ہے اگر حکم ہو تو ابھی اس قوم جفا کار کو مثل قوم عاد
برباد کردون اور زمین کا تختہ اولٹ دون کہ یہ سب اہل ستم ابھی جہنم واصل ہون یہ سنکر حضرت
نے ارشاد کیا اے جبریل مین ان اشقیا پر اتمام حجت کرتا ہون ورنہ حسینؑ بجز خدا کے اور
کسی سے اعانت نہین چاہتا سوا اسکے اے جبرئیل گو کہ یہ سب مجھپر ظلم کرتے ہین مگر میرے
نانا کی امت ہین مین نہین چاہتا کہ میرے نانا کی امت برباد ہو اور ایک روایت مین ہے
کہ جب حضرت نے آواز استغاثہ بلند کی تو اوسوقت لاشہاے شہدا تا بسینہ اوٹھی آواز
دی کہ لبیک لبیک یعنے حاضر ہین یہ غلام آپکے جو حکم امام ہو اوسے بجا لائین مومنین
کیا وقت بیکسی اور تنہائی تھا مظلوم کربلا پر ایک راوی نے لکھا ہے کہ جب آواز استغاثہ
امام علیہ السلام خیمۂ اہلبیت مین پہونچے تو حضرت علی اصغر فرزند شیرخوار مظلوم کربلا کہ سن
اوس بچے کا چھ مہینے کا تھا اور شدت تشنگی سے جھولے مین بیہوش پڑا تھا صدای استغاثہ
سنکر اوس عالم بیہوشی مین چونک پڑا اور جھولے سے تڑپکر زمین پر گرا مومنین مقصود اوس
معصوم کا یہ تھا کہ اے بابا مین آپکی مدد کو حاضر ہون یہ حال اوس بچے کا دیکھکر اہلبیت
مین اک قیامت برپا ہوئی ہر بی بی باواز بلند فریاد و بکا کرنے لگی۔ المختصر جب جناب سوگند ا

درگاہ کبریا مین دعا کر چلے تو جبریل نے کہا کہ اے سالک راہ رضا جناب علی مرتضی اور حضرت خدیجہ کبری آپکی تلاش مین گریان اور نالان گھر سے آتی ہین آپ اونکو تشفی دین اونکے رونے سے ملائکہ بیتاب ہین یہ سنکر حضرت اونکے پاس گئے اور اونکی ساتھ دولتسرا مین تشریف لائے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوطالب اور حضرت حمزہ یہ دونون بزرگوار جناب رسول مختار کے کماینبغی حفاظت کرتے تھے اور مخالفین اون دو شیر نیستان شجاعت کے ڈر سے اون حضرت پر کسیطرح کی تعدی اور جفا نہ کر سکتے تھے - ایک دن جناب حمزہ شکار کو گئے تھے اور حضرت ابوطالب اپنی دنبیان چرانے گئے تھے پس ابوجہل نے جو اون دونون شیرون سے بیشہ کو خالی دیکھا مع ایک جماعت مشرکین کے مسجد الحرام مین آیا کہ وہ جناب اوسوقت وہان تشریف رکھتے تھے ایکبارہ وہ سب اشرار اوس برگزیدہ خدا پر گرے چونکہ اوسوقت اوس رسول کردگار کا وہان کوئی یار و مددگار نہ تھا ہ

یکی پیچید در گردن ردایش	یکی مجروح کرد از سنگ پایش
یکی زد لطمہ بر رخسارۂ پاک	یکی کردہ گریبان قبا چاک
یکی دستش بسوی خود کشیدہ	یکی دامان آنحضرت دریدہ
یکی مجروح از تیغ زبان کرد	یکی از ضرب دستی خستہ جان کرد

غرض اوس دریتیم نے جب اون سنگدلان لئیم کے ظلم سے نجات پائی تو مسجد الحرام سے بابدن مجروح نالان اور گریان طرف بیابان کے روانہ ہوے جب اون حضرت کے عم بزرگوار یعنی حمزہ نامدار شکار سے مراجعت کر کے طرف مکہ معظمہ کے آئے تو دروازے پر کنیز عبداللہ بن جدعان کو دیکھا کہ مانند ابر بہار زار زار رو رہی ہے حضرت حمزہ کا دل اوسکے رونے پر بھر آیا فرمایا کیون تو اسقدر روتی ہے کسنے تجہپر جفا کی وہ جاریہ یہ سنکر اور زیادہ روئی پھر بعد ضبط گریہ کے کہنے لگی کہ خدا کسیرا اٹکر کوئے بد نہ کرے کیا تو نہیں جانتے ہو اے حمزہ حال میرے رونے کا مین اوس یتیم کی مصیبت

...ہون جیسا کہ اس دنیا میں سوائے خدا کے کوئی یار اور آشنا نہین ہے جناب حمزہ

فرمایا اے جاریہ خدا کے لیے مفصل بیان کر کہ دلکو تاب ضبط نہین ہے وہ جاریہ

کہنے لگی کہ آپ تو سیر وشکار کی جانب مائل ہین اور اپنے یتیم بھتیجے سے غافل آج ابوجہل لعین

مع ایک گروہ بیدین کے اوسپر وہ ظلم وستم کیا کہ عرش خدا لرز گیا ۔ ۵

...کے دیکھو تو ذرا حال تم اوسکا ور	چوب اور سنگ سے زخمی ہے بدن سرتاسر
...یغ غم سے نہ چگونہ دلم دو نیم شود	کجا رواست چنان ظلم بر یتیم شود

حضرت حمزہ یہ حال سُنکر محزون اور ملول داخل خانہ ہوئے صفیہ کہ اون جناب کی زوجہ

تہین دیکھا کہ رو رہی ہین حمزہ نے جب سبب گریہ پوچھا تو وہ اور زیادہ رونے لگین اور

بعد گریہ وزاری کے کہا اے حمزہ خوب تم اپنے بھتیجے یتیم کی حفاظت کرتی ہو آج ابوجہل بیحیا

نے ساتھ ایک گروہ اشقیا کے اوس یتیم پر ایسا ستم کیا کہ تمام چہرۂ نورانی لہو سے بھر گیا حمزہ

سُنکر نہایت غمگین ہوئے اور باوصف اسکے کہ نہایت گرسنہ اور تشنہ تہی مگر اوسیوقت

اوس یتیم جگر پاش کے تلاش مین طرف کوہ قبیس کے روانہ ہوئے جب قریب اون

حضرت کے پہونچے کہا السلام علیک یا ابن اخی کیف حالاک حضرت نے جواب مین باواز محزون

کہا کہ اے عم بزرگوار کیا پوچھتے ہو بس مجھکو میرے حال پر رہنے دو حمزہ نے اون حضرت

کو بہت تشفی دی اور نہایت دلجوئی کے بعد اوس بیحیا کی تلاش مین چلے دیکھا

کہ ایک مقام پر وہ بد انجام مجمع قریش مین بیٹھا ہے حضرت حمزہ کے ہاتھ مین ایک کمان تھی

اوس سے اوس بے ایمان کو ایسا مارا کہ وہ کمان ٹکرے ٹکرے ہو گئی اور فرمایا کہ او بیحیا اگر پہر

بردیگر میرے برادرزادے کی نسبت کوئی بے ادبی کی تو بشمشیر آبدار تجھکو داخل نار کردونگا مومنین

یہ عم بزرگوار نے اپنے برادرزادے کی حمایت کی ۔ ایک تو حمزہ نے اور دوسرے مظلوم کربلا جناب

سید الشہدا نے ... آوی ... کربلا مین جب قاسم ابن حسنؑ نے اپنے عم بزرگوار کو آواز دی

کہ یا عماہ ادرکنے حضرات جب یہ آواز مظلوم کربلا نے سنی عمامہ سر اطہر سے زمین پر پھینکدیا اور ذوالفقار
حیدر کرار کھینچکر مانند شیر غضبناک فوج نابکار پر حملہ کیا اور پہلے قاتل قاسم کو ڈھونڈھکر قتل
مگر اوس جنگ وجدال مین حضرت قاسم کی لاش گھوڑون سے پامال ہوگئی جب وہ سب
فرزند حیدر کرار کے سامنے سے بھاگ گئے پس حضرت اپنے برادر زادے کے بالین سر آئے
تو دیکھا کہ جسم نازنین اوس فدیۂ راہ خدا کا گھوڑون کے ٹاپون سے پامال ہوگیا ہے
جناب اوس اپنے فرزند خوشجمال کا یہ حال دیکھکر ذوالجناح سے اُترے اور اوس ٹکڑے
پارہ سے لپٹ کے بہت روئے اور اوس جسد پاش پاش کو ایک ردا مین باندھکر خیمہ
مین لائے اور مضمون ان اشعار جگر خراش کا زبان پر جاری فرمایا۔

سرو باغ حسن امروز در افتاد ز پائے — وقت بیتابی دلہاے پریشان آمد
[illegible] برباد گلستان حیات قاسم — داد بیداد کزین غم بلبم جان آمد
از ازل آہ بخوان غم و محنت گویا — قسمت آل نبی دیدۂ گریان آمد

المختصر حمزہ اوس ملعون کی تنبیہ قرار واقعی کرکے اپنے برادر زادہ عالیقدر کو گھر مین لائے

مجلس دوسری بیان وقایع عام الحزن اور جو کہ بسبب ارتحال حضرت خدیجہ کے رسول ذوالجلال کو ملال ہوا

دوستان در جوی آب دیدہ کردم شست و شو — تا شوم از شہر یثرب سوے بطحا باد فر
بر مزار با در زہرا روان سازم ز اشک — دجلۂ جاری کہ پیش او نماید بحر
بر کسی گریم کہ غیر از دخترش مانند وے — کس ندارد از زنان در درگہ حق آبرو
بر کسی گریم کہ روز ماتم وے مصطفےٰ — کرد جاری از برائش آب چشم تر
بر کسی گریم کہ [illegible] مصطفےٰ — در جمال [illegible] و معنی بنود [illegible]

بود مریم دخترش را مہد جنبانش بکاخ | بود عیسی شوہرش را محفل آرائی بکو

حضرات مومنین پر مخفی نہ رہے کہ جملہ مصائب عظیمہ سے کہ جناب رسولخدا پر مکہ معظمہ مین گذرے
سانحہ عام الحزن تھا کہ اوس سال مین جناب ابوطالب اور جناب خدیجۂ کبری کی وفات
پائی فی الحقیقت ماتم ایسے مونس باوفا کا کہ جسکے ساتھ برسون بلطف و محبت لبسر کرے
سب ماتمون سے سخت تر ہوتا ہی ۔ راوی نے لکھا ہے کہ جناب خدیجۃ الکبری بنت خویلد
بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب کی ہین کہ نسب اونکا بہ نسب جناب سید الانبیا
صلے اللہ علیہ وآلہ متصل ہے اور کنیت خدیجہ کی اُمّ ہند تھی اور مادر جناب خدیجہ کی فاطمہ
بنت بنی عامر بن بنی لومی ہین کہ وہ بھی اجداد حضرت مین داخل ہین اور قبل اسکے
کہ حضرت کے نکاح مین آوین عتیق بن عائذ مخزومی کے عقد مین تھین اونسے ایک بیٹی
تھی اور ایک بیٹا اور وہ معظمہ درمیان قریش کے نہایت مالدار تھین اور حسن و جمال
اور مراتب و جاہ مین محسود خواتین عرب راوی کہتا ہے کہ اسی ہزار فقط شتر باردار تھے
اور اکثر سروران روزگار اون مخدومہ کے مہتمم کار تھے اور ہمیشہ اون معظمہ کے مجلس مین
مجمع علما اور دانایان روزگار رہتا تھا الغرض بعد وفات شوہر اول کے اونکی خواستگاری
کی ابو ہالہ تیمی نے مگر اون معظمہ نے قبول نکیا اور سبب انکار کا یہ تھا کہ بعد مرنے عتیق
بن عائذ کے ایک روز خواب مین دیکھا تھا کہ میرے مکان مین آسمان سے ماہ اوترا اوسکے
روشنی اوسکی چار طرف منتشر ہوئی اور کوئی جگہ مکہ معظمہ مین ایسی نہ تھی کہ اوس کے نور سے
منور نہوئی ہو جبکہ خواب سے بیدار ہوئین تو اپنے عموزادے ورقہ بن نوفل سے کہ علم
تعبیر خواب مین اوسکو مہارت کامل تھی اوس خواب کو بیان کیا اوس مرد کامل نے کہا
کہ پیمبر آخر الزمان تم[illegible] شوہر ہونگے پوچھا کہ وہ جناب کس قریہ کے لوگون سے ہونگے

کس نسل سے اونسی کہا کہ بنی ہاشم سے جبکہ یہ خوشخبری اوس مرد معتبر سے سُنی تو وہ محذورہ شاد ہوئین اور قید فکر مُزاوجت دیگر مردم سے آزاد آخرکار بہ رہبری طالع بیدار عقد رسول مختار مین آئین ۔ ۵

نہ تنہا از سلیمان حاجت بلقیس شد حاصل		خدیجہ ہم رسید از وصل پیغمبر بکام دل
طریق جہد را پیمودہ ان از سعی بی پایان		زلیخا سان کہ یوسف را نمود آخر بخود مائل

تفصیل اس اجمال کی راوی معتبر یون لکھتا ہے کہ جب وہ زمانہ آیا کہ صحبت جناب سرور سے مشرف ہون تو مجلس مزاوجت مین حضرت عباس اور حضرت حمزہ اور ابو طالب اعمام حضرت خیر الانام اور بعضے اکابر اور اعیان قریش حاضر تھے اور ابو جہل لعین بھی شریک محفل تھا اس بیحیا نے چاہا کہ کوئی کلمہ خلاف موقع زبان زبانہ نشان سے نکالے لیکن حمزہ نے اوسکا ہاتھ پکڑکے اس زور سے دبایا کہ اوسکے ناخنون سے خون نکل آیا پس ابو طالب نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے جماعت آگاہ ہو کہ مین نے خدیجہ دختر خویلد کو عقد مین اپنے برادر زادہ محمد بن عبد اللہ کے بمہر چار سو دینار کے دیا پس عمران بن اسد عم خدیجہ کبری نے بوکالت خدیجہ کہا کہ راضی ہون مین بمواصلت محمد بن عبد اللہ بمہر معینہ پس خدیجہ کبری نے اپنی کنیزون سے فرمایا کہ دف بجاؤ اور خوشی کرو اور حضرت نے اپنے عم ابو طالب سے فرمایا کہ اے عم نامور چند شتر ہمارے مال سے نحر کرکے اہل مکہ کی دعوت کیجئے چنانچہ حضرت ابو طالب فرمودہ رسول مقبول کو بجا لائے یعنی چند اونٹ نحر کرکے کھانا تیار کیا گیا اور اہل مکہ کی دعوت کی پس اون سب نے برغبت تمام کھانا کھایا اور اپنے گھرون کو چلے گئے ۔ مومنین اوسی شب کو اسرار الطیبات للطیبین کے ظاہر ہوئے ۔ ۵

بران زہرہ آسمان عفاف		چو شد خاتم انبیا مشتری

نخواهم ازین هر دو راکے روست	زلیخا یکے یوسف آن دیگرے
حدیث سلیمان و بلقیس را	فلک زد دگر مهر انگشترے
نگویم ز هاجر سخن وز خلیل	که خلعت ازان بود زین هاجرے
نبی الورا سید المرسلین	که بروی شده ختم پیغمبرے
ز وصف خدیجه همین بس که شد	بخیر البشر لایق همسرے

اے شیعیان جناب امیر المومنین اگر ذرا غور کرو تمام عالم مین ابتداے آدمؑ سے
اسوقت تک یہی دستور ہے خصوصاً عرب مین کہ روز عقد خوشی کرتے ہین اور دف بجاتے ہین
جیسا کہ ذکر ہوا کہ کنیزان خدیجہ نے خوشی کی اور دف بجایا ہے اور جناب ابوطالب عم رسول
نے بھی مسرت کی اور اہل مکہ کی دعوت کی مگر قربان جاؤن زایر سے عروسی حضرت قاسم پر

بسر دوش صغیر پر تیر بود	همه تشنه شش ز آب شمشیر بود
درآندم سوے بزم عیش و سرور	سرگشتگان بود نگران ز دور
ملایک سر از غرفهاے جنان	برون کرده باصد نوا و فغان
نمودند یک بحسرت نگاه	تماشاے آن بزم و ان رزمگاه
یکے بهر داماد رخ سندروس	یکے گفت گردد اسیر این عروس

آہ آہ مومنین عروسی قاسم مین عوض کہانے اور شربت کے اہلحرم فرط رنج و الم سے
لخت جگر کہاتے تھے اور خون دل پیتے تھے بھوک اور پیاس کی یہ شدت تھی کہ غش
پر غش آتے تھے اور رسوم دف زنی کے عوض مین بیبیان اہلحرم مین سینہ زنی کی دھوم
تھی کوئی ناشاد نوشاہ کی نامرادی پر روتی تھے اور کوئی بی بی دولھن کی کمسنی کے بیوہ
ہونے پر جان کھوتے تھے آہ آہ مومنین دولھن حنا کے بدلے کف افسوس ملتے تھے
... لکھتے تھے تو فاطمہ عروسی اوس

ناشاد کے دلبر چھوپے چلتے تھے مومنین نے سُنا کہ حضرت ابو طالبؑ نے تو اپنے بھتیجے کی عروسی میں اہل مکہ کی دعوت کی اور طرح طرح کے کھانے کھلائے اور شربت پلایا مگر جناب مظلوم نے اپنے بھتیجے کی عروسی میں خود دو دن سے بے آب و غذا تھے مہمانوں کو کہاں سے کھلاتے قربان جان زائر کی تشنگی مظلوم کربلا پر چنانچہ شمر سے روایت ہے کہ ہنگام ذبح میں نے دیکھا کہ لب مبارک حضرت کے ہلتے ہیں وہ شقی سمجھا کہ وہ جناب اوس لعین کو بد دعا دیتے ہیں جب وہ بیحیا اپنا کان قریب لب مبارک کے لیگیا تو سُنا اوس شقی نے کہ وہ جناب آہستہ فرماتے ہیں کہ اے شمر اگر تو میرے قتل کا مصمم ارادہ رکھتا ہے تو پہلے مجھے تھوڑا پانی پلادے کہ گلا میرا اسقدر خشک ہے کہ اگر تو پانی نہ دیگا تو خنجر تیرا چلنے میں رکیگا حضرات ایک راوی معتبر نے لکھا ہے کہ اون حضرت نے وصیت بھی کی تھی اپنے فرزند دلبند امام زین العابدین علیہ السلام سے کہ اے بیٹا جب تم مدینہ میں پہونچنا تو ہمارے دوستوں سے کہدینا کہ جب موسم گرما میں آب سرد پئیں تو اس تشنہ لب کی پیاس بھی یاد کریں المختصر

بازای محنت کشان درد و غم	لیکنم حال خدیجہ را رقم
خانهٔ ختم الرسل معمور شد	القصال نور حق با نور شد
مشتری با زہرہ آمد ہمنشین	مہر و مہ گردید در یکجا قرین

راوی کہتا ہے کہ جناب خدیجۂ کبریٰ میں دس خصلتیں تھیں کہ وہ کسی اور زوجۂ رسول میں نہ تھیں اول یہ کہ جب تک وہ جناب زندہ رہیں حضرت نے دوسرا نکاح نہیں کیا دوسرے حضرت مکرر اون معظمہ کے نزدیک تشریف لیجاتے تھے تیسرے عورتوں میں سب سے پہلے وہ معظمہ اسلام لائیں۔ چوتھے جبرئیل علیہ السلام نے اون معظمہ کو ام المومنین کہا۔ پانچویں تاحیات کسی امر میں جناب رسولخدا صلعم کو آزردہ نہیں کیا۔ چھٹے اولاد اون حضرت کی کیا دختر

[illegible]

[illegible] ہی ہوتا ہے کہ یہ اون جناب کے اعظم خصایص
مین سے ہی- آٹھوین یہ کہ تمامی اموال اور اثقال اپنا راہ خدا ورسول مین صرف کیا
چنانچہ معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ ایک سال مکہ معظمہ مین قحط عظیم واقع ہوا پس تمامی
اہل مکہ خدمت مین اون حضرت کے حاضر ہوے اور حال اپنی عسرت کا عرض کیا حضرت
یہ سُنکر غمگین اور ملول خانۂ خدیجۃ الکبریٰ مین تشریف لائے اون مخدومہ نے عرض کی کہ
یا رسول اللہ آپکے چہرہ مبارک سے آثار غم وملال کے ظاہر ہین جلد اس کنیز سے سبب ملال ارشاد
ہو حضرت صلعم نے فرمایا اے خدیجہ زمانہ قحط سالی کا ہے بندگان خدا شدت گرسنگی سے بیقرار
ہین اور پریشانی عسرت مین گرفتار اگر ان بندگان خدا کی دستگیری کرون تو تمہارے مال
کے تلف ہونے کا ڈر ہے اور جو انکی دستگیری سے دست بردار ہو جاؤن تو اوسمین عتاب خدا
کا خطرہ ہے پس اون مخدومۂ عالم نے جب یہ سُنا تو اپنی کنیزون کو حکم دیا کہ جسقدر زر سرخ
ہمارے یہان ہو کل نکال کے یہان جمع کرو پس بموجب حکم کے کنیزون نے کل مال لاکر
وہان جمع کر دیا- راوی کہتا ہے کہ اسقدر مال وہان جمع ہوا کہ مین جسطرف بیٹھا تھا وہان سے
دوسرے طرف کے آدمی نظر نہ آتے تھے الغرض جبکہ سب مال جمع ہو گیا تو اون معظمہ نے
باآواز بلند کہا کہ ایہا الناس تم گواہ رہنا کہ تمام یہ مال حق اور ملک رسول ذوالجلال ہے
یہ کہکے وہ سب مال راہ خدا ورسول مین فقرا اور مساکین پر تقسیم کر دیا پس تونگری اون مخدومہ
کی متبدل بگدائی ہوئی اور لباس دیبا مُبدّل بپوست گوسپند اور بوریا اور لیف خرما ہوا
نوین یہ کہ وہ حضرت اونکو بہترین زنان عالم فرماتے تھے اور دسوین یہ کہ منتہاے درجہ
وہ حضرت اونکو دوست رکھتے تھے ہمیشہ اونکے لیے دعا مغفرت کی فرماتے تھے چنانچہ حضرت
امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے فرماتے تھے کہ جسوقت نام اون معظمہ کا کوئی حضرت
کے سامنے لیتا تھا تو حضرت بے اختیار روتے تھے اگر [illegible] عائشہ دختر خلیفہ اول نے

گستاخانہ حضرت سے عرض کی کہ یارسول اللہ آپ کیون ایک زن پیر قریشیہ سرخ روکو اکثر
یاد کیا کرتے ہین حالانکہ خدانے آپ کو اوس سے بہتر بی بی عطا کی حضرت نے جب یہ کلام
عائیشہ کا سُنا تو رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہوگیا اور بہایت برہم ہو کر فرمایا کہ اسے عائیشہ
تجھکو کیا قدرت ہی کہ تو نام اوس مخدرۂ صالحہ کا زبان پر لائے کیونکر نہ یاد کرون مین
بعد مرنے کے اوسکو کہ جسنے تصدیق کی میری اوس زمانے مین کہ اور لوگ میری تکذیب
کرتے تھے اور ایمان لائے اوس ایام مین کہ جب اور سب کافر تھے اور پیدا ہوئی اوسکے
شکم سے وہ دختر نیک اختر کہ جو فخر مریم و حوا ہے اور تم سب عقیمہ ہو اسکے ماورا اوسنے
ہمیشہ مجھے خوش رکھا اور کبھی مجھکو آزردہ نہین کیا اور صرف کیا خدا کی راہ مین اور میری
دوستی مین مال و زر اپنا اور نہین پھیرا کبھی میری اطاعت سے سر مو سر اپنا اور کہان ہے
کوئی عورت زمانے مین بہتر خدیجہ کبرا سے اور کہان ہی روے زمین پر کوئی بہتر کنیت مین ادسکی

دختر زہرا سے

عاقد شرع بنام نمش از روز الست	عقد ان گوہر دریای حیا آچون است
گفت انیست کہ بیخ شجر کفر زپا	فگند چون رسد ش تیشہ اسلام بدست
آنکہ اندر رہ اسلام چو خواندم اورا	رو بتصدیق مرا کرد و دلم را نشکست
از زنان بود خدیجہ کہ مرا لحق شد	چون علی کز ہمہ کس اوبمن از جان پیوست
نامش آرم بزبان تا کہ حیاتم باقیست	زار گریم بغمش تا کہ بہ تن جانم ہست
مہربانیست کہ او خاطر من رنجہ نخواست	ہمزبانیست کہ او خاطر من ہیچ نخست
آسمانیست کہ بر روی زمین ہر ازاد	آفتابیست کہ در واس او زہرہ نشست

منقول ہے کہ جب خدیجہ خاتون نے تمام مال اپنا راہ خدا مین صرف کیا اور نوبت فقر و فاقے
کی پہونچی تو زنان قریش اور خواتین عرب نے اوس عفیفہ کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کی

[illegible]

بجا لاتے تھے تو تمام اجبت اون حضرت کے دختر غمخوار فاطمہ زہرا دلجوئی مادر بزرگوار مین مصروف رہتی تھی

ابیات

خدیجہ داد چو از کف اساس دنیا را — بہ بین عطای خدائے علی اعلیٰ را
کہ داد در عوض چند دانہ زخرف — با ویگانہ دُرکان فضل زہرا را
کہ تا بخانہ انیس و جلیس او گردد — کند ز خاطر او محو زنگ غمہا را

القصہ جب پیمانہ عمر جناب خدیجہ لبریز ہوا یعنے وہ مخدومہ مرض صعب مرگ مین مبتلا ہوئین حضرت رسول اوس مخدومۂ مقبول کے بالین پر تشریف لائے اور سر اونکا کمال محبت سے اپنے زانوے مبارک پر رکھا اوسوقت اون معظمہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ۔ ابیات

ای خسرو ملک وجود اے پیشوائے مردوزن — اینک نمودہ رو بمن روز وداع جان و تن
زین وادی پر شور و شر باشد مرا میل سفر — در آن سرا گیرم مقر زینجا کنم ترک وطن
داغ فراقت بر جگر سودای دیدارت بسر — تو در غم زاری اگر چون سازم از ہجر تو من

یا رسول اللہ آپکی محبت مین مین نے عزیز اور اقارب کو چھوڑا زر اور دولت سے منھ موڑا آپکے بدولت دولت ایمان ہاتھ آئی آپکی مواصلت سے کونین کی عزت پائی امیدوار ہون کہ اب اسوقت مجھکو سفر دور و دراز درپیش ہے اور دل پیر انم بے توشگی راہ سے پریشان ہے مجھپر رحمت کی نظر کیجئے اور مجھے کوئی زاد راہ دیجئے۔ ابیات ملا رحمۃ اللہ علیہ

زرنجہاے دگر دارم تب غم بیشتر امشب — وصیت میکنم میباش از من باخبر امشب
اگر امشب شب مرگ خدیجہ نیست ای یاران — نہان بہر چہ دارید آستین بر چشم تر امشب
ببالینم نشین و نہ سرم را بر سر زانو — کہ تا گویم یکدم راز دل با یکدگر امشب

جناب رسول اس کلام حسرت آمیز مادر بتول سے بہت روئے اور فرمایا کہ ای یار وفادار

واے انیس غمخوار نہایت مجھپر دشوار ہے کہ مین تمکو اس حال سے دیکھون مگر اس امر
تمھاری مفارقت سی مشیت خالق ارض وسما مین کوئی مصلحت ہی اور پھر رو کر فرمایا کہ
خدیجہ تمنے میرے یہان آکے انواع اقسام کی تکلیف اوٹھائی کسیطرح کی راحت نہ پائی
مین چاہتا ہون کہ مجھے معاف کرو حضرت خدیجہ نے کہا کہ یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہین
مجھ ادنی کنیز سے بلکہ مین امیدوار عفو جرائم ہون کہ آپ کو حق سبحانہ تعالی نے شافع المذنبین
فرمایا ہے اور دیوان حشر کا مالک و مختار بنایا ہے ابیات

آتش تپ زده برخرمن عمرم شررے	نخل جانرا بجز از مرگ نباشد ثمرے
وقت آن شد که قفس بشکند انگاه زند	طائر روح سوے ملک بقا بال و پرے
آرزوئیست مرا آنکه پس از مرگ کنی	بر سر تربیت من از سر احسان گذرے
کن بہر حال تو با فاطمہ لطفے بحد	زانکه غمخوار ندارد بجز از تو دگرے
مادرے نیست چو اورا که پرستار شود	تو پرستار بوی باش بشام و سحرے
گو که سوزد دلم از آتش تنهائی او	لیک دارم نه غمی زانکه تو هستی پدرے
آتش افتاده بجانم ز غمش میسوزم	که به پہلوش پس از تو بزند در عمرے

یا رسول اللہ مین نے آپکی زبان مبارک سے اکثر سنا ہے کہ فاطمہ میرے دشمنون کے
ہاتھ سے بہت اذیت پائیگی اس خیال سے دل میرا جلتا ہے اور کوئی غم مجھکو نہین ہے
الا آپکی مفارقت اور اوسکی تنہائی کا پس امیدوار ہون کہ بعد میرے ہر امر مین اوسکی
دلجوئی فرمایا کیجئے گا اور میری قبر پر تشریف لایا کیجئے گا فاطمہ کو آپکے سپرد کرتی ہون اور
آپ کو خدا کے ابیات

در ظلمت آباد لحد گردید چون ماوای من	مگذار کافتد از صفا ان گوہر یکتای من
تو مہر و زہرا ماہ تو حسنش زمہ بردہ گرو	او از تو خواہد کسب ضو ای مہر روشن رای من

چون در ستم گریان شود با شیعین ترمت … کن پاک اشک معذرت ز صورت عذرای من

طفل بهشتی خوی من مانوس باشد با پری … کے آتش بیگیر دہ دیوان بسیہ حور لای من

ای باغبان در جای من چون گل بگلی پرورے … از باغ خود بیرون مکن این بلبل شیدای من

بستانی همسری از بهر آن والا درے … اعلی که باشد از علی در خلق ای آقای من

من خفته در زیر لحد گو چون کنم با خصم بد … روزے که او در بر زند بر پهلوی زهرای من

حضرات جناب رسولخدا وصیت جناب خدیجہ کبری سنکر بہت روئے اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو زہرا کی جانب سے کہ وہ گوہر یکتا حبیبہ خدا اور روشنائی چشم مصطفے ہی جسنے اوسکو آزار دیا اوسنے مجھکو اور خدا کو آزار دیا۔ کیون سو سنو مؤمنین تمنے وصیت حضرت خدیجہ کی جناب فاطمہ کے بارہ مین۔ راوی کہتا ہی کہ جبتک کہ حضرت زندہ رہی کبھی غبار رنج وغم جناب فاطمہ کے آئینہ دل پر نہین آنے دیا مگر آہ آہ بعد وفات اون حضرت کے ناریون نے گہر اوس معصومہ کا آتش ظلم سے جلایا دروازہ پہلو پر گرایا اسپر بہی اکتفا نہ کی بازو پر دُرّہ مارا افسوس کیا ہوا ہوگا حال اوسوقت قبر مین جناب رسولخدا اور خدیجہ کبریٰ کا کہ جسوقت وہ معصومہ باچشم خونبار نالان وبیقرار فرماتی تہین کہ اے بابا کہان ہو آکے حال اپنی بیٹے کا دیکھو کہ آپکی امت نے کیا حال میرا بنایا ہے اے بابا کیا ہی جو اسوقت سفارش اپنی پیارے بیٹی کے لیے اس امت جفاکار سے نہین کرتے کہ اس غمزدے کو نہ ستاؤ ظلم سے باز آؤ کہ یہ تہوڑے دنون اور تمہارے مہمان ہی۔ راوی کہتا ہے کہ جناب سیدہ کے بیان سے در و دیوار ہلتی تہی اور جناب علی ابن ابیطالب بہی اونکے بیان پر زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے کہ ای فاطمہ صبر کرو ہر حال مین راضی برضائے الٰہی رہو ایسا نہو کہ تمہارے رونے سے امت رسولؐ پر غضب الٰہی نازل ہو۔ مومنین جسطرح سے کہ جناب خدیجہ کبریٰ نے جناب رسولخداؐ سے جناب فاطمہؑ کے لیے سفارش کی تہی اوسیطرح جناب فاطمہ نے جناب زینب اور ام کلثوم کے بارہ مین

امیر المومنین سے وصیت کی تھی راوی نے لکھا ہے کہ جب اوس معصومہ کی وفات کا دن
تو جناب فاطمہؑ نے جناب امیر علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا عرض کی کہ یا علی آج دن میری
کا ہے آج مین آپ سے جدا ہوتی ہون پس چند وصیتین مین آپ سے کرتی ہون اونکو
سن لیجئے اول تو یہ کہ مین آپ سے امیدوار عفو خطا کی ہون کہ اگر کوئی امر آپکے خلاف مجھ
وقوع مین آیا ہو تو اوسے معاف کیجئے حضرت یہ سنکے بہت روئے اور فرمایا کہ اے فاطمہ
تم جرم و خطا سے پاک ہو اور تمنے میری بڑی اطاعت کی اور ہمیشہ جو کام کیا وہ میری مرضی
موافق کیا بلکہ اے فاطمہ تم مجھے معاف کرو کہ مین تمسے نہایت نادم ہون کیونکہ جسدن سے
میرے گھر مین آئین اکثر اوقات فاقے کئے انواع انواع کی تکلیفین اوٹھائین مگر کبھی حرف
شکایت زبان پر نہ لائین واللہ اے فاطمہ علی پر نہایت شاق ہے فرقت تمہاری مگر کیا کرون
مجبور ہون جو مصلحت باری - یہ کہکے حضرت مثل ابر نوبہار کے رونے لگے دوبارہ جناب فاطمہ
عرض کی کہ یا ابو الحسن دوسری وصیت میری یہ ہے کہ حسنینؑ کو مین آپکے سپرد کرتی ہون آپ
خوب روشن ہے کہ جس محنت سے مین نے انکی پرورش کی ہے راتون کو جاگی دن کو چکی پیسی
اپنے اوپر تکلیف اوٹھائی مگر انکی تکلیف نہین گوارا کی خصوصاً حسین کہ یہ نہایت نازک مزاج
اسکا رونا میرے اوپر بہت شاق ہے اسکی دل شکنی کا آپکو ہر وقت خیال رہے بعد میرے
اسکی نہایت تشفی کیجیے گا اسکو میرے غم مین نہ رونے دیجئیگا کہ اسکے رونے سے قبر مین میری
روح بےچین ہوگی اور میرے دونو بیٹیان زینب اور ام کلثوم کہ یہ دونون رونے والی میرے
حسین کی ہین انکو ظالمون کے شر سے بچائیگا انکی حفاظت مین توجہ بلیغ فرمائیگا کہان تھین
جناب سیدہ روز عاشورہ کہ جو دیکھتین حال اپنے فرزند کا کہ اوسے حسین کو کہ جسکا رونا اوس مخدومہ
عالم کے دل پر شاق تھا شامیون نے رولا رولا کر شہید کیا چنانچہ وہ حضرت خود فرماتے ہین کہ مین
کشتۂ گریہ ہون نہ لیگا نام میرا کوئی مومن مگر آنسو اوسکی آنکھ سے جاری ہون اور اوٹھین زینبؑ

وکلثوم کا کہ جنکے حفاظت کے لیے جناب فاطمہؑ نے جناب امیر علیہ السلام سے وصیت کی تھی اونکا

یہ حال تھا کہ ؎

شامیان بستند بازو زینب وکلثوم را		ای فلک آن ابتدا این انتہای اہلبیتؑ

لکھا ہے کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام اہل کوفہ نے دختران فاطمہ کو اسیر کیا
اور بے مقنع وردا شہرون مین تشہیر کیا بھائی کے لاش پر رونے نہ دیا پشت مبارک پر درے
لگائے بازو مین رسی باندھکر پیش یزید پلید سر دربار لائے مومنین اک ذرا احوال
پُرملال جناب سیدہ پر بچشم انصاف نظر کرین کہ کیا کیا ظلم اس امت جفاکار کے ہاتھ سے
اوٹھائے اگرچہ دوستی اور حمایت رسول مین جناب خدیجہ نے بڑی مصیبت دیکھی اور رنج و
الم مین مبتلا رہین مگر مثل جناب سیدہ کے گھر اونکا کسی نے آگ سے نہین جلایا کسی ظالم نے
اونکے بازو پر دُرّہ نہین لگایا کبھی گھر سے باہر بحالت مضطر نہین نکلین کسی نے اونکا حق
غصب نہین کیا اونکا کوئی فرزند مثل محسن کے شکم مین نہین شہید ہوا پہلو پر اونکے
دروازہ نہین گرا۔ فرماتی تھین کہ اگر یہ مصائب دنون پر پڑتے تو مثل شب تار کے سیاہ
ہوجاتے حضرات اگرچہ جناب فاطمہؑ نے بڑے رنج وغم سہے لیکن نہ مثل زینب وکلثوم کے
یعنے جناب سیدہ کا کوئی بھائی اونکے آنکھون کے سامنے نہین شہید ہوا علی اکبر سا بھتیجا
ہمشکل مصطفےٰ کے سینہ پر برچھی نہین لگی اٹھارہ عزیزون کے لاشے ایک دن مین اونکی نگاہ
سے نہین گذرے فقط اونکے بازو پر دُرّہ لگا لیکن مثل زینب وکلثوم کے اونکے شانون مین
رسّی نہین باندھی گئی ننگے سر شہرون مین تشہیر نہین کی گئین فوج ستم مین قید نہین ہوئین
الحاصل جناب خدیجہ نے پھر عرض کی کہ یارسول اللہ ایک وصیت اور مین آپ سے عرض
کیا چاہتی ہون مگر بالمشافہہ اوسکے عرض کرنے مین مجھے حجاب آتا ہے لہذا آپ میرے پارہ جگر فاطمہ
کو میرے پاس چھوڑ دین کہ اوسکی زبانی عرض کرونگی حضرت یہ سنکر وہان سے علیحدہ تشریف لے

[illegible] اور جناب سیدہ کو [illegible] پس جناب سیدہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت مین حاضر
ہوئین تو اون مخدومہ نے اوس اپنی نور چشم کو آغوش مین لیا اور کہا کہ اے پارہ جگر مجھکو
تمہارے پدر کی ناداری کی وجہ سے خود کہتے ہوے شرم آتی ہے لہذا تم جا کے میری جانب
سے عرض کرو کہ مین فشار قبر سے نہایت ڈرتی ہون لہذا مین چاہتی ہون کہ جس ردا کو
کہ وقت نزول وحی کے آپ اپنی سر مبارک پر ڈالتے ہین مجھے عنایت فرمائین تا کہ مین اوس
ردا کو اپنا کفن کرون اور اوسکی برکت سے فشار قبر سے محفوظ رہون اور مجھے یقین کامل ہے
کہ خدائے کریم اوس ردا کی برکت سے میرے گناہون سے درگذر فرمائیگا اور فشار قبر اور عذاب
سے اوسکے بچائیگا پس جناب فاطمہ یہ سُنکے روتی ہوئین اپنے باپ کی خدمت مین تشریف لیگئین
اور پیام اپنے مادر کا عرض کیا حضرت یہ سنکے آبدیدہ ہوے اور باآواز حزین فرمایا کہ اے نور چشم
مین نے تمام متاع و مال تمہاری مان کا صرف کیا اور کبھی اونہون نے اپنا مال مجھسے عزیز نہین
کیا یہ ردا کیا قیمت رکھتی ہے کہ مین جسکے دینے مین مضایقہ کرون پس وہ ردا حضرت نے فاطمہ
کو دی کہ اسے اپنی مان کے پاس لیجاؤ پس جناب فاطمہ وہ ردا لیکر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت
مین آئین وہ مخدومہ اوسے دیکھکر نہایت شاد ہوئین ۔ ابیات

خدیجہ از وصول آن ردا بسیار خوشدل شد — کہ ناگہ بر زمین از آسمان جبرئیل نازل شد
حریرے داشت با خود از برائے جفت پیغمبر — چنان گفتہ پس از لعت و درود و حمد کای سرور
خداوند زمین و آسمان گوید بگیر این را — بپوشش اے خسر دین در حریر اندام شیرین را
بگو بیباش دل شاد و بپوشانش تو بر پیکر — نباشد از فشار قبر خوفت ذرہ تا محشر
بگو نبت خویلد را بگیر این ردا ور کن — بگو یا زآن ردا را زینت دوش محمد کن

افسوس صد افسوس فدا جان زائر کی کہان تھی بروز عاشورہ جناب رسولخدا کہ دیکھتے حال

نا نہ تھا کہ جو تن پاش پاش پر ایک ردا ڈال دیتا کیون مومنو اگر جناب ختم المرسلین اوس
تن نازنین کو دھوپ مین بروے زمین دیکھتے تو کیا اپنی ردا نہ اوڑھاتے اور اوس جسم پارہ پارہ
و دھوپ سے نہ بچاتے واللہ بے اختیار اوس لاش سے لپٹ جاتے اور اپنے دامن مین
چھپاتے الغرض جناب رسالتمآب نے پیام خدا حضرت خدیجہ کبریٰ سے بیان کیا اور اوس
تحریر کو دکھایا راوی کہتا ہے کہ جسوقت یہ خوشخبری حضرت سے سُنی روح اون معظمہ کی طرف
عالم بالا پرواز کر گئی بس اوسوقت خانہ جناب رسولخدا سے صدا گریہ و بکا کی بلند ہوئی

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس تیسری بیان مین اون ظلم و ستم کے جو غزوۂ احد مین دست کفار سے جناب رسول مختار پر گذرے

مومنین پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ دنیا مین شادی و غم توام ہے جسطرح سے کہ باعث رنج و الم
حضرت آدم شیطان علیہ اللعن ہوا اور حضرت خلیل کے لئے نمرود اور حضرت موسی کے لیے
فرعون اور حضرت عیسیٰ کے لیے یہود اوسیطرح جناب محمد مصطفےٰ صلعم کے لیے ابوجہل اور ابوسفیان
علیہما اللعن اور شاہد اس مقال کا ماجراء غزوۂ احد ہے مومنین غزوۂ احد بعد غزوہ بدر کے
واقع ہوا کہ زمانہ جناب رسولخدا مین مسلمانون پر کوئی واقعہ اس واقعہ سے صعب تر نہین گذرا
اور یہ واقعۂ عظیمہ روز شنبہ پانزدہم شہر شوال سنہ ۳ ہجری مین واقعہ ہوا اور لشکر ظفر پیکر
حضرت مین بروایتے ہزار آدمی اور بروایتے سات سو آدمی تھے اور وقت خروج کے مدینہ منورہ
سے عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین بطور نائب کے چھوڑا اور تین علم آراستہ کیے قبیلہ اوس کا
علم سعد بن عبادہ کو بخشا اور قبیلہ خزرج کا علم حباب بن منذر کو عطا کیا اور علم جلیل خاص
اون حضرت سے جو سپر کتا تھا شجاعت ... جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کو دیا

پس مہاجر اور انصار کو ترغیب اور تحریص جہاد کی دیکر طرف احد کے روانہ ہوئے ابیات

زیک جانبش حمزہ شیر خدا	ز دیگر طرف سید اوصیا
علی ولی تنگ بستہ میان	بدستش یکے رمح آتش فشان
کجا خنجرش را توانم بیان	کہ از رسم فتد آتشم بر زبان
تو گفتی کہ آن خنجر آبگون	یکے قطرہ آبست و صد بحر خون
یکے بیت از جملہ خوانم ترا	بسر عقد گوہر فشانم ترا
تو گفتی کہ گردید در روز کین	مجسم جلال جہان آفرین
مہاجر چو انصار با کر و فر	روان از پے آن شہ دادگر
بدین شان و شوکت رسول امین	بسوے اُحد گشت منزل گزین

الحاصل جب لشکر ظفر پیکر رسول صمد باین شان و شوکت داخل زمین احد ہوا تو آنحضرت نے ایک ایسی زمین مصفا اور ہموار کو اپنی فوج دریا موج کا مقر قرار دیا کہ کوہ احد پشت پر اور مدینہ پیش رو تھا اور کوہ عینین جانب یسار پس عبد اللہ بن جبیر کو معہ پچاس آدمیوں کے درۂ کوہ عینین پر مقرر فرمایا کہ مشرکوں کو ادھر سے آنے نہ دینا اور اس مقام سے ہرگز جدا نہونا خواہ ہم فتحیاب اور غالب ہوں خواہ مغلوب تم کسی حال میں اس مقام کو نہ چھوڑنا بعد اوسکے حضرت نے عکاشہ اسدی کو ساتھ ایک گروہ سپاہ کے میمنہ کی طرف مقرر کیا اور ابو سلمہ مخزومی کو جانب میسرہ اور مقداد بن اسود کندی کو ساقہ لشکر پر کیا اور سعد بن وقاص کو پیشرو لشکر قرار دیا حضرات یہ سعد وہ ہے کہ جسکے پسر نحس نے اونکو روز عاشور جناب امام حسین علیہ السلام پر آب و دانہ بند کیا اور بطمع حکومت ری اون حضرت کو با لب تشنہ و شکم گرسنہ شہید کیا اور مرتے دم بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا۔ ابیات

دریغا کہ آن بیحیا بہر رے	ستم بر نبی کرد و بر آل وے

عجب دارم از بازی روزگار	تفو بر تو اے چرخ ناپایدار
چو از تشنگی شاہ بیکس حسینؑ	شنیدا از حرم بانگ افغان و شین
طلب کرد زان نطفہاے حرام	دمی آب لے انس ور تشنہ کام
عمر زادہ نحس بیدین سعد	نظر بست زاندیشہ قبل و بعد
ندا کرد کے بر خلایق اسیر	بہ بین موج آب از دم تیغ و تیر
جز از تیغ و خنجر جوابش نداد	لب تشنہ جان داد و ابش نداد

الحاصل کفار قریش جب وارد احد ہوے تو ابو سفیان پلید نے خالد بن ولید کو دو سو سوار دیکر عقب کوہ عینین بہیجا کہ منتظر وقت رہنا یعنے جسوقت جنگ شروع ہوا ور سپاہ رسولؐ جو کہ اوس درہ پر حراست کے لیے مقرر ہے اوسکو چہوڑکر اسطرف متوجہ ہو تو اوسوقت تو اوس درہ سے آکر فوج رسولؐ پر حملہ کر بعد اوسکے اوس شقی نے بقیہ فوج کو مرتب کیا اپنے علم ضلالت پرچم کو طلحہ ابن ابی طلحہ کے سپرد کیا کہ وہ شقی بزرگان قبیلہ بنی عبد الدار سے تہا بعد اوسکے اپنے کل لشکر شقاوت اثر کو لیکر مقابل فوج ظفر موج اسلام کے آیا اور حکم جدال و قتال کا دیا پس پہر تو جانبین سے آتش جنگ و جدل مشتعل ہوئی دونو نطرف سے مینہہ تیر دن کا برسنے لگا اور طبل جنگ مانند رعد کے گرجنے لگا ہر طرف کشتون کا انبار ہوا اور میدان جنگ خون مجاہدین اور مشرکین سے رشک لالہ زار اوس معرکہ مین ابو عامر نابکار سردار فوج کفار کہ آمادہ اور معروف کارزار تہا تاب حملہ شیران بیشہ ہیجا یعنے ہمراہیان جناب محمد مصطفےٰؐ نہ لا کر مثل روباہ کے میدان جنگ سے بہاگا پس اوسوقت طلحہ ابن ابی طلحہ کہ علمدار فوج اشرار تہا اور شجاعت اور دلیری مین مابین کفار قریش نمودار تہا میدان جنگ مین آیا اور مبارز طلب کیا اور بڑے کروفر سے رجز پڑہا کہ اوسکے

رجز کے مضمون مین یہ اشعار ہین

که اے جنگ جویان شمشیر دست   دلیران دیندار یزدان پرست
منم مرد رزم آور وصف شکن   نباشد کسی هم و میدان من
منم طلحه شیر گیر دلیر   که می لرزد از بیم من چرخ پیر
بیاید چرا مرد لشکر شکن   که نوشد دم آب از تیغ من

پس مہاجر اور انصار سب اوسکے رعب سے خاموش کہڑے رہے کسی نے جواب نہ دیا اور نہ کوئی اوسکے مقابل مین گیا اوسوقت جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب مانند شیر غضبناک کے اوس روباہ کی طرف آئے اور ایک ایسا شیرانہ نعرہ کیا کہ قاف سے قاف تک ہلگیا

بتن زندہ پیل و بجان جبرئیل   بکف ابر بہمن بدل رود نیل

سو نین غضب اوس شیر ذو الجلال کا دیکھکر ملک تھرائے اور آسمان چکر مین آئے زمین لرزنے لگی جنون کی جانون پر بنی گیتی تہ و بالا ہوئی جب طلحہ نے حضرت امیر کو اپنے مقابل دیکھا تو خوف سے تھرانے لگا مگر از روے شجاعت اور دلیری کے پوچھا کہ آپ کون ہین اور اسم شریف آپکا کیا ہے حضرت نے جواب مین اوسکے فرمایا کہ

منم شیر حق قدرت کردگار   پسر عم پیغمبر نامدار
منم میر اسلام و سالار دین   منم قاتل زمرۂ مشرکین
ز بیمم دل سنگ خارست آب   مرا نام کردہ نبی بو تراب
ید اللہ منم قدرت اللہ منم   ولی خدا ہادے رہ منم
چہ پرسی از نامم ای اہرمن   بگویند زردشتیان بت شکن
بتورات نامم بود الیا   بر نکابہ انجیل خواندم خدا
مرا نام اندر کتاب مبین   بود اے لعین صالح المومنین

بمیدان مجو مردان از جرم خشم

بطلحہ چو شیر ژیان رو نمود

منم شیر حق پور عبد المناف	کہ از بیم من کوہ دارد شگاف

طلحہ نے کہا کہ اے اقضم مین آپکی جرأت اور جلادت سے مطلع ہوا مگر تعجب ہے کہ سوا آپکے اور کوئی میرے مقابلہ مین نہ آیا - اے مومنین طلحہ نے جو اقضم اون حضرت کو کہا تو وجہ تسمیہ اوسکی یہ ہے کہ جناب امام ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر شاہ خیبر کو کفار قریش اقضم اسوجہ سے کہتے تھے کہ کفار قریش خوف جناب حمزہ اور ابو طالب ع سے جناب ختم المرسلین کو علانیہ آزار نہ پہونچا سکتے تھے لہذا اپنی اولاد کو تعلیم کیا تھا کہ جب حضرت مکہ معظمہ کے کوچون مین نکلتے تھے تو لڑکے اونکے اونحضرت پر خار و خاشاک پھینکتے تھے اور اذیت پہونچاتے تھے - ابیات

اگر پیمبر درمیان کوچہ سیکردی گذر	ہر کجا میبود طفلی با ہمہ جنبندہ و آ
بہر آزارش ز ہر گوشہ اطفال قریش	طفلے اندر دست چوب و طفل دیگر سنگ را

مگر جناب رسول کریم بنظر خلق عظیم اون اطفال کو کچھ نہین فرماتے - لکھا ہے جناب امیر المومنین نے اوس زمانے مین نہایت کم سن تھے باوصف اوس کم سنی کے جب حضرت اس حال سے مطلع ہوے تو عرض کی کہ یا رسول اللہ جسوقت آپ باہر تشریف لیجایا کیجیے تو مجھکو ضرور اپنے ہمراہ لے لیا کیجیے تا کہ ایذاے اطفال کفار سے آپ محفوظ رہین پھر جب حضرت کہین تشریف لیجاتے تھے تو جناب امیر المومنین بھی حضرت کے ہمراہ ہو لیتے تھے اور جب اطفال کفار قصد ایذادہی کا نسبت اون حضرت کے کرتے تھے تو جناب امیر کسی کو اوٹھا کے زمین پر ٹپک دیتے تھے اور کسی کے سر و گردن اور رخسار بضرب طمانچہ مجروح کرتے تھے پس وہ اطفال گریان و نالان اپنے گھرون مین جاتے تھے جب ماں باپ اونکے پوچھتے تھے کہ تمکو کسنے مجروح کیا تو وہ اقضمنا علی زبان پر لاتے تھے یعنی مجروح کیا ہمکو علی نے اسوجہ سے وہ جناب

رسولخدا کے شر کفار سے خوب حفاظت کی۔ کہان تھے یا علی آپ کہ کربلا مین بروز عاشورا
اپنے نور عین حسین کو ظلم سے کوفیون کے بچاتے اور اوس مظلوم کے یتیمون کو قید یزید سے چھڑاتے

اے شیر خدا حامی دین حافظ اسلام ۔ اے صف شکن وصف در و در معرکہ ضرغام
گشتی ز چہ رو بیخبر از حال حسینت ۔ در کرب و بلا تنگ باو گشت چو ایام
قبل از ہمہ کس او سوے او تیر رہا کرد ۔ شد دشمن جان آہ ابن سعد بد انجام
مردان و جوانانِ رشیدش ہمہ صد چاک ۔ نسوان ہمہ از ترس عدو لرزہ بر اندام
وازون علم و گشتہ علمدار ز جان سیر ۔ محروم ز عمر اکبر و ہم اصغر ناکام
آویختہ در دامن کلثوم سکینہ ۔ کے عمہ مرا چون شود امروز سر انجام
نے قاسم و عباس و علی اکبر و اصغر ۔ نے ماند برایم ز جفا یار بجز نام
اے کاش زدی بر سر من مرگ شبخون ۔ نامم بزدود آہ ازین دفتر ایام

راوی کہتا ہے کہ سکینہ کے بین سے خیمہ مین ایک قیامت برپا تھی القصہ جناب امیر المومنین
اور طلحہ مین تادیر رد و بدل رہے آخرکار اوس شیر کردگار نے ایسی ایک ضرب شمشیر اوسکے
سر پر لگائی کہ خود سر کاٹ کے گلوے نحس مین اوتر آئی پس وہ ملعون مع اوس علم
کے سرنگون زمین پر گرا۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ لعین پیوند زمین ہوا تو پھر حضرت اوسکی طرف
سے رخ پھیرے ہوے اپنے لشکر مین تشریف لائے کسی نے پوچھا کہ قربان ہو جان میری آپ پر
یا مولا کیا سبب تھا کہ جب وہ زمین پر گرا تو آپنے پھر اوسکی جانب توجہ نہ کی بلکہ اودھر سے
منھ پھیر کر آپ نے ایدھر مراجعت کی حضرت نے فرمایا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ جب وہ زمین پر
گرا تو اوسکی زوجہ سامنے نکل آئی پس مجھے شرم مانع ہوئی کہ مین اوسکی زوجہ کے سامنے شوہر کا
کام تمام کرون حالانکہ وہ واصل جہنم ہو چکا تھا حضرات یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانیکا ہے

حضرت کو کفار کی عورتون کا یہ خیال تھا خدا لعنت کرے اوس قوم بیدین پر کہ ... اہلبیت
رسالت کا کچھ پاس و لحاظ نکیا - راوی کہتا ہے کہ جب فرزند مصطفی پارۂ جگر علی مرتضی پشت
ذوالجناح سے زمین پر گرا تو اوسوقت حضرت زینب دروازۂ خیمہ پر کھڑی ہوئی اپنے بھائی
کی لڑائی دیکھ رہی تھین ناگاہ شمر بدکردار بقصد قتل فرزند حیدر کرار بپاے چکمہ دار اون
حضرت کے سینہ پر سوار ہوا اور خنجر گلوے مبارک پر دھرا یہ دیکھکر وہ مخدومہ بیتاب ہوکر
اپنے بھائی کی طرف دوڑین اور جناب سکینہ بھی اون معظمہ کے ساتھ تھین اور ادھر جب وہ
شقی ازلی سینہ فرزند نبی پر چڑھا تو حضرت نے غش سے آنکھ کھولدی اور اوس ملعون سے
پوچھا کہ یہان سے خیمہ گاہ کا سامنا تو نہین ہے مجھے کسی نشیب مین لیچل اور وہان ذبح کر ایسا
نہو کہ زینب خیمہ سے نکل آئے حضرت یہ فرما رہے تھے کہ کان مین آواز حضرت زینب کی آئی کہ
وہ مخدومہ فرماتی تھین کہ اے شمر اتنا توقف کر کہ مین وہان آکر اپنے بھائی کا سر اپنے زانو پر
دہرلون مگر اوس سنگدل کو اوس معصومہ کے اس کہنے پر بھی مطلق رحم نہ آیا اور نہ ذرا اپنے
فعل سے شرمایا ہنوز وہ مخدومہ ابھی وہان سے کچھ دور تھین کہ اوس بیحیا نے سر اوس امام ابرار کا
تن سے اوتار لیا - الغرض لکھا ہے جب خبر قتل طلحہ کی جناب رسولخدا کو پہونچی تو وہ حضرت
نہایت مسرور ہوے بعد اوسکے عثمان ابن ابی طلحہ میدان کارزار مین آیا پس حضرت حمزہ
نے ایک ایسی ضرب اوس بیدین پر لگائی کہ فوراً واصل جہنم ہوا یہ دیکھکر ابوسعید پسر طلحہ
صف کفار سے نکلا وہ بھی بضرب تیر سعد بن وقاص راہی دوزخ ہوا اوسوقت صواب نام
غلام بنی عبد الدار کہ شجاعت اور جرأت مین مشہور روزگار تھا علم کو زمین سے اوٹھاکر
میدان مین آیا اوسوقت امیر خیبر گیر طرف اوس شریر کے تشریف لائے اور ایک ضرب شمشیر ایسی
اوسکے دست راست پر لگائی کہ ہاتھ اوسکا شانہ سے جدا ہوگیا پس اوس پلید نے بعد جدائی
علم کو دست چپ مین لیا حضرت نے اوسکے اوس ہاتھ پر بھی ایک وار کیا وہ بھی کٹ کر زمین پر

کرا تب اوس شقی نے بکمال جلادت وشجاعت علم کو باعانت استخوان باقیماندہ اپنے سینہ سے لگایا یہ دیکھکر حضرت نے ایک تلوار اوسکے سر پر ماری کہ وہ ملعون منھ کے بھل زمین پر گرا اور واصل جہنم ہوا جب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب نے اوس نامحواب کو قتل کیا اوسوقت عمرہ دختر علقمہ کنانیہ نے علم لیا حضرت نے بیک ضرب شمشیر اوسکے دونو ہاتھون کو بھی قلم کیا پس مسافع بن طلحہ نے کہ عرب مین مشہور اور نامی تھا دوڑکر علم کو زمین سے اوٹھالیا اور جناب امیر کے مقابلہ مین آیا اور جانبین سے وار چلنے لگے چونکہ وہ شقی بھی نہایت دلیر اور پرجگر تھا بڑھ بڑھکر حضرت پر وار کرتا تھا حضرت کبھی تو اوسکے وار کو خالی دیتے تھے اور کبھی سپر پر لیتے تھے۔ سو

مقابل چو شد کفر و ایمان بہم	رسیدند دیو و سلیمان بہم
فتادند در ہم دران دار و گیر	بہم حملہ کردند روباہ و شیر
مسافع بینداخت شمشیر کین	بقصد سر و گردن شاہ دین
بزیر سپر شہ فرو برد سر	نشد ضربت ان لعین کارگر
چو زد ضربت و در گذشت آن پلید	کہ نوبت بشاہ ولایت رسید
جہانید اسپ سبک خیز را	برآورد شمشیر خونریز را
تو گوئی کہ دست جہان آفرین	زغیرت برون آمد از آستین
زبس لرزہ افتاد در شش جہات	شد آبا سقیم و عقیم امہات
فلک ساکن و چون فلک شد زمین	زمین آسمان آسمان شد زمین
چنان نعرہ از جگر بر کشید	کہ گفتی فلک را زہم بردرید
ز بالا چو شمشیرش آمد فرو	سپر را دوتا کرد بدرید خود
سر و گردن و ناف راکب برید	دم تیغ تا تنگ مرکب رسید
علم گشت واژون چو او کشتہ شد	چو بخت علمدار برگشتہ شد

یکے دیگرے زان گروہ در شم	رسانید خود را بپاے علم

پس اوسوقت عالم ملکوت اور جبروت سے مرحبا صد آفرین کی گونش زد سپاہ کفر ودین ہوئی اور پھر کوئی نابکار لشکر کفار سے اوس اسد کردگار کے مقابلہ میں نہ آیا بلکہ باہم کہنے لگے کہ اس شیر بیشۂ شجاعت سے مقابلہ کے ہم میں تاب نہین ہے ابیات

دیدند جوان طائفۂ مرتد وابتر	از رزم علی و قوت بازوے پیمبر
گفتند بما طاقت ہمسری او نیست	رو بہ نتواند کہ رود نزد غضنفر
گر ما ہمہ گردیم تہمتن و دلاور	حاشا نتوانیم باین شیر برابر
گر حملہ کند بر صف کفار دریں وقت	سر بر نہ نمانند مگر در صف محشر

یا علی کہان تھے آپ روز عاشورہ کہ دیکھتے آپ بیقراری اور آہ وزاری اپنے پارۂ جگر حسینؑ کی کہ جب جوان بیٹا ہمشکل مصطفےؐ رخصت جہاد لیکر میدان کو روانہ ہوا اوسوقت وہ حضرت نالان و بیقرار یہ فرماتے تھے بیت چہ سود بعد تو از عمر جاودانی ما + کہ خاک بر سر دنیا و زندگانی ما + یعنی اے نور نظر اگر بعد تیرے حسین کو عمر خضر بھی ملے تو خاک ہے اور جب وہ شبیہ رسول لشکر شقاوت اثر کے مقابل پہونچا تو حضرت نے ایک ایسی آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہ جس سے سکان آسمان و زمین بیقرار ہوگئے اور طرف آسمان کے بنظر یاس دیکھا اور جناب احدیت مین عرض کی کہ اے فرزندہ ماہ و مہر اور اے فرازندہ سپہر اگرچہ یہ نوجوان باعث زندگانی حسین ہے لیکن چونکہ تیری راہ میں قربانی ہونے کو گیا ہے اسلئے مین خوش ہون علاوہ اسکے اگر علی اصغر میرا بھی عوض شیر کے تیری راہ مین آب تیر سے سیراب ہو تو راضی ہون ابیات

تو میدانی اے خالق انس و جان	بود جان شبیر ہم این نوجوان
شود کشتہ گر پیش چشم ترم	شبیہ پیمبر علی اکبرم
[illegible]	[illegible]

رود گر بخواری سرم بر سنین
شود گر اسیر اہلبیت حسینؑ

بود این ہمه سہل بر جان من
مرا چون تو مقصودی اے ذوالمنن

الٰہی بخون گلوے حسینؑ
بہ آشفتگیہاے موے حسین

بخون علی اکبر تاجدار
که کرده بتو جان خود را نثار

بعباس آن نوجوان رشید
که شد در وفاے برادر شہید

باین کشته ہاے شہادت پسند
بآه دل زینبؑ مستمند

بہر دو زن آستان رسول
در فیض ہم باو راه قبول

الغرض امام بحق ناطق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ز علمدار فوج کفار دست زیر دست حیدر کرار سے داخل دار البوار ہوے تو اون نامردون نے راه فرار اختیار کی اہل اسلام مظفر اور منصور اور کفار مغرور اور مقہور ہوی پس اہل اسلام مال اور اسباب کی لوٹنے مین مشغول ہوے اون فراریون کا تعاقب نکیا پس تابعان عبد اللہ بن جبیر نے کہ جو درہ کوه کی حفاظت کی لیے مقرر ہوئے تھے بطمع مال و زر خلاف فرموده رسول عمل مین لائے یعنی ہر چند عبد اللہ بن جبیر نے اونکو منع کیا مگر وه بہی دره کو چھوڑکر لوٹ مین مشغول ہوے فقط پانچ آدمی عبد اللہ کے ساتھ رہگئے وبقول جناب امام محمد باقر علیہ السلام باره آدمی بہرحال خالد بن ولید کہ منتظر وقت تھا دره سے آگرا اون معدود چند پر حملہ ور ہوا پس عبد اللہ بن جبیر مع اپنے ہمراہیون کے داد مردانگی کی دی فائز بدرجہ شہادت ہوا پس خالد بن ولید مع اون دو سو سوارون کے کہ ہمراه اوسکے تھی لشکر اسلام پر آگرا اور اودہر سے اون کفار مغرور نے حملہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اوسوقت لشکر مین ایک ثلث آدمیون نے تو راه فرار اختیار کی اور ایک ثلث درجہ رفیعہ شہادت سے فائز ہوے اور ایک ثلث میدان معرکہ مین ثابت قدم رہے اس درمیان مین شیطان علیہ اللعن نے باواز بلند ندا دی کہ قتل رسول اللہ

مبارک سے اوسنے پکار کر آواز دیتے رہے کہ ایہا الناس کہاں جاتے ہو مین زندہ ہون مگر کسی نے حضرت
کیطرف التفات نہ کی اودن سب فراریون کے سرگروہ اور پیش رو خلفاے ثلاثہ تھے تیز روی مین دو قدم
سب سے زیادہ مقدم تھے مگر تیز روی اونکی حق بجانب ہے کیونکہ اگر آپ ہمچشمون سے پیچھے رہجاتے تو
تمام عمر اونسے خجالت اوٹھاتے پھر کیف اوسوقت حضرت کے پاس اوس معرکہ مین سواے حضرت
حمزہ اور شاہ خیبر کشا اور ابو دجانہ کے اور کوئی باقی نہ رہا اور بعض راویون نے لکھا ہے کہ سہل
بن حنیف اور عبد اللہ بن مسعود اور طلحہ اور زبیر بھی تھے مگر خلفاے ثلاثہ کی تشریف لیجانے مین
کسیکو کلام نہین ہے المختصر حضرت نے رو بجانب امیر خیبر گیر کرکے فرمایا کہ کہان گئے سب ہمراہی
میرے۔ لکھا ہے کہ اوسوقت جبین جناب امیر المومنین سے عرق ٹپک رہا تھا چنانچہ یہ اون حضرت
کی عادت مین سے تھا کہ وقت قہر و غضب حضرت کی جبین مبارک سے عرق ٹپکتا تھا۔ جناب امیرؑ نے
حضرت رسول مقبول صلعم سے عرض کیا ع

ہر یک از دائرہ جمع بجائے رفتند	تا بماندیم و خیال تو بیکجائے مقیم

ناگاہ ایک گروہ کفار نے طرف رسول مختار کے حملہ کیا حضرت نے فرمایا کہ انکو مجھسے دور کرو یا علی حضرت
یہ سنکر مانند شیر نر اون روباہون پر حملہ ور ہوے اور بضرب شمشیر آبدار میدان کو لاشون سے بھر دیا
اور گروہ باقیماندہ کو کہ کثرت مین مانند ٹڈیون کے تھا ایک نعرہ اسد اللہی سے منتشر کر دیا جب وہ
ملعون سامنے سے بھاگ گئے تو پھر رسول کی خدمت مین آئے اور حضرت کو زندہ دیکھکر خوش ہوے اور
دوبارہ اون ملاعنہ پر حملہ کیا روایت صحیح مین ہے کہ اوس روز اسقدر حضرت لڑے اور اتنے حملے کیے
کہ آخر کار تلوار اوس بازوے احمد مختار کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور بہت سے زخم حضرت کے تن اطہر پر
لگے اور بعضون نے لکھا ہے کہ تلوار تین ٹکڑے ہو گئی اور تمام بدن مین حضرت کے رعشہ پڑا ہوا تھا جب
جناب رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی تلوار میری ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اپنی کمر مبارک

کہتاہے کہ اوسوقت جناب رسولخدا کے ہاتھ مین ایک چوب تھی وہ حضرت کو دی وہ چوب جب حضرت کے
ہاتھ مین آئی تو وہ شمشیر ہوگئی اور بعضے محدثین نے لکھا ہے کہ جب شمشیر حضرت کی ٹوٹ گئی تو حضرت
جبرئیل بحکم خداے جلیل زمین پر آئے اور ایک شمشیر آبدار حضرت کے واسطے لائے اور ایک جماعت
مورخین کا قول ہے کہ عتبہ بن حجاج سہمی کے تھے غزوۂ بدر مین جب وہ داخل سقر ہوا تو وہ حضرت کے
ہاتھ آئی اوس دن حضرت نے جناب امیر کو دی اور تفسیر ابوالمحاسن جرجانی مین مسطور ہے کہ بلقیس نے
بطور ہدیہ کے حضرت سلیمانؑ کو دیا تھا اوسسے حضرت رسالتمآبؐ کے پاس آئے اور ایک روایت ہے
کہ ایک دن جبرئیل نے خبر دی حضرت کو کہ یمن مین ایک بت کو آہن سے بنایا ہے آپ کسیکو مقرر فرمائیے
کہ اوس بت کو توڑ کر شمشیر بنائے چنانچہ حسب فرمودہ آنحضرتؐ اوس بت کو توڑ کر عمیر سیاف نے
دو تلواریں بنائین ایک کا نام مخذوم اور دوسرے کا ذوالفقار رکھا اور جناب امام رضا علیہ السلام
نے فرمایا کہ ذوالفقار اسوجہ سے اوسکا نام تھا کہ اوسکے طول کے درمیان مین ایک خط کھنچا ہوا تھا
شبیہ الفقرات ظہر اور وہ ودائع امامت سے ہے اور نزدیک ہر امام کے تھے اور تا صاحب الامر علیہ السلام
پہونچیگی واللہ یعلم بحقائق الامور الحاصل جب وہ شمشیر حضرت امیر کے ہاتھ آئی اور حضرت
مشغول بمحاربہ ہوے تو درمیان زمین و آسمان کے ایک ہاتف نے ندا دی کہ لا فتی الا علی
لا سیف الا ذوالفقار

بیت

نرویدو نہ بیند کسے روزگار	جوان چون علی تیغ چون ذوالفقار
شیر حق یاران محمد را حمایت میکند	عالمی را تیغ تیز او کفایت میکند
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار	بازمین روح الامین ہر دم روایت میکند
فی الدہر حفظ مصطفے بین مرتضی کز جان گذشت	خاطر او را فزون از خود رعایت میکند
مین شاہ بہ نگر نشنید اندر کربلا شتر زند او	بیکس و تنہا ز تنہائی شکایت میکند

شد سلیمان جہان فرزند او در خون طپاں ‎ ‎ اہرمن بنشستہ دعوی ولایت میکند

الغرض وہ حضرت مصروف کارزار تھے کہ صف کفار سے ایک ابن قمیہ دوسرا ابن شہاب تیسرا ابن حمید چوتھا عتبہ ابن ابی وقاص نے آپسمیں عہد کیا۔ جناب ختم المرسلین کو جسطرح ممکن ہو قتل کیجیے جبکہ حضرت لڑتے ہوی جناب رسول مقبول سے کچھ دور نکل گئے تو اون ملعونوں نے حضرت کو تنہا پاکر یساتھہ ایک جماعت دوسرے کے اون حضرت پر پتھر مارے اور ابن قمیہ لعین نے ایک پتھر حضرت کی پیشانی مبارک پر مارا کہ اوسکے ضرب سے حضرت کی پیشانی مجروح ہو گئی اور خون ریش مبارک پر جاری ہوا اوسوقت حضرت نے رو بجانب آسمان کرکے فرمایا کہ

اللہم انک تری ما فعلوا بنبیہم ‎ ‎ ابیات

مرغ طبعم باز بیچو دہر بسر آہنگ شد ‎ ‎ از حدیث کربلا در سینہ ام دل تنگ شد

گر رسول اندر احد از جور کفار قریش ‎ ‎ جبہ نورانیش ز سنگ کین گلرنگ شد

ہر دو پیشانی ز خون شد رنگ لیکن ہست فرق ‎ ‎ آن یکی از شگافت از تیر این یکی از سنگ شد

فرق دیگر بود حاضر نزد پیغمبر علی ‎ ‎ غمگساری داشت گر از غم دل او تنگ شد

صورتش گر رنگ خون بگرفت اما ای عزیز ‎ ‎ در طریق یاریش شیر خدا یکرنگ شد

زور بازوی ید اللہی بمیدان احد ‎ ‎ زیر بار دیگران شاہ سپہر اورنگ شد

لیک در دشت با یاران حسین تشنہ لب ‎ ‎ قاسمش از دست رفت و اکبرش از جنگ شد

شد لوائش سرنگون عباس غمخوارش شہید ‎ ‎ کار بر ان شہریار بی معین بس تنگ شد

چون بہ اطرافش نظر افگند غمخواری ندید ‎ ‎ چون زنان با خواہرش در نالہ ہم آہنگ شد

گفت ای زینب دم دیگر اسیرت میکنند ‎ ‎ گوئی از این قوم غیرت رفت نام و ننگ شد

القصہ جبکہ پیشانی جناب رسول مقبول سے خون جاری ہوا تو حضرت نے اوسکو چلو میں لیکر اپنی ریش مبارک پر

کہ باعث تیری امت کی ہلاکت کا ہو قریب زخم جناب رسول کہ اوس حالت مین بہی امت کا خیال ر
تھا حضرات تین خون زمین پر نہین گرنے پائے اور جو گرتے تو ضرور قہر خدا نازل ہوتا ایک زخم
اون حضرت کا اور دوسرا خون گلوے فرزند شیرخوار جناب سید الشہدا کا تیسرا خون پیشانی جناب
سید الشہدا لکھا ہے کہ جب ایک لعین بیدین نے تیر زہر آلود اوس امام مظلوم کی پیشانی پر مارا
تو وہ حضرت دامن پیراہن اوٹھا کر اوس سے اوس خون کو کہ جو زخم پیشانی نورانی سے بہتا تھا
پونچھتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ اوس دامن کے اوٹھانے مین شکم مبارک جو حضرت کا کھلا تو ایک
بیرحم نے ایک تیر سہ شعبہ سینہ بے کینہ اوس مظلوم پر مارا چنانچہ اوسی تیر کے صدمہ سے حضرت
پشت زین سے روے زمین پر گر پڑے۔ الغرض جب تیر پیشانی حضرت پر لگا اور اون لعینون کو
معلوم ہوا کہ حضرت زخمی ہوے تو ابی ابن خلف شقی نے اپنی مقام سے بقصد قتل جناب خیر الانام
گھوڑا دوڑایا جب قریب پہونچا تو اوس وقت مصعب بن عمیر حضرت کے آگے کھڑے تھے اوس شقی نے
نیزہ اوس سعادتمند کے سینہ پر مارا وہ عاشق پادشاہ رسالت فایز بدرجہ شہادت ہوا حضرت نے
جب یہ سانحہ دیکھا تو سہل بن حنیف کے ہاتھ مین ایک چھوٹی سی لکڑی تھی اوسکو لیکر اوس شقی کی
زرہ کے گریبان پر ماری اوسکے صدمہ سے وہ ملعون اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ کر نالہ و فریاد
باواز بلند کرنے لگا اور وہان سے گھوڑا بھگا کر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا جبکہ اپنے لشکر مین پہونچا
تو ابوسفیان علیہ اللعن نے اوس سے کہا کہ کیا ایک چوب کی ضربت سے مانند گاو کے نعرہ مارتا ہے
اوسنے کہا کہ او نادان یہ ضرب اوسکے ہاتھ کی ہے کہ اگر ایک ضرب اوسکی تمام عالم کے اوپر پڑے تو
ہلاک ہو جاوے بعد اوسکے تھوڑی ہی دیر مین وہ فریاد کرتا ہوا جہنم مین پہونچا اور شیخ طبرسی علیہ الرحمہ
نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عتبہ بن وقاص نے وہ پتھر مارا تھا کہ اوسکے صدمہ سے لب مبارک
زخمی ہوے اور دندان مبارک پر بھی ضرب آئی لیکن دندان مبارک کے ٹوٹنے مین اختلاف ہے مگر بعض

دیثمے سے ثابت ہوتا ہی کہ ٹوٹے چنانچہ حضرت نے دانتون کو ہاتھ مین لیکر روبجانب آسمان
فرمایا کہ کیف یفلح قوم فعلوا بنبیہم ھذا یعنی کیونکر روی رستگاری دیکھیگی وہ قوم کہ جو اپنے پیمبر کے
ساتھ فعل بد عمل مین لائے لیکن اعتقاد امامیہ رضوان اللہ علیہم یہ ہی کہ نہین ٹوٹے دندان مبارک
اون حضرت کے بدلیل حدیث زرارہ کہ اوسنے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا تھا حضرت نے
فرمایا غلط ہے جناب رسول دنیا سے سالم طرف بہشت کے تشریف لیگئے حضرت صادق علیہ السلام
نے بھی ایک سائل کے جواب مین یہی فرمایا تھا اور محقق مجلسی علیہ الرحمہ نے جمع بین الاخبار مین لکھا ہی
کہ اخبار ٹوٹنے دندان حضرت کے دال اوپر تقیہ کے ہین اور ممکن ہے کہ متحرک ہوے ہون لیکن گرے
نہون بہرحال کفار اون حضرت پر چہار طرف سے حملہ کرتے تھے مغیرہ بن عاص کہ دست چپ سے
پتھر مارتا تھا اور اوسکا پتھر کبھی خالی نہ جاتا تھا حضرت کے دست چپ مین لگا اوسکے صدمہ سے تلوار
حضرت کی ہاتھ سے گر پڑی پس یہ دیکھکر اوسنے کہا کہ قسم عزی اور لات کی کہ مین نے مصطفی کو قتل کیا
جناب امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ غلط کہتا ہے تو او لعین پس اوس ملعون نے دوسرا پتھر مارا کہ وہ حضرت
کے بازو پر پڑا اور برو اپنی پیشانی پر اوسوقت حضرت نے اوسکے اوپر نفرین کی کہ خداوندا تو اسکو
سرگردان اور متحیر کر چنانچہ راوی کہتا ہی کہ بعد فتح یابی حضرت جب لشکر کین وہان سے چلے گئے تو وہ
اوسی جگہ پر سرگردان اور حیران پھرتا تھا عمار بن یاسر نے اوسکو واصل سقر کیا اور دوسری روایت
میں ہے کہ ابن شہاب سنگدل نے بازو پر پتھر مارا تھا ۵

از ضرب سنگ ابن شہاب از جگر گذشت
آہے کہ آفتاب جو تیر شہاب سوخت

ارض و سما ز نالۂ او بیقرار شد
واز آہ و نالہ آتش جگر بوتراب سوخت

آنانکہ انچنان کہ علی اصغر صغیر
در کربلا ز تشنگی قحط آب سوخت

آنانکہ انچنان کہ بمیدان ماریہ
عریان تن حسین ز تف آفتاب سوخت

آنانکہ انچنان کہ تن زین عابدین
زنجیر بر دو دست و بگردن طناب سوخت

اما نہ آنچنان کہ دل زوجہ حسنؑ	چون دست قاسمش کہ زخون خضاب کرد
اما نہ مثل مادر اکبر بہ نینوا	چون دید نعش اکبر خونین ثیاب کرد
اما نہ آنچنان کہ ببازار شہر شام	زینب چو دید صورت خود بے نقاب کرد
اما نہ آنچنان کہ دل دختر حسین	چون دید روے باپ عزیزش بخواب کرد

الغرض جناب رسول کو اوس پتہر کی ضرب سے ایسا صدمہ ہوا کہ ایک گڑھے مین حضرت بیہوش گرے
اوس وقت کفار قریش سب سمجھے کہ حضرت کا کام تمام ہوا پس سب نے فریاد کی اس
صدا سے جو اصحاب حضرت کے باقیماندہ جنگ مین مصروف تھے وہ جہاد کرنے سے رک گئے کہ یہ
منحصر حضرت کی حیات پر تہا مگر جناب امیر نے ہاتھ اپنا جہاد سے نہین روکا کہ حضرت کو یقین تھا
کہ وہ جناب زندہ ہین کیونکہ اوسدن اپنی شہادت کی خبر حضرت نے نہین دی تھی پس جناب
امیر اون لعینون سے لڑتے بہی تھے اور حضرت کو تلاش بہی کرتے تھے یہانتک کہ اون حضرت
کے قریب پہونچے لیکن زخمون سے تمام بدن جناب امیر علیہ السلام کا چور تھا گھوڑے سے گر پڑے
جناب رسولؐ نے پہر گھوڑے پر سوار کیا اور حضرت امیرؑ متوجہ بجہاد ہوے۔ راوی لکھتا ہی کہ اوسدن
جناب امیرؑ بوجہ کثرت لڑائی اور زخمون کے کہ تمام بدن چور تہا چار مرتبہ غش کہا کے گھوڑے سے
زمین پر گرے اور جب حضرت گھوڑے سے گرتے تھے تو جبرئیل آکے بازو پکڑ کے اوٹھاتے تھے
اور کہتے تھے کہ فدا ہو جان میری آپ پر جلد اوٹھیے اور جناب رسولؐ کی مدد کیجیے کہ حضرت پر
کفار کا یورش ہے۔ یہ سنکے وہ جناب فوراً گھوڑے پر چڑھکے جہاد مین مصروف ہوتے تھے آخرکار
اوس شیر کردگار نے بہزار جد و کد اوس فرقہ اشرار کو میدان کارزار سے بھگا دیا جب میدان وغا
اون لعینون سے خالی ہوا تو حضرت جناب رسولؐ کی خدمت مین تشریف لائے اور کثرت زخمون سے
زمین پر تڑپنے لگے لکھا ہی کہ اوس روز ۹۹ زخم حضرت کے جسم مبارک پر لگے تھے آہ آہ مومنین یاد رکھے
مجھے اس مقام پر زخم جسم نازنین جناب سید الشہدا علیہ السلام کے کہ لکھا ہی کہ ایک ہزار نوسو اور کچھ

اور ایک زخم حضرت کے بدن مبارک پر لگا تھا غرض نسیبہ نامی ایک عورت کہ غازیان احد سے وہ مومنہ

بھی تھی اور حضرت رسول مقبول جب کسی غزوہ کو تشریف لیجاتے تھے تو اوسکو بھی ہمراہ لیتے تھے اور وہ مومنہ

غازیان مجروح کا علاج کرتے تھے اور یہی مومنہ ہے کہ جب غزوہ احد سے خلیفہ ثانی نے ہزیمت گوشہ امان کے

غنان عزیمت پھیرے تھے اور اوسوقت اپنی سپر ردی خاص و عام کے خیمہ نشین کی تھی تو اسنے کہا تھا

کہ اے عالی ہمت اگر آپ تشریف لیے جاتے ہین تو سپر اپنی مجھے دیے جایئے کہ مین اوسوقت سپر جوان

جناب رسول کی تو فوراً آپ نے از روے سخاوت سپر زمین پر پھینکدی تھی - الحاصل اوس مومنہ

سے جناب رسول ص نے فرمایا کہ تو جناب امیر کے زخمون کا علاج کر بموجب ارشاد فیض بنیاد وہ مومنہ

مشغول مرہم پٹی مین ہوئی مگر مومنہ جس زخم کو وہ مرہم رکھکر باندھتی تھی وہ فوراً کھلجاتا تھا التیام

پذیر ہوتا تھا ناچار اوسنے خدمت رسول مین وہ کیفیت عرض کی حضرت یہ سُنکر جناب امیر کے بالین پر

تشریف لائے تو دیکھا کہ تمام گوشت جسم اطہر کا پارہ پارہ اور کوفتہ ہوگیا ہے اوسوقت فرمایا کہ جو شخص اعلےٰ

رحمت راہ خدا مین اوٹھاتے تو خدا پر لازم ہے کہ اوسکو تمہارے مطلب پر پہونچاوے یہ سُنکر جناب

امیر رونے لگے اوسوقت جناب رسول نے سبب رونے کا پوچھا پس جناب امیر ع نے عرض کی

کہ یا رسول اللہ فدا ہون آپ پر پدر و مادر میرے اسوقت مین اپنی سخت جانی پر روتا ہون کہ

آج فیض شہادت سے محروم رہا حضرت نے فرمایا کہ یا علی غم نکہاؤ ایک دن شہادت سے بھی

مشرف ہوگے وہ دن بھی آنے والا ہے - یہ فرماکر حضرت نے آب دہن اپنا تمام زخمون پر لگادیا

فوراً سب زخم اچھے ہوگئے مگر مومنین ٥

تازہ شد زخم دل خیبر خدا	از جراحتہاے شاہ کربلا
آنکہ دشمن تیر زد بر سینہ اش	جوے خون شد سینۂ بے کینہ اش

افسوس صد افسوس فدا ہو جان تر احمی کی اوس مظلوم پر کہ جسکے زخمون پر عوض مرہم رکھنے کے

کہ فوراً ... زخم انگاے تھے اور بعد شہادت کے اون زخمون مین کیا

اڑ اڑ کر پڑی علاوہ اسکے اوس جسم پارہ پارہ پر اشقیا نے نعلبندی کر کے گھوڑے دوڑائے اور
مومنین سب زخمون سے صعب تر ایک زخم حضرت کے پہلو پر لگا تھا۔ ایک راوی کہتا ہی کہ جب مظلوم
کربلا غش مین زمین گرم پر پڑے تھے اوسوقت صالح بن وہب لعین نے ایک نیزہ ایسا حضرت
کے پہلو پر مارا کہ اوس سے دل حضرت کا شگافتہ ہو گیا۔ ؎

چو نیزہ بہ پہلوے شہ راہ یافت	جگرگاہ خیر البشر را شگافت
سیہ گشت نہ گنبد لاجورد +	نور دیدہ شد چرخ گیتی نورد

فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چوتھی بیان مین شہادت باسعادت حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے اور ذکر اندوہ سید لولاک کا اون حضرت کے غم مین ؎

اے عزیزان دوستان تازہ ایست	شرح احوال بلند آوازہ ایست
گر بگویم از جفا ہاے قریش	شام گردد شیعیان را صبح عیش
خاصہ از عم نبی نامدار	حمزہ کو جان کرد بہر او نثار
چاکش از مضراب چون بر دل رسید	شد ز گریہ دیدۂ انجم سپید

مومنین مصائب عظیمہ کو جو روز جنگ احد جناب رسول پر گذرے وہ مصیبت جانگداز
شہادت حضرت حمزہ ہی اور شہادت اون حضرت کی اسطور سے مرقوم ہے کہ جبیر بن مطعم بن عدی
کا چچا کہ اوسکا طعیمہ نام تھا وہ جنگ بدر مین حضرت حمزہ کے ہاتھ سے فی النار ہوا تھا اور جبیر کا
ایک غلام حبشی مسمی بہ وحشی کہ جلادت اور شجاعت مین مشہور روزگار تھا جبیر نے جنگ احد مین
اوس دشمن احد سے کہا کہ اگر تو آج حمزہ عم رسول کو قتل کرے تو مین تجھے آزاد کردون اور بروایتی
دختر حارث بن نوفل نے کہ پدر اوسکا جنگ بدر مین مارا گیا تھا وحشی سے کہا کہ اگر تو آج محمد یا علی

یا حمزہ کو قتل کر تو تجھکو آزاد کر دون اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہندہ زن ابو سفیان علیہ اللعن کہ بیٹی عتبہ بن ربیعہ کی تھی باپ اور بھائی اوسکا ولید اور چچا اوسکا اور کئی عزیز اوسکے ان بزرگوارون کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے تھے اونے وحشی سے کہا کہ اگر آج تو ان تین بزرگوارون مین سے کسیکو قتل کرے تو مین تجھے آزاد کروا دون اور علاوہ آزادی کے صلہ مین اوسکے تجھے مال و دولت سے بے نیاز کر دون اوس وحشت زدہ نے اوسکے جواب مین کہا کہ اے ہندہ قتل محمد امکان بشری سے دور ہے کیونکہ اوسکا حافظ و نگہبان خود رب غفور ہے تو کبھی یہ خیال خام اپنے دل ناکام مین نہ لانا اور حضرت حمزہ چچا اون حضرت کے شیر بیشہ شجاعت اور نہنگ دریاے تہور

وجلادت ہین ؎

بدان عم پیغمبر آن دلیر است	که اندر بیشه ایجاد شیر است
سبارز کش شجاع نامدار است	بروز رزم بے ہمتا سوار است
کجا گردد مقابل با خیالش	چو من شخصی که بینم گر بخوابش
مرا خود نیست آن جرات بدیدار	که از خوابش کنم آہستہ بیدار

مگر ان علی کہ ابھی کم سن اور ناآزمودہ کار ہین اور قانون حرب و ضرب سے ناواقف اونکی کمینگاہ مین بیٹھونگا شاید کوئی حربہ میرا اون پر کارگر ہو ؎

بود وحشی وحشیانہ چون ہمال	چشم او سید ید شیر سے زاغ مال

القصہ وحشی مانند وحشیون کے چارون طرف نگران حربگاہ مین آیا ناگاہ نظر اوس وحشی کی شیر رب قدیر اسیر قلعہ گیر بازوے رسول کبیر یعنی جناب امیر علیہ السلام پر پڑی دیکھا کہ بکمال حزم و ہوشیاری مصروف کارزار ہین جسطرف مانند اسد کے حملہ ور ہوتے ہین بیک ضرب ذوالفقار سیکڑون کفار بے سر ہوتے ہین اور جب بعد قہر و غضب نعرہ اللہ الہی کرتے ہین تو سیکڑون سوار اور پیادے زمین پر گر پڑتے ہین ؎

زشمشیر او پشت گردون شکست	بخون آسمان تا بزانو نشست
چو تیغ دودم از کفش گشت راست	زنہ پردہ چرخ آواز خواست
سراپردہ چرخ شد اصغری	زخون سرخ شد چرخ نیلوفری

یہ حال اوس شیر ذوالجلال کا دیکھکر وحشی کے ہوش اوڑ گئے اور سمجھا کہ میری روباہ بازی اس شیر سے نہ چلیگی بس اودہر سے طرف حمزہ کے روانہ ہوا اور اوس بزرگوار کی کمینگاہ مین بیٹھا جبکہ ہنگامۂ گیرودار گرم اور جانبین سے تیر و تبر اور نیزہ و خنجر چلنے لگا چارون طرف کشتون کے پشتے لگے تلوار مجاہدین کے جب سر کفار پر پڑتی تھی راکب کو کاٹکر مرکب کے تنگ مین ٹھہر آتی تھی زنان کفار دف بجا بجا کر مبارزون کے دم بڑھاتی تھین جو کوئی نامرد اونمین سے بھاگنے کا قصد کرتا تھا تو اوسکو لعن طعن کر کے پھر جانب میدان لاتے تھین کسی طرف ڈھالون کے بادل مین تلوارین مانند بجلی کے چمکتی تھین کسی سمت کمانین مثل رعد کے کڑکتی تھین کسی کا چہرہ خون سے لال تھا کسی کا سینہ تیرون سے غربال تھا جس ناری کے سر پر گرز کسی مجاہد کا پڑا خاک کا پیوند ہوا کوئی سوار گھوڑے سے گر کر پامال سم سمند ہوا غازیون کے نعرے کی آواز کفار کے حق مین صداے صور سے کم نہ تھی یعنے جسکے کان تک وہ آواز جان گداز پہنچی اسلئے کہ کوئی زخم تن پر لگے روح پر فتوح اوسکی طرف سقر کے پرواز کر گئی۔ نظم

علمہا علم شد بر اوج سپہر	سر از بیم کاہید ولرزید چہر
سنانہا دران عرصہ شد بارسر	کمان گشت چون نخلۂ بارور
تن پردلان شد زگرز گران	ہمہ کہنہ انبان پر استخوان
سرسرکشان شد زسیلاب خون	حبابے بدریاے خون واژگون
دران روز جز انکہ مذبوح شد	چہ غالب چہ مغلوب مجروح شد

ایک طرف حضرت حمزہ نخل حیات کفار بدصفات کو بضرب شمشیر آبدار کاٹ رہے تھے دوسری جانب امیر عدو گیر میدان کارزار کو لاشون سے پاٹ رہے تھے اوس روز اوس بازوی رسول نے وہ داد مردانگی اور دلاوری کی دی کہ اوس قوت بازو خدای جہان آفرین سے تحسین و آفرین کی اور حضرت حمزہ کا یہ حال تھا کہ چہرہ فرط غضب سے لال تھا جسطرف حملہ کیا کسیکا سر نحس بضرب شمشیر دوش سے اوتارا اور کسی اسوار کو گھوڑے سے اوٹھا کر زمین پر دے مارا یہ دیکھکر سباع بن عبد العزی کہ ایک سباع خونخوار تھا حضرت حمزہ کے مقابل آیا اور مبارز طلب ہوا حضرت نے اسپ صبا رفتار کو اوس نابکار کی جانب جھپٹ کیا کہ ناگاہ گھوڑے کا پاؤن ایک سوراخ مین جا رہا اور اوس باد رفتار نے سکندری کھائی حضرت پشت زین سے منھ کے بھل زمین پر گرے شعر چو افتاد از اسپ او بر زمین + تو گوئی کہ افتاد چرخ برین + اس اثنا مین وحشی نے کمینگاہ سے ایک حربہ ایسا اون حضرت کی کمر پر لگایا کہ وہ دوسری جانب نکل آیا اور اوسی زخم سے وہ حضرت فائز بدرجہ شہادت ہوے پس اوس ملعون نے اون حضرت کی لاش پر جا کے شکم مبارک کو چاک چاک کیا اور جگر کو نکال کر ہند کے پاس لیگیا اور کہا کہ مین نے حضرت حمزہ کو شہید کیا اوس ملعونہ نے اوس جگر اطہر کو اپنے دندان نحس کے نیچے رکھکر چبایا مگر وہ جگر بحکم خالق اکبر مانند استخوان ژاژ کے سخت ہو گیا اوس ملعونہ کے دانت اوسپر کارگر نہوے پس اوس ملعونہ نے وہ جگر اطہر زمین پر پھینکدیا ۵

چو از برای یکیدت زکینہ نہان	نہاد ہند جگر خوارہ آن جگر بدہان
خدا نخواست کہ عضو شریف اطہر او	فرو رود شود آن عضو جزو پیکر او

جناب رسالتمآب سے منقول ہے کہ جب اوس شقیہ ازلیہ نے جگر اطہر کو زمین پر پھینکدیا تو خدا نے ایک فرشتہ کو بھیجا کہ اوس جگر کو لیکر پھر اون حضرت کے شکم مین لا کر بھر دیا اور وہ عائشہ فطرت قطامہ سیرت

[illegible] اور بعض ٹکڑے [illegible] حضرت کے مثل کان وغیرہ سے جگر
کاٹ کر اپنے ہمراہ لیگئی اور ایک ڈورے مین باندھکر مانند ہار کے اوس ناہنجار نے اپنے گلے مین
ڈالا - مومنین زخم جگر جناب حمزہ مین روایات بہت ہین مگر صحیح تر یہی تھے کہ جو مذکور ہوسے اور
یہ روایت جناب صادق علیہ السلام سے ہے اور بحار الانوار مین مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حلیس
بن علقمہ کہتا ہے کہ مین نے دیکھا کہ ابو سفیان علیہ اللعن کو کہ نیزہ دہن مبارک لاش حمزہ پر
مارتا تھا پس حلیس کہتا ہے کہ مین نے کہا کہ دیکھیے یہ مرد اپنے تئین بزرگ قریش قرار دیتا ہے
اور اپنے چچا کے پسر کی لاش پر یہ فعل بد عمل مین لاتا ہے پس اس قول کو سنکر وہ منفعل ہوا
اور کہا کہ سچ کہتا ہے تو اے حلیس یہ عمل ناسزا مجھ سے وقوع مین آیا پس وہ شقی اپنی اس
حرکت ناشائستہ سے باز رہا آہ آہ مومنین قربان جان زائر کے اوس دہن خشک پر کہ جو تین روز
پانی سے محروم رہا اور پتھر اور تیر اور نیزہ سے مجروح ہوا افسوس صد افسوس مومنین اوس ظالم
پسند نے اسپر بہی اکتفا نہ کی بعد مرنے کے بہی اوس دہن مبارک پر ایذا گذری راوی کہتا ہے کہ
ایک دن دیکھا مین نے کہ یزید پلید تخت پر بیٹھا ہے اور آگے اوسکے ایک طشت طلا مین سر امام حسین
دھرا ہے اور اوس ملعون کے ہاتھ مین ایک چوب بید ہے وہ اوس سر کے لب خشک پر لگاتا ہے
اور کہتا ہے کہ کیا خوشنما ہین دانت تمہارے یا حسینؑ - راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھکر مجھے تاب
ضبط کی نہ رہی اور مین نے کہا کہ کیا کرتا ہے اے یزید خدا سے ڈر کوئی مردے پر ہاتھ اوٹھاتا ہے مگر
اوس ملعون نے میرے کہنے پر کچھ اعتنا نہ کی اور ایک روایت مین ہے کہ جب ابو برزہ نے یہ دیکھا
تو عمامہ اپنا زمین پر پھینکدیا اور منھ پر طمانچے مارے گریبان قبا چاک کیا اور کہا کہ اے ظالم کیا کرتا ہے
خدا کے غضب سے ڈر ارے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے کہ ان لبہاے مبارک کو کہ جنپر تو چوب
بید لگا رہا ہے انکو جناب رسول مثل رطب کے مکرر چوستے تھے اور تو انپر چوب بید لگاتا ہے وائے ہو
اوپر تیرے اے یزید اگر دیکھتے اس حال کو جناب رسول خدا تو کیا کہتے تجھکو ٥

اے ... / چوب بر این عقل و این ...

من که خود دیدم مکرر مصطفیٰ / بوسه زد بر این سر از تن جدا

بارہا گفت آن رسول مشرقین / که حسین از من بود من از حسین

نے ترا شرم از خدا نے از رسول / نے زبانش مرتضیٰ نے از بتول

حیرتے دارم ز تو اے پر دغا / خود بگو چون میکنی روز جزا

دوزخ از بہر عذابت اے یزید / ہست اندر لغرہ ہل من مزید

بعد شہادت باسعادت جناب حمزہ اہلبیت لغرہ شیر کردگار اور خوف ضربت ذوالفقار سے کفار میدان کارزار سے فرار ہوے اور جنگ وجدل سے اطمینان حاصل ہوئی اوسوقت جناب رسول مقبول صلعم نے چہار طرف میدان جنگ مین نگاہ کی مگر کسیطرف اپنے عم نامدار حضرت حمزہ کو نہ دیکھا اوسوقت حارث بن صمار کو کہ حضرت کی سامنے کہڑا تھا اون حضرت کے تلاش مین بھیجا جب وہ گیا میدان کارزار مین پہونچا تو دیکھا کہ حضرت حمزہ خاک وخون مین آلودہ زمین پر پڑی ہوے ہین پس حارث کو شرم آئی کہ مین خبر شہادت حمزہ حضرت کو دون یہ سوچکر حضرت کے پاس نہ گیا جب حارث کو دیر ہوئی تو حضرت نے جناب امیرؑ سے کہا کہ جاکے اپنے چچا کو لاؤ جناب امیر بھی جب تلاش کرتے ہوی لاش حمزہ پر پہونچے اور اون حضرت کو کشتہ پایا تو حضرت کو بھی حجاب آیا کہ مین حضرت کو اس خبر غم اثر سے مطلع کرون جبکہ جناب امیر کے آنے مین بھی دیر ہوئی تو وہ حضرت بنفس نفیس خود متوجہ جانب میدان ہوے اور جب لاش حمزہ پر پہونچے تو فرط رنج والم سے حضرت کا حال متغیر ہوگیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور سبب زیادہ تر حضرت کے حزن وملال کا یہ تھا کہ حضرت اپنے اون عم بزرگوار کو نہایت دوست رکھتے تھے کہ علاوہ چچا ہونے کے برادر رضاعی بھی تھے حضرت نے اوس عالم بیقراری اور اشکباری مین یہ فرمایا کہ جو رنج وغم مجہکو اس مقام پر ہوا ہے کبھی نہین ہوا اگر خدا مجھے قدرت دے تو

ستر آدمی قوم قریش سے کہ جو ہمسر ان میرے عم بزرگوار سے ہوں قتل کروں جسوقت کہ یہ کلمہ
زبان معجز بیان سے کہا اوسوقت جبرئیلؑ ازجانب رب جلیل آئے اور یہ آیہ پڑھا ان عاقبتم
فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین پس اوس حضرت نے بُرد یمانی اپنے دوش
مبارک سے اوتار کر حضرت حمزہ کی لاش پر اوڑھا دی مگر چونکہ حضرت حمزہ طویل القد تھے
پاؤن حضرت کے کھلے رہے حضرت نے یہ دیکھکر پاؤن کو گھاس سے پوشیدہ کر دیا مومنین غرض
لاش پر ردا اوڑھانے اور پاؤن کو گھاس سے چھپانے کا یہ تھا کہ اون حضرت کو یہ گوارا
نہ ہوا کہ لاش حمزہ پر دھوپ پڑے اور خاک صحرا سے جسم اوس شہید راہ خدا کا آلودہ ہو وا حسرتا
وادریغا کہان تھے وہ حضرت روز عاشورہ جو اوڑھاتے ردا اپنے تن پارہ پارہ حسینؑ مظلوم
پر کہ چالیس دن تک لاش اون حضرت کی صحراے کربلا مین بے غسل و کفن دھوپ مین پڑی رہی
کوئی اتنا نہ تھا کہ جو اوس لاش کو دفن کرتا آہ آہ مومنین جو دفن کرنے والے تھے اونکو فوج یزید
پلید مقید بہ طوق و زنجیر کرکے شام کو لیگئے تھے سواے غربت و بیکسی دریا کے کوئی اوس لاش کے پاس نہ تھا

درخون طپید چون بدن اطہر حسینؑ — خیر البشر نبود چرا بر سر حسینؑ
زہرا خبر نداشت کہ شوید ز آب چشم — در کربلا محاسن از خون تر حسینؑ
شیر خدا نبود دران آفتاب گرم — پوشد ردائے خود بہ تن انور حسینؑ
جدش خبر نداشت کہ بیکدم بہر آب — ہر دم خروش وا ابتا دختر حسینؑ
بر زخم سینہ اش ننہاد مرہمے — چون پارہ پارہ شد بدن اکبر حسینؑ
نگرفت دست او کسی اندم کہ او فتاد — دست از تن برادر نام آور حسینؑ
آگہ نشد خدیجہ زمانیکہ رو بشام — عریان سوار شد بشتر خواہر حسینؑ
در کربلا نبود حسن تا نظر کند — در زیر تیر و تیغ و سنان پیکر حسینؑ
در خلد بود جعفر طیار با خبر — [illegible] خنجر حسینؑ

حاضر بود حمزہ کہ از منجنیق ظلم	بارید سنگ حادثہ بر لشکر حسین ؑ
از کوفہ تا بشام کسی آب و نان نداد	بر اہلبیت بیکس و بے یاور حسین ؑ
اے مومنین باد نیاید در احد	تا داد این قضیہ دہد داور حسین ؑ

الغرض اوسی اثنا مین حضرت نے دیکھا کہ صفیہ خواہر حمزہ تشریف لاتی ہین اوسوقت زبیر سے فرمایا کہ جلکے تم اپنی والدہ کو طرف گھر کے پلٹا لیجاؤ یہ سُنکے زبیر روتی ہوے اپنی ماں کیخدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے مادر گرامی جناب رسول اللہ فرماتے ہین کہ تمہارا آنا قتلگاہ مین مناسب نہین ہے تم مکان کو پلٹ جاؤ اون معظمہ نے فرمایا کہ اے فرزند مین نے سُنا کہ بھائی میرا حمزہ راہ خدا مین شہید ہوا مین چاہتی ہون کہ اپنے بھائی کو اس حال مین دیکھون تاکہ مین بھی شریک ثواب ہون جبکہ حضرت نے زبیر کی زبانی اون معظمہ کا یہ پیام سُنا تو اجازت آنے کی دی مگر لاش کو چہار طرف سے اچھی طرح رداسے ڈھانپ دیا اور پاؤن گھاس وغیرہ سے اس خیال سے کہ عورت کا دل نہایت نرم ہوتا ہے اور بہن کو بھائی کی محبت زیادہ ہوتی ہے اگر اس حال سے اپنے بھائی کو خاک وخون مین غلطان دیکھینگی تو اون معظمہ کو صدمۂ عظیم ہوگا حالانکہ حضرت کے تن مبارک پر فقط ایک زخم تھا اوسکو بھی حضرت نے باہتمام تمام رداسے اور گھاس وغیرہ سے چھپا دیا تا صفیہ کی نظر حضرت کے بدن مجروح پر نہ پڑے آہ آہ یاد کرین مومنین اس مقام پر رنج وملال جناب زینب ؑ خاتون اور ام کلثوم کا اور فریاد وبکا کرین اور سرون پر خاک اوڑائین کہ کیا حال ہوا ہوگا اون دونون معظمہ کا اوسوقت کہ جب دیکھا ہوگا لاشہ اپنے بھائی کا خاک وخون مین غلطان اور سر سے پاؤن تک زخمون سے چور چور ریگ گرم صحرائے کربلا پر پڑا ہوا اور سر انور نوک نیزہ پر مومنین عمداً وہ لعین اہلبیت کو قتلگاہ کیطرف سے لائے تھے تاکہ وہ اسیر ظلم وستم اپنے عزیزون کے لاشے دیکھکر زیادہ تر نالان وبیقرار ہون کہان تھے اوس روز جناب رسولخدا اور علی مرتضیٰ جو چھپاتے اون لاشون کو اپنی رداؤن سے اور اوس گھاس

عالم بیقراری مین تسلی اور تشفی دیتے مومنین جب حضرت زینب کی نظر بدن پارہ پارہ مظلوم
کربلا پر پڑی بے اختیار ایک نعرہ مار کر اپنے تئین اونٹ سے زمین پر گرا دیا اور دوڑ کر اوس
لاشہ بے سر سے لپٹ گئین اور یہ بین دلخراش کرنے لگین کہ اے بھائی کاش آج کے دن
زینب اندہی ہوتی تاکہ آپکو اس حال سے نہ دیکھتی ایک دن وہ تھا کہ امان کے دامن مین
اور نانا کے سینہ پر آپ سوتے تھے اور آج اے بھائی بدن چاک چاک خاک و خون مین آلودہ
بے سر زمین گرم پر پڑے ہو اے بھائی میرے سر کی ردا بھی شمر ستمگر نے چھین لی ورنہ اوس
جسم نازنین کے نیچے بچھاتے اور دہوپ سے سایہ کرتی راوی کہتا ہے کہ حضرت نے ایسے
بین جان خراش کی کہ زمین کربلا جنبش مین آئی اور گھوڑون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے
اور لاش حضرت کی تھرانے لگی حضرت جناب صفیہ احد مین خود گھر سے تشریف لائی تھین اسیر ہوکر
نہ آئی تھین بے پردہ بھی نہ تھین اور جناب زینب بیٹی امیر المومنین کی جب قتلگاہ مین تشریف
لائین تو فوج دشمن مین گرفتار تھین سر کھلا ہوا بازون مین رسن بندہے ہوے گرد نامحرمون کا
ہجوم تشفی کے لیے بجز لاشہاے شہدا کوئی دوسرا نہ تھا بھتیجون مین فقط ایک حضرت امام
زین العابدین زندہ تھے او حضرت کا یہ حال تھا کہ پاؤن مین زنجیر ہاتھون مین ہتکڑی گلے مین
طوق لب پر آہ و زاری ضعف کی شدت سے غشی طاری حضرات جناب صفیہ کو ممکن تھا کہ اپنے
بھائی کے لیے دل کھول کر گریہ و زاری کرتین کوئی مانع نہ تھا مگر تبلایئے حضرت زینب کے لیے
یہ بھی تو ممکن نہ تھا جب وہ معظمہ اپنے بھائی کے لیے روتی تھین تو کوفیان بیحیا نیزون کی
نوکین اون معصومہ کی پشت پر چبھاتے تھے تمام پشت مبارک حضرت کی نیزے کی نوکون سے
فگار ہو گئی تھی وہ معظمہ جب قتلگاہ مین تشریف لائین تو نہ کوئی یار تھا نہ مددگار

لب تشنہ حسین در برابر	از خون گلگون محاسنش تر
عباس رشید نوجوانش	سید بدن بخاک و خون طپانش

[illegible]

یکجا قاسم فگار و خستہ — بر دست ز خون خضاب بستہ

یکجا اندوہ دستگیری — یکجا درد دل اسیری

یکجا چون شمر بیحیائی — از حق نا ترس پرجفائی

جناب صفیہ کو اوس عالم بیقراری اور آہ وزاری مین جناب رسولخدا نے تسلی اور تشفی دی اور فرمایا کہ خوشخبری دیتا ہون مین تمکو کہ آج آسمان پر تمہارے بھائی حمزہ نے خطاب اسد اللہ اور اسد الرسول پایا پھر فرمایا کہ اے عمہ اگر مجھے زنان بنی ہاشم کی طعنہ زنی کا خیال نہوتا تو مین اپنے عم مظلوم کو ہرگز دفن نہ کرتا اسیطرح زمین پر پڑا رہنے دیتا یہ فرماکر حضرت شہدای احد کی تجہیز اور تکفین مین مشغول ہوے جس شہید کے لاشے پر حضرت نماز پڑھتے تھے حضرت حمزہ کے لاش کو بھی شریک کر لیتے تھے یہانتک کہ اوس روز حضرت نے ستر مرتبہ حمزہ کی لاش پر نماز پڑھی مومنین کہان تھے جناب سید انبیا روز عاشورہ کہ اپنے پارۂ جگر جناب سید الشہدا مظلوم کربلا پر نماز پڑھتے آہ آہ مومنین منقول ہے کہ کوفیان بیدین نے شب یازدہم کو کربلا مین مقام کیا اور اپنے کشتہای نجس کو جمع کرکے نماز پڑھی اور دفن کیا اور چھوڑ دیا بیدفن وکفن اوس امام غریب الدیار کو جسکے نانا کا کلمہ پڑھتے تھے خلاصہ بعد دفن شہدای احد جب حضرت رسالتمآب مدینہ مین تشریف لائے تو اکثر گھرون سے آواز شیون اور نوحہ وبکا کی آتی تھی یعنے جنکے عزیز احد مین شہید ہوے تھے وہ عورتین اپنے عزیز کی عزاداری مین مصروف تھین لاکن چونکہ حضرت حمزہ مدینہ مین غریب وبیکس تھے اونکے گھر سے صدا نوحہ وماتم کی نہین آتی تھی حضرت اس حال سے آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ حمزہ اس شہر مین غریب ہین افسوس ہے غربا کو غربت مین کوئی دوست نہین رکھتا کہ مرگ غریبون سے متاثر ہووے جب انصار نے یہ کلام حسرت آمیز اون حضرت کا سنا تو اپنے اپنے گھرون مین گئے اور اپنی عورتون سے کہا کہ تم اول حضرت حمزہ کے گھر مین جاکر فاطمہ زہرا کو پرسا دو

اور اونکے ہمراہ حمزہ کو رو رو کے بعد اوسکے آپ مسلمون کے لیے رونا چاہا چنانچہ سب عورتین انصار کی جمع
ہوکے حمزہ کے گہر گئین فاطمہ کو پُرسا دیا اور تا نصف شب اونکے ساتھ حضرت حمزہ کے لیے روئین
بعد اوسکے اپنے گہرون مین آکر اپنے عزیزون کے لیے گریہ و بکا کی اور حسب حالی یہ کہا۔ بیت

تنہا نہ وحش و طیر بہامون گریستند	از بہر حمزہ جن و ملک خون گریستند
مرد و زن مدینہ بران کشتۂ غریب	از کشتگان خویشتن افزون گریستند

جب حضرت نے سنا کہ انصار کی عورتین پہلے چلکے حمزہ کے گہر مین اونکے لیے روئین بعد اوسکے
اپنے وارثون کے لیے جناب حبیب خدا بہت خوش ہوے اور اون عورتون کو دعا لیسے خیر دی
کہ خدا تمسے اور تمہارے اولاد سے خوش رہے۔ حضرات مومنین انصاف کرین کہ حضرت حمزہ
اب غریب نہ رہے کیونکہ رسولخدا نے نماز جنازہ پڑھی دفن کیا۔ اور عورتین انصار کے گہر مین حمزہ
کے صف ماتم بچھا کر روئین تو اسصورت مین حضرت حمزہ عمّ رسولخدا غریب نہوے۔ مین یہ سمجھا ہون
کہ درحقیقت بیکس و غریب امام رضا ہین۔ کجا مدینہ کجا شہر طوس بعد المشرقین۔ پھر نہ مان پاس
تہین جو زانو پر اپنے شفقت مادری سے سر رکہ لیتین۔ نہ فاطمہ بہن حضرت کی موجود تہین جو پیاس
مین پانی لاکر پلا دیتین۔ نہ فرزند آپکے امام محمد تقی سامنے تھے جو کروٹ بدلا دیتے ہاے غریب خراسان
مسموم ستم جفا۔ کبہی اس پہلو ہو جاتے تھے اور کبہی اوس پہلو۔ مگر جب حضرت نے انتقال کیا دنیا سے
اور یہ خبر عام ہو گئی تو چشم زدن مین صدہا زن و مرد جمع ہوے آکر حتی کہ اوسی شب کی بیاہی عورتون
نے اپنی اپنی مہر شوہرون کو بخش دیے اور رونے پیٹنے آئین جنازہ پر امام رضا کے۔ المختصر جب
اسقدر ہجوم ہوا زن و مرد کا خراسان مین تو اب امام رضا بہی غریب نہ ٹہرے۔ معلوم ہو گیا کہ غریب
کوئی اور ہوا ہی عالم مین اور یگانۂ دریاے مجمع البحرین۔ بخون طپیدہ کرب و بلا امام حسین درحقیقت
غریب ہین فدا ہو جان زائر کی اوس غریب اور مظلوم پر کہ جسکی لاش پر کوئی رونے والا نہ تھا سواے
جانوران صحرا اے اور طائران ہوا کے یا بزیر زمین عورات جن اونحضرت کے لیے روتی تہین اور ماتم

[illegible]

اور رضای غریب سے مصداق والو ترتبا الموتور بلکہ اونحضرت کو اوس قوم بیحیانے غریب کیا آہ آہ

مومنین غریب تو نہ تھے امام حسین کیونکہ بہلے بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے عزیز قریب رفیق و انصار سب

موجود تھے ہان کربلا مین آکے غریب و بیکس کردیے گئے - آہ آہ بعد شہادت انصار اور اقربا کے

وہ حضرت کبہی تو حراست اہلبیت کے لیے میدان سے طرف خیمہ کے تشریف لیجاتے تھے اور اہل حرم کو

تسلی اور تشفی دیتے تھے اور کبہی خیمہ سے جانب قتلگاہ کے واسطے حفاظت لاشہاے شہدا کے

آتے تھے کبہی لاش حبیب سے دوڑکر لپٹ گئے اور کبہی لاش مسلم ابن عوسجہ سے ہم آغوش ہوے کبہی

فرماتے تھے ای بہادرو مجہے اکیلا دشمنون مین چہوڑ گئے مین تمہاری یاد مین رو رہا ہون -

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانچوین بیان مین اوس حال کے جو غزوہ احزاب مین کہ جسکو غزوہ خندق بہی کہتے ہین درمیان رسول مقبول اور ابوسفیان علیہ اللعن کے گذرا

منقول ہے کہ جب کفاران قریش جنگ احد سے بھاگے بعد چند روز کے پہر سب اکٹھا ہوے اور تمام

مردم قبائل اور عشائر چہ عرب چہ یہود اطراف اور جوانب سے آکر اونکے شریک ہوے اور باہم عہد و پیمان

اس بات پر کیا کہ چلکر مدینہ کو گہیرین اور جب تک محمد اور اونکے ہمراہیون کا نام صفحہ ہستی سے نہ مٹا لین

میدان جنگ سے نہ پہیرین یہ عہد و پیمان کرکے ایک لشکر کثیر اور جمع غفیر کے ساتھ جانب یثرب روانہ ہوے

زبطحا زمین لشکر بے شمار	ہمہ بد نہادان خنجر گذار
خروشان ہمہ از پے کیش دین	ہمہ دشمن سید المرسلین
ہمہ با خدا و نبی کین گرای	ہمہ لات خوانان عزی ستای
چو نزدیک یثرب رسیدان سپاہ	شد از گردشان تیرہ خورشید و ماہ

اوسوقت خدا کی جانب سی جبرئیل نازل ہوے اور اون اہر ستون کے قصد سے حضرت کو آگاہ کیا
اور عرض کی کہ یارسول اللہ آپ گرد مدینہ کی ایک خندق کہودین تاکہ مع مہاجرو انصار اونکے
شر سے محفوظ رہین - اور بروایتی سلمان فارسی نے عرض کی کہ یارسول اللہ عجم مین دستور ہی کہ جب
سے جماعت قلیل کے بلا کی کا قصد کوئی جماعت کثیر کرتی ہے تو وہ گرد اپنے قریہ کے ایک خندق
کہود لیتے رہین تاکہ لشکر مخالف اوس سے عبور نکر سکے یہ رائے سلمان کی جمیع مسلمانون کو پسند
آئی اور حضرت نے بہی فرمایا کہ یہ رائے بہتر ہے اور اوسوقت جبرئیل نازل ہوے اور حضرت سے
عرض کی کہ رائے سلمان صواب پر ہی پس حضرت نے سامان جنگ آمادہ کر کے عبداللہ بن مکتوم
کو اپنی جانب سی مدینہ کا خلیفہ کیا اور وہ حضرت خود تین ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر مدینہ سی باہر تشریف
لائے اور دامن کوہ سلع کو کہ قریب شہر کے تہا لشکرگاہ قرار دیا چونکہ اور سب طرف مدینہ کے حصار
مستحکم تہے فقط اوسی طرف کہ جدہر سے حضرت تشریف لائے تہے خندق کی ضرورت تہی ارشاد
فرمایا کہ اس مقام پر خندق کہودو پس ایک خط حضرت نے کہینچکر اصحاب پر قسمت کر دیا اور ایک
روایت سی ہے کہ دس آدمیون مین چالیس گز خندق پڑے اور بروایتی دس گز پس اہل اسلام
خندق کہودنے مین مشغول ہوے اور واسطے تحریص اور ترغیب اہل اسلام کے حضرت خود
بہ نفس نفیس کہودتے خندق اور نکالتے مٹی مین مشغول تہے لکہا ہی کہ سلمان برابر دس آدمیون کے
کام کرتے تہے اور اوس زمانے مین بوجہ قحط سالی اور فقر و پریشانی اور شدت سرما کے اکثر
جناب رسول اور زوج بتول پر فاقہ گذر جاتا تہا اور کبہی دونون بزرگوار روزی مین بسر فرماتے تہے

بہر حفظ زن و فرزند دو خندق کندند	یکی در یثرب و دیگر بطف کرب وبلا
کہ شود مانع طغیان سپاہ کفار	سالم آیند ز آفات ہجوم اعدا
اہل یثرب ہمہ گشتند ز اعدا محفوظ	گشت در کرب وبلا شور قیامت برپا

آنزمان کز حبیب از زیست خمور مردود	رو نمودند سوی لشکر شاه شهدا
همه از خوف عدو سر زده بر اندام چون بید	کودکان بی سر و سامان همگی مانده بجا
نه حسین است که رفع ستم خصم کند	این چه ظلم است بگو ای فلک بی پروا

آہ آہ اسے مومنین عجیب مصیبت مین اہلبیت مظلوم کربلا گرفتار تھے خدا کسی دشمن پر یہ مصیبت نہ ڈالے لکہا ہی کہ جب مظلوم کربلا نے گرد خیمہ اہلبیت علیہم السلام کے خندق کہودی اور اوسمین آتش روشن کی تو اوس شدت تشنگی مین گرمی آتش سے بچون کا یہ حال ہوا کہ زمین پر مثل ماہی بے آب کی تڑپنے لگے اک شور العطش کا خیمہ عصمت سی بلند ہوا خصوصًا شب عاشورہ پیاس کی شدت سے بچون کا یہ حال تہا کہ خالی کوزے ہاتھون مین لیے ہوے بار بار خیمہ کے دروازی پر آگے تھے اور آواز العطش العطش بلند کرتے تھے جبکہ بریر ہمدانی نے اطفال مظلوم کربلا کا پیاس کی شدت سے بہت حال غیر دیکہا بیتاب ہوگئے اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اے بہائیو بڑی غیرت کی جگہ ہے کہ ہمارے تمہاری زندگی مین ننھے ننھے بچے مظلوم کربلا کے پیاس سے ہلاک ہوجائین حشر کے دن ہم جناب ساقی کوثر کو کیا منھ دکھلائینگے یہ کہکر ایک مشکیزہ اوٹھا لیا اور مع چند ہمراہیون کے جانب فرات روانہ ہوے جبکہ نہر کے قریب پہونچے تو جو شقی کہ نگہبان آب تھے وہ پکارے کہ خبردار قدم آگے نہ بڑہانا بریر نے کہا کہ ہم پیاسے ہین تھوڑا پانی پئین گے اوسوقت جو عمر ابن حجاج کہ سردار نگہبانان آب تہا اوسنے پوچھا کہ کون آیا ہے تب بریر نے اپنا نام بتایا چونکہ وہ شقی بہی ہمدان کا رہنے والا تہا پاس قومیت کہا کہ اچھا بریر کو پانی پی لینے دو مگر لیجانے نہ دینا بریر یہ سنکر داخل نہر ہوے اور مشک کو بہر کر نہر سے نکل آئے ناگاہ ایک شقی کی نظر مشک پر پڑی وہ شقی چلایا کہ بریر مشک بہرے لیے جاتے ہین پس وہ ملعون پکارا کہ مشک چہین لو خبردار پانی نہ لیجانے پائین پس اون نامردون نے بریر کو چہار طرف سے گہیر لیا بریر نے بہی مع اپنے ہمراہیون کے تلوارین میان سے کہینچ لین اور لڑتے ہوے [illegible] خیمہ کی طرف روانہ ہوے [illegible] مشک کو لاکے دروازہ خیمہ [illegible]

پھینکدی اور کہا کہ اے اہلبیت حسین یہ پانی حاضر ہے یہ سُنکے بچے دوڑے اور اپنی سینہ اور شکم پر گرا دیا اور اپنے سینے کہ سوزِ تشنگی سے جل رہے تھے اوس مشک سے ملنے لگے آہ آہ مومنین کس زبان سے کہوں اس کشمکش میں دہانہ مشک کا کھل گیا اور وہ سب پانی زمین پر بہگیا یا تو وہ بچے خوش تھے مگر جب دیکھا کہ پانی بہگیا تو عجب حسرت سے اوس مشک کی طرف دیکھکر زار زار رونے لگے اور جناب سکینہ نے دروازہ خیمہ پر آکے بصد حزن و ملال کہا کہ اے بریر پانی مشک کا سب بہگیا یہ سُنکے بریر بہت روئے اور کہا ہزار افسوس معلوم ہوا کہ ان بچوں کی قسمت میں پانی نہیں ہے القصہ جب خندق تیار ہو گئی اور اہل اسلام کو شر کفار سے اطمینان ہوا ناگاہ وہ سپاہ کینہ خواہ اور طائفہ طاغیہ گمراہ قریب مدینہ کے پہونچے حارث بن عوف اور عیینہ بن حصین فزاری بامنی اسد اور غطفان اور بنی قریظہ اوس بلندی کوہ پر کہ جو جانب شرق مدینہ کے واقع تھے آگئے اور جماعت قریش اور بنی کنانہ آنحروادی سے پہونچے اہل اسلام کثرت اور جماعت کفار کی دیکھکر نہایت خائف اور پریشان ہوے اور خود شیاطین اور احزاب مشرکین قریب خندق کے آئے خندق کو دیکھکر متعجب ہوے اور کہا کہ یہ امر عجیب سحر محمدؐ سے ہے کہ اوس روز تک خندق نہ تھے اور نہ عرب میں اسکا دستور ہے بعضوں نے کہا کہ یہ تدبیر اوس فارسی کی ہے کہ جو محمدؐ کے ساتھ ہے غرض اون کفار نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا بیس روز تک جنگ نہیں ہوئی جب محاصرہ کو طول کھینچا تو ایک دن عمرو بن عبدود کہ ثانی عاد اور ہمسر شداد تھا اور جلادت اور دلیری میں مشہور شہر و بلاد ایسا قوی اور شجاع تھا کہ تن تنہا ہزار مردان کارزار سے مقابلہ کرتا تھا اوس شقی ازلی کو ایک نسبت سے فارس یلیل کہتے تھے کہ اوسکی وجہ آگے بیان ہوگی اور غزوہ بدر میں ایک زخم کاری اوسکے لگا تھا مگر بچ گیا اور جنگ احد میں بوجہ نہ آسکا اسمرتبہ ہمراہ ابوسفیان نابکار کے اس ارادہ کے لئے کہ تلافی مافات کی کرے خلاصہ یہ کہ وہ لعین گھوڑے پر سوار قریب خندق کے آیا — ۵

اجل گشتہ آمد بجنگ و ستیز
تو گوئی اجل گفت اورا کہ خیز

چو برق جہندہ تگاور براند
بخندق رسید و زخندق جہاند

بچالاکی چنان جست کرد او سمند
کہ گرد و شترا سے ز سنگے بلند

بپاسے حصار آمد آواز داد
کہ اے نامداران ہاشم نژاد

کجایند گردان و مردان مرد
کہ امروز آیند اندر نبرد

ز آواز او ہر دلیران دین
عیان گشت آن روز روز پسین

غرض لشکر کفار ابوسفیان ناچار اوسی طرف کھڑا رہا کوئی اوسکے ہمراہ
خندق کے اس طرف نہ آسکا مگر عکرمہ بن ابوجہل اور ہبیرہ بن ابی وہب اور مرداس بن
علم فہری اور ضرار بن خطاب یہ چار شخص خندق کے اس طرف اوسکے ہمراہ آئے الحاصل عمرو
بن عبدود کھڑا ہوا رجز پڑھتا تھا اور مبارز طلب کرتا تھا مگر اہل اسلام اوسکی ہیبت سے
مثل درخت کہن سال کے خشک ہوگئے کوئی سانس تک نہین لیتا تھا چہ جائیکہ جواب کا تھا
علی رؤسہم الطیر گویا ہاتھ پاؤن کے طوطے اوڑ گئے ہرچند جناب رسول نے اصحاب سے فرمایا کہ من
لہذا الکلب یعنے کون جاتا ہے اس سگ کے مقابلہ مین مگر کسی نے جواب نہ دیا ہ

نبی چون باین گونہ فرمود حکم
بماندند ہر جا ہمہ صم و بکم

رخ نامداران دین زرد گشت
نبی را ازین دل پر از درد گشت

روضۃ الصفا اور کتب عامہ اور کتب امامیہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت نے صحابہ کو
بہت خائف اور پریشان دیکھا تو سبب خوف کا پوچھا اوسوقت جناب خلیفہ ثانی نے
بکمال فصاحت اور دلیری کے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ وہ شخص ہے جنگاہ ہے کہ اگر
ہزار مرد جرار اسکے مقابل مین جائین تو اسپر فتح نہ پائین چنانچہ ایک مرتبہ مین اور یہ مرد کہ
ایک قافلہ کے ساتھ سفر مین تھا ایک روز ہزار رہزن آکے قافلے کے سد راہ ہوئے اونکو

کھینچا اور ایک شتر بچہ کو بائین ہاتھ مین بجاے سپر کے اوٹھا کر اور نیزہ لیکر آیا حضرت کو دو
آدمی تھے مگر اسکے مقابلہ کی تاب نہ لانے فور آبھاگ گئے پس قال فلم یصح و سلامت منزل کا
جبکہ اہل اسلام نے یہ حال اوسکی شجاعت کا زبانی خلیفہ ثانی کے سنا اسوقت خوف و ہراس او
دونا ہوا اس مابین مین اوسنے پھر مبارز طلب کیا اور کہا کہ لشکر اسلام مین کوئی الیسا دلیر
کہ جو اگر مجھسے مقابلہ کرے یہ سنکر جناب رسول خدا نے دوبار ارشاد کیا کہ ایہا الناس تم مین
کوئی الیسا دوست ہے کہ اس دشمن خدا کو مجھسے دفع کرے پھر کسی نے جواب نہ دیا مگر شیر
شجاعت و جلادت جناب علی ابن ابیطالب غالب کل غالب نے دلیرانہ آگے بڑھکے عرض کی
رسول اللہ انا مبارز حضرت نے فرمایا کہ یا علی یہ عمرو بن عبدود ہے اور بروایتے حضرت
کچھ جواب نہ دیا اسمین پھر اوسنے مبارز طلبی کی اوسوقت پھر حضرت نے طرف مہاجر اور انصا
دیکھکر فرمایا کہ کون ہے تم مین سے کہ اسکے مقابلہ کے لیے جاے پھر سب خاموش رہے مگر جناب
سامنے آگئے اور عرض کی کہ یا حضرت مین حاضر ہون فرمایا کہ اے ابن عم ع

چگونہ فرستم ترا سوے او | بگیتی ببیناد کس روے او
برِ من زجانے تو محبوب تر | کسے جان فرستد سوے جانور

جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کیون اسقدر تردد فرماتے ہین اگر یہ جانور ہے
تو مین اسد کردگار ہون آپ مجھے اجازت دین بعون پروردگار بیکضرب ذوالفقار اسکو
داخل نار کرونگا اوسوقت حضرت نے مجبور ہوکر جناب حیدر کرار کو اجازت کارزار دی پس اپنا
عمامہ مبارک حضرت کے زیب سر کیا اور اپنی زرہ اور جوشن زیب بدن اور ذوالفقار کمر ع

پیمبر یکے ذرعہ پوشیدہ بود | ندیدہ چو او چشم چرخ کبود
زرہ را بدست خود آن مہر کیش | زتن کند و پوشید بر جان خویش

زره دوشش انچه واسے نمود	سموات و نور السموات بود
بدست رسول خداے کریم	زره پوشش گردید عرش عظیم
نبی راسیکے تیغ رخشنده بود	که وز نور خورشید تابنده بود
زده صیقلش دست پروردگار	بهر جوهرش جوهر آشکار
بیاورد آن تیغ خیر البشر	بدست خودش کرد زیب کمر
نبی راسیکے نغز عمامه بود	که یسین و طه بدش تار و پود
چه عمامه چون مهر عالم فروز	که تابان شود بر فلک نیمروز
زعمامه چون تاج بر سر نهاد	تو گوئی که بر عرش افسر نهاد
چو بر تن بیاراست خفتان کین	جهان آفرینش نمود آفرین
چو بر دشت کین شد روان بوتراب	فلک گفت یالیت کنت تراب
به تنها همی رفت با صد جلال	روان در جلو رحمت ذوالجلال

الغرض حضرت جب اس شیر بیشۂ شجاعت کو اسلحۂ جنگ سے مسلح اور مکمل فرما چکے تو اسوقت ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور یہ دعا پڑھی اللهم احفظه من بین یدیه و من خلفه و عن یمینه و عن شماله و من فوق راسه و من تحت قدمیه

ابیات ۵

ز نرگس فرو ریخت بر گل گلاب	ستاره ببارید بر آفتاب
که یارب علی را نگهدار باش	چو یار تو هست او تو اش یار باش
که ذات ترا او شناسنده است	مرا یاور است و ترا بنده است
علی چونکه از نزد من میرود	مرا جان شیرین ز تن میرود

بعد اوسکے بچشم اشکبار درگاہ پروردگار مین عرض کی کہ خداوندا عبیدہ کو تو نے جنگ بدر مین
مجھ سے جدا کیا اور حمزہ کو جنگ احد سے اپنی خدمت مین بلا لیا اب تیرے رسول کا سوا
زوج بتول کے کوئی یار و مددگار نہین ہے اسکا داغ مجھکو نہ دکھانا اور میری فاطمہ کہ تیری کنیز ہے
اوسکو اسکے غم مین نہ رولانا پروردگارا علیؑ تیرا ولی ہے اور اسکی زندگی سے میرا بازو اور پشت
اسلام کی قوت ہے اسکی جدائی تیرے رسول کے دل پر نہایت ناگوار ہے اسوقت یہ ایک اژدہا
کے مُنھ مین جاتا ہے تو اسکی حفاظت کرنا یہ فرماکر جناب امیر کو طرف اوس نابکار کے بھیجا اور
مومنین مجھکو یاد آ گئے اس مقام پر بیتابی اور بیقراری جناب مظلوم کربلا کے راوی کہتا ہے کہ بعد
شہادت جناب عباس حق شناس جب حضرت علی اکبر ہمشکل پیمبر عازم جہاد ہوے تو حضرت کا
یہ حال تھا کہ کبھی تو اوس اپنے پارہ جگر کو اپنے سینہ سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے نور
میرے اس پدر پیر کو ستمگارون مین تنہا چھوڑے جاتے ہو بعد تمھارے اس پیر کو ان ظالمون
ظلم سے کون بچائیگا اور کبھی بہ نگاہ حسرت و یاس اپنے نور نظر کے چہرۂ انور کو دیکھتے تھے اور پیشانی
نورانی کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ بابا آتا جب مین اپنے نانا کی زیارت کا مشتاق
ہوتا تھا تو اسکے چہرۂ انور کو دیکھ لیتا تھا مومنین جناب علی اکبر عرض کرتے تھے کہ اے بابا
غلام کو جلد رخصت دیجیے کہ شدت تشنگی سے اس غلام کا جگر کباب ہو رہا ہے جلد جا کے آب کوثر
سے سیراب ہو علاوہ اسکے کوفیان بیدین بڑھے چلے آتے ہین انکو اس بی ادبی کی سزا دون
جب حضرت نے اپنے پارہ جگر کا یہ کلام سُنا تو بہت روئے اور رخصت جہاد کی دی پس وہ عمامہ
کہ جناب رسول خدا نے بروز جنگ خندق جناب علی مرتضی کے سر پر باندھا تھا اوس دن تک
عمامہ حضرت کے سر مبارک پر تھا اپنے اوس نور عین کے سر پر باندھا اور تلوار اپنی حضرت
علی اکبر کے زیب کمر کی اور مسلح باسلحۂ جنگ کر کے طرف میدان کارزار کے بھیجا مومنین جناب
رسول خدا نے جو جناب امیر کو میدان کی اجازت دی تو حضرت کو یہ معلوم تھا کہ وہ جناب

مظفر اور منصور سیدان سے مراجعت کرینگے اور پھر بھی نہایت بیقرار تھے مگر قربان جان زائر کے

صبر جناب سید الشہدا پر کہ حضرت کو یقین تھا کہ یہ میرا فرزند نوجوان آج شہید ہوگا القصہ جب جناب

امیر شاہ مددگیر طرف اوس دشمن رب قدیر کے راوانہ ہوئے تو جناب رسول خدا نے یہ آیہ پڑھا

رب لاتذرنی فردا وانت خیر الوارثین اور جب وہ امیر عرب اوس شقی کے قریب پہونچے

تو فرمایا برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ یعنے مقابل ہوا ایمان کل با شرک کل

پس جناب امیر نے یہ رجز پڑھا

لاتعجل فقد اتاک مجیب صوتک غیر عاجز	ذو نیۃ وبصیرۃ والصدق منجی کل فائز
انی لارجو ان اقیم علیک نائحۃ الجنائز	من ضربۃ نجلاء یبقی ذکرھا عند الھزاہز

یعنے اے عمرو تعجیل مت کر کہ آیا طرف تیرے قبول کرنے والا تیری آواز کا کہ عاجز نہین ہے تیرے مقابلہ سے اور صاحب نیت درست اور بینا براہ حق اور نجات دینے والا ہر قابل نجات کا اور امید رکھتا ہون مین کہ جلد برپا کرون واسطے تیرے وہ نوحہ کہ جنازون پر کرتے ہین اوس ضرب سے کہ جس ضرب کی آواز آوے بعد لڑائیون کے پس جبکہ اوس مرد وازلی نے رجز جناب علی ابن ابیطالب کا سنا اور باوجود کم سنی کے آنحضرت کا وہ جلال اور دبدبہ دیکھا نہایت خائف اور ترسان ہوا چاہا کہ دروازہ دوستی کا کھولے اور بلطافت الحیل آنحضرت کو اپنے مقابلہ سے باز رکھے باوجودیکہ آنحضرت کو بخوبی پہچانتا تھا مگر بطور تجاہل عارفانہ پوچھا کہ نام آپکا کیا ہے اور آپ کس خاندان والاشان سے ہین حضرت نے فرمایا کہ آگاہ ہو مین ہون قاتل مشرکین امام مومنین شیر خدا شمشیر وغا زوج بتول داماد رسول غالب کل غالب علی ابن ابیطالب اوس شقی نے یہ سنکر کہا کہ چونکہ میرے اور ابوطالب کے درمیان مین دوستی تھی لہذا مین نہین چاہتا ہون کہ تمہارے خون مین اپنا ہاتھ آلودہ کرون تم پلٹ جاؤ اور کسیکو میرے مقابلہ مین بھیجو حضرت نے [illegible] ارشاد کیا کہ تو میرے [illegible] اگر انکو دوست نہین رکھتا مگر مین

مجھسے تشنگی ازلی اور دشمن اللہ ونبی کے خون گرانے کو بدل و وست رکھتا ہون جب اُس مردود نے اُس خاصۂ رب ودود سے یہ جواب دندان شکن پایا تو یہ سخن زبان پر لایا کہ جسکا مضمون ان چند اشعار مین منظوم ہے ؎

پیادہ چرا سوے میدان شدی ‏ مگر طالب عہد و پیمان شدی

ندانی کہ این رزم شیران بود ‏ مر این رزم رزم دلیران بود

تو چون کودکان پوی پوی آمدی ‏ پیادہ بچوگان و گوے آمدی

نبود از چنین لشکر نامدار ‏ سزا وار میدان من یک سوار

چنین داد پاسخ نگہبان دین ‏ کہ اے گبر بر خویش چندین مبین

اگر مرد رزمے بنہ پاے پیش ‏ کہ مردان سوار اند بر پاے خویش

زبان و سخن گوے وز تیغ تیز ‏ کہ توسن ضرورست بہر گریز

زمیدان سران کو نتابد عنان ‏ چہ حاجت کہ یکران کشد زیر ران

اگر نیست از جنگ روے فرار ‏ با سپان تازی ترا نیست کار

پیادہ از انم کہ تنگ آمدم ‏ کہ چون تو سوارے بجنگ آمدم

پس بعد از جواب دینے کے حضرت نے یہ فرمایا کہ اے عمرو مین نے سُنا ہے کہ تو نے آستان کعبہ پر ہاتھ رکھکر یہ کہا ہے کہ جو شخص روز مصاف مجھسے تین سوال کرے تو اوسمین سے ایک کو مین قبول کرون اوسنے کہا البتہ حضرت نے فرمایا پس اسوقت مین تجھسے تین امر بیان کرتا ہون اوسمین سے ایک کو قبول کر وہ بولا کہ فرمائیے جناب امیر نے ارشاد کیا کہ اول تو یہ ہے کہ تو اسلام قبول کر وہ بولا کہ اسکی امید مجھسے نہ رکھیے تب حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ نہین منظور ہے تو لڑائی سے ہاتھ اوٹھا یہان سے پلٹ جا اوسنے کہا کہ یہ بھی مجھسے نہوگا کہ مین جنگ سے مُنھ موڑون اور زنان قریش مجھ طعنہ زنی کرین جب حضرت نے دیکھا کہ وعظ و پند مشفقانہ اس کافر کے دل پر اثر پذیر

[illegible]

وہ لعین ہنسا اور بولا کہ اس بات کا ہرگز مجھکو گمان بھی نہ تھا کہ شجاعان عرب مین سے کوئی مجھسے خواہش جنگ کی کرے پس وہ شقی یہ کہکے پشت زین سے زمین پر کود پڑا اور اپنے گھوڑے کو پی کر لعداد سکے مصروف بحرب و ضرب ہوا چونکہ حضرت کا رعب اوسکے دل پر پہلے ہی سے غالب ہوچکا تھا وار کرنے مین سبقت کی یعنے بفور مقابل ہونے کے کمر سے تلوار کھینچکر حضرت پر ماری حضرت نے ضرب اوسکی خالی دی اسی طرح حضرت نے کبھی اوسکا وار سپر پر روکا اور کبھی خالی دیا اور یونہین جب حضرت اوسپر وار کرتے تھے تو وہ شقی بھی کبھی سپر سے آپ کو بچاتا تھا اور کبھی خالی دیجاتا تھا غرض اسیطرح تا دوپہر باہمدیگر رد و بدل رہی کسیکا وار ایک دوسرے پر کارگر نہوا راوی کہتا ہے کہ اس رد و بدل مین اسقدر غبار میدان کارزار سے اوڑا کہ تمام میدان تیرہ و تار ہوگیا اون دونون مردان شمشیر گذار سے کوئی نظر نہ آتا تھا کفار آپسمین کہتے تھے کہ اب علی اسکے ہاتھ سے نہین بچتے اور بعد علی کے پھر لشکر اسلام مین کوئی ایسا نہین ہے کہ جو ہمسے مقابلہ کرے اور جناب رسول اس سانحہ سے نہایت محزون و ملول درگاہ قاضی الحاجات مین مشغول مناجات تھے کہ اس مابین مین عمرو بن عبدود نے ایک تلوار اس زور سے ماری کہ سپر اور عمامۂ مبارک کو کاٹ کر چار انگشت حضرت کے سر مبارک مین در آئی ابن عباس سے منقول ہے کہ جب لہو زخم کا حضرت کے چہرۂ مبارک پر بہکر آیا تو حضرت نے ایسا ایک نعرہ شیرانہ کیا کہ دل اوس شقی کا ہل گیا

دریغا زبانے ندارم دریغ — کہ گویم بیانے ازان دست و تیغ

دریغا کہ کند ہست تیغ زبان — کزان دست و تیغ اندر آرم بیان

چہ دستے کہ خالق بعہد الست — عہود خلائق بہ آن دست بست

چہ تیغے کہ از برق آن آفتاب — زخجلت نہان کرد رخ در سحاب

چہ دستے کہ در زیر عرش برین — دو صد بارہ پوشیدہ روح الامین

[illegible] — بفرعون شد اژدہاے عظیم

اوس حضرت پر حملہ کیا جب قریب پہنچے اور حضرت کے روبرو آئے اوس پر کہ فرط غضب سے سرخ ہو
اور دہن مبارک سے کف جاری تھا نظر پڑی ایسا ڈرے کہ گھوڑون کو خندق پھند اکر بھاگے
بن عبداللہ مخزومی پشت زین سے خندق مین گرا پس اہل اسلام یہ دیکھکر اوسپر پتھر برسانے
اوسوقت وہ شقی کہنے لگا کہ اس سے بہتر یہ ہی کہ کوئی مجھے تلوار سے مار ڈالے اوسیوقت فریاد و زاری
حضرت اوسکی فریاد سنکے خندق مین کود پڑے اور بیک ضرب حسام اوس شقی کا کام تمام کیا بعد اوس کے
سر عمرو بن عبدود کا لیکر خدمت رسول مقبول مین تشریف لائے اور عرض کی کہ یا حضرت آپ مجھ سے
راضی ہوے حضرت نے فرمایا کہ شاد ہوا اے ابن عم کہ تمسے خدا بھی راضی ہوا اور آج کا عمل تمہارا تمام
عالم کے اعمال کے برابر ہے اور بعد اوسکے پھر ترجیح دی آنحضرت نے اوسپر یعنے فرمایا ضربۃ علی یوم
الخندق افضل من عبادۃ الثقلین یعنے حضرت نے فرمایا کہ بروز جنگ خندق ایک ضرب علی کی افضل ہے
عبادت دو جہان سے مومنین جب عمرو بن عبدود کو حضرت نے فی النار و السقر کیا تو اوسوقت
اوس شقی کے جسم مین ایک زرہ اور ایک جامہ بیش قیمت تھا حضرت نے دیکھا مگر اوس جناب کی
یہ امر مکروہ معلوم ہوا کہ مین یہ زرہ اور جامہ اسکے بدن سے اوتار لون اور لاش اوسکی عریان پڑی رہے
آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے کوفیان بیدین پر کہ روز عاشورہ جب اوس جناب کے فرزند کو تین دن کا بھوکا
و پیاسا مانند گوسفند کے ذبح کیا تو لاش پر اوس مظلوم کے گھوڑے دوڑائی اور بعد پامالی لاش کپڑے اوتار لیے
آہ آہ مومنین حضرت نے بروقت روانہ ہونے میدان کے سب لباس کے ایک پیراہن کہنہ جابجا سے
پھٹا ہوا پہن لیا تھا کہ شاید یہی باقی رہے تا کہ میری لاش عریان نہو مگر مومنین اون بےحیاؤن نے اوسکو بھی اوتار لیا
اوس مظلوم کے تن پارہ پارہ کو عریان ریگ گرم پر چھوڑ گئے افسوس مومنین اس ظلم پر بھی اکتفا نہوئی جمال ملعون
نے ایک کمر بند کے لیے دونون ہاتھ مظلوم کی لاش کے کاٹے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چھبیسی شمائل اور احوال تشریف لیجانے آنحضرت کی طرف قلعہ خیبر کے اور ذکر اون فتوحات کا جو اوس سفر خیر اثر مین باعث سرور آنحضرت کے ہوے

گروہ فقر قریب قلعہ خیبر کے رونق افروز ہوے تو باوجود اسکے کہ کفار خیبر روانگی لشکر ظفر پیکر سے مطلع
ہو چکے تھے اور ہر روز تمام شب حراست اور حفاظت حوالی قلعہ مین مصروف رہتے تھے مگر جسدن
کہ فوج نصرت موج آنحضرت کی حوالی خیبر مین پہونچی تو اوس شب کو ایسا خواب اوپر مستولی ہوا کہ
صبح تک کسیکو ورود لشکر نصرت اثر کی خبر نہوئی بلکہ منقول ہے کہ مرغ اور کتے جو اوس قلعہ کے اندر
تھے وہ تک نہین چونکے کہ آواز دیتے جب قریب طلوع آفتاب کے خواب غفلت سے بیدار ہوے
اور بیلچے اور زنبیل لیکر اپنی اپنی زراعت کی طرف چلے تو دیکھا کہ فوج اسلام چار طرف سے
قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے یہ دیکھکر ہوش اوڑ گئے اور قلعہ مین جاکر اپنی قوم کو نزول لشکر
رسول سے اطلاع دی محمد بن اسحق سے روایت ہے کہ حضرت ہر شب ایک شخص کو اصحاب مین سے
بخیال شبخون واسطے حراست لشکر کے مقرر فرماتے تھے ایک شب عمر ابن خطاب اس خطاب سے
شرفیاب ہوے اوس شب کو اہل اسلام نے ایک یہودی کو گرفتار کیا اور اون سردار محافظان لشکر
کی خدمت مین لائے جو نہین نظر آپ کی اوس یہودی پر پڑی رگ شجاعت متحرک ہوئی حکم دیا کہ اسکو
ابھی لیجاکے قتل کرو اوسنے کہا کہ مجھکو پیمبر کی خدمت مین لیچلو ابھی قتل نہ کرو مجھکو آنحضرت سے
ایک امر ضروری عرض کرنا ہے کہ وہ مفید اہل اسلام ہے جب یہ سنا تو اوسنے خدمت رسول مین
حاضر کیا اوسنے حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ یا نبی اگر آپ مجھکو قتل سے امان دین تو مین جس
راستے سے کہ قلعہ مین پانی جاتا ہے وہ آپ کو بتادون آپ اوسکو بند کردین جبکہ قلعہ مین
پانی نہ پہونچیگا تو وہ مجبور ہوکر خود حضرت کی خدمت مین حاضر ہونگے قلعہ بغیر جنگ و جدل کے
آپ کے ہاتھ آجائیگا یہ سنکر حضرت نے اوس یہودی کو امان دیکر فرمایا کہ یہ امر مروت سے
بہت دور ہے کہ اونپر پانی بند کیا جائے کہ اونمین اطفال خردسال اور عورتین بھی ہین یا مومنین
اب یہ مقام فریاد و زاری اور اشکباری کا ہے کہ حضرت رسالت مآب کو اطفال اور زنان کفار کا

پیاسا رکھا تو ارا ہوا خدا لعنت کرے اوس امت جفا کار پر کہ جسنے اولاد علی پر پانی بند کیا اور
ننھے بچون پر بھی رحم نہ آیا چنانچہ مرقوم ہے کہ روز عاشورہ بعد شہادت جناب علی اکبر ہمشکل پیمبر حضرت
سید الشہدا میدان مین یکہ و تنہا مقابل صف اعدا کے کھڑے تھے کہ ناگاہ خیمہ عصمت سے آواز
اہلبیت کے رونے کی بلند ہوئی حضرت خیمہ کو تشریف لیگئے دیکھا کہ سب بیبیان با موہائے پریشان
علی اصغر کے جھولے کے پاس رو رہے ہین مظلوم کربلا نے اپنی بہن زینب سے پوچھا کہ اے بہن کیا
حال میرے فرزند کا ہے اون مخدومہ نے عرض کی کہ اے بھائی شدت تشنگی سے اس بچے کی یہ نوبت
پہونچی ہے کہ ہاتھ پانون سرد ہو گئے ہین نہ منھ سے بولتا ہے نہ آنکھین کھولتا ہے اے بھائی
اگر کسی تدبیر سے تھوڑا سا پانی ملتا تو یہ بچہ بچ جاتا یہ سنکے حضرت روتے ہوے جھولے کے قریب
گئے اور اوس اپنے پارہ جگر کو آغوش مین لیکر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور قریب صف اعدا جاکے
ایک بلندی پر کھڑے ہوے اوس اپنے مہ پارہ کو دونون ہاتھون پر لیکر بلند کیا اور اوس قوم نابکار
سے فرمایا کہ اے لعینو اگر حسین تمھارے زعم ناقص مین گنہگار ہے تو یہ میرا فرزند شیر خوار تو خطا سے
بری ہے دو دن سے اسکو بھی پانی نہین ملا ہے اور اسکی مان کا دودھ بھی خشک ہو گیا ہے اسوقت
شدت پیاس سے یہ دم توڑ رہا ہے تھوڑا سا پانی دو کہ اسے پلا دون تاکہ یہ معصوم ہلاکت سے بچ جاے اے
مومنین کیا سنگدل تھے وہ لعین کہ اوس بچہ معصوم پر بھی رحم نہ آیا سب نے اپنے سر جھکا لیے کچھ
جواب نہ دیا مگر آہ آہ مومنین عوض پانی دینے کے حرملہ لعین نے ایک تیر کمان مین جوڑ کر اوس بے زبان
کے گلوے نازنین پر مارا کہ وہ تیر اوس بچہ کی گردن سے گذر کر حضرت کے بازو مین در آیا وہ بچہ
تیر کے صدمہ سے حضرت کے ہاتھون پر تڑپ گیا اور بنظر حسرت و یاس اپنے باپ کی طرف دیکھکر
بہشت کو روانہ ہوا مومنین اوس زخم گلو سے جب خون جاری ہوا تو اوسکو حضرت نے اپنے چلو مین
لیکر چاہا کہ طرف آسمان کے پھینکین کہ دفعتہ آسمان سے ندا آئی کہ اے حسین اگر اس خون کو میری جانب
پھینکوگے تو تاقیامت پھر مجھسے ایک قطرہ پانی کا زمین پر نہ گریگا اوسوقت حضرت نے قصد کیا کہ

پھر قیامت تک مجھسے ایک دانہ نہ اوگیگا اوسوقت جناب سید الشہدا نے فرمایا ؎

انکار آسمان کو ہے راضی زمین نہین	اصغر تمہارے خون کا ٹھکانا کہین نہین

تب حضرت مجبور ہوے پس اوس خون کو مظلوم کربلا نے اپنے روے مبارک پر مل لیا غرض صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ جب حضرت اقلاع خیبر کے قریب پہونچے تو قلعہ ناعم کہ اوسکا قلعہ دار عامر نامے ایک شخص تھا اوسکا ایک غلام حبشی کہ بکریان اوسکی چرایا کرتا تھا اوسنے ایک دن دیکھا کہ اوسکا مالک مع اور مردم قلعہ کے اسلحہ جنگ کو درست کر رہا ہے اوس غلام نے سبب اوسکا پوچھا تو ایک شخص نے اوس سے کہا کہ ایک شخص محمد نامے کہ دعوی پیمبری کا کرتا ہے وہ فوج لیکر ہمپر آیا ہے اوس سے ہم لڑینگے مومنین اوس غلام نے جب نام آنحضرت کا سنا فوراً اوسکے دل مین محبت آنجناب کی پیدا ہوئی جبکہ طرفین سے جنگ شروع ہوئی تو وہ غلام بکریون کو لیکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ کس طرف دعوت کرتے ہین حضرت نے فرمایا کہ جانب اسلام اگر تو طالب اسلام ہے تو کہہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ اوس غلام نے کہا کہ اگر یہ کہون تو کیا ہوگا فرمایا کہ اگر اس قول پر قائم رہیگا تو بعد مرنے کے بہشت پائیگا جبکہ اوسنے حضرت سے یہ مژدہ جانفزا سنا پس فوراً کلمہ پڑھا اور عرض کی کہ یا حضرت مین چاہتا ہون کہ یہ بکریان مالک کو پہونچ جائین حضرت نے ارشاد کیا کہ تو انکو لیکر طرف قلعہ کے جا اور دو چار سنگریزے انپر مار کے طرف قلعہ کے ہانک دے پس یہ سب مالک کے پاس پہونچ جائینگے وہ غلام یہ سنکر گیا اور جس طرح سے حضرت نے فرمایا تھا عمل مین لایا پس وہ بکریان سب مالک کے گھر کو چلی گئین اور وہ پلٹ کر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور اذن جہاد لیکر اون مکارون سے لڑا اور درجہ شہادت سے فائز ہوا جب حضرت کو اوسکی شہادت کی خبر ہوئی تو اوسکے بالین پر تشریف لائے دیکھا کہ رمقے جان باقی ہے حضرت بیٹھ گئے اور انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خدا رحمت کرے اس غلام حبشی پر کہ اسنے کام تھوڑا کیا مگر مزد بہت پائی اسوقت دو ملک اسکی

بالین پر بیٹھے ہوئے ہین اور بر روایتے جب وہ درجہ شہادت سے فائز ہوا تو اہل اسلام اوسکی لاش کو
خیمہ مین اوٹھا لائے اور حضرت خود بنفس نفیس اوسکے بالین پر تشریف لائے آہ آہ مومنین کہان تھے
روز عاشورہ جناب رسول خدا کہ اپنے فرزند کی لاش کو میدان سے خیمہ گاہ مین اوٹھا لاتے کہ وہ لاش اطہر
زخمون سے چور چور زمین گرم صحرائے کربلا مین پڑی ہوئی تھی وہ حضرت تو براہ شفقت اوس ادنی غلام
کے بالین پر تشریف لائے اور اونکے فرزند مظلوم پر کسی نے رحم نہ کھایا اوس غریب الوطن کے بالین پر
نہ آیا سوائے غربت اور بیکسی کے کوئی اوس لاش کے پاس نتھا یا جانوران صحرائی اور طائران ہوا او
سلیمان کربلا کی لاش پر جمع ہوتے تھے اور اوس مظلوم وغریب کی غربت اور بیکسی پر اپنی زبانون مین
فریاد اور بکا کرتے تھے اور شب کو ایک شیر آکر اوس لاش کو اپنی آغوش مین لیکر تمام شب نعرے مارکر
روتا تھا اور صبح کو روتا ہوا طرف جنگل کے چلا جاتا تھا مومنین بعض روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نے
معصوم سے پوچھا فرمایا کہ وہ شیر جناب شیر خدا علی مرتضے تھے کہ اپنے فرزند کی لاش کی نگہبانی کے لیے
تشریف لاتے تھے اور اپنے فرزند دلبند کی لاش کو آغوش مین لیے ہوے تا صبح رویا کرتے تھے القصہ
حضرت ختم مآب نے بعد فتح قلعہ لطاۃ اور قلعہ حصار شق اور قلعہ صعب اور ناعم کے قلعہ قموس کا محاصرہ کیا
کہ وہ ابی الحقیق اور مرحب سے تعلق رکھتا تھا اور اون سب قلعون سے نہایت مستحکم اور دشوار گذار تھا
گرد اوسکے ایک خندق نہایت عمیق اور عریض تھی اوسپر ایک پل تختہ لگا رہتا تھا جب اوس تختہ کو
اوٹھا لیتے تھے تو رستہ آمد و شد کا مسدود ہو جاتا تھا اور ایک در آہنی اوس قلعہ کا تھا کہ بیشتر آدمی
اوسکو کھولتے اور بند کرتے تھے اور جس ایام مین حضرت نے اوسکا محاصرہ کیا تو بوجہ ہوائے گرم
اور قلت طعام کے لشکر اسلام نہایت پریشان تھا اور اتفاقات غیر حسنہ سے سید انبیا کو درد شقیقہ
عارض ہوا تھا اسوجہ سے وہ حضرت بنفس نفیس متوجہ جہاد نہین ہو سکتے تھے البتہ ہر روز ایک شخص کو
سردار سپاہ فلک جاہ کر کے اہل قلعہ سے محاربہ کے لیے بھیجا کرتے تھے مگر کسی تدبیر سے صورت فتحیابی کی آئینہ ظہور
مین جلوہ گر نہوتی تھی ایک دن جناب رسالتمآب نے جناب عمر ابن خطاب کو بخطاب علمداری سرفراز کرکے

[illegible]

دراوس طرف سے حارث برادر مرحب کہ شجاعت اور دلیری مین مشہور تھا فوج لیکر نکلا جبکہ جناب نے

اوسکو آتے ہوے دیکھا تو علم کو کمال استواری ہاتھ مین لیے ہوے میدان سے رخ طرف لشکرگاہ

کے کیا پھر رستہ مین کسی جا پر نہ رکے ایک چشم زدن مین حضرت کی خدمت مین پہونچے یہ دیکھکر لشکر

ظفر پیکر بھی بعد اکراہ جنگاہ سے واپس آیا اون بیچارے شیخ نے تو انکی جان بچائی اور ان لوگون نے

حضرت سے شکایت کی کہ یارسول اللہ ایسے سردار کے ساتھ آپ نے ہمکو بھیجا کہ خود رسوا ہوا اور ہمکو

بھی اپنے ساتھ دشمنون سے شرمندہ کیا ؎

دلیران زغیرت بجوش آمدند	شکایت کنان در خروش آمدند
کہ بر ما بود زندگانی حرام	بخون خفتہ بہ مردی ننگ ونام
بمیدان کین ما کمر بستہ چیست	کہ بگریخت سرگروہ نادرست
کس از خصم ما را ہم آورد نیست	چہ حاصل کہ سردار ما مرد نیست

حضرت نے بمقتضاے وقت اون لوگون کو کچھ جواب نہ دیا اور دوسرے روز خلیفہ اول کو کہ جنکا

ثانی جرأت اور دلیری مین سواے جناب خلیفہ ثانی کے کوئی دوسرا نہ تھا علم دیکر طرف قلعہ کے

بھیجا وہ جناب بھی مثل اونکی رحم دلی عمل مین لائے یعنے میدان جنگ سے مع اپنے ہمراہیون کے

بے جنگ کیے واپس آئے راوی کہتا ہے کہ اوس غزوہ مین مردمک چشم حور العین روشنی دیدہ مومنین

یعسوب الدین قاتل المشرکین شمشیر خدا شیر بیشہ ہیجا غالب کل غالب جناب علی ابن ابیطالب بسبب

درد چشم کے مدینہ منورہ مین تشریف رکھتے تھے جب چند روز مفارقت جناب رسول مین گذرے

تو ایکدن شوق حضوری حضرت کے دل پر غالب ہوا عین غلبہ درد چشم طرف قلعہ خیبر کے روانہ

ہوے اور وقت محاصرہ قلعہ قموص کے حضرت کی خدمت مین پہونچے اور ایک قول سے ہے

کہ درد چشم تھا مگر مدینہ ہی سے ہمراہ حضرت کے تشریف لائے تھے بہرحال بسبب مدکے قابل محاربے

اور شکست کے ہونے [illegible] اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ حضرت کو درد چشم [illegible] ہونے میں [illegible] منظور یہ تھے کہ تا خلائق پر یہ بات ظاہر ہو کہ بغیر زور بازوے حیدری اور ضربت شمشیر اوس شیر بیشہ صفدری کے آتش فتنہ کفار اور دوسرے کی آب شمشیر سے منطفی نہین ہو سکتی اور شیخین کی رحم دلی اور بُرجگری اور حزم و ہوشیاری کا بھی اظہار منظور تھا الحاصل باتفاق گروہ عامہ اور امامیہ اور ارباب سیر کے یہ ہے کہ جب شیخین میدان جنگ سے واپس آئے تو حضرت نے بعد غروب آفتاب فرمایا کہ لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحبہ اللہ و رسولہ و یحب اللہ و رسولہ یعنے علم ہر حرم کل اوس شخص کو دونگا کہ خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتا ہے اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور جانے والا ہے طرف جنگ کے نہ جنگ سے بھاگنے والا پس یہ کلام معجز نظام اصحاب کرام کے گوش زد ہوا تو تمام شب کوئی نہین سویا کسواسطے کہ یہ تو سب کو یقین تھا کہ جناب امیر تو بوجہ درد چشم کے میدان کو جا نہین سکتے ہین ہمین لوگون مین سے کسیکو علم ملیگا خصوصاً جناب شیخین کو تو یقین کامل اس بات کا تھا فرط خوشی سے پھولے جاتے تھے اپنے جامہ مین نہ سماتے تھے موچھون پر ہاتھ کو پھیر کر یہ فرماتے تھے ؎

علی را بود درد چشم شدید	بایں فیض عظمے نخواہد رسید

الغرض جب صبح ہوئی تو سب اصحاب اور مہاجر حضرت کے خیمہ کے دروازے پر حاضر ہوئے کہ ناگاہ آفتاب رسالت نے برج خیمہ سے طلوع فرمایا یعنے جناب رسول درخیمہ پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد کیا کہ این بھجۃ قلبی و ثمرۃ فوادی این علی ابن ابیطالب ع سب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آنحضرت کی آنکھ مین ایسا درد ہے کہ یہان تک خود بے اعانت غیر آ نہین سکتے حضرت نے فرمایا کہ لاؤ اونکو غرض اصحاب مین سے چند آدمی گئے اور آنحضرت کو جناب رسالتمآب کی خدمت مین لائے حضرت نے سر ان جناب کا اپنے زانو پر رکھا اور آب دہن مبارک کو حضرت کی آنکھون مین لگایا اور فرمایا اللھم اذھب عنہ الحر والبرد بس فوراً

...حاکی اوس وقت ... درد چشم ... ہو تو یا کبھی درد ہوا تھا اور حضرت امیر سے منقول ہے کہ پھر کبھی
میری آنکھوں کو عمر بھر گرمی اور سردی سے اذیت نہین پہونچی القصہ حضرت نے خود بنفس نفیس اوسکو
اوس شیر بیشۂ شجاعت کو اسلحہ حرب سے مسلح اور آراستہ کیا ۝

مسلح شد آن پیکر ارجمند	بدرع و بخفتان و خود و کمند
چو شد ترک خودش مقابل بہ چہر	قران زحل شد بتابندہ مہر
لبسیر زرہ پوشئے آنجناب	برآورد داؤد سر از تراب
چہ درعے کہ از دامن آستین	عیان گشت دست جہان آفرین
چو شیر خدا بر میان بست تیغ	قضا خورد بر جان اعدا دریغ
چو شد جلوہ گر بر کفش ذوالفقار	اجل گفت رفت از برم اختیار
سنانش کہ چون نخل بار ور	کمان بود پیوستہ از بار سر
چو بر کف کمان داد بہر مصاف	زمین کرد پہلو تہی چرخ ناف

پس حضرت رسول نے علم مہر رحیم اپنا دست ید اللہ مین دیا اور طرف قلعہ کے روانہ فرمایا اور
ارشاد کیا کہ یا علی جنگ مین تعجیل نہ کرنا اول اونکو بہ پند و نصائح طرف اسلام کے رغبت دینا کہ
بخداے لایزال اگر ایک آدمی بھی انمین سے تمہارے ہاتھ سے ہدایت پذیر ہو تو اوس سے
بہتر ہے کہ ایک شتر سرخ کو راہ خدا مین تصدق کرو پس یہ سنکر جناب امیر نے بصد جاہ و حشم اسپ
صبا دم کو طرف قلعہ کے جولان کیا ۝

برانگیخت آنگاہ مرکب زجاے	بدستے عنان و بدست لواے
چو مرکب جہانید بنداشت مہر	کہ راکب بود عرش مرکب سپہر
قضاے الٰہی روان پیش او	کہ اے منکران ظفر قوت تو
مخاطب سرافیلش اندر رکاب	کہ منصور برگردی اے بوتراب

باین شان و شوکت وسطے آگہ	قدم زد دلیرانہ در رزمگاہ

اللہ اکبر کس تجمل و احتشام سے امیر المومنین دشت نبرد مین آکے آہ آہ مومنین یاد کرو اس مقام پر جانا جناب سید الشہدا المظلوم کربلا کا بعد شہادت ہمشکل مصطفےٰ جانب میدان راوی کہتا ہے کہ جب حضرت اہلبیت سے رخصت ہوکر دروازہ پر تشریف لائے اور قصد کیا کہ ذوالجناح سوار ہون تو پہلے داہنی جانب دیکھا اور رونے لگے بائین جانب دیکھا تو سوائے بیکسی اور غربت کے کوئی نظر نہ آیا اوسوقت ایک آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی اور طرف لاشہاے شہدا کے بکمال حسرت و یاس نظر کی اور فرمایا کہ اے علی اکبر اے نور نظر کہان ہو جلد آؤ اور اپنے پدر مظلوم کی رکاب تھام کر ذوالجناح پر سوار کرواے تا ہم کیا سو نے ہو اٹھو اور اپنے چچا کی جلوداری کرو اے بھائی عباس تم کہان چلے گئے کہ اس مظلوم کو ذوالجناح پر سوار نہین کرتے مومنین جب جناب زینب نے اپنے بھائی مظلوم کا یہ نوحہ جان خراش سُنا تو روتی ہوئی خیمہ سے باہر آئین اور ذوالجناح کی رکاب تھام کر اپنے بھائی مظلوم کو ذوالجناح پر سوار کیا اور ایک روایت مین ہے کہ اوسوقت دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا جبرئیل کو حکم ہوا کہ جلد زمین پر جاؤ اور ہمارے حسین کی رکاب تھامو ۵

شہ تشنہ لب سید حق پرست	چو بر ذوالجناح شہادت نشست
شود چون شہے بر جنیبت سوار	نوازند کوس از یمین و یسار
نزد طبل شادی کس از زنان	کہ بودند بر سینہ و سر زنان
یکے گفت اے نور چشم ترم	جوان رشیدم علی اکبرم
مگر نیستی واقف اے نور عین	کہ دیگر معینے ندارد حسین
یکے گفت اے میر لشکر شکن	علمدار لب تشنہ عباس من
نہ آگہ از گردش روزگار	کہ گردید شاہ شہیدان سوار

[illegible] غرقه درخون علمدار [illegible] — [illegible] علمدار [illegible]

نباشد مروت که در رزمگاه — بمیدان رود بے علمدار شاه

یکے گفت اے تازه داماد من — بیا قاسم اے طفل ناشاد من

کر عمت بمیدان کین میرود — زبس بیکس و بے معین میرود

مجلس ساتوین مین بیان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کی لڑائی کا ساتھ یہودیون کے اور احوال فتحیابی آن حضرت کا

سخن سنج این داستان عجیب — چنان بزم رزمیه را داد زیب

بخیبر کشائے زبان باز کرد — زمرحب کسے قصه آغاز کرد

راوی کہتا ہے کہ جب جناب ولایت مآب قریب قلعہ کے پہونچے تو حضرت نے زبان معجز بیان اون کافرون کے وعظ و پند مین کھولی اور نرمی اور ملایمت تمام طرف اسلام کے ترغیب دی مگر وہ بیحیا نصیحت پذیر نہوئی ہنگامہ کارزار جانبین سے گرم ہوا اس مابین این خیبر نامے یہود کہ دیوار قلعہ پر بیٹھا تھا اور دیدبان سے تماشاے کارزار کر رہا تھا اوسکی نگاہ چہرہ اسد اللہ پر پڑی

عیان دید خورشیدے از پشت زین — درخشنده ماہے بعرش برین

لواے درخشان بدوش دریمین — که با تیر ہمخوانه باخور قرین

خیبر نے جاہ و جلال حضرت کا دیکھ کر پوچھا کہ اے شہسوار عرصہ ہیجا آپ کا نام کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ مین ہون غالب کل غالب علی ابن ابیطالب جب یہودی نے نام حضرت کا سُنا باواز بلند کہا کہ غلبتم وما انزل علی موسی یعنی اے قوم قسم توریت کی مغلوب ہوے تم اور براویہی کہا اوسنے کہ قسم ہے توریت کی کہ یہ وہ شخص ہے کہ بغیر فتح کیے ہوے قلعہ کو نہ پھریگا الغرض حارس قلعہ سے باہر آیا اور اہل اسلام سے دو دلاورون کو شہید کیا یہ دیکھکر شیر خدا جناب علی مرتضی سدراہ اوس شقی ازلی کے ہوے

چو آن شیر حق دید در رزمگاه — تطاول زد دشمن ہر اس از سپاه
بزد دست بر قبضۂ ذو الفقار — خروشید چون شیر وقت شکار
و لے بہر اتمام حجت برا و — ز تکلیف دین کرد سر گفتگو
بخندید حارث ازان گفتگو — ز بیم خود ازکاشت گفتار او
بد سینے مکن دعوتم زینہار — که باشد ابو بکر ششن آموزگار
براہے مخوانم ایا نامور — که رہبر بران راه باشد عمر
گر این ہیر اسلام را رہبر است — ز اسلام او کفر من بہتر است

یہ کہکر وہ بد گہر آنحضرت پر حملہ آور ہوا اور اوس شیر کردگار پر ایک وار تیغ کا کیا حضرت نے اوسکا وار سپر پر روک کر

پس آنگاه آن شاه با احتشام — بر آورد تیغ دو دم از نیام
بر آمد ز زیر سپر ذو الفقار — چو برقے که گردد ز ابر آشکار
فتادش به تن اره چون شاخ بید — سپر بر سر از نیم جان بر کشید
ہنوز آن سپر راست بگرفته بود — که آورد شه تیغ و بازو فرود
بسر خورد و جست از میان دو پا — که شد ہیکل کوه پیکر دوتا
بچالاکی از تنگ مرکب گذشت — دو مرکب دو راکب پدیدار گشت
چو غلطید بر خاک حارث نژند — به تکبیر صوت علی شد بلند
دل اہل اسلام چون گل شگفت — و لے بخت موسائیان رخ نہفت

الحاصل جب حارث جاہل واصل بجہنم ہوا یہ خبر مرحب بد سیر کو پہونچی کہ بھائی تیرا ہی دار البوار ہوا تو فرط رنج اور غضب سے مانند مار سیاه کے پیچتاب کھایا لکھا ہے کہ وہ شقی نہایت بلند قد اور ... ایسا تھا شجاعت اور دلیری میں کوئی اوسکا ہمسر نہ تھا کہتے ہیں کہ سنان نیزہ اوسکی

[illegible] اور دو زرہ پہنتا تھا اور دو [illegible]

نخست آن ستیزندہ پیل دژم — دو جوشن بپوشید بالاے ہم
وزان پس نمود آن تبردہ سوار — کلاہے ز آہن لبر استوار
نہادش برش بر سر پر غرور — یکے خود سنگے چو واژدن تنور
وزان پس تبرکش میان کرد چست — نیستانے از پہلوے کوہ رست
ببازو کمندے نمود استوار — پر از پیچ و خم چون رہ کوہسار
بفولاد و آہن بیار است تن — فلک بر تنش دوخت گوئی کفن

پس مرحب بصد قہر و غضب مسلح ہو کر واسطے قتل مسلمانون کے قلعہ سے باہر آیا اور اسپ جہالت کو میدان ضلالت مین جولان کیا اور یہ رجز پڑھا

انا الذی سمتنی امی مرحب — شاکی السلاح بطل مجرب
اطعن احیانا و حینا اضرب

مین وہ ہون کہ مادر نے میرا نام مرحب رکھا اور آراستہ ہون مین اسلحہ سے اور شجاع با تجربہ ہون مین کہ اکثر اوقات نیزے سے کام کرتا ہون مین اور کبھی تلوار سے

اہل اسلام بکف تیغ سنانست مرا — فتنۂ عالم و آشوب جہانست مرا
ہر کہ باشد ہوس کشتہ شدن خوش باشد — تیغ من برق ہم از برق عیانست مرا
نام من مرحب و در رزم ندارم ہمتا — از غضب روے ترش تلخ زبانست مرا

قد علمت خیبر انی مرحب یعنے یہودان خیبر میرے نام و نسب کو جانتے ہین مومنین یہ رجز اوس سر گروہ مشرکین کا شاہ خیبر گیر بازوے رسول کبیر یکہ تاز عرصہ وغا شاہ لافتی اسد کردگار قاتل کفار درندہ اژدر سر برندہ عمرو انتر غالب کل غالب علی ابن ابیطالب نے سنا تو چہرۂ انور جوش شجاعت [illegible]

اناالذی سمتنی امی حیدرہ	ضرغام آجام ولیث قسورہ
عبل الذراعین شدید القصرہ	کلیث غابات کریہ المنظرہ
اوفیهم بالسیاع کیل السندرہ	اضربکم ضربا یبین الفقرہ
واترك القرن بقاع جذرہ	اضرب بالسیف رقاب الکفرہ
ضرب غلام ماجد حزورہ	من ترك الحق لقوم صعرہ
اقتل منهم سبعة او عشرہ	فکلهم اهل فسوق فجرہ

شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ مرحب کی ایک دایہ تھی کہ علم کاہنی مین وہ نہایت کامل تھی اور مرحب سے اوسکو نہایت درجہ محبت تھی اور اوس سے ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ تو لڑائی مین ہر شخص پر غالب ہے مگر اوس شخص سے کہ نام اوسکا حیدر ہے اور حیدر نام شیر کا ہے حذر کر چونکہ یہ راز پوشیدہ بسبب اعجاز کے حضرت پر ظاہر تھا لہذا حضرت نے قبل محاربہ کے رجز سے اپنا رعب اوس شقی کے دل مین ڈالا جب مرحب نے اسد اللہ کی زبان معجز بیان سے رجز مین نام حیدر کا سُنا قول دایہ کا یاد آگیا رخ اپنا میدان سے پھیرا چاہا کہ فرار کرے ناگاہ شیطان مردود خیبری یہود کی صورت بنکر اوسکے سامنے آیا اور کہا کہ کیون میدان سے رخ پھیرتا ہے اوسنے جواب دیا کہ میری دایہ کاہن ہے مین نے اوسکی زبانی سُنا ہے کہ جسکا نام حیدر ہو اوس سے نہ لڑنا ورنہ اوسکے ہاتھ سے تو مارا جائیگا شیطان نے کہا کہ تجھکو کیونکر یقین ہوا کہ دنیا مین یہی ایک حیدر ہے عورت کے قول کا کچھ اعتبار نہین اکثر دروغ ہوتا ہے تو جا اور اس جوان کا کام تمام کر اور قوم یہود کا سردار بن ابلیس شیطان علیہ اللعن کا یہ قول شیطنت آمیز جب مرحب نے سُنا تو حمیت جاہلیت اوسکی دامن گیر ہوئی پھر میدان مین آکر کھڑا ہوا حضرت نے اول اوسکو نصیحت کی مگر اوس جاہل کے دل مین اثر پذیر نہوئی بلکہ آنحضرت کے جواب مین کلام لاطائل زبان پر لایا کہ نوبت بجدال و قتال پہونچی پس اوس شقی نے ایک تلوار کا وار آنحضرت پر لگایا حضرت نے اوسکا وار رد کرکے ذوالفقار

لکھا ہے یہ احوال شاہ اُمم
کہ مرحب پہ کی تیغ جس دم علم

ہوا یہ فرشتوں کو فرمان رب
کہ جاؤ زمین پر بہت جلد اب

مرے شیر کو آگیا ہے جلال
نکلتا ہے کف منھ سے چہرہ ہے لال

کھڑا ہے رکابوں کے بل استوار
چلا چاہتی ہے بس اب ذوالفقار

زمین میں جو آئی جو یہ جانستان
بچیگی نہ قوم بنی جان کی جان

رکیگی نہ زمین سے نہ ضرب علیؑ
کہ ہے زور حیدر مجھپر جلی

کسے تاب اس ضرب کی ہے بھلا
مرا ہاتھ ہے دست خیبر کشا

پہنچکر وہاں دو ملک ایک ساتھ
پکڑ لیں کلائی سے حیدر کا ہاتھ

جھکے تیغ جس وقت سوئے زمین
کرے فرش شہپر کو روح الامین

یہ سنکر سرافیل و روح الامین
چلے اوڑ کے گردون سے سوئے زمین

اوڑے ساتھ ہیکال یون تیز پر
گرا جھکر رستہ مین مرغ نظر

ہوا جب فرشتون کا اوس جا گذار
کھڑے تھے جہان شاہ دلدل سوار

پڑی روئے حیدر پہ جس دم نگاہ
تو دیکھا یہ احوال شیر اله

کہ ہے جلوہ گر ہاتھ مین ذوالفقار
کوئی دم مین چلتا ہے مرحب پہ وار

ہے بل ابروون مین جبین پر شکن
غضب سے ہین استادہ مو کے بدن

جو دیکھے تو ہو زہرہ شیر آب
نگہ سے ٹپکتا ہے قہر و عتاب

جلال علیؑ ولی دیکھکر
ہلے قلب تھرائے دہشت سے پر

کہ ناگہ چلی تیغ شاہ انام
لیا ہاتھ کو دو فرشتون نے تھام

زہے دست و تیغ شہ [illegible]
کیا ایک ضربت مین مرحب کو دو

ہوا تھا کہ مرحب سے راکب جدا | کہ دو ہو گئے مرکب زمین پر گرا
رخ تیغ سوے زمین دیکھکر | کیے فرش جبریل نے اپنے پر
پرون کی طرف تیغ جسدم چلی | کہا حامل وحی نے یا علی
زہے زور دست شہ نامور | ہوے قطع جبریل کے تین پر
ہوئی مرحبا کی فرشتون مین دھوم | ظفر نے لیے ہاتھ حیدر کے چوم
نبیؐ نے بھی کی مدح ضرغام دین | ہوا آفرین خوان جہان آفرین

الحاصل جب مرحب ضرب شمشیر آتشبار جناب حیدر کرار داخل نار ہوا تو ہمراہی اوسکے طرف قلعہ کے بھاگے حضرت نے اونکا تعاقب کیا اون ملعون نے بچابکی تمام پل خندق سے گذر کر تختہ پل کو کھینچ لیا اور داخل قلعہ ہو کر دروازہ کو بند کیا اور وہ جناب جب کہ کنارے خندق کے پہونچے تو دیکھا پل کو اون لعینون نے اوٹھا لیا ہے پس حضرت مانند شیر کے جست کر کے اوس پار تشریف لیگئے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہے اور روضۃ الصفا مین مسطور ہے کہ وہ در آہنی ایکہزار اور آٹھ سو من کا تھا پس اوس بازوے رسول مختار نے اوس در کو بائین ہاتھ سے پکڑ کر ایک ایسی تکان دی کہ تمام قلعہ ہلگیا لکھا ہے کہ صفیہ دختر حی بن اخطب اوسوقت تخت پر بیٹھی تھی اس طرح زمین قلعہ کو جنبش ہوئی کہ وہ تخت سے گر پڑی اور چہرہ اوسکا مجروح ہو گیا الغرض حضرت نے اوس در کو ہاتھ مین بجاے سپر لیکر لڑائی مین مشغول ہوے اور جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ جب اہل اسلام نے چاہا کہ داخل قلعہ ہون تو وہ خندق مانع عبور ہوئی پس شیر خدا نے دامن گردان کر لب خندق سے جست کیا جب اوس کنارے پر پہونچے تو اوس در کو اوکھاڑا اور اگر وسط خندق مین کھڑے ہوے اسلیے کہ عرض خندق اوس دروازے کے طول سے عریض تھی حضرت در کو اوس کنارے ملا دیتے تھے جب اہل اسلام اوسپر سوار ہوتے تھے تو ہاتھ بڑھا کر اس کنارے سے ملا دیتے تھے جب وہ اوتر جاتے تھے تو پھر اوس کنارے سے لگا دیتے تھے اسی طرح سے حضرت نے کل فوج اسلام کو مع جناب رسول کے

نظر نہ آتی تھی اور حضرت درمیان خندق کے کھڑے ہوئے تھے اہل اسلام کو کمال تعجب تھا کہ
حضرت کس شے پر کھڑے ہوئے ہین اوسوقت جبرئیل نے جناب رسول سے کہا کہ یا رسول اللہ
آپ اصحاب سی فرمائین کہ طرف خندق کے نظر کرین جب اصحاب نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جناب
امیر معلق ہوا پر استادہ ہین یہ دیکھکر اور تعجب زیادہ ہوا اوسوقت جبرئیل نے عرض کی یا حضرت
اسوقت حکم خدا سے بہت سی فرشتے آئے ہوئے ہین اور تہ خندق سے تا جناب امیر علیہ السلام کے
پانوٗن تک تہ بہ تہ اپنے پرون کو بچھائے ہوے ہین وہ حضرت اونکے پرون پر کھڑے ہین
راوی کہتا ہی کہ بعد رفع ضرورت جو حضرت نے اُس در کو دست مبارک سی پھینکا تو وہ در ستر گز

کے فاصلہ پر جاکے گرا — سـ ۵

جان من بادا فدایت یا امیر المومنین ۔۔۔ چون در و دررا بکندی لرزہ در خیبر فتاد
ذکر خیبر را چہ آرم بر زبان بل یا علی ۔۔۔ رعشہ بر اندام نہ افلاک و ہفت اختر فتاد
تیغ تیزت یا علی ہم آب دارد ہم شرر ۔۔۔ جان خصمت زین سبب در آب و در آذر فتاد
حبذا زین قوت و بازو کہ از روح الامین ۔۔۔ در نشیب از بار تیغ برق وش شہپر فتاد
یا علی با این شجاعتہا و قوتہا بگو + ۔۔۔ در کجا بودی چو در میدان علی اکبر فتاد
ام لیلا در میان کشتگان میگفت آہ + ۔۔۔ چون نگاہش بر عذار اکبر و اصغر فتاد
جان و تن را سوخت یکسر ای ہمہ رسینہ ام ۔۔۔ آتشی کان از غم تو در دل مادر فتاد

مومنین ایک روایت سے ہی کہ ایک روز جبرئیل حضرت کی خدمت مین بیٹھے ہوی بنگاہ حیرت
و تعجب جناب امیر کی طرف دیکھ رہی تھے حضرت رسول صلعم نے سبب تعجب کا پوچھا جبرئیل نے عرض
کی کہ یا حضرت جب مین خدا کی جانب سے مامور ہوا کہ شہر قوم لوط کو اولٹ دون تو اوس تختہ
زمین کو اپنے پرون پر اوٹھا کر اسقدر بلندی پر لیگیا کہ آواز مرغ اور کبوترون کی ملائکہ کے

کانون مین جاتی تھی مگر اوسلے او ٹھانے مین سطح کی حسلی تجمیر معلوم نہین ہوئی مگر جب
جنگ خیبر جناب امیر نے ذو الفقار مرحب پر علم کی اور مین خدا کی جانب سے مامور ہوا کر زیادتی
قوت ضرب اون حضرت کو روکون باوجود اسکے کہ میکائیل اور اسرافیل اون حضرت کے
دو نون ہاتھون کو پکڑے ہوے تھے مگر جب ذو الفقار میرے پرون پر پہونچی تو اوسکی ضرب کے
سنگینی سے ایسا صدمہ اور تعجب میرے اوپر گذرا کہ تین پر میرے کٹ گئے اور ذو الفقار زمین
مین درآئی ایک خاندان جنون کا ہلاک ہوگیا - آہ او مومنین سے

بذات خداوند و قدر رسول	بشان علی روح پاک بتول
کہ در کربلا با امام انام +	حسین شہید اشد تشنہ کام
ہمین قدر بود و ہمین اقتدار	ہمین دست بود و ہمین ذو الفقار
نیم واقف از مصلحت کاینجا	چرا شد شہید ستم بہر آب
اگر میکشند از میان تیغ تیز	چو شیر خدا از برای ستیز
کہ بود آنکہ بودے ہم آوردا و	نبود از مخالف کسے مردا و
شد از بہر است شہید اینچنین	جوان مردی شاہ بیکس بہ بین

حضرات حدیث معتبر مین وارد ہے کہ بعد فتح خیبر جناب امیر نے صفیہ دختر حی بن اخطب کو
بلال کے سپرد کیا کہ لاؤ اسکو حضرت کی خدمت مین لیچا بلال اوسکو لیکر اوس راہ سے گذرے
کہ جس مقام پر اوسکے خویش و قوم کے کشتے پڑے ہوے تھے جبکہ صفیہ کی نگاہ اون کشتون پر
پڑی بے اختیار ہوگئے اور اپنے تئین اون کشتون پر گرا دیا اور زار زار رونے لگی الغرض جب
صفیہ حضرت رسول مین پہونچے اور حضرت کی نگاہ اوس پر پڑی تو دیکھا کہ حال صفیہ کا نہایت
متغیر ہے اور زار زار رو رہی ہے یہ دیکھکر حضرت نے بلال سے سبب اوسکی بیقراری کا پوچھا
اوسنے کل کیفیت حضرت سے عرض کی وہ جناب اوسکا حال سُنکے بہت روئے اور بلال سے فرمایا

[illegible]

عزیزون کی لاشون کیطرف سے لایا اے بلال عورتون کا دل نہایت نازک ہوتا ہے
وہ متحمل بار غم کے نہین ہوتی ہین مومنین اب یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہی کہ جس
جناب کا کفار کی عورتون پر یہ رحم تھا کہ صفیہ کا حال دیکھکر خود رونے لگے روز عاشورہ
کوفیان بیحیا اور شقاسیا پر دغا اوسی جناب کے آل کو عمداً قتلگاہ کیطرف لائے مومنین جب
اونٹ حرم کے مقتل مین پہونچے اور اونکے عزیزون کے لاشے اونھین نظر پڑے تو سبنے
اپنے منھ پیٹ لیے اور اونٹون پر سے زمین پر گر پڑین اور ہر ایک بی بی دوڑکر اپنے عزیز کے
لاش سے لپٹ گئی اور فریاد وزاری کرنے لگین حضرات مگر حضرت زینب اپنی بیٹون کے
لاشون کی طرف نگئین بے اختیار دوڑکر اپنے بھائی کی لاش سے لپٹ گئین اور بین کرنے لگین
کہ فدا ہو یہ خواہر آپکی اس لاش بے سر پر کہ تیغون سے چور چور زمین گرم پر پڑی ہے اے
بھائی کاش یہ بہن اندھی ہوتی کہ آپکو اس حال سے نہ دیکھتی صدقے ہو یہ بہن آپکے اس
سوکھے گلے پر کہ مرتے دم بھی پانی سے تر نہوا۔ آہ آہ وہ جسم نازنین کہ جسکو امان باران کی
بوندون سے بچاتی تھین آج اوسی جسم اطہر پر تیر برسائے نیزے لگائے تلوارین مارین اسپر بھی
اکتفا نکی بعد مرنے کے اوس تن مجروح پر گھوڑے دوڑائے حضرات جناب سکینہ چونکہ نہایت
کمسن تھین اپنے باپ کی لاش کو نہین پہچانا تھا اور مومنین کیونکر وہ یتیم پہچانتے کہ تمام وہ
لاش تیغون سے پرزے پرزے اور خاک وخون مین آلودہ تھی سوا اسکے بڑی پہچان آدمی
کی صورت سے ہوتی ہے سر بھی لاش پر نہ تھا۔ سر کو شمر بدگہر نے کاٹکر نوک نیزے پر چڑھایا
تھا بس جب اوس یتیم نے بین حضرت زینب کی سنی تو دوڑکر قریب حضرت کے گئین اور پوچھا
کہ اے پھوپھی یہ آپ کسکی لاش پر بین کر رہی ہین اون مخدومہ نے روکر کہا کہ اے بیٹی یہ
لاش تیرے باپ مظلوم حسین کی ہے بس جناب سکینہ یہ سنکر اوس لاش سے لپٹ گئین اور منھ اپنا

ذبح کیا اے بابا مین تو سنتی تھی کہ آپ سفر کو تشریف لیگئے ہین اسکی خبر نہ تھی کہ آپ سر
کٹائے ہوئے زمین گرم پر پڑے ہین اے بابا آپکے بعد شمر نے مجھے طمانچے مارے اور
موتی کہ آپ نے میرے کانون مین پہنائے تھے وہ اوس بدگہر نے چھین لیے اے بابا تمنے ہم
کو سدہارے اب یہ یتیم کسکو بابا کہکر پکاریگی اور شب کو کسکے سینہ پر سوئیگی اے بابا شمر نے
گلا میرا رسی مین ایسا کسکر باندھا ہی کہ میرا دم گھٹا جاتا ہے آپ رسی میرے گلے سے کھول
دیجیے مومنین اوس معصوم کے اس بین سے لاش مظلوم کربلا کی لرز گئی اور اوس کٹے ہوے
گلے سے آواز آئی کہ اے سکینہ صبر کرو عنقریب ہم تمکو بھی اپنے پاس بلاتے ہین۔

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس آٹھوین بیان مین حالات غزوہ موتہ اور حال شہادت شجاع نامدار جناب جعفر طیار علیہ السلام کے

مومنین دنیا مقام راحت نہین ہی بلکہ سرائے رنج والم ہے خصوصاً انبیا اور اوصیا پر اس دنیا
مین زیادہ رنج والم گذرے اور انبیاؤن مین جناب رسولخدا نے زیادہ صدمے اوٹھائے اور
اوصیاؤن مین جناب امیرؑ نے اور ائمہ مین جناب مظلوم کربلا نے لکھا ہی جنگ بدر مین جب
عبیدہ ابن عم جناب رسولخدا خود شہید ہوے تو حضرت کو نہایت رنج ہوا ہنوز وہ غم حضرت کے
دل سے زائل نہوا تھا کہ جنگ احد مین حضرت حمزہ اون جناب کے چچا کہ جنکا خطاب ملائکہ مین
شیر خدا ہوا وہ شہید ہوے اونکے لیئے روئے اور غم مین مبتلا ہوے ابھی اونکے غم سے فراغت
نہوئی تھی کہ جناب جعفر طیار کی شہادت ہوئی۔ منقول ہے کہ جناب جعفر طیار کو حضرت بہت
دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جعفر مجھسے خلق مین شبیہ ترین مردم ہین مگر مومنین یہ خیال
کہ جعفر صورت اور سیرت مین جناب رسول سے مشابہ ہین یہ نجاننا چاہیے کہ جناب امیر المومنین سے

ت ہین زیادہ ہین کسلیے کہ جناب مرتضوی بہ نص آیہ وافی ہدایہ انفسنا وانفسکم نفس
ب مقدس نبی ہین اگرچہ جناب جعفر طیار کے بھی فضائل بہت ہین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
ی منقول ہے کہ ایک وقت جبرئیل امین جناب ختم المرسلین کیخدمت مین آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ مین جعفر ابن ابیطالب کو بوجہ چار خصلتون کے دوست رکھتا ہون
ت نے جعفر کو طلب کیا اور پیام جبرئیل کا اونہین نہ سنایا اور اون چار خصلتون سے پوچھا۔
ر نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر خدا آپ پر اس امر نہان کا اعلان نہ فرماتا تو مین ہرگز آپ سے
ر نہ کرتا یا حضرت اول خصلت یہ ہے کہ ہرگز مین نے شراب نہین پی کہ وہ مزیل عقل ہے
دوسرے یہ کہ کوئی کلمہ دروغ کبھی میری زبان پر نہین آیا کہ دروغ سے آدمی کا وقار جاتا رہتا ہے
تیسرے زنا مین نے نہین کیا باین خوف کہ مبادا کوئی میری حرمت کے ساتھ زنا کرے۔
چوتھے یہ کہ پرستش بت کی نہین کی اسلیئے کہ کوئی نفع اور ضرر اوس مین نہین دیکھا مین نے
جب اون حضرت نے یہ سنا تو جعفر کے دوش پر دست مبارک رکھا اور کہا کہ اے جعفر تم سزاوار
اسکے ہو کہ خداوند عالم تمکو دو شہپر عنایت فرمائے کہ تم بہشت مین پرواز کرو چنانچہ یہ کلمہ جو حضرت
کی زبان پر جاری ہوا تو خدا نے بپاس خاطر اپنے حبیب کے بعد شہادت کے جعفر طیار کو دو شہپر
یاقوت سرخ کے عطا فرمائے کہ تا قیامت ملائکہ کے ساتھ پرواز کرین اور دلیل اس پر کلام معجز نظام
جناب امیر علیہ السلام ہے کہ ایک روز اپنے فخر و مباہات مین فرمایا۔ ع

وجعفر الذی یضحی ویمسی ۔ یطیر مع الملائکۃ ابن امی

اور جناب سید الشہدا امام مظلوم کربلا نے مقابل لشکر اعدا کے اپنی مفاخرت مین فرمایا تھا ع

ومنا عمی جعفر ۔ وهب الله له اجنحتین

روایت کرتے ہین کہ جناب جعفر طیار حکم جناب رسول مختار سے واسطے ہدایت اسلام کے طرف

اور وہ جناب اودہر سے بامراد مراجعت فرما کر حضرت رسول کی خدمت مین پہونچے قضارا اوسیدن

خیبر سر ہوا تھا دست ید اللہ علی ابن ابیطالب سے جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ

حضرت رسالتمآب بقدر بارہ ایک تیر کے پیشوائی کو تشریف لیگئے اور جعفر کو اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا

کہ نہین جانتا ہون مین کہ ان دو موہبت کبری سے کہ خدا نے مجھے عنایت فرمائین کس پر

شادمانی کرون یعنے اپنے ابن عم جعفر کے آنے پر یا فتح خیبر پر پس حضرت ناقہ غضبا پر سوار ہوے

اور جعفر کو اپنے عقب سوار کیا جب ناقہ روانہ ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ اے جعفر آیا تم چاہتے ہو

کہ تمھین دعاے گران بہا تعلیم کرون یا تمھین مقبول کرون ہین ۔ حضرت کی اس فرمانے سے

اصحاب نے ایسا گمان کیا کہ شاید حضرت غنیمت خیبر سے کچھ جعفر کو عطا فرمائینگے پس جعفر نے

اوسکے جواب مین عرض کی کہ مان باپ میرے فدا ہون آپ پر مین اوسی شے کا طالب ہون

جو کہ آپکے نزدیک بہتر ہو ۔ اوسوقت حضرت نے یہ نماز اور تسبیح کو جو منسوب بجعفر طیار ہے جعفر

نے تعلیم فرمائی ۔ کیفیت شہادت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی روایات سے اسطرح پر منقول ہے

کہ بعد ہجرت کے حضرت نے تین ہزار مردان جرار اہل اسلام سے مقرر فرمائے کہ ملک شام مین

واسطے حرب شرجلیل بن عمرو غسانی کے جاوین شرجلیل امراے قیصر سے تھا اور مذہب

نصرانیت رکھتا تھا اور حضرت نے زید بن حارثہ کو لشکر اسلام کا امیر اور سردار کیا اور ارشاد

فرمایا کہ اگر زید بن حارث پر کوئی حادثہ وقوع مین آئے تو جعفر طیار کو اپنا سردار جانین اور

جو جعفر بھی درجہ شہادت سے فائز ہون تو عبداللہ بن رواحہ کو سردار مقرر کرین اور بعد عبداللہ

کے جس شخص کو مناسب جانین اہل اسلام مین سے امیر کرین ۔ بحار الانوار مین لکھا ہے

کہ جب جعفر نے اپنے تئین ماتحت زید بن حارثہ کا دیکھا تو عرض کی کہ یارسول اللہ آپ سے

یہ امید نہ تھی کہ آپ زید کو کہ ایک غلام ہے ہمارے اوپر امیر فرمائینگے حضرت نے فرمایا کہ اے جعفر

[illegible] کیا اور [illegible] کیا اور [illegible] زید سے

[illegible] موتہ مین یہ ہی کہ جب حضرت نے جعفر کو باین قدر و جلالت اوسکا مطیع کیا تو دوسرے دن کو

[illegible] گفت نہ رہی القصہ جب لشکر اسلام موضع موتہ مین کہ حوالی شام مین ہی پہونچا پس مقابلہ

لشکر کفر اور اسلام سے ہوا اوس دن لشکر شر جلیل مین پندرہ ہزار آدمی تھے اور بقول

زیادہ مگر اہل اسلام نے اونکی کثرت جمعیت پر کچھہ اعتنا نکی اور نظر بخدا مشغول حرب ضرب ہوئے

زمانہ پر از خنجر و تیر شد ۔۔۔ بہ یزدانیان اہرمن چیر شد

بخور آتش تیغ شد شعلہ ور ۔۔۔ دراُفتاد در خرمن شور و شر

ز برق سر تیغ و گرز گران ۔۔۔ زمین شد چو دکان آہنگران

سر نیزہ شد بر فلک کارگر ۔۔۔ ملک را شکست از سر تیر پر

بخنجر ہمی خورد تیغ ستم ۔۔۔ ز شمشیر پشت فلک گشت خم

[illegible] شکست از مہر چہر ۔۔۔ بخون فسے آلودہ شد روی مہر

ز بس نوجوانان شیر زمین ۔۔۔ بخون غرقہ گشتند در دشت کین

بس سر بمیدان جدا شد ز تن ۔۔۔ بس تن شدہ خاک را بوسہ زن

اول زید بن حارثہ علم لیے ہوئے میدان حرب مین داد مردی و دلیری دیکر فائز بدرجہ

شہادت ہوئے بعد اوسکے شجاع نامدار ابن عم رسول مختار یعنے جناب جعفر طیار نے علم ہاتھہ مین

لیا اور گھوڑے کو اپنے پے کیا تاکہ کفار کو آوازِ جنگ کی اطلاع نہو اور ہاتھہ شجاعت کا

آستین جلادت سے نکال کر ایسی کوشش اور جانفشانی جنگ مین کی کہ فلک نے ماہ نو سے

اونگلی حیرت کی دانتون کے نیچے رکھی ہر طرف کشتون کے پشتے لگادیے ایک ایک وار مین

سو سو سر کفار تن نجس سے زمین پر گرادیے جس غول پر تلوار لگائی خون کی ندی بہائی

جس صف پر تلوار اوٹھائی وہ صف صاف زمین پر رکھی ہوئی نظر آئی [illegible] فوج کفار کی

ایسی تھی کہ باوجود اسقدر کوشش کے کم ہوتی تہی۔ الغرض وہ جناب ہمہ تن معروف زدو کشت کفار مین تھے کہ ناگاہ ایک ستمگار نے کمینگاہ سے نکل کر ایک تلوار اوس شیر جرار کے داہنے ہاتھ پر لگائی کہ وہ ہاتھ کٹ کر زمین پر گرا بس اوس شجاع نامدار نے نہایت چابکی سے علم احمد مختار کو بائین ہاتھ مین لیا اور فوج اسلام سے للکار کر فرمایا کہ ہان بہادرو ان اہل کفار پر بڑھ بڑھ کر شیرانہ حملے کرو پاؤن پیچھے نہ ہٹے میدان تمھارے ہاتھ ہے وہ جناب اہل اسلام کو ترغیب اور تحریص جنگ کی دے رہے تھے کہ اس درمیان مین ایک ثانی شیطان نے اوس جناب کے بائین ہاتھ پر تلوار ماری کہ وہ بھی شانہ سے جدا ہوگیا مومنین اوسوقت اوس شیر دلاور نے علم کو دو نو کٹے ہوئے بازؤن سے تھاما زمین پر گرنے ندیا اور رخ اپنا طرف مدینہ منورہ کے کیا اور بکمال دردویاس سے فرمایا کہ السلام علیک یارسول اللہ یعنی یہ سلام میرا آپ پر آخری ہے یارسول حضرات خاندان رسول سے دو شجاعان نامدار کے ہاتھ شانون سے کاٹے گئے ایک تو ابن عم جناب رسول مختار یعنے جناب جعفر طیار کی جنگ موتہ مین اور دوسری شیر عرصۂ کارزار فرزند حیدر کرار جناب عباس علمدار کے معرکہ کربلا مین مگر مومنین فرق یہ ہی کہ جناب جعفر طیار کا کوئی مظلوم کربلا سا برادر مہربان دست ظلم اشقیا مین گرفتار نہ تھا اور کوئی جناب علی اکبر ہمشکل پیغمبر سا بھتیجا اٹھارہ برس کا نوجوان مرنے پر آمادہ اور تیار تہا اور اون جناب کے دل پر عیال کی اسیری کا الم اور اہلبیت رسالت کے لٹنے کا غم بھی نہ تھا علاوہ اسکے وہ جناب دو دن کے بھوکے اور پیاسے بھی نہ تھے قربان جان زار کی جناب عباس پر کہ وہ جناب ان سب مصیبتون مین مبتلا تھے مومنین اوس علمدار مظلوم کربلا کو شدت تشنگی سے کلام کرنا محال تھا اور غلبۂ گرسنگی سے طاقت کا دسبدل زوال تھا راوی کہتا ہی کہ جب وہ شیر دلاور مشک کو بھر کر نہر سے جانب خیمہ اہلبیت کی چلا اوسوقت اون

مخاطب ہو کر یہ فرمایا۔ ابیات

کے گروہ بیخبر از مشرکار — از چہ ے جنگید با پروردگار

ظلم باشد اے گروہ بی ادب — دیو سیراب و سلیمان تشنہ لب

زین ہمہ آب اے گروہ بیحساب — میرسد آخر بما یک مشک آب

ناگہان ملعونے از روی عناد — جانب عباس دست کین کشاد

سوے دست او فرو آورد تیغ — زد علی بر فرق خود دست دریغ

شد جدا از پیکر او دست راست — گفت دست دیگرم اکنون بجاست

من ز بیدستی ندارم شور و شین — آب را خواہم برم سوے حسینؑ

سہل باشد رفتن دست از تنم — گر نبر دم آب بہتر مردنم

مشک را بر دوش چپ افگند و کرد — با مخالف از رہ مردے نبرد

تیغ زد ملعونے از راہ جفا — دست چپ از پیکر او شد جدا

مشک را انداخت بر گردن دلیر — باز میجنگید با قوم شریر

از قضا تیرے بمشک آب خورد — تشنہ بر پیکان ازان مشک آب خورد

مومنین حضرت عباس یہ فرماتے ہوے مانند شیر کے خیمہ کیطرف چلے جاتے تھے کہ اس
درمیان مین ایک نامرد نے کمینگاہ سے ایک تلوار اوس شیر جرار کے داہنے شانے پر ماری کہ
دست مبارک کٹ کر زمین پر گرا مگر قربان شجاعت جناب عباس پر جان زار کے کہ علم کو بائین
ہاتھ مین لیکر لڑتے ہوے آگے بڑھے کہ ایک شقی نے دوسرے شانے پر تلوار ماری کہ وہ بھی
ہاتھ کٹ گیا۔ آہ آہ مومنین انصاف کیجیے کہ اب جناب عباس کیا کرتے مگر قربان شجاعت
جناب عباس پر کہ مشک کے تسمے کو دانتون سے تھاما اور علم کو گردن کے سہارے مانند
[illegible] چلے جاتے تھے اوسوقت شمر لعین نے نیزے والون سے کہا

اس شیر کو تیر کون کی نوکون سے زمین پر گرا دو بس موذین اوس شیر کو چہار طرف سے
نیزے دارون نے گہیر لیا اور نیزے مارنے لگے اسپر اوس شیر کو مطلق ہراس نہ تہا اوسیطرح
گہوڑے کو مہمیز کرتا ہوا چلا جاتا تہا کہ اس اثنا مین ایک تیر آکے مشک پر لگا جب اوس
شیر نے پانی مشک کا بہتے ہوے دیکہا بس ہاے سکینہ کہکر اک نعرہ مارا اور آپکو زمین پر
گرا دیا اور آواز دی کہ یا اباعبداللہ ادرکنی یعنے اے مولا میرے اس اپنے غلام
کی خبر لیجیے یہ غلام آپ پر نثار ہوا اس غلام کا سلام آخری قبول ہو۔ مومنین جسوقت
یہ آواز دردناک اور حسرت آمیز جناب امام حسین علیہ السلام کے کان مین پہونچی زمین پر گر گئے
اور فرمایا الآن انکسر ظہری یعنے اے بہائی میرے اور اے عاشق
میرے تیرے مرنے سے کمر حسین کی ٹوٹ گئی یہ کہکر حضرت اوٹہے اور ذوالفقار حیدر کرار
علم کر کے مانند شیر غضبناک کے نعرے کرتے ہوے طرف نہر کے روانہ ہوے جناب علی اکبر
ہمشکل پیغمبر بہی تلوار کہینچے ہوے اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ چلے جاتے تہے ایک مقام پر حضرت
علی اکبر کہڑے ہو گئے حضرت نے پوچہا کہ اے بیٹا کیون ٹہر گئے علی اکبر نے رو کے عرض کی
اے بابا ایک ہاتہ چچا کا کٹا ہوا پڑا ہے۔ حضرت یہ سُنکے زمین پر بیٹہہ گئے اور اوس ہاتہ کو
زمین سے اوٹہا لیا کبہی تو اوس ہاتہ کو اپنے سینہ سے لگاتے تہے اور کبہی اوسپر بوسے
دیتے تہے اور فرماتے تہے کہ اے بہائی عباس صدقے تیری وفاداری کے کہ میرے لیے
اپنے شانے کٹا کے خون مین نہائے یہ کہکر پہر حضرت وہان سے چلے تہوڑی دور جاکر
پہر حضرت علی اکبر ٹہر گئے حضرت نے پوچہا کہ اب کیا ہے علی اکبر نے عرض کی کہ دوسرا ہاتہ
بہی پڑا ہے حضرت نے وہ بہی ہاتہ اوٹہا لیا اور پہر وہان سے روانہ ہوے جب قریب لاش
کے پہونچے اور اپنے اوس برادر وفادار کو خاک اور خون مین آلودہ زمین پر پڑا ہوا دیکہا بس
ایک آہ کہینچکر لاش کے پاؤن کیطرف گر پڑے اور فرمایا کہ اے عاشق میرے اور اے قوت بازو

سیر کے آنکھین کھولین تو یہ معلوم ایا ہو جب حضرت کی آواز جناب عباس کے کان مین
پہونچی اور اوس با وفا پر ثابت ہوا کہ حضرت میرے پانون کی جانب بیٹھے ہوے ہین قربان
جان زار کے اس ادب اور لحاظ کے وہ جناب بوجہ نہونے ہاتھ کے اور کثرت زخمون کے
اوٹھ تو نہ سکے مگر زمین پر تڑپنے لگے اور بکمال حزن و ملال علی اکبر سے کہا کہ اے بیٹا اسوقت
آخر مین اپنے اس چچا پر ایک احسان کرو علی اکبر نے عرض کی کہ جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن
حضرت عباس نے کہا کہ اے بیٹا میرے مولا اور آقا میرے پاؤن کی جانب بیٹھے ہوے ہین
خدا کے لیے جلد میرے پاؤن کو اوس طرف سے پھیر دو اور سر میرا حضرت کے قدم مبارک پر
دہر دو تاکہ اسوقت آخر مین قدمبوسی کی حسرت میرے دلمین نہ رہجاے حضرت یہ سنکر زمین
پر تڑپ گئے اور وا اخاہ کے نعرے بلند کیے اور اوٹھ کر اپنے اوس عاشق جانباز کا سر
اوٹھا کر اپنے آغوش مبارک مین رکھ لیا اور فرمایا کہ اے بھائی اور کوئی حسرت باقی ہو
تو بیان کرو عباس نے عرض کی کہ یا مولا اب وقت میری رحلت کا قریب پہونچا یہ غلام چاہتا ہے
کہ اس آخر وقت مین ایک مرتبہ اور جمال مبارک آپکا دیکھ لے حضرت نے اوس سے فرمایا کہ مین تم
تمہارے پاس بیٹھا ہون پھر کیون نہین دیکھتے اب کون مانع ہے عباس نے عرض کی کہ اے
آقا میرے اس غلام کی ایک آنکھ مین تو ایک تیر لگا ہے اور دوسری آنکھ جو کہ سالم ہے اوسمین
سر کے زخم کا لہو بہکر بھر گیا ہے اسوجہ سے وہ آنکھ بھی نہین کھل سکتی پس حضرت نے
اوس آنکھ کے لہو کو اپنی قبا کے دامن سے پاک کیا پس حضرت عباس نے وہ آنکھ کھولی
اور بکمال حسرت و یاس حضرت کے چہرے کی جانب نظر کی اور طرف خلد کے روانہ ہوے
آہ آہ مومنین جب حضرت نے بعد گریہ و زاری بسیار کے چاہا کہ لاش اوس اپنے عاشق
صادق کی بھی شریک لاشہاے شہدا کرین اور قصد اوٹھانے کا کیا تو راوی کہتا ہے کہ لاش
[illegible] حضرت [illegible] اوٹھانے کا قصد کرتے تھے

وہ بدن سے جدا ہوا جاتا تھا کسیطرح سے اوٹھانا لاش کا ممکن نہوا آخر کار حضرت نے
مجبور ہوکر اوسی مقام پر چھوڑ دیا مومنین فدا ہوجان زائر کی اکثر روایتون سے ثابت ہی
کہ ثلث گوشت جسم اطہر جناب عباس کا نوک نیزہ اور پیکان اور خنجر اور تلوار مین چلا گیا تھا
جناب امام زین العابدین فرماتے تھے کہ میرے چچا عباس کو وہ مرتبہ خدا نے عطا کیا ہے
کہ قیامت مین کوئی شہید ایسا نہوگا کہ آرزو اونکی مرتبہ کی نکرے اور حق سبحانہ تعالی نے
عوض دونون ہاتھون کے اونکو دو شہپر عنایت کیے ہین کہ اونسے بہشت مین پرواز کرتے
ہین مثل حضرت جعفر طیار کے الحاصل مومنین جب حضرت جعفر طیار زمین پر گرے ہر چند
کہ اوس شیر بیشۂ شجاعت کے ہاتھ نہ تھے مگر ہیبت اور رعب اوس جناب کا اون کافرون
کے دل پر ایسا چھایا ہوا تھا کہ قریب نہ جا سکتے تھے آخر کو بہت سے نامردون نے ملکر اوس
جناب کو نیزون کی نوکون پر اوٹھایا چونکہ اوسوقت حکم خدا سے سب زمینین پست ہوگئی تھین
اور زمین موتہ بلند تھی لہذا حضرت رسول اپنے ابن عم کا حال مشاہدہ فرما رہی تھے پس حضرت
نے یہ دیکھکر جناب احدیت مین دعا کی کہ خداوندا میرے چچا کے بیٹے کو رسوا مت کر پس
حضرت کی دعا کی برکت سے خدا نے اونکو دو شہپر یاقوت سرخ کے عنایت فرمائے کہ وہ
جناب طرف بہشت کے پرواز کر گئے اسوجہ سے وہ جناب بنام جعفر طیار مشہور ہوئے القصہ
جب جناب سید انبیا واقعۂ شہادت جعفر طیار سے واقف ہوئی تو جناب جعفر طیار کے گھر
تشریف لیگئے اور اسما بنت عمیس کو کہ زوجہ تھین جناب جعفر طیار کی اونکو اپنے پاس طلب کیا
اور فرمایا کہ جعفر کے لڑکون کو لاؤ جب لڑکے آئے تو حضرت نے ایک ایک کو اپنی آغوش مین
لیا اور پیشانی پر اون یتیمون کے بوسہ دیا اور آنکھون سے حضرت کے آنسو جاری ہوئے
اسما نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اسوقت آپ انپر ایسی شفقت فرماتے ہین کہ جسطرح یتیمون

اوس مخدومہ نے جب یہ سنا تو زار زار رونے لگین زنان بنی ہاشم اسماکے گھر مین جمع ہوئین
اور اسما کے ساتھ رونے مین مشغول ہوئین اوسوقت حضرت رسول نے فرمایا علی مثل جعفر
فلیبک البواکی پس یہ فرما کر وہ حضرت حجرۂ جناب فاطمہ مین تشریف لیگئے تو دیکھا وہ معظمہ اپنے
چچا کے غم مین رو رہے ہین حضرت نے فرمایا کہ روؤ اے فاطمہ جعفر کے لیے کہ رونا جعفر پر سزاوار
اور شائستہ ہی اور عبداللہ ابن جعفر کہتے ہین کہ جب میرے پدر بزرگوار فائز بدرجۂ شہادت
ہوے تو حضرت رسول میرے گھر مین تشریف لائے اور مجھے تعزیت دی یعنے پرسا دیا میرے
باپ کا اور حجام کو طلب کر کے میرے سر کے بال ترشوائے اور میرے لیے دعاے خیر فرمائی ۔
اوسوقت مان میری فریاد و زاری کرنے لگین یہ دیکھکر حضرت نے فرمایا اتخافین وانا
ولیہم فی الدنیا والاخرۃ یعنے ڈرتے ہو تم حال فرزندان جعفر سے حالانکہ مین ہون
پشت و پناہ انکا دنیا اور آخرت مین بعد اوسکے حکم دیا واسطے فرزندان جعفر کے کھانا تیار کرو
کہ یہ اپنے باپ کی عزا مین ایسا مشغول ہین کہ کھانے کی پروا نہین رکھتے ہین مومنین
عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہین کہ یہ رسم حاضری کا کھانا صاحب عزا کے گھر مین لانے کی اوسیدن
سے ہی افسوس ہے مومنین کہان تھے جناب رسولخدا روز عاشورہ کہ تسلی اور تشفی دیتے
یتیمان مظلوم کربلا کو اور کھانا بھیجتے واسطے اون یتیمون کے کہ وہ یتیم تین دن کے بھوکے
پیاسے تھے اور اون ظالمون کے خوف سے دل کھولکر اپنے باپ اور چچا اور بھائی کے لیے
رو بھی نہ سکتے تھے آہ آہ مومنین کھانے کے عوض ظالمون کے طمانچے کھاتے تھے اور پانی
کے بدلے خون جگر پیتے تھے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ روز عاشورہ بعد شہادت جناب
سید الشہدا اور تاراجی خیمہ عمر بدنہاد نے شب کو اوسجگہ پر مقام کیا اور اہلحرم کو ایک خیمہ
اونھین جلے ہوے خیمون سے رہنے کو دیا اور وہ شقی جب شب کو کھانے مین مشغول ہوے
ناگاہ خیمہ اہلحرم سے بچون کے رونے کی آواز بلند ہوئی اون ملعونون نے کہا کہ اب اسوقت

ایک چھوٹے سے لڑکے نے اپنی ماں سے کہانا طلب کیا جب نہ پایا تو وہ رونے لگے اوسکی ساتھ
اور بچے بھی رونے لگے یہ سُنکر چند سردار عمر سعد کے پاس گئے اور کہا کہ اے ملعون خدا
تجھے غارت کرے کہ تو نے بڑا ظلم کیا اوس شقی نے کہا کہ مین نے کیا کیا اون لعینون نے
کہا کہ اب اور اس سے زیادہ کیا ظلم کریگا کہ نام نبی تو دنیا سے مٹا دیا بالغرض تجھکو
امام حسین علیہ السلام سے بغض تھا اب اہلبیت پر جو تو نے آب ودانہ بند کیا ہی اون
غریبون کی کیا خطا ہی حالانکہ قوم عرب مین یہ رسم ہی کہ جس کسیکا کوئی عزیز مرجاتا ہی تو
اوسکے گھر کھانا حاضری کا لیجاتے ہین اور لعبد پرسا دینے کے اوسے سمجھا کر کھانا کھلاتے
ہین اسوقت امام حسین علیہ السلام کے ننھے ننھے بچے بھوک اور پیاس کی شدت سے
جو روئے تو کھانا ہمپر حرام ہوگیا حلق مین نوالہ اٹکا یہ سُنکر وہ شقی ڈرا کہ ایسا نہو کہ
یہ سب بگڑ جائین تو کوئی فتور برپا ہو کہا کہ اچھا اونکے لیے بھی کچھ کھانا بھیجدو اون سبنے
کہا کہ پھر کون کھانا لیکر جائے ہمکو تو حجاب آتا ہی کہ ہمین تو اونکے وارثون کو قتل
کرین اور ہمین انکو کھانا لیکر جائین تب ایک نے کہا کہ شمر اپنے تئین عباس کا
عزیزدار بتاتا ہی اوسکو بھیجو اوسوقت شمر نے کہا کہ اوس شقی نے تو حضرت زینب کے
سامنے اونکے بھائی کو ذبح کیا اگر وہ شقی لیجائے گا تو وہ ہرگز نہ کھاوینگی تب یہ صلاح کی
کہ حُر کی زوجہ کو بُلا کر اوسکے ساتھ بھیجو کہ اوسکا شوہر اونکے بھائی پر فدا ہوا ہی اوس سے
انکار نکرینگی پس زوجہ حُر کو طلب کیا اور کہا کہ تو یہ کھانا لیکر اہلحرم کے پاس جا اور
اونکو سمجھا کر کھلانا پس اوسکے ساتھ چند عورتین اور ہمراہ کرکے کہانا بھیجا جب زوجہ حُر
قریب خیمہ حرم کے پہونچی اور مشعلون کی روشنی پر حضرت زینب کی نظر پڑی سمجھین کہ پھر

اب ہمارے پاس کیا باقی رہا ہے کہ جو اس وقت تمکو دے اسے بہو اگر تمکو یہ خطر حکایت ہو
ہمسے خدا و رسول کو خفا نہ کرو کہ ہم شب کو کہین بھاگ نجائینگے صبح کو ہمین لوٹ لیجیو ابھی
ہمارے ننھے ننھے بچے تین دن کے بھوکے پیاسے رو رو کر سو گئے ہین اسوقت ہمین ستاؤ
مومنین جب یہ کلام جگر خراش اون مخدومہ کا سُنا تو حُر کی زوجہ روتے اور سر پر خاک اڑاتی
ہوئی داخلہ خیمہ حرم محترم ہوئی اور حضرت زینب کو سلام کرکے عرض کی کہ مین آپکی کنیز زوجہ
حُر ہون آپکو پرسا دینے آئی ہون جبکہ اوس مومنہ نے اپنی زبان سے حُر کا نام سُنا حضرت زینب
اوسکی تعظیم کے لیے اوٹھ کھڑی ہوئین اور کہا کہ اے زوجہ حُر اگر پہلے سے تو نے اطلاع
کی ہوتی تو مین تا در خیمہ تیری پیشوائی کو آتی تیرے شوہر نے تو عجب کام کیا ہم اوسکے
ممنون احسان ہین کہ اوسنے میرے مظلوم بھائی پر اپنی جان نثار کی مین تجھکو پرسا دیتی ہون
حر کا۔ حُر کی زوجہ نے عرض کی کہ اے شہزادی میری حُر سے لاکھ غلام آپکے بھائی کے
قدمون پر فدا اوسکی کیا حقیقت تھی جبکا آپ پرسا اس کنیز کو دین۔ مین تو آپکو آپکے
بھائی کا پرسا دینے آئی ہون اور بحکم ابن سعد اون مظلوم کی حاضری کا کھانا لیکر آئی
ہون مومنین جب نام حاضری کا حضرت زینب نے سُنا اپنا مُنھ پیٹ لیا اور رو کر یہ بین
کرنے لگین کہ آہ اے بھائی تم تو تین دن کے بھوکے پیاسے اپنا گلا کٹا کر جنت کے سدھارے
اور یہ بے نصیب بہن حاضری کھانے کو جیتی رہی اور پھر زوجہ حُر سے کہا کہ اے بی بی تو
کھانا لیکر آئی تجھے ثواب ہوا مگر تو انصاف کر کہ ہم کیونکر یہ کھانا کھائین اور پانی پئین کہ
ہمارے اٹھارہ عزیز کہ جنکا ہمسر روے زمین پر نہ تھا وہ تین دن کے بھوکے اور پیاسے
مثل بکریون کے ذبح کیے گئے علاوہ اسکے بچے ہمارے بھی ابھی رو رو کر سو گئے اب کسکو کھلائین
تو اس کھانے کو پھیر لیجا اوسنے عرض کی کہ اے شہزادی میرے واسطے مظلوم کربلا کے فاقہ توڑیے
انکار نہ کیجئے کچھ تھوڑا سا ہمین سے آپ نوش فرمائیے تا کہ رونے کی قوت ہو اور ننھے ننھے بچون کو

کہ بھوک اور پیاس سے ہلاک ہورہی زمین جنگار کھلائے - مومنین جبکہ زوجہ حر نے واسطے
مظلوم کربلا کا دیا تو وہ مخدومہ مجبور ہوگئین اور امام زین العابدین نے بھی فرمایا کہ ای پھوپھی
اماں زوجہ حر کی عرض قبول کیجیے پس اون مخدومہ نے فرمایا کہ اے نور چشم اوٹھو پہلے کہ
کھانے اور پانی پر پیاسونکا فاتحہ دو کہ میرے بھائی نے مجھسے وصیت کی تھی کہ ای بہن زینب
اگر تمکو کہین پانی میسر ہو تو اس تشنہ کام کی پیاس بھول نجانا ہمارا بھی فاتحہ دلانا پس جناب
بیمار کربلا یہ سُنکر روتی ہوے اوٹھے اور اوس کھانے اور پانی پر شہدا کا فاتحہ دیا پس حضرت
زینبؑ نے ایک کوزے مین پانی لیکر جناب سکینہ کو جگایا اور فرمایا کہ اے بیٹی اوٹھو پانی پیو
مومنین جناب سکینہ جب بیدار ہوئین اور نام پانی کا سُنا تو کہا کہ اے پھوپھی اماں کیا میرے
چچا عباس میرے لیے پانی لائے ہین جناب زینبؑ نے یہ سُنکر فرمایا کہ اے بیٹی عباس کے
شانے کٹائے ہوے لب دریا سوتے ہین یہ پانی اور کھانا زوجہ حُر تمہارے پدر مظلوم کی
حاضری کا لائی ہی یہ سُنکر اوس یتیم حسینؑ نے کوزہ پانی کا ہاتھ مین لے لیا اور دروازے
کی جانب چلین حضرت زینب نے پوچھا کہ اے بیٹی کہان جاتی ہو سکینہ نے عرض کی کہ
اے پھوپھی مین جاتی ہون کہ پہلے یہ پانی مین اپنے چھوٹے بھائی علی اصغر کو پلاؤنگی کہ وہ
مجھسے بھی زیادہ پیاسا ہی سکینہ نے جب یہ کلمہ کہا کہ اہلبیت حسین مین ایک محشر برپا ہوا
الغرض مومنین بعد گریہ وزاری کے الجرم نے فاقہ شکنی کی سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ۹ نوین بیان مین احوال فرزند ارجمند جناب رسول کریم کے
کہ ابراہیم نام تھا اور احوال وفات اون حضرت مین

مومنین عظیم ترین مصائب جناب رسول سے کہ جو دنیا مین اون حضرت پر گذرے پہلی
رحلت حضرت ابراہیم فرزند پسندیدہ اونحضرت کی ہے مومنین تمام اولاد اونحضرت کی

[illegible]

بادشاہ اسکندریہ نے یہ کنیز حضرت کو بھیجی تھی بہرکیف جب ماریہ قبطی سے حضرت ابراہیم پیدا
ہوے چونکہ اور ازواج حضرت کی عقیم تھے ماریہ قبطی سے حسد کرنے لگی خصوصاً عائشہ کو زیادہ
حسد پیدا ہوا ایک دن جناب رسول سے کہا کہ ابراہیم آپکے صلب سے نہین ہین بلکہ فرزند
فلان شخص قبطی کے ہین کہ وہ طائفہٴ ماریہ سے ہی پس حضرت نے جب عائشہ سے یہ سُنا اوسیوقت
علی ابن ابیطالب کو طلب کیا اور فرمایا کہ یا علی ذوالفقار لیکر جاؤ اور فلان شخص قبطی کو قتل کرو
حضرت حسب ارشاد ذوالفقار لیکر اوسکے مکان پر تشریف لیگئے اوسنے جو حضرت کو ذوالفقار برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوے دیکھا خوف سے دیوار پھاند کر بھاگا حضرت نے اوسکا تعقب کیا وہ گھبرا کر
ایک درخت خرمے پر چڑھ گیا حضرت بھی درخت پر چڑھ گئے جب قریب اوسکے پہونچے تو اوسنے
اپنا پائجامہ اوتار کر پھینک دیا حضرت نے جو اوسکی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آلہ رجولیت
وہ نہین رکھتا حضرت درخت سے نیچے اوتر آئے اور اوس کیفیت کو جناب رسول سے جا کے
عرض کی حضرت نے یہ سُنکر فرمایا کہ الحمد للہ الذی صرف عنا السوء اهل البیت
اور بی بی عائشہ اپنے دلمین نہایت نادم ہوئین کہ فکر میری بیکار ہوئی الغرض جناب ابراہیم
باتفاق جمیع محدثین ماریہ قبطیہ سے ہین اور ولادت باسعادت اون جناب کی ماہ ذیحجہ ۸ ہجری
مین ہوئی جبکہ ایک برس اور آٹھ مہینے اور دس روز کے ہوے تو بنابر روایت شہر ابن آشوب ایکدن
جناب امام حسین علیہ السلام کہ بہت کم سن تھے اور جناب ابراہیم مانند دو قمر قریب یک شجر اور
بمصداق جمع الشمس و القمر آغوش رسول مقبول مین رونق افزا تھے اور حضرت اون دونون
گل بوستان جلالت اور اجتبا کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور شاد دونون کی پیشانی نورانی
کے بوسے لے رہے تھے کہ ناگاہ جبرئیل جانب رب جلیل سے نازل ہوے اور بعد درود اور سلام
کے عرض کی کہ اے حبیب ایزدی خدا فرماتا ہی کہ ہم نہین چاہتے کہ یہ دونون گل بوستان

نثار کرو نبس حضرت نے یہ حکم خدا سنکے فرمایا کہ اے جبرئیل ع

گر باشدم ہزار پسر بہتر از خلیل ؑ ۔۔۔ سازم فداے کعبہ درگاہ آن جلیل
زیرا کہ میتوان بدلے یافت از پسر ۔۔۔ اما قدیم لم یزلی ہست بے بدیل

یعنے ای جبرئیل اگر ہزار بیٹے بہتر خلیل سے ہوتے تو درگاہ رب جلیل مین فدا تھے کیونکہ
بیٹونکا بدل اوسکی رحمت سے ہوسکتا ہی مگر وہ سبحانہ تعالی یکتا ہی پس خوشا نصیب
فرزندون کے کہ لائق نثار پروردگار ہون ہر وقت اوسکے حکم کا تابع ہون ع

گر حکم بجانم کند اینک سر و جان ۔۔۔ ور سر طلبید از تنم اینک سر و تن

پس پہلے حضرت ابراہیم کو دیکھکر اشکبار ہوے بعد اوسکے اپنے پیارے نواسے حسین کی طرف
نظر کی اور بیقرار ہوے اور خیال کیا کہ ابراہیم کے مرنے سے فقط مان اوسکی کہ ماریہ قبطیہ ہے
اوسکو ملال ہوگا اور مجھے و حسین ؑ کے مرنے سے میری بیٹی فاطمہ حبیبہ خدا اور ابن عم علی مرتضی
اور میرے پارہ جگر حسن مجتبی کو اور مجھے رنج ہوگا خصوصًا فاطمہ کہ حسین ؑ کو نہایت دوست
رکھتی ہے وہ اسکے غم مین ہلاک ہو جائیگی لہذا بہتر یہ ہی کہ ابراہیم کو حسین ؑ پر نثار کر دن
پس فرمایا اے اخی جبرئیل ؑ مین ابراہیم کو حسین ؑ پر فدا کرتا ہون آہ آہ مومنین جس حسین کو
جناب رسول ایسا دوست رکھتے تھے کہ اپنے فرزند دلبند ابراہیم کو اوسپر نثار کیا اوسی حسین
مظلوم کو روز عاشورہ اشقیاے امت نے تین دن کا بھوکا پیاسا مثل گوسفند قربانی کے
ذبح کیا اور بعد ذبح کے لاش پر گھوڑے دوڑائے اور اوسکی اہلبیت کو اسیر کرکے سر برہنہ
عام مین لائے چنانچہ راوی کہتا ہی کہ جب اہلبیت ؑ داخل شہر کوفہ ہوے تو بازارین آراستہ
تھین اور اہل کوفہ ہر کوچہ و بازار مین کھڑے ہوی سرہاے شہدا جو کہ نیزون پر علم تھے اور
اور اسراے اہلبیت کا تماشا دیکھتے تھے اور شمر ملعون فخریہ ایک ایک سی طرف اشخاص اہلبیت

اشارہ کرکے کہتا تھا کہ ھٰذا ابناء رسول اللہ یعنے یہ اہلبیت ہین رسول کے اور
بیٹیان ہین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی۔ القصہ جب سرور انبیا موت پر انکے
فرزند ابراہیم کے راضی ہوئے تو راوی کہتا ہی کہ اوسی شب کو حضرت ابراہیم کو تپ عارض
ہوئی دو دن وہ جناب تپ شدید مین مبتلا رہی تیسرے دن اس دار فانی سے طرف سراے
جاودانی کے رحلت فرمائی یا رسول اللہ کہان تھے آپ روز عاشورہ کہ جب اشقیاے امت نے
آپکے اوسی نواسے کو کہ جسپر آپ نے جناب ابراہیم کو فدا کیا چہار طرف سے گھیر لیا پانی بند کیا
اور اوسکے جسم نازنین پر عوض پانی دینے کے تیرون کا مینھ برسایا نیزے مار مار کر زمین گرم
کربلا پر گرا دیا الغرض مومنین جب ابراہیم نے رحلت کی تو بعد تجہیز اور تکفین کے حضرت نے
جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ تم ابراہیم کو قبر مین اوتارو پس جبکہ دفن سے فراغت ہوئی تو
کلینی سے بسند جناب صادق علیہ السلام روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر قبر ابراہیم پر
ایک عمارت تیار کیجاتی تو خوب تھا کہ قبر تمازت آفتاب سے محفوظ رہتی چونکہ خواہش جناب
رسول یہ تھی اوسی شب کو حکم خدا سے بالین قبر جناب ابراہیم کے ایک درخت پیدا ہوا اور
اوسکے شاخ و برگ نے قبر ابراہیم پر سایہ کیا مومنین باوجود اسکے کہ ابراہیم نے اپنی اجل معین
سے دنیا سے رحلت کی تھی اور بدن پر کوئی زخم نہ تھا قبر مین دفن کیے گئے تھے بدن مبارک
ابراہیم کا زمین گرم پر زیر آسمان نہ تھا اوسپر حضرت کو یہ امر گوارا نہوا کہ قبر ابراہیم پر تابش آفتاب
کی پڑے پس کیونکر مومنین اگر روز عاشورہ جناب رسولخدا موجود ہوتے تو اس امر کو گوارا کرتے کہ اوسی
حسینؑ کی لاش جسپر ابراہیم کو فدا کیا تھا برہنہ زمین گرم پر زیر آفتاب پڑی رہتی اور حضرت
اوسے دفن نکرتے یا اپنی عبا کے نیچے نہ چھپاتے آہ آہ مومنین بعض روایت سے ثابت ہوتا ہی
کہ لاش مظلوم کربلا کی اوسی زمین گرم پر زیر آفتاب پڑی رہی کسی نے دفن نکیا لکھا ہی
اکثر جانور ... بیابان کربلا کی لاش پر اپنے پرون کا سایہ کرتے تھے اور حضرت کی بیکسی پر

غربت پر رسول خدا کے روتے تھے - وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دسوین مین بیان وصیت سید انبیا اور سپرد کرنا ودائع امامت اور امانت کا سید الاوصیا جناب علی مرتضے کو۔

مومنین جناب سید الساجدین اور امام ناطق جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسولخدا پر مرض الموت کی شدت ہوئی تو ایکدن حضرت نے اپنی چچا عباس اور اپنے ابن عم جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو طلب کیا اور اوسدن گھر حضرت کا بھرا ہوا تھا مہاجر اور انصار سے - پس حضرت نے اپنے سر مبارک کو دامن جناب امیر میں رکھا اور جناب عباس بھی سامنے حضرت کے کھڑے ہوئے تھے پس حضرت نے عباس سے فرمایا کہ اے چچا قبول کرو تم میری وصیت اسوقت میری میراث کے بارہ مین اور ادا کرو دین میرا اور وعدے میرے اور بری الذمہ کرو تم میرے تئین - عرض کی کہ یا رسول اللہ مین پیر ہون اور بار عیال سے پشت میری خم ہو گئی ہے اور آپکا دست بخشش ابر بارندہ پر بھی فوق رکھتا ہے پس میرا مال آپکے وعدون اور بخشش کو وفا نہین کر سکتا مومنین جناب رسول نے تین مرتبہ عباس سے اوسی سخن اول کو فرمایا اور جناب عباس نے بھی ہر مرتبہ وہی جواب دیا پس حضرت نے اخیر مرتبہ یہ فرمایا کہ

نبی امروز ہا از امر حق راہ عدم گیرد — ازین ویرانہ پوشد چشم و پس کنز الحکم گیرد

زخارستان دنیا میرود در جنت الماوی — وہد این گلستان از دست و گلگشت ارم گیرد

ازین دار ملوث میرود در عالم اقدس — زکف جام سفالین میگذارد جام جم گیرد

کسے باید نشیند جاے پیمبر کہ بر گردن — ادا ے دین پیمبر چہ بسیار و چہ کم گیرد

عقاب و ذو الجنین و ذوالفقار و دلدل و شہبا — جناح و برد و مشوق بنی محتشم گیرد

مراد احمد مختار ازین گفتار بودے این — مگر عباس عمش نغمہ لا و نعم گیرد

بپاسخ گفت عباس ای پیمبر گو توانائی	که غم پیرت این بار گران بر گشت غم گیرد
منم پیری فقیری با عیالی بی زر و مالی	کجا شبنم تواند تا محمد جای یم گیرد
نبی اعراض کرد از عم و گفت ای عم نبی باید	درین ره همدم صاحب کرم ثابت قدم گیرد
علی باید محمد را وزیر افتد که شیر آید	وزیر محتشم باید که شاه محتشم گیرد
نمی باید که بگذارد علی عباس ره ولرد	نمی باید گذارد شیر حق شیری علم گیرد
نه هر عباس خواهد کرد در میدان علمداری	نه هر عباس در راه خدا دستش قلم گیرد
جوانی نامداری مثل عباس علی باید	که خود را کشته و صد پاره از تیغ ستم گیرد
بمیدان تاخت جان در باخت در راه خدا انگشت	که هر آئینه قلب حسین از زنگ غم گیرد
فغان راندم که ای نالید عباس بدل میگفت	حسین گو تا که بر دندان سر انگشت ندم گیرد
ز پا افتاد عباس علی بیدست در میدان دگر جاشی	که زین پس بر سرت ای شه علم گیرد
تو عباس علی بنگر نه بین عباس عم پیمبر	محمد را گذارد در راه دنیا و درم گیرد

حق انصاف یہ ہی کہ یہ مہم لائق اور در خور عباس عبد المطلب کے نہ تھی کس واسطے کہ وفا کرنا حضرت رسالت کے وعدونکا کہ ہر ایک شامل تھا معجزات بیشمار اور قرضہ بعید تھا اور قرضہ اون حضرت کا جناب عباس کے مال و زر سے ادا نہو سکتا اور اسیطرح حضرت کے وعدوں کو بھی وفا نکر سکتے کیونکہ وہ معجز نما نہ تھے اور اس مہم کے لیے وہ شخص لائق ہی کہ جسکے ہاتھ مین کنجیان تمام خزانہ جہان کی ہون اور معجز نما بھی ہو سچ ہی مخصوص آیہ کریمہ انما اور منصوص آیہ شریفہ انفسنا ذات بابرکات جناب علی مرتضی ہی پس اوسوقت سید انبیا نے رخ طرف جناب امیر کے

کیا اور فرمایا

کہ اے دو رہ دہم تو شہان باج سے نبی	دے بر سر تو بعد نبی کے تاج ہے او

... کے اور اے توڑنے والے گرد نہائے

[illegible] اور خلیفہ اور جانشین میرا ہو
تمامی اہلبیت اور عورتون اور امت پر میری - راوی کہتا ہے کہ اوسوقت شدت بکا سے جناب
امیر علیہ السلام کی آواز نہ نکل سکتی تھی مگر آہستہ سے عرض کی کہ قبول کیا مین نے یا رسول اللہ صلعم

ندارم زین کرامت جز بہ بخت کامران منت	بجان کندن اگر ماموری فرمائی بجان منت

پس حضرت نے فرمایا کہ یا علی مجھے اوٹھا کے بٹھاؤ پس اون جناب نے حضرت کو اوٹھایا اور
اپنے سینہ کو حضرت کی پشت مبارک سے لگا دیا اوسوقت حضرت رسول نے بلال سے فرمایا کہ لا
ہمارے خود کو کہ جسکا نام ذو الجبین ہے اور زرہ ہماری اور لا علم ابیض ہمارا کہ نام اوسکا عقاب
ہے اور ذو الفقار اور عمامہ اور بُرد یمانی اور عصائے ممشوق پس بلال نے حسب فرمودہ حضرت
سب چیزین لا کے حضرت کے سامنے موجود کین حضرت نے جب وہ چیزین ملاحظہ فرمائین
کہا کہ اے بلال یہ سب علی کے سپرد کر پس بلال نے وہ سب چیزین اون حضرت کے حوالے
کین پھر حضرت نے بلال سے فرمایا کہ لا وہ دونون نعلین ہماری - **بیت**

نعلیکہ بفرق عرش سودہ	زینت دہ عرش و فرش بودہ

بعد اوسکے وہ دو جامے طلب فرمائے کہ ایک جو شب معراج زیب جسم تھا اور ایک جو جنگ احد
کے دن تن اطہر میں تھا اور تین ٹوپیان کہ ایک اون مین سے ہمیشہ سر مبارک پر رہتی تھی
اور ایک وہ کہ جسے بروز عید سر اقدس پر رکھتے تھے اور ایک جو سفر مین دیتی تھے - پھر ارشاد ہوا کہ
اے بلال لا وہ دونون اشتر ہمارے کہ ایک کا نام شہبا اور ایک کا نام دلدل ہے اور دونون
ناقے ہمارے کہ ایک کا نام عضبا اور دوسرے کا غضوی ہے اور دونون گھوڑے ہمارے
کہ ایک کا نام ذو الجناح اور دوسرے کا نام لحیف ہے - الغرض یہ سب بھی جناب امیر ع کی سپرد کیے

باز اے دوستان ہوائے حسین ع	کشتہ ام او بکربلائے حسین
سخن ذو الجناح آمد پیش	بیش از بیش گشت جانم ریش

اسے که داری عزای سرور دین | بو گویم چه دو اجناح است این

اوست اسپی که کار چون شد تنگ | بر حسین آن شه سپهر اورنگ

چون شد از روز درہم احوالش | دست مالید بر سر و یالش

گفت ای مرکب ستوده همال | مرحبا مرحبا تعال تعال

اولا صبر و بردباری پشت | آخرین زحمت سواری تست

چون شوم چاک چاک از خنجر | از پر تیر من بر آرم پر

سرنگون چون شوم ز خانهٔ زین | عرش شان او فتم بروی زمین

کاکل و یال خود برا ز خون کن | چهره از خون من تو گلگون کن

ای جناح این سخن ز من بشنو | شمر آید چو بر سرم تو برو

نزد زینب که دلفگار است او | چشم در راه انتظار است او

بگو اے زینب فسرده دلم | مردم اما به نزد تو خجلم

کار من شمر چون نمود تمام | تو ازینجا روے بکشور شام

درد شام تو جان گداز بود | قصهٔ شام بس دراز بود

همه جا با سکینه سازش کن | با یتیم لبا نوازش کن

بعد ازین رو بشهر بانو آر | بگو اے شهر بانوے افگار

دیدی آخر از انچه ترسیدی | چاک زن جامه بیوه گردیدی

مومنین گیا وفادار اسپ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت فائز بدرجۂ شہادت ہوئے
تو عمر ابن سعد نے فوج کو حکم دیا کہ اس اسپ کو گرفتار کرو یہ سنکے اون نابکارون نے اوسکو
گھیر لیا اور چاہا کہ گرفتار کریں لیکن مومنین جب وہ اشرار اوس اسپ وفادار کے قریب
جاتے تھے تو وہ مانند غازیان جرار اون پر حملہ کرتا تھا کسیکو ضرب سُم زمین پر گرا دیتا تھا۔

اور کسی کی گردن منھ سے پکڑ کے گھوڑے سے اوتار لیتا تھا کسی شقی کو زمین پر گرا کے سمون سے
پامال کرتا تھا کسی کے منھ پر طاپ مار کر چہرہ اوسکا لہو سے لال کرتا تھا غرض جب ذوالجناح
نے بہت سے لعینوں کو فی النار کیا تو عمر سعد نے اونسے کہا کہ اب تم سب اسکے پاس سے
الگ ہو جاؤ دیکھو تو یہ کیا کرتا ہے پس مومنین جب وہ لعین اوسکے پاس سے ہٹ گئے اور
اوس رہوار وفادار نے دیکھا کہ اب میرے پاس کوئی نہین آتا اوسوقت وہ نعرے مارتا ہوا
جسطرح سے مان اپنے فرزند نوجوان کے غم مین روتی ہے قریب لاشہ بے سر مظلوم کربلا کے
پہونچا اور حضرت کے پاؤن پا اپنے تئین زمین پر گرا دیا کبھی تو نعرے مار کر اپنا سر حضرت کے
پاؤن پر دھرتا تھا اور کبھی حضرت کے کف پا پر بوسے دیکر شیحہ کرتا تھا اور اپنی زبان مین
یہ بین دل خراش کرتا تھا کہ اے آقا اب کون مجھے راتون کو اوٹھکر دانہ کھلائیگا اور دلکو
کون میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر کر پانی پلائیگا اے آقا میرے آپ نے کبھی تقصیر
پر بھی مجھے چابک نہین ماری اے آقا اب جو مین خیمہ کو جاؤنگا تو آپکی پیاری بیٹی جناب
سکینہ کو کیا منھ دکھلاؤنگا اے آقا جب آپ بار رخصت آخر کے لیے خیمہ کو تشریف لیگئے تھے اور
حرم سے رخصت ہو کر میدان کو چلے تھے تو اوسوقت سکینہ نے میرے گلے مین اپنی ننھی ننھی
بانہین ڈالکر کمال منت اور حسرت مجھسے کہا تھا کہ اے میرے بابا کے گھوڑے مین تیری
بلائین لیتی ہون میرے بابا کا اب سوا تیرے کوئی یاور اور غمخوار نہین ہے واسطے خدا کے میرے
بابا کو رن مین اکیلا نہ چھوڑ آنا پھر ایکبار مجھے میرے بابا کو دکھانا اب جو وہ معصومہ مجھسے پوچھیگی
کہ اے گھوڑے میرے بابا کو کہان چھوڑ آیا تو مین کیا جواب دونگا کیونکر اوس یتیم سے کہونگا کہ
بابا آپکے مارے گئے غرض مومنین جب حضرت کی لاش سے کچھ آواز نہ آئی تو نعرے مارتا ہوا
اوٹھا اور حضرت کے گلوے مبارک سے جو خون بہتا تھا اوسمین اپنا ماتھا سرخ کیا اور نعرہ مارتا ہوا
[illegible] خیمہ کے دروازہ پر پہونچا تو شیحہ کیا حضرات ذوالجناح کا یہ معمول تھا

کہ جب حضرت میدان سے خیمہ کو تشریف لیجاتے تھے تو حضرتؑ بسبب شدت تشنگی کے بولا نہ جاتا
تھا پس ذو الجناح شیحہ کرتا تھا اور آواز اوسکی جناب زینب خاتون سنکر بے اختیار جانب دروازہ
دوڑتی تھین کہ میرے بھائی میدان سے آئے ہین اور جناب سکینہ بھی اپنی پھوپھی کے ساتھ
آتی تھین اسمرتبہ بھی جو ذو الجناح نے شیحہ کیا تو حضرت زینبؑ سمجھین کہ میرے بھائی آئے ہین
بیقرار ہوکر جانب دروازے کے دوڑین حضرات کس منھ سے کہون جب وہ مخدومہ در خیمہ پر
پہونچین تو دیکھا کہ دونون تسمے باگون کے کٹے ہوئے زمین پر پڑے ہوئے ہین اور زین سب
خون مین ڈوبا ہوا ہے ذو الجناح بھی زخمون سے چور ہے یہ دیکھکر اپنا منھ دونون ہاتھون سے
پیٹ لیا اور چلائین کہ اے سکینہ تمھارے بابا مارے گئے گھوڑا خالی آیا ہے یہ سنکر وہ جناب اور
سب بیبیان سر پیٹتی ہوئین خیمہ سے نکل آئین اور ذو الجناح سے لپٹ گئین کوئی کہتی تھی
کہ اے گھوڑے میرے بابا کو کیا کیا کوئی کہتی تھی کہ اے ذو الجناح میرے بھائی کو کہان چھوڑ آیا
ابھی تو تیری پشت پر سوار فوج اشقیا سے لڑتے تھے ای گھوڑے خدا کے واسطے جلد بتادے
کہ حضرت ابھی جیتے ہین یا مارے گئے مومنین جب اوس اسپ وفادار نے ان بیبیون کی
یہ بین جان خراش سنی نعرے مار مار کر اسقدر اپنا سر زمین پر دے مارا کہ آخر کو مر گیا مومنین
ذو الجناح کے حال مین روایتین مختلف ہین اس مقام پر بوجہ طول کے نہین لکھی گئین مومنین
اب اوس عمامہ اور پیراہن کا حال سنیے کہ جسکو حضرت نے جناب امیر کو عطا فرمایا تھا روزہ عاشورہ
وہی عمامۂ جناب رسول خدا کا مظلوم کربلا کے سر انور پر تھا اور وہ پیراہن بر مین آہ آہ اسے
شیعیان علی لکھا ہے کہ جب مظلوم کربلا ذو الجناح سے زمین پر گرے اوسوقت مالک بن اسود شقی
نے قریب جا کے ایک تلوار سر مبارک پہ ماری کہ تا جبین انور سر حضرت کا دوپارہ ہو گیا پس وہ
عمامہ تمام خون مین آلودہ ہوا اور وہ پیراہن جو بر مین تھا اوسکی یہ کیفیت گذری کہ تیغون سے
[illegible] اور وہ ذو الفقار جو حضرتؑ نے

جناب امیرؑ کو عطا فرمائی تھی جب تک کہ وہ جناب زندہ رہی ہر وقت ہمدم اور مددگار رہی
مومنین لکھا ہے کہ ذوالفقار دم کارزار کسی دشمن نابکار کو جناب حیدر کرار کے پاس نہین
دیتے تھے جس بیحیا نے حضرت کی جانب قصد کیا فوراً اوسکا سر تن سے اوڑا دیا چنانچہ منقول
کہ جب جناب امیرؑ چاہ بیر العلم مین جنون سے صرف کارزار ہوئے تو تین دن برابر لڑائی رہی
راوی کہتا ہے کہ جب وقت نماز کا آتا تھا تو حضرت تلوار روک کر مصروف نماز ہوتے تھے اور
ذوالفقار گرد اون حضرت کے پھرا کرتے تھے کوئی شقی اون حضرت تک نہ آسکتا تھا مگر آہ آہ
مومنین قربان جان زائر کی غربت اور بیکسی مظلوم کربلا پر حضرات کیا مددگاری کی ذوالفقار
نے اوسدن اونحضرت کی۔ راوی کہتا ہے کہ جب اونکے پارۂ جگر جناب علی اصغر کی گردن پر
حرملہ بن کاہل نے تیر مارا اور وہ بچہ اوس تیر کے صدمہ سے حضرت کے ہاتھوں پر تڑپ کر راہی
جنت ہوا اوسوقت وہ جناب روتے ہوئے ذوالجناح سے اوترے اور ایک مقام پر اپنی عبا زمین
پر بچھا کر لاش اوس معصوم کی لٹا دی اور حضرت نے نوک ذوالفقار سے تھوڑی زمین بطور
قبر کے کھود دی اوسوقت ذوالفقار حیدر کرار بہت روئے اور بقدرت خدا گویا ہوئی کہ یا حضرت

خوب خدمت آپ نے مجھسے لی ہ

پیدا ہوے ہین واسطے حیدر کی مدد کے	یا کھودنے کو اصغر نادان کی لحد کے

الغرض حضرت نے تھوڑی زمین کھودی۔ مومنین سن چکے ہین قبل اسکے حال دفن جناب
ابراہیمؑ کا کہ جناب رسولخداؐ بسبب اسکے کہ ابراہیم کو بہت دوست رکھتے تھے لہذا اوسوقت کمال
حزن و ملال تھا اپنے اوس فرزند کو خود اپنے ہاتھ سے قبر مین نہ اوتار سکے اور دل نے یہ گوارا
نہ کیا کہ اوس چاند کو خاک مین چھپائین۔ جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم قبر مین ابراہیم کو
چنانچہ اون جناب نے دفن کیا۔ آہ آہ مومنین قربان جان زائر کے بیکسی اور صبر مظلوم کربلا

اون حضرت کے جناب عباس تھے وہ شانے کٹائے ہوئے دریا کے کنارے پڑے تھے جوان رعنا
ہمشکل مصطفےٰ سینہ پر برچھی کھائے ہوئے قتلگاہ مین سوتا تھا اور جناب قاسم گھوڑون سے پامال
ہوے زمین گرم پر پڑے تھے انصارون مین بھی کوئی نہ تھا کون اوس معصوم کو دفن کرتا
ناچار بادل فگار اور چشم اشکبار حضرت نے خود اوس اپنے پارۂ جگر کو دفن کیا۔ مومنین
کیا وجہ تھی کہ لاش کسی شہید کی حضرت نے دفن نکی تھی اور لاش اوس معصوم کی دفن کر دی
چونکہ حضرت کو بعلم امامت معلوم تھا کہ بعد میری شہادت کے اشقیا لاشہاے شہدا کو پامال
کرینگے اور سرون کو کاٹ کاٹ کر نیزون پر چڑھائینگے حضرت نے چاہا کہ یہ بچہ ششماہہ پامالی
سے محفوظ رہے اور سر اسکا نوک نیزہ پر نہ چڑھایا جائے مگر مومنین خدا لعنت کرے عمر سعد پر
راوی کہتا ہے کہ بعد پامالی کے جب اشقیا سرہاے شہدا کاٹ کر اوس لعین کے سامنے لیگئے
تو اوسنے سب سرون کا جایزہ لیکر کہا کہ اسمین ایک سر حضرت کے اوس چھوٹے بیٹے کا نہین ہے
کہ جسکو حرملہ نے تیر سے مارا تھا یہ کہکر حکم دیا کہ جاؤ تلاش کرکے اوسکا بھی سر کاٹ کر لاؤ کیونکہ
مین یزید کو لکھ چکا ہون کہ بہتر سر ہین یہ سنکر ایک شقی بولا کہ مین نے دیکھا تھا کہ حضرت نے
ذوالفقار سے تھوڑی زمین کھود کر اوس بچے کی لاش دفن کر دی تھی آہ آہ اوس شقی کی
زبان اوسوقت کیون نہ لال ہو گئی یہ سنکر چند اشقیا قتلگاہ کیطرف روانہ ہوے اور قبر
اوس بچے کی تلاش کرنے لگے ایک بیحیا نرمی زمین کی نیزے سے دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک
مقام پر اوسی زمین نرم معلوم ہوئی پس اوس شقی ازلی نے نیزے کو زور سے زمین مین
دبا کر جو اوٹھایا آہ آہ حضرات اوس بچے معصوم کا چھوٹا سا عمامہ نوک نیزہ مین چھدا ہوا نکل آیا
یہ دیکھکر وہ ملعون زمین پر بیٹھ گیا اور قبر سے مٹی ہٹا کر لاش اوس بے زبان کی نکالی اور خنجر سے
سر اوس بچے کا کاٹ کر عمر سعد کے پاس لیگیا اوس سنگدل نے حکم دیا کہ اوس سر کو بھی نوک نیزہ پر

مجلس گیارہوین مین بیان وداع ہونا حضرت رسول کا اصحاب سے اور قصاص طلب کرنا سوادہ کا اون حضرت سے — مرثیہ

بازاین چہ ماتم است کہ عالم پر از نواست ۔ از فرش بانگ ولولہ تا عرش کبریاست
بازاین چہ شیون است کہ از اضطراب او ۔ در بر و بحر غلغلۂ وا محمدا است
یارب دگر بکعبہ و زمزم چہ شیون است ۔ یارب دگر بہ یثرب و بطحا چہ ماجراست
یارب چہ روے دادہ بہ یثرب کہ خاک او ۔ ہر گوشہ نمونۂ صحراے کربلاست
از بہر چیست قامت کروبیان دوتا ۔ یارب چہ شد کہ جامۂ افلاکیان قباست
جبرئیل گفت آہ کہ امت یتیم شد ۔ دردا کہ درد بے پدری در دلا دواست
زد بانگ الرحیل مسیحا ببام چرخ ۔ یعنے زمان رحلت سلطان انبیاست
در ماتم حبیب خدا خود بعید نیست ۔ گر نوحہ گر ملایک صاحب عزا خداست
آدم دریدہ جامۂ و حوا کشادمو ۔ نخل بتول و قامت سبز خدا دوتاست

شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور دوسرے راویون سے روایت ہی کہ جب زمانہ رحلت اون حضرت کا قریب پہونچا تو ایک دن اونحضرتؐ نے باوجود اوس شدت مرض کے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کے طرف بقیع کے روانہ ہوے اور اکثر صحابہ بھی ساتھ تھے جب وہ حضرت بقیع مین پہونچے تو فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور گوارا ہو اوپر تمہارے وہ حالت کہ جسکے ساتھ صبح کی تمنے اور نجات پائی ہے تمنے اون آفات سے کہ جو خلایق کو درپیش ہے پس تھوڑی دیر بقیع مین ٹھہر کے اور واسطے اہل بقیع کے طلب آمرزش فرما کر طرف دولتسرا کے مراجعت فرمائی مگر مرض حضرت روز بروز بڑہتا جاتا تھا اور طاقت زائل ہوتی جاتی تھی غرض بعد تین روز کے عصابہ سر مبارک مین باندھکر ایک ہاتھ دوش جناب امیر پر اور ایک ہاتھ فضل بن عباس کے دوش پر رکھے ہوئے مسجد مین تشریف لائے [illegible] مسجد مین جمع ہوئے حتی کہ ایک

خود ... ایسی بجھائی ... تاکہ تمام ... اون حضرت

کے سنیں پس وہ جناب منبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد اور ثناے الٰہی کے فرمایا کہ یا معاشر

اصحابی ای نبی کنت لکم یعنے اے گروہ اصحاب آیا کیسا تھا مین نبی واسطے تمھارے

آیا جہاد ساتھہ دشمنان دین کے نہین کی مین نے تمھارے سامنے ہین وہ ہون کہ سنگ

جفاے کفار سے دانت میرے ٹوٹے اور جبین میری خاک اور خون سے آلودہ ہوئی جو غم کہ

مین نے اوٹھائے کسی نے سنے ہونگے وہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھے۔ بھوک کی شدت

سے اکثر شکم پر پتھر باندھا کبھی مجھکو ساحر بنایا کبھی سفیہ کہا مگر زبان سے شکوہ تک نکیا ۵

منم کہ از غم است ہمیشہ گریانم
منم کہ سنگ جفا ہا شکست دندانم
منم کہ جور و جفارا خریدہ ام بر تن
ندیدہ چشم جہان بار غم کشی چون من

جب حضرت نے یہ حال پر ملال اپنا بیان کیا اوسوقت حاضرین کی فریاد اور زاری سے محشر برپا ہوا اور حضرت پر ضعف طاری ہوا حضرت نے منبر پر تکیہ کیا جبکہ حضار گونہ فریاد و زاری سے ساکت ہوے اوسوقت حضرت نے زبان پند و نصیحت مین کھولی اور فرمایا کہ اے گروہ مردم آگاہ ہو تم کہ ایک دن ہر ذیحیات شربت مرگ ضرور چکھیگا اور روے ناگوار مرگ دیکھیگا اور بازگشت سبکی طرف خدا کی ہے پس اندیشہ کرو تم اوسدن سے کہ جسدن خدا سوال کریگا خیر اور شر سے ایہا الناس دعوی نکرے کوئی تم مین اس بات کا کہ بے عمل نیک خدا رستگار کر دیگا اور بلا طاعت کے خدا راضی ہوگا۔ قسم کھاتا ہون مین اوس خدا کی کہ جسنے مجھکو ساتھہ راستی اور صداقت کے تمھاری طرف بھیجا کہ نجات نہین دیتی ہے کسیکو عذاب الٰہی سے کوئی شے مگر عمل نیک اور مین بھی اگر عصیان کرون تو جہنم مین جاؤن وما علی الرسول الا البلاغ یعنے نہتی ہی اوپر رسول کے مگر یہ کہ پہونچائے پیام خدا کا بندون کو بعد اوسکے حضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم نے حکم کیا ہے اور قسم کھائی ہے

کہ معاف کرو تم ظلم تمام کو پس قسم دیتا ہون مین تم سبکو کہ اگر جیسے کسیکو کوئی ایذا پہونچی

لواوسکا قصاص لے مجھسے اس دنیا مین اور عقبی پر نہ موقوف رکھے کہ قصاص دنیا کو

دوست رکھتا ہون مین قصاص آخرت سے روبروے ملائکہ اور انبیاء کے اوسوقت سوادہ

بن قیس کہ آخر صف مین بیٹھا تھا اوٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مان باپ

میرے فدا آپ پر چونکہ آپ نے مبالغہ فرمایا اس امر مین لہذا ڈرا مین کہ اگر اظہار نکرون تو

گنہگار ہون یا مولا جسوقت کہ آپ نے طائف سے مراجعت کی تھی اور مین آپکی پیشوائی

کے لیے گیا اوسوقت آپکے دست مبارک مین عصاے ممشوق تھا جب آپ نے چاہا کہ اوسکو

ناقے پر مارین وہ میرے شکم پر پڑا اور بعض روایت سے ہی کہ بازو پر بتایا غرضکہ سوادہ نے

عرض کی کہ اوسکا قصاص چاہتا ہون مین ٥

چو بشنید گفتار او را رسول +	دعا کرد و شد شاد و کردش قبول
کہ عمداً اگر نیاورده ام من بجا	یقین دان کہ بوده زروی خطا
دلی این خطا گرچہ هست از خطا	نباشد صواب از نسازم ادا
کہ فرموده داد گر داور است	کند حق ادا اگرچہ پیمبر است

پس اون جناب نے بلال سے فرمایا کہ عصاے ممشوق کو میرے نزدیک لاکر حاضر کرو پس

بلال مسجد سے باہر آئے اور مدینہ کی بازارون مین ندا کی کہ معاشر الناس یعطی القصاص

من نفسہ یوم القیامۃ یعنے ای گروہ مردم کون ہی ایسا کہ معرض قصاص مین لاوے نفس

اپنے کو قبل قیامت کے سوا محمد مصطفے ص کے پس جب بلال دروازہ جناب فاطمہ پر پہونچے

آواز دی کہ السلام علیکم یا اھل بیت النبوۃ بعد اوسکے عرض کی کہ اے فاطمہ آپکے پدر

بزرگوار نے عصاے ممشوق طلب کیا ہی جناب فاطمہ نے یہ فرمایا کہ ای بلال

پدرم بد تہیت بمار است	بغم نا خوشی گرفتار است

پیکر ہر کہ بردباری نیست	ذرۂ طاقت سواری نیست
این سخن حرف آتش انگیز ست	این عصا خواستن نبی چیز ست

سونین جبکہ بلال نے اون معظمہ سے عصاے مشوق طلب کیا تو اوس مخدومۂ کونین نے
کہا کہ اے بلال باپ کو میرے تو بسبب شدت بیماری کے طاقت اوٹھنے بیٹھنے کی نہین ہے
سواری کا کیا ذکر عصا کیون طلب فرمایا ہے بلال نے کل کیفیت عصا طلب کرنے کی اون
معظمہ کی خدمت مین عرض کی جب سیدہ نے یہ سُنا تو زار زار رونے لگین اور فرمایا کہ اے
بلال میرے باپ کو اتنی طاقت کہان ہے کہ ضرب عصا کے متحمل ہون للّٰہ تو سوادہ سے
میری طرف سے جا کے کہہ کہ تیرے نبی کی بیٹی کہتی ہے کہ خدا کے واسطے میرے پدر پر رحم کر
اونہین اتنی قوت کہان ہی کہ ضرب عصا کی برداشت کر سکین اگر تو قصاص لینے سے درگذر کریگا
تو جبتک کہ مین زندہ رہونگی تجھے دعائین دونگی اور جو یہ نہین منظور ہی تو مین حسنین کو بھیجتی ہون
تو میرے پدر کے عوض ایک ضرب کے بدلے دو ضربین اونکے بدن پر لگائے مگر میرے باپ سے
قصاص نہ لے یہ کہکر عصا اوسکو دیکر زار زار رونے لگین حسنینؑ اپنے مان کے دامن سے لپٹ گئے
اور پوچھا کہ اے امان فدا ہون یہ غلام آپ پر آپ کیون اسقدر بے اختیار روتی ہین جناب
سیدہ رو کر فرمانے لگین کہ اے پیارو میرے کیونکر مین نہ رؤن سوادہ نے تمہارے نانا سے
قصاص طلب کیا ہی بلال عصا لیکر گیا ہے تم دیکھو کہ تمہارے نانا کا بیماری کی شدت سے
کیا حال ہو گیا ہی اس ضعف و ناتوانی مین کیونکر ضرب عصا کے متحمل ہونگے یہ سُنکر وہ دو صاحبزادے
روتے ہوے داخل مسجد ہوے کہ حضرت نے سوادہ سے فرمایا کہ اوٹھ اے سوادہ اور مجھسے قصاص اپنا
لے سوادہ یہ سُنکر اوٹھا اور حضرت کی جانب چلا اوسوقت سب اصحاب اور مہاجرین نے سوادہ سے کہا
کہ خدا کے واسطے تو حضرت کے بدلے ہمسے قصاص لے لے حضرت کو معاف کر مگر اوسنے منظور نکیا کہ

ناگاہ جناب امام حسن نے دوڑکر اوسکا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اے سوادہ خدا کے لیے ہماری نانا سے
قصاص نہ لے کہ اونمین اتنی طاقت نہین ہے ہم موجود ہین تو ہمسے قصاص لے مومنین جناب
مظلوم کربلا نے گو کہ نہایت کمسن تھے آگے بڑھکر سوادہ سے کہا کہ اے سوادہ تو میری کمسنی
پر رحم کر مین تیرے رسول کا نواسہ ہون اور منت تجھسے کہتا ہون کہ تو میرے نانا کے بدلے
سو تازیانے میرے اوپر مار مگر میرے نانا سے قصاص نہ لے الغرض حضرت نے سبکو منع کیا اور
سوادہ سے فرمایا کہ نزدیک آ اور قصاص لے پس وہ قریب گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
فدا آپ پر مین اوسدن برہنہ تھا حضرت نے یہ سُنکر پیراہن بدن مبارک سے جدا کیا اور پشت
اوسکی جانب پھیری جب نظر سوادہ کی مہر نبوت پر پڑی پس دوڑکر بوسہ اوسکا لیا اور تازیانہ
ہاتھ سے پھینکدیا حضرت نے پوچھا کہ اے سوادہ قصاص لیگا یا معاف کیا اوسنے عرض کی کہ
ماں باپ میرے فدا آپ پر مین نے سُنا تھا کہ جس شخص کا بدن آپکے بدن سے مس ہوا اوسپر
خدا آتش دوزخ کو حرام کریگا لہذا اس غلام نے اپنے بدن کو آپکے بدن مبارک سے مس کیا
ورنہ مقصود میرا یہ نہ تھا کہ مین آپ سے قصاص لون یا رسول اللہ مین نے معاف کیا یہ سنکر
حضرت نے پیراہن کو زیب جسم کیا اور وہان سے جناب ام سلمہ کے گھر تشریف لائے افسوس ہزار
افسوس اے مومنین کہ جس رسول مقبول کا سوادہ نے یہ پاس کیا کہ اپنے قصاص سے درگذرا آہ آہ
اوسی رسول کے آل پر اس امت جفاکار نے کیا کیا ظلم وستم کیے بیمار کربلا یعنے جناب امام زین العبا
پشت پر شمر ستمگار نے تازیانے لگائے اور اوس شدت بیماری اور ضعف وناتوانی مین پانوٴن مین
بیڑیان ہاتھون مین ہتھکڑیان گلے مین طوق پہنا کر شتران اہلحرم کا ساربان بنایا مومنین تمام
زمانے مین یہ رسم ہی کہ اگر کوئی شخص مرض شدید مین مبتلا ہوتا ہی اور اوسکا کوئی عزیز مرجاتا ہی
تو اوسکے مرنے کی خبر اوس مریض کو نہین سُناتے ہین آہ آہ قربان جان زائر کے بیمار کربلا پر
کہ اٹھارہ عزیز کہ جنکا نظیر روے زمین پر نہ تھا عباس علمدار سا چچا ہمشکل پیمبر سا برادر بیسیب

اون حضرت کی آنکھوں کے سامنے مثل بکریوں کے ذبح کیے گئے چنانچہ منقول ہی کہ اوسدن
حضرت نے جبتک کہ زندہ رہے کلہ گوسپند نہین کہایا۔ راوی کہتا ہی کہ ایک دن حضرت کا بازار مین
ایک قصاب کی دوکان کیطرف سے گذر ہوا اوسکی دوکان پر ایک کلہ گوسپند رکہا تہا حضرت
کی نظر جو اوس کلہ پر پڑی ایک نعرہ مار کر زمین پر گر پڑے اور فریاد و زاری کرنے لگے جب
قدرے افاقہ ہوا تو اوس قصاب سے پوچھا کہ آیا تو نے ذبح کے وقت اسے پانی بھی پلایا تھا
یا نہین اوسنے ہاتھ جوڑ کے عرض کی کہ یا مولا ہم لوگونکا یہ قاعدہ مستمرہ ہی کہ قبل ذبح کرنے کے
دانے پانی سے سیر کر لیتے ہین یہ سنکر حضرت بے اختیار بآواز بلند رونے لگے اور فرمایا کہ ہاے
اے بابا قصاب تو حیوانون کو پانی پلاکر اور دانہ کھلاکر ذبح کرتے ہین اور آپکو کوفیون نے
تین دن کا بھوکا اور پیاسا سالب دریا شہید کیا مومنین اوسدن سے جب حضرت کسی
قصاب کی دوکان کیطرف سے بازار مین نکلتے تھے تو اگر کلہ کھلا ہوا دہرا ہوتا تھا تو فوراً
کپڑے سے بند کر دیتا تھا۔ القصہ حضرت رسول مسجد سے خانۂ ام سلمہ مین تشریف لائے۔ راوی
کہتا ہے کہ جسدن سے حضرت مبتلا بمرض ہوے تھے اوسدن سے جناب امیر ایک دم کو حضرت
سے جدا نہوتے تھے ایک دن وہ جناب کسی مطلب ضروری کے لیے کہین تشریف لیگئے تھے حضرت
نے فرمایا بلاؤ میرے یار و مددگار کو۔ بی بی عائشہ یہ سنکر اپنے باپ کو بلا لائین اور بی بی حفصہ خلیفہ
ثانی کو جب وہ قریب حضرت کے آئی حضرت نے اونکو دیکھکر اپنے روے مبارک پر ردا
ڈال لی اور بردا اپنی اونکی جانب سے منھ پھیر لیا اوسوقت جناب فاطمہ نے فرمایا کہ پدر میرے
حضرت علی کو بلاتے ہین جب جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت نے اون جناب کو
اپنے سینہ سے لگالیا اور اپنے دہن مبارک کو اون جناب کے کان پر دھر کے ردا کو اوپر ڈال لیا
اور تا زمانۂ دراز اسرار پوشیدہ بیان کیے جب وہ جناب حضرت سے جدا ہوے تو شیخین نے
... یا علی حضرت نے آپ سے کیا ارشاد کیا اون جناب نے فرمایا کہ ہزار باب

علم نے اون حضرت نے بحهلو تعلیم کیے کہ ہر باب سے ہزار باب میرے اوپر مفتوح ہوے منقول ہے
کہ دروازہ خانہ پر حضرت خضر علیہ السلام کہڑے تھے خضر نے بہی پوچھا حضرت نے اونسے بہی
بیان کیا خضر نے پوچھا کہ ماہ کے اوپر جو کلف ہی یہ کیا ہی جناب امیر نے یہ آیہ تلاوت فرمائی
وجعلنا اللیل والنہار اٰیتین فمحونا اٰیۃ اللیل وجعلنا اٰیۃ النہار مبصرۃ
یہ سُنکر حضرت خضر نے فرمایا درست ہی خوب یاد کیا آپ نے یا علی۔

مجلس بارھوین مخصوص اوٓنحضرت کی وفات کے بیان مین

مرثیہ

احمد شد از جہان سوے بزم جنان فغان | اطفال او یتیم شد اندر جہان فغان
تنہا نہ اہلبیت رسالت کہ اَتشش | گردید نے پدر ہمہ زین غم فغان فغان
گر از جہان نرفتہ پیمبر برای کیست | در وحش وطیر شیون ودر آسمان فغان
گر نشا ہیاز سدرہ نگر دیدہ صید مرگ | دارند از برلے چہ کروبیان فغان
از بہر آن کہ بودہ معین جوان وپیر | تا عرش رفت از دل پیر وجوان فغان
از بہر کیست گر قفس سینہ فاطمہ | چون طائر اسیر کشد ہر زمان فغان
باہم بیک نوا حسنین اند نوحہ گر | آری خوش است بہر پدر مردگان فغان

مومنین تحریر احوال وفات رسول کبیر مین چشم قلم سے اشک سیاہ نکلتے اور اوسکے بیان کرنے
مین تابش سوز غم سے زبان مین آبلے پڑتے ہین الغرض باتفاق علما وفات اوس حضرت
سرور کائنات کے روز دوشنبہ اٹھائیسوین ۲۸ ماہ صفر سنہ ۱۱ گیارہ ہجری کو واقع ہوئی تفصیل
اس اجمال کی یہ ہی کہ بقول بعضے تیرہ ۱۳ روز وہ حضرت مرض مین مبتلا رہے اور بقولے بارہ ۱۲ روز
اور بعضون نے دس روز کہا ہی۔ عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین کہ مین اوس حالت بیماری مین
حضرت کی خدمت مین مشرف ہوا اور ہاتھ اپنا جو مین نے حضرت کے بدن اطہر پر دہرا

[illegible]

بیتیبے بولد لی الحسن والحسین یعنے ای بلال بُلائے میرے دونون فرزند حسن اور حسین کو پس
بلال اون دونون یوسف مصر حیاء و جلال کو خدمت رسول ذوالجلال مین لائے حضرت
نے جب اون دونون اپنے پارۂ جگر کو دیکھا ہاتھ پھیلا کر آغوش مبارک مین لیا اور بوسہ
دینے لگے بعد اوسکے اپنے سینۂ مبارک سے لگایا جناب امیر نے بخیال تکلیف اون حضرت کی کہ نہایت
ناتوان اور ضعیف ہو گئے تھے چاہا کہ حسین کو سینہ سے جدا کرین حضرت نے باوجود اوس
ضعف و نقاہت کے فرمایا کہ یا ابوالحسن رہنے دو میرے ان دونون پارہائے جگر کو تاکہ مین
انکی خوشبو سونگھون اور یہ میرے اور مین انکے دیدار آخر سے توشہ حاصل کرون اور یہ میرے
دیدار آخر سے کہ بعد میرے یہ مصائب عظیم مین مبتلا ہونگے پھر فرمایا کہ لعنت خدا ہو اوسپر کہ
جوان دونون کو آزردہ کرے اور خداوندا ان دونون اپنے فرزندون کو تیرے سپرد کرتا ہون
اور سومنان شائستہ کے اپنی امت مین سے اور کتاب مثیر الاحزان مین ابن عباس سے
روایت ہی کہ جب حضرت نے حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگایا تو اوسوقت فرمایا ولیزید لا بارک
اللہ فیہ اللھم العن یزیدا یعنے کیا کام ہی مجھکو ساتھ یزید کے ہرگز نازل نکرے خدا
برکت اپنی اوپر اوسکے اور خداوند لعنت کر یزید پر یہ کہکر حضرت غش ہوے اور جب غش سے
آنکھ کھولی تو پھر اپنے نور دیدۂ حسینؑ کو سینہ سے لگایا اور خوشبو اونکی سونگھی اور گلوے
حسینؑ پر بوسے دیے اور آنکھ سے حضرت کے آنسو جاری ہوے پس نگاہ طرف حضرت فاطمہؑ کے
کی اور ہاتھ جناب سیدہ کا پکڑ کے جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ یا علی

دانم کہ از تو فاطمہ ہرگز ملول نیست	امروز دل شکستہ تری از بتول نیست
ہر دختری کہ سایۂ بابش تبارک است	گر خود در آتش است کہ فالش مبارک است
یکجا بود غمش کہ جدا گشتہ مادرش	یکجا شود ز مرگ پدر خاک بر سرش

آہ آہ مومنین یاد آگئی مجھے اس مقام پر وصیت جناب مظلوم کربلا سید الشہدا کی جو اپنی پیاری بیٹی
کے بارہ مین بلکہ کل یتیمون کے بارہ مین جناب زینب خاتون سے وقت رخصت کہتے فرمایا تھا
کہ اے بہن زینب مین تو اب نانا کی امت کے لیے سر کٹانے جاتا ہون مگر یہ یتیم بچے تمہارے سپرد
کرتا ہون بعد میرے تم انکے سر پر سرپرست رہو خصوصاً سکینہ کو کہ اسکو مین نہایت دوست رکھتا ہون
اور یہ مجھے اسکو تم میرے غم مین رونے نہ دینا کہ اسکا رونا مجھپر نہایت شاق ہی منقول ہے کہ
جب حضرت اہل حرم سے رخصت ہو کر طرف میدان کے روانہ ہوے کچھ دور خیمہ سے تشریف لیگئے تھے
کہ اپنی پشت مبارک سے آواز رونے کی سُنی پس حضرت نے منھ پھیر کر اوسطرف نظر کی تو دیکھا
کہ جناب سکینہ دوڑی ہوئی چلی آتی ہین کہ اے بابا تھوڑا سا توقف فرمائیے تحقیق مجھکو کچھ
حاجت ہے آپ سے یا ابه توقف هنیئة فالی حاجة

مران مرکب درین دشت خطرناک — کہ اینجا بوے خون می آید از خاک

یہ سُنکر حضرت نے باگ روک لی اور رو کر فرمایا کہ اے سکینہ کیا حاجت ہی بیان کرو جناب سکینہ
نے عرض کی کہ اے بابا حاجت میری آپ سے یہ ہے کہ آپ گھوڑے سے اوتریے اور بیٹھیے اور
مجھکو گود مین لیجیے اور دست شفقت اپنا میرے سر پر پھیریے یا ابه حاجتی الیک ان
تنزل من فرسک وتجلسنی فی حجرک وتمسح یدک علی راسی آہ آہ مومنین قربان
جان زائر کے حاجت جناب سکینہ پر اوس معصوم نے عجب حاجت حسرت آمیز بیان کی عرض کی
جناب سکینہ نے کہ ای بابا فدا ہو یہ بیٹی آپ پر حاجت میری یہ ہی کہ ایکمرتبہ اور آپ گھوڑے سے
نیچے تشریف لائیے اور مجھکو اپنی آغوش مین بٹھائیے اور جسطرح سے آپکے اور یتیم بچون کے
سر پر دست شفقت پھیرا تھا میرے سر پر بھی پھیریے یعنی ایک مرتبہ اور آخری پیار کیجیے اور
مین بھی آپکو جی بھر کے دیکھ لون کہ اب جو آپ تشریف لیگئے تو پھر کاہیکو دیکھونگی مومنین جب

ین سکینہ اعظم ہے بر ... یہ کلام حضرت ... سنا ... ہوگئے اور ایک نعرہ
مار کر روئے فنزل ع وجلس علی الطرف واجلسھا فی حجرہ یعنی یہ کلام سکینہ سنکر
حضرت روتے ہوئے گہوڑے سے کود پڑے اور اپنے اوس سرور سینہ کو اپنی آغوش مبارک مین
بٹھالیا اور پیشانی مبارک جناب سکینہ کے بوسے لیے اوسوقت جناب سکینہ بے اختیار اپنے
باپ کی سینہ سے لپٹ گئین اور فرماتی ہین کہ اے بابا خدا کے لیے اپنی اس پیاری بیٹی کو تنہا
چھوڑکر نجایئے اے بابا اگر بعد آپکے اشقیا ہمکو لوٹنے آئینگے تو کون ہمکو بچائیگا علاوہ اسکے شب کو آپ
مجھے اپنے سینہ پر سولایا کرتے تھے اگر آپ شب کو نہ تشریف لائینگے تو مین کسکے سینہ پر سوؤنگی
حضرت اوس نادان کی باتون پر بے اختیار روتے تھے آخرکار حضرت سکینہ کو سمجھا کر طرف میدان
کے روانہ ہوے مومنین بعض روایت سے ہے کہ زمانہ غزوہ خیبر مین کسی نے گوسپند زہر آلودہ کو
حضرت کی دعوت مین دیا تھا جبکہ وہ ذبح ہوے اور گوشت اوسکا اصحاب نے اور اونحضرت
نے کہایا بعض اصحاب اوس زہر سے درجہ شہادت کو فائز ہوے تھے مگر حضرت پر اوسکا اثر
نہین ہوا تھا اس زمانہ بیماری مین حضرت پر اوسکا اثر ظاہر ہوا چنانچہ جناب امام جعفر صادق
سے منقول ہے کہ اوس حالت شدت مرض مین مکرر حضرت رسول فرماتے تھے کہ اوس لقمہ زہر آلودہ
کا کہ جو خیبر مین میںنے اپنے دہن مین رکھا تھا اوسکا اثر اب ظاہر ہوا۔ الغرض جب حضرت اصحاب
اور اپنے اہلبیت طاہرہ کو وداع فرما چکے تو ابن عباس کہتے ہین کہ بروز وفات اون حضرت کے
خدا نے حکم فرمایا ملک الموت کو کہ میرے حبیب کے پاس جاؤ مگر خبردار بلا اذن میرے حبیب کے گھر مین
داخل نہونا اور بلا اجازت قبض روح نکرنا پس ملک الموت معہ ایک گروہ ملائکہ کے آئے اور
دروازے پر بادب ایستادہ ہوے عرض کی السلام علیکم یا اھلبیت النبوۃ و معدن
الرسالۃ راوی کہتا ہے اوس وقت فاطمہ اونحضرت کے بالائے سر بیٹھی تھین
آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ اے شخص کون ہے تو عرض کی انا رجل غریب ابتت اسئل

رسول اللہ اأذن لی فی الدخول یعنے مین ہون ایک مرد غریب کہ آیا ہون نزدیک
جناب رسول کے کہ کچھ سوال کرون مین اونحضرت سے آیا اذن ہی میرے تئین کہ مین داخل ہون
جناب فاطمہ نے یہ سنکر ارشاد کیا کہ اے مرد خدا رحمت کرے اوپر تیرے تو اسوقت جا کہ اسوقت
رسولخدا کا بسبب شدت مرض کے حال غیر ہے پس ملک الموت نے تہوڑی دیر توقف کے بعد اوسکے
پھر اذن طلب کیا پھر سیدہ نے وہی جواب سابق دیا کہ **بیت**

الحال کہ جاے رسولے عربی نیست		اے مرد غریب وقت ملاقات نبی نیست

تیسری مرتبہ پھر ملک الموت نے اذن چاہا اوسوقت جناب رسول خدا ہوش مین آئے اور فرمایا کہ یا
فاطمہ اتدرین من ہذا یعنے اے فاطمہ پہچانا تمنے کہ یہ کون ہے عرض کی کہ مین نہین جانتی ہون کہ یہ کون ہے
ویرسے باواز مہیب اذن دخول طلب کر رہا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہذا مفرق الجماعات و منغص
اللذات ہذا ملک الموت ملک الموت یعنے اے فاطمہ یہ پریشان کرنے والا جماعت کا ہے اور قطع کرنے والا
لذات اور یتیم کرنے والا لڑکون کا اور بیوہ کرنے والا عورتون کا۔ اے فاطمہ یہ فرشتہ مقرب
ملک الموت ہے اور کبہی قبل میرے کسی سے اذن طلب نہین کیا اور نہ بعد میرے کسی سے اذن
طلب کریگا مگر خدا نے مجھکو اور میرے اہلبیت کو وہ بزرگی کرامت فرمائی ہے کہ فرشتے بغیر اذن
نہین داخل ہو سکتے اے فاطمہ تم اسے اجازت دو کہ یہ داخل خانہ ہو اور میری روح کو قبض کرے
پس یہ سنکر جناب سیدہ رونے لگین اور باواز محزون فرمایا کہ ادخل رحمک اللہ یعنی اے
ملک مقرب داخل ہو خدا رحم کرے اوپر تیرے اے مومنین یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہے
کہ جس گھر کو خدا نے یہ بزرگی دی ہے کہ فرشتے بغیر اذن کے داخل نہو سکتے تھے اوسی گھر کو نا ریون نے
آگ سے جلایا در کو جناب فاطمہ کے پہلو پر گرایا جسکی ضرب سے حضرت محسن شکم جناب سیدہ مین
شہید ہوئے بازو پر اوس معظمہ کے دُرّہ لگایا باغ فدک کو چہین لیا الغرض مومنین ملک الموت
... السلام علیک یا رسول اللہ اور بعد اوسکے سلام خدا

بحضرت کو پہونچایا اور عرض کی کہ یا احمد ان اللہ تعالی ارسلنی الیک وامرنی ان اطیعک
یعنی تحقیق خداوند عالم نے مجھے آپکی خدمت مین بھیجا ہی اور حکم فرمایا ہی کہ آپکی اطاعت اور فرمانبرداری
کرون پس اگر حکم ہو تو آپکی روح اقدس کو قبض کرون اور نہ واپس جاؤن پس آنحضرت نے فرمایا کہ
اے ملک الموت مین ہمہ وقت تابع حکم الٰہی ہون جو اوسنے فرمایا ہو اوسے بجالاؤ علاوہ اسکے مین
اب زندگانی دنیا سے بیزار ہون اور مشتاق ملاقات پروردگار پس ملک الموت مصروف بہ قبض
ہوئے - اور ایک روایت سے ہی کہ اوسوقت جبرئیل رب جلیل کے طرف سے نازل ہوئے اور عرض
کی کہ یا رسول اللہ خدائے عزوجل آپکی ملاقات کا مشتاق ہے - **ابیات**

رفتم کہ زہم طراز جنت	دور از تو شدم برای خدمت
زینت بہ بساط قدس دادم	درہاے بہشت را کشادم
ہر بزم کہ لائق تو دیدم +	جاروب زبال خود کشیدم

حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل کوئی بشارت دو میرے تئین جبرئیل نے عرض کی کہ بشارت ہو
آپکو کہ ایک چیز لایا ہون مین آپکے لیے کہ وہ مرغوب اور محبوب طبع اقدس ہی حضرت نے فرمایا
کہ وہ کیا ہی جبرئیل نے عرض کی کہ یا نبی ان النیران قد اخمدت والجنان قد زخرفت
وحور العین قد زینت والملائکۃ قد صفت لقدوم روحک یہ سنکر حضرت رسول نے فرمایا
کہ اے اخی جبرئیل یہ مقصود میرا نہین ہے پھر جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بہشت حرام ہی
کل انبیا اور اوصیا اور اولیا اور دوسرے بندگان خدا پر جبتک کہ آپ اور آپکے امت نہ داخل ہو
پھر حضرت نے فرمایا لیس عن ہذا اسئلک جبرئیل نے عرض کی کہ قیامت مین اول جسکے سر پر تاج
شفاعت رکھا جائیگا وہ آپ ہین جب حضرت نے یہ سنا تو فرمایا کہ الآن اقرت عینی
یعنی وہ بشارت دو میرے تئین کہ میرے عقدہ دل کو کھولے جبرئیل نے عرض کی کہ یا نبی اللہ وہ
کیا عقدہ آپکے دلمین پڑا ہے کہ باوجود ان بشارتون کے نہین کھلتا فرمایا کہ اے اخی جبرئیل

گنہگاران امت کے لیے دل میرا بیتاب ہے جبرئیل نے کہا کہ ای ہادی امت و ای مددگار امت خدا نے آپکو شفاعت روز قیامت عطا فرمائی ہے اوس روز پروردگار عالم اسقدر آپکے گنہگاران امت کو بخشیگا کہ آپ راضی ہوجائینگے یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اب روشن ہوئی آنکھ میری اور شگفتہ ہوا دل میرا بعد اوسکے فرمایا کہ انت یا ملک الموت امض لما امرت یعنی ای ملک الموت کہ جسپر تو مامور ہوا ہے اوس امر پر کہ مامور ہوا ہے جانب خدا سے اور کتاب معراج النبوۃ مین لکھا ہے کہ جب سکرات موت نے اونحضرت پر غلبہ کیا تو اوسوقت رنگ چہرہ مبارک کا کبھی کاہی ہوتا تھا اور کبھی سرخ اور کبھی سپید اور جبین مبارک سے عرق جاری تھا اور ایک جام پانی کا قریب اون حضرت کے دہرا تھا اور وہ جناب اوس پانی سے دست مبارک اپنا تر کرکے رخ پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اللھم اعنی علی سکرات الموت اور بروایتے دیگر فرماتے تھے کہ لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات پس روح مبارک اونحضرت کی طرف عالم قدس کے پرواز کر گئی پس اوسوقت جناب فاطمہ نے اک ایسا نعرہ جانخراش کیا کہ وہ نعرہ سنکر تمام اہلبیت اور انصار اور مہاجر نے صدا وا محمدا کی بلند کی اوسوقت اطراف خانہ سے ایک آواز آئی کہ السلام علیکم یا اھل بیت النبوۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم پس چاہئیے کہ ساتھ خدا کے واثق رہو تم اور طرف خدا کے رجوع کرو تم اے اہلبیت اور باز رہو اپنے تئین جزع اور فزع سے کہ درحقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہے کہ ثواب صبر سے محروم رہے مومنین ہرچند سب تلاش کرتے تھے مگر آواز دینے والا نہ معلوم ہوتا تھا اوسوقت جناب امیر نے فرمایا کہ یہ حضرت خضر ہین مجھے جناب رسولخدا کا پرسا دینے آئے ہین اور ایک راوی کہتا ہے کہ جب حضرت رسول نے رحلت فرمائی اور اہلبیت کی رونے کی آواز بلند ہوئی تو اوسوقت سب انصار اور مہاجر مسجد سے طرف خانہ جناب رسول کے دوڑے اور فریاد و زاری کرنے لگے

اور کہتے تھے

رفت از دنیا پیغمبر آه آه — [illegible] آه آه

بی پدر گردید زہرا داد و داد — بی برادر گشت حیدر آه آه

پشت بر محراب و منبر کرد و رفت — صاحب محراب و منبر آه آه

چون مسجد بعد ازین اندر رو — بی تو سلمان را آذر آه آه

حم

پس حضرت امیر اور عباس اور فضل بن عباس حضرت کی میت کو اوٹھا کر طرف کوہ صفا کے
واسطے غسل دینے کے لیگئے مومنین ایک مقام پر اور ملک الموت نے واسطے قبض روح کے
اجازت لی ہے حضرات وہ مقام مقام کربلا ہے روایت ہی کہ جب فرزند رسول الثقلین
یعنے جناب امام حسین پشت ذوالجناح سے زمین گرم کربلا پر گرے اور شمر ملعون مرتکب
اوس فعل کا ہوا کہ جس سے عرش خدا لرز گیا آفتاب کو گہن لگا زمانہ مین تاریکی چھا گئی
آسمان سے لہو برسا اوسوقت ملک الموت کو حکم ہوا کہ اے ملک الموت جلد زمین کربلا پر جا
اور باسانی تمام روح ہمارے عاشق صادق کی قبض کر اوسوقت ملک الموت آکے دیکھا
کہ مظلوم کربلا کے سینہ پر شمر بیحیا سوار ہی اور حضرت بالاے سر اون جناب کے کھڑے ہوئے زار زار
مثل ابر بہار کے رو رہے ہین اور ایک پہلو مین جناب حسن مجتبی بیٹھے ہوے ہین اور ایک طرف
جناب شیر خدا۔ یہ دیکھکر ملک الموت نے جناب امیر سے پوچھا کہ یا ابوالحسن مجھے اجازت ہی
کہ مین آپکے فرزند حسین کی روح قبض کرون حضرت نے فرمایا کہ مین ہر دم راضی برضاے الہی
ہون تمکو اختیار ہے مگر اتنا توقف کرو کہ انکو اپنی مان کا انتظار ہے زہرا کو آلینے دو ناگاہ
روح جناب فاطمہ نے آواز دی کہ یا علی مین آپہونچی۔ مومنین جب جناب فاطمہ نزدیک پہونچین
اور مظلوم کربلا کا یہ حال دیکھا کہ سینہ پر شمر بیحیا بیٹھا ہوا ہی اور زخمون سے خون بہ رہا ہے
آنکھین بند لبون پر صداے العطش بلند جناب فاطمہ نے دونون ہاتھون سے اپنا منھ پیٹ لیا
اور غش کر کے زمین پر گر پڑین جب غش سے ہوش مین آئین تو اپنی فرزند مظلوم کا سر آغوش مین لیکے

... کہ اے فاطمہ صبر کرو راضی برضاے الٰہی رہو اور
ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دو کہ اب حسینؑ کے زخمون مین درد سوا ہی کہ دیر سے قاتل
اوسکے سینہ پر بیٹھا ہی اب ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دو تاکہ اوسکو اس تکلیف سے
راحت ہو جناب سیدہ نے یہ سنکر کہا کہ یا ابوالحسنؑ تم کہدو میری زبان سے تو یہ کلمہ نہ نکلیگا۔
الغرض مومنین جب ملک الموت متوجہ بہ قبض روح ہوے تو کوئی مقام بدن مبارک پر زخمون سے
خالی نپایا کہ جس مقام سے قبض روح کرین اوسوقت ملتجی بجانب درگاہ خدا ہوی کہ خداوندا مین
کس عضو سے تیرے عاشق صادق حسینؑ کی روح قبض کرون تمام بدن زخمون سے چور ہے
آواز آئی کہ دہن سے روح قبض کرو عرض کی کہ دہن پر ایک تیر لگا ہی اور ایک پتھر کا بھی
زخم ہی پھر آواز آئی کہ پیشانی سے۔ ملک الموت نے عرض کی کہ پیشانی پر بھی زخم تیر اور پتھر ہے
حکم ہوا کہ سینہ سے قبض روح کرو عرض کی کہ اے مالک میرے سینہ تمام تیرون سے اور نیزون
کی نوکون سے مثل غربال کے مشبک ہی یعنے تمام سینہ مین سوراخ پڑے ہوے ہین اسیطرح
جس عضو سے حکم خدا ہوتا تھا ملک الموت عذر پیش کرتے تھے اوسوقت درگاہ رب العزت سے ندا
آئی کہ اے ملک الموت ٹھہرو کہ ہم خود اپنی ید قدرت سے اپنے عاشق صادق کی روح قبض
کرینگے۔ مومنین جناب رسول کی حالت سکرات مین جناب فاطمہ سی بیٹی حضرت کے پاس بیٹھی
ہوئی تھین جناب امیر سا عاشق بھائی سر اون حضرت کا زانو پر رکھے ہوئے چچا اونحضرت کے
جناب عباس پہلو مین بیٹھے ہوے افسوس صد افسوس قربان جان زائر کی غربت اور بیکسی
مظلوم کربلا پر کہ وقت سکرات اور ذبح ہونے اون حضرت کے سواے غربت اور بیکسی کے
کوئی اوس مظلوم کے پاس نہ تھا مومنین بھائیون مین جناب مجتبیٰ پہلے ہی داخل بہشت ہو چکے تھے
دوسرا بھائی اون حضرت کی عاشق و شیدا جناب عباس ہاتھ شانون سے جدا تن اطہر خاک اور
خون مین آلودہ مانند شیر نہر علقمہ کے ترائی مین سوتے تھے چچا ہی اون حضرت کے کوئی زندہ نہ تھے

جو مظلوم کربلا کے پہلو مین بیٹھتے اور حضرات بیٹیون مین آنحضرت کی ایک جناب فاطمہ کبرا ایک
رات کے بیاہی بیوہ حجلہ گاہ مین اپنے باپ کی مظلومی اور غربت پر روتی تہین اور دوسری جناب
سکینہ پر بوجہ کم سنی کے پیاس کی شدت کا یہ غلبہ تھا کہ بار بار غش ہوتی تہین سوا اسکے مومنین
وہ دونون پردگیان عزت و توقیر اوس ہجوم نامحرمون مین کیونکر خیمہ سے باہر نکلتین اور اہلبیت
اون حضرت کے اپنے اپنے وارثون کے لیے فریاد وزاری مین مشغول تھے - القصہ مومنین میت
جناب رسولخدا کو صفا پر جناب امیر نے خود نفس نفیس غسل دیتے تہے اور فضل اور عباس
پانی ڈالتے تھے اور روایات صحیحہ سے ہے کہ ملائکہ اون جناب کو مدد دیتے تھے اور کتاب احتجاج
اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی مین سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مکان مین حضرت
نے رحلت فرمائی تہی اوسی مکان مین غسل دیا اور جب غسل وکفن سے فارغ ہوے تو جناب
امیر باہر تشریف لائے اور مجہے اور اباذر اور مقداد کو اور جناب فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کو
اپنے ہمراہ اندر لیگئے اور نماز جنازے پر پڑھی اور بعد اوسکے دس دس آدمی مہاجر اور انصار کے
داخل حجرہ ہوتے تھے اور نماز آنحضرت کے جنازے پر پڑھ کے باہر نکل آتے تھے اسیطرح روز دوشنبہ
سے کہ دن وفات اون حضرت کا تھا تا شب چہارشنبہ اون حضرت کو دفن نہین کیا اور صاحب
روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ ان دو روز اور ایک شب مین گروہ گروہ مردم آتے تھے اور نماز
اون حضرت پر پڑھتے تھے اور نماز اون لوگون کی نہ تھی مگر صلوات اور جناب امیر علیہ السلام
فرماتے تھے کہ کوئی شخص اون حضرت کی میت پر نماز پڑھنے مین امامت نکرے کہ وہ امام تمہارے
ہین حیات اور ممات مین اور ایک روایت مین ہے کہ جناب رسول نے خود اسیطور پر وصیت
کی تھی اور کلینی اور شیخ طوسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ نے
اتفاق اس بات پر کیا کہ حضرت کو بقیع مین دفن کرین اور جناب امیر چونکہ جانتے تھے کہ منافق

وصیت ہی کہ جس حجرہ مین میری روح قبض ہوی اوسی مین مجھے دفن کرنا یہ فرماکر اوسی حجرے مین
دفن کیا اور بعد دفن کے حضرت امیر نے الیاس مرثیہ پڑھا کہ انسان اور جن اور ملائک ایک
در و دیوار سے رونے کی آواز آتی تھی - مومنین سُنا آپ نے حال دفن جناب رسول کا اب
سرون پر خاک اوڑائیے اور یا حسینؑ یا حسینؑ کہکر روئیے کہ جس مظلوم کے بارہ مین جناب رسول
مکرر فرماتے تھے کہ الحسین منی وانا من الحسین اوسی حسینؑ کو اشقیاے امت نے تین دن
کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسپند قربانی کے ذبح کیا اور بعد ذبح کے لاش کو اوس مظلوم کے بے غسل
کفن زمین گرم پر چھوڑ گئے آہ آہ مومنین کفن دینا تو ایک طرف کپڑے بھی اوس لاش کے اوتار
لئے تھے اسیطرح برہنہ جلتی ہوئی ریتی پر پڑے تھے حالانکہ اوس مظلوم نے اپنی لاش کے دفن
ہونے کے واسطے قبل شہادت کے بڑے اہتمام کیے تھے - ایک روایت مین ہے کہ جب حضرت
وارد کربلا ہوے اور قوم بنی اسد سے زمین خرید چکے بعد اوسکے حضرت نے جناب عباس سے
فرمایا کہ اے بھائی تم جاؤ اور قوم بنی اسد کو میرے پاس بلا لاؤ مگر اونکے تین غول کرو عورتون
کا غول علیحدہ ہو اور مردون کا علاحدہ اور لڑکون کا علاحدہ - مومنین جناب عباس گئے
اور موافق ارشاد کے اونکو اپنے ہمراہ لائے آہ آہ مومنین قربان جان زائر کی وصیت جناب
سید الشہدا پر پہلے حضرت نے اونکے مردون کو طلب کیا جب وہ آگئے تو فرمایا کہ اے بنی اسد مین
تمسے ایک حاجت رکھتا ہون اور وہ حاجت یہ ہے کہ جب کوفیان پر دغا مجھے قتل کرین اور لاش
کو میرے بغیر دفن کیے چھوڑ جائین تو تم اتنا کرنا کہ ایک گڑھا بطور قبر کے کھود کر میری لاش کو اوسمین
دفن کر دینا اور ایک دوسرا گڑھا کھود کر اوسمین میرے عزیزون اور انصارون کے لاشون کو
دفن کر دینا تمکو ثواب ہوگا قوم بنی یہ سُنکر رونے لگے اور سب نے عرض کی کہ ہم ضرور حکم حضرت کا
بجا لائینگے بعد اوسکے جب وہ چلے گئے اوسوقت حضرت نے اونکی عورتون کو طلب کیا اور فرمایا
اے زنان بنی اسد

لاشون کو دفن نکرین لو تم اپنے مردون کو غیرت دلا کر ہماری لاشون کو دفن کرا دینا معلوم
ہوگا وہ عورتین یہ سنکے سرون کو پیٹنے لگین اور صداے گریہ و زاری بلند کی جب رقت کم ہوئی
تو عرض کی یا آقا قربان ہون یہ لونڈیان آپکی وصیت پر آپ خاطر جمع رکہین کہ یہ کنیزین لشکر
آپکی لاش اطہر کو دفن کروائینگی اور جو وہ کچھ تامل کرینگی تو یہ کنیزین اسکو دفن کرینگی پس
حضرت نے اونکو بھی رخصت فرمایا اور اونکے لڑکون کو طلب کیا۔ مومنین مجھے یقین کامل ہے کہ
آپ یہ وصیت اپنے آقاے مظلوم کی ہرگز نہ سن سکینگے۔ آہ آہ جب وہ لڑکے آئے تو حضرت نے
اون لڑکون سے فرمایا کہ اگر تمھارے ماں باپ ہماری لاشون کو دفن نکرین تو تم جب کھیلنے کو
لیے آنا تو تم سب ملکے بطور کھیل کے مٹھی مٹھی بھر خاک لیکر ہماری لاشون پر چھوڑ دیا کرنا
تا کہ ہماری لاشین خاک مین چھپ جائین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پہلی دوسرے ماتمکدے کی بتول عذرا سیدۃ النسا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کے حال مین ۔ ۵

شیعیان عیش جہان جملہ برنج و تعب است	آتش اندر کبد و شعلہ در اندر عقب است
جبرئیل ست و عزازیل بہ ستدگہ عرش	مصطفی را بحرم معرکہ با بولہب است
بس غلط کارے او را ہمہ انیست دلیل	کہ دل آزردہ از دختر سیر عرب است
حضرت فاطمہ زہرا کہ زنام و لقبش	تا ابد بیت و حرم صاحب نام و لقب است
قرۃ العین نبی شمع شبستان علی	یادر گشتۂ الماس و شہ تشنہ لب است
حکم او را لقضا امر قدر قد لزم است	امر او را لقدر حکم قضا قد وجب است

کتاب بحار الانوار کہ ایک دریا ہے موتیون اخبار کا اوسمین یہ حدیث ہے کہ شیرینی اوسکے مانند
عذوبت آب فرات کے شیعون کو گوارا اور روح افزا ہے فرات بن ابراہیم کوفی سے لکھی ہے کہ
جابر بن عبد اللہ انصاری نے جناب امام محمد باقر سے سوال کیا کہ ایک فضائل جناب فاطمہ زہرا

بتول عذرا سے بیان فرمائی اونحضرت نے ارشاد کیا کہ فرمایا مجھسے میرے پدر بزرگوار نے کہ جناب
رسول خدا نے ایکدن بیان کیا کہ جب قیامت قایم ہوگی تو اوسوقت حکم خدا سے بہت منبر نور
کے میدان قیامت مین نصب ہونگے واسطے انبیا اور اوصیا کے بعد اوسکے ایک منبر نور کا نہایت
رفیع کہ اوسکی بلندی تک پہونچنے مین مرغ وہم وگمان بے بال وپر ہے اور اوسنے اوسکے
احاطہ تحریر اور تقریر سے باہر ہے واسطے میرے نصب ہوگا اور مین اوس منبر پر جاؤنگا
اور اسطرح سے علی اور فرزند میرے حسنؑ اور حسینؑ پس جبرئیل آمین جانب رب العالمین سے
ندا کرینگے کہ کہان ہین بتول عذرا حبیبۂ خدا جناب فاطمہ زہرا پس وہ مخدرہ طاہرہ کلام
ملک علام سنکر صحرائے محشر مین آئینگے اوسوقت ایک منادی ندا کریگا کہ اے اہل محشر سر اپنے
نیچے کرو اور آنکھون کو بند کرلو کہ شفیعۂ روز محشر دختر مرضیۂ جناب خیر البشر عرصۂ محشر مین آتی ہی
اور ایک روایت سے یہ ہے کہ جبرئیل آمین حامل وحی رب العالمین ایک ناقۂ نورانی بہشت
کہ شرف مین ناقہ صالح سے بھی سبقت لیجائیگا اور مہار اوسکی روشن زیادہ موتیون کی
لڑی سے ہوگی اور ہودج نور کے اوپر رکھے ہوے کہ باطن اوسکا ظاہر سے اور ظاہر اوسکا
باطن سے عیان ہوگا اور اندر اوسکے عفو پروردگار بھری ہوئی ہوگی اور باہر اوسکے رحمت
غفار احاطہ کیے ہوگی اور سو ہزار فرشتے جانب راست اور ستر ہزار جانب چپ ہونگے لیکر
فاطمہ کے پاس جائینگے اور فاطمہ اوس ناقہ پر سوار ہوگی اور جبرئیل مہار اوسکی لیئے ہوے
جانب محشر آئینگے اور باواز بلند ندا دینگے کہ غضوا ابصارکم حتی تجوز فاطمہ بنت
رسول اللہ صلعم

تمام دیدہ ہو سید ایہا الثقلین		کہ میرسد ز سما مادر امام حسینؑ	

پس یہ ندا سنکر خواہ انبیا خواہ اوصیا خواہ صدیق کوئی اہل محشر سے ایسا نہوگا کہ جو آپ نے

خداوند عالم یہ مرتبہ عطا فرمائیگا اوسے مخدومہ کونین کو امت ناہنجار نے بعد رحلت رسول مختار
کے کیسا کیسا ستایا کہ گھر اوسکا آگ سے جلایا پہلو پر دروازہ گرایا حق کو اوسکے غصب کیا باپ
کے ماتم مین جی بھر کے رونے نہ دیا اور بعد رحلت اون معظمہ کے اونکی بیٹیون کو قید کر کے
کربلا سے شام تک شتران بے کجاوہ پر سر برہنہ لیگئے اور شمر لعین اون ناقون کی جانب اشارہ
کر کے تماشائیون سے کہتا تھا کہ یہ ذریت ہین رسولخدا کی اور بیٹیان ہین علی مرتضی کی مومنین
کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ عورتین کیون آنکھین بند کرینگی جب
جناب فاطمہ وارد محشر ہونگی۔ حضرت نے رو کے فرمایا کہ فاطمہ اس حال سے محشر مین تشریف
لائینگی کہ کسیکو تاب دیکھنے کی نہوگی یعنے عمامہ خون آلودہ جناب علی مرتضی ہاتھون پر دھرا ہوا
اور جامہ زہر آلود حسن مجتبی داہنے دوش پر پڑا ہوا اور بائین دوش پر پیراہن خون آلودہ
پارہ پارہ جناب مظلوم کربلا سید الشہدا کا اور آغوش مبارک مین لاش حضرت محسن کی ہوگی
اور سر بجانب آسمان بلند کر کے فرمائینگی کہ خداوندا تیری کنیز فاطمہ تیرے پاس فریادی آئی ہر
اسوقت لو داد دے میرے خداوندا ظالمون نے مجھپر بڑے ظلم کیے میرا گھر آگ سے جلایا میرے پہلو
پر در گرایا کہ جسکی ضربت سے میرا محسن شکم مین شہید ہوا اور میرے شوہر کا گلا رسی مین باندھا
حق میرا چھین لیا میرے فرزند حسن کو زہر دیا اور میرے حسین کو دو دن کا بھوکا اور پیاسا دریا کے
کنارے مثل گوسفند قربانی کے ذبح کیا اے خالق میرے اس ظلم پر بھی التفا نہ کی لاش اوسکی
گھوڑون سے پامال کی بیٹیون کو میرے کھلے سر شہرون مین اور بازارون مین تشہیر کیا یہ ہین
ہون مخدومہ کونین کی شکایتین المحشر اسقدر سرون کو پیٹین گی اور روئینگی کہ اونکے رونے سے عرصہ محشر
مین ایک اور محشر تازہ برپا ہوگا۔ اوسوقت جبرئیل نزدیک جناب فاطمہ کے
آکر کہینگے کہ اے بنت رسولخدا فرماتا ہے کہ اے حبیبہ میری کیا چاہتی ہے تو اسوقت ہمسے اوسوقت
جناب فاطمہ بعد فریاد و بکا عرض کرینگی کہ خداوندا میرے بیٹون حسن اور حسین کو مجھے دکھا دے

پس اوسوقت بحکم خدا کے کوئی جناب امام حسن اور امام حسین ... ...
لاوینگے کہ جناب امام حسن تو اپنے کلیجہ کے ٹکڑے ہاتھون پر دہرے ہوئے ہونگے اور جناب مظلوم
کربلا کشتۂ تیغ جفا تمام جسم اطہر تیغون سے پارہ پارہ خاک اور خون مین آلودہ ایک ہاتھ پر سر
انور دوسرے ہاتھ پر لاشۂ علی اصغر گلا تیر سے چھد کر ٹپکا ہوا لہو سے بھرا اور پیچھے اون حضرت کے
سب عزیز اور انصار سر کٹے ہوے لباس خاک اور خون سے بھری ہوئی ایک طرف اہلبیت
اون حضرت کی سر برہنہ ناقون پر سوار اشکبار بچون کی زبانون پر صدائے العطش جاری یہ
دیکھکر جناب فاطمہ فریاد وا ولداہ وا قرۃ عیناہ کی بلند کرینگی مومنین جناب سیدہ کا یہ حال
دیکھ کر سب اہل محشر واحسینا کا شور مچاینگے اور سرون پر خاک اوڑاینگے اوسوقت دریای قہر الٰہی
جوش مین آیگا اور آتش دوزخ کے شعلے ایسا سر اوٹھاینگے کہ تمام زمین محشر
اور اہل محشر لرز جاینگے یہ دیکھکر جبرئیل جناب رسول مقبول کیخدمت مین جاکر عرض کرینگے
کہ اے حبیب داور اور اے شافع محشر جلد آپ اپنی بیٹی جناب فاطمہ کے پاس جائین اور
اوس شفیعہ روز جزا کو سمجھائین کہ خداوند عالم سے شفاعت خواہ امت ہون ورنہ اسوقت
دریاے غضب الٰہی جوش مین ہے ایسا نہو کہ شعلۂ آتش قہر الٰہی سے کل موجودات جلکر خاک
ہوجاے پس وہ حضرت جب جبرئل کی زبان سے یہ کلمہ سنینگے بے اختیار روتی ہوے
جناب فاطمہ کے پاس جاکر فرماینگے کہ اے نور چشم میرے اے فاطمہ آج روز دادرسی امت
گنہگار ہے نہ دن فریاد اور شکایت اے بیٹے اسوقت سب شیعہ تیرے شوہر علی مرتضی کے اور
سب زوار اور عزادار تیرے فرزند حسین مظلوم کربلا کی تجھسے شفاعت کی امید رکھتے ہین کہ
اسوقت قہر وغضب الٰہی دیکھکر سب نالان اور ترسان ہین اور اے بیٹے ان لوگون کا مجھپر اور
تجھپر بڑا حق ہے کہ یہ سب تمام عمر تیرے فرزند مظلوم کے غم مین روئے ہین اور آج وہ سب
... ...

اور انہی دوستون اور شیعون کی آمرزش کے لیے خدا سے شفیع ہونگی اور ایک روایت سے ہے
کہ جب جناب سیدہ ساکت ہونگی اوسوقت جبرئیل اون معظمہ کی خدمت مین آینگے اور عرض کرینگے
کہ اے بنت رسول خداے عزوجل فرماتا ہے کہ پوچھو ہماری حبیبہ سے کہ کیا چاہتی ہے اسوقت
وہ معظمہ عرض کرینگی کہ پروردگار میرے تو میرے شیعون کو بخشدے پس آواز آئیگی جانب خدا
سے کہ اے فاطمہ بخشا ہمنے تیرے شیعون کو پھر عرض کرینگی کہ میرے شوہر کے شیعون کو بھی
بخشدے خدا فرمائیگا کہ بخشا اسے فاطمہ پھر عرض کرینگی کہ میرے فرزندون کے شیعون کو بھی بخشدے
پھر خدا جواب مین فرمائیگا کہ بخشا ہمنے اے فاطمہ خلاصہ وہ معصومہ اسیطرح سب دوستون کو انہی بخشائینگی

مجلس دوسری جانا جناب فاطمہ سیدۃ النسا کا عروسی زنان قریش مین

بازکفر و دین بعیش و ماتم اند — عیش و ماتم باز باہم توام اند

چرخ زینب داد زیبا محفلے — دیدۂ نظارہ ہر خشت دگلے

تا کند جا شمع دین بر خوان کفر — مہر ایمان تابد از ایوان کفر

مقصد گردون دگر زین سوز چیست — زاجتماع کفر و دین منظور چیست

گرد در سوری بیا سامان عیش — روزگار از بہر کفار قریش

در عروسی خانہ زنہاے عرب — غرق زیور گشتہ و گرم طرب

عود و عنبر چون بمجمر ریختند — بت پرستان رنگ دیگر ریختند

زوجۂ عفریت شکلے بولہب — با زنان گفت اے بزرگان عرب

مصطفے را دعوی ہمسری است — دخترش را ادعای برتری است

در چنین بزمے کہ جشن دختران — بردہ تا بالش گرد از اختران

جلوہ گر در جامہاے زر ہمہ — پاے تا سر غرق در زیور ہمہ

گر درین مجلس نہد پا فاطمہ — میشود البتہ رسوا فاطمہ

تا بزر زر آمیه [illegible] برده زبان
او بنه زرد عجز [illegible] در صحیفه [illegible]

تار و بود جامهٔ ما زر نگار +
رخت او از لیف خرما وصله‌ها

قصهٔ ما چون خفت خیر النساست
خواستن او را درین مجلس کجاست

میکشد اے اهل دانش غیرتم
ای مسلمانان سراپا حیرتم

دخترے چون دختر خیر البشر
مادرے زاد است محنت کش دگر

گشته تاراج اطاعت زیورش
کرده در طفلی اجل بے مادرش

تا سحر شبها پریشان حال او
روزها بے آب و نان اطفال او

دید با این رنج و محنت بارها
از زن مرد عرب آزارها

گر لواے عیش می افراشتند
چشم بر آزار زهرا داشتند

اگرچہ حکایت جانی جناب بتول عذرا بنت محمد مصطفےٰ کی بزم عروسی زنان کفار قریش مین
باختلاف روایات ہی یعنے بعض روایت سہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ معظمہ مین واقع ہوا تھا لیکن ہو چکے
کہ کفار قریش نے ایک عہدنامہ لکھا تھا کہ ساتھ کسی وجہ کے اون حضرت اور بزرگواران نبی ہاشم
کے آمد و شد اور مبالغہ اور مناکحہ اور مکالمہ نکرین اور جس زمانہ مین کہ حضرت رسول مقبول مکہ معظمہ
مین تشریف رکھتے تھے جناب فاطمہ بہت کم سن تہین پس باین وجوہات کیونکر اون معظمہ کو اپنی
مجلس عروسی مین طلب کرتین بلکہ اصح روایت یہ ہی کہ محقق مجلسی علیہ الرحمہ نے کتاب
بحار الانوار مین کتاب خرایج راوندی سے روایت کی ہی کہ چونکہ جماعت یہود کو کمال درجہ بغض
۵ سید انبیا سے تھا حضرت کی خدمت مین آکر عرض کی کہ۔

گرچه ما از دین و ایمان با شما بیگانه ام
در حقیقت لیک از همسایه و همخانه ام

بزم سورے چیده ام لیکن دلی مسرور نیست
زانکه بے خاتون محشر بزم ما را نور نیست

معدن انصافی و این بس کہ ہنگام سخا	از تو سائل ہر چہ میخواہد نعم گوئی نہ لا

ہم امیدوار ہین کہ براہ لطف وعطا ارشاد فرمایئے کہ جناب فاطمہ بتول عذرا ہماری بزم عروسی مین تشریف لائین تاکہ ہماری عورتون کے لیے باعث عزت اور افتخار کا ہو جبکہ ادن لوگون نے ازراہ مکر وفریب بکمال عاجزی عرض کی تو اون حضرت نے فرمایا کہ اچھا تم اب جاؤ جناب فاطمہ آئینگی پس وہ جناب خانہ جناب فاطمہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نور دیدہ سرور سینہ آج قوم یہود مین بزم عروسی آراستہ ہی لہذا اونکی عورتون نے اپنے شوہرون کو میرے پاس بھیجا تھا کہ ہماری تمنا یہ ہی کہ جناب سیدہ ہماری بزم مین تشریف لائین تاکہ ہمارے لیے باعث فخر کا ہو چنانچہ مین نے اونسے وعدہ کیا ہی کہ اچھا تم جاؤ فاطمہ آئینگی پس مین تمکو اطلاع کرنے آیا ہون اب تمکو لازم ہی کہ تم جاکر اونکی بزم عروسی مین شریک ہو تاکہ میرے وعدے مین خلاف نہ واقع ہو یہ سُنکر جناب فاطمہ رونے لگین کہ اے پدر بزرگوار اونکی عورتین زیورون سے آراستہ اور لباس مکلف سے پیراستہ ہین اونکو منظور ہے کہ ہم فاطمہ کو اپنی بزم مین بلاکر ذلیل اور رسوا کرین پس اے بابا مین کیونکر اس حال سے اونکی بزم مین جاؤن کہ لباس کا میرے یہ حال ہے میرے اکثر لیف خرما کے پیوند لگے ہوے ہین اور سوا اس ایک پیراہن کے کہ جو پھٹا ہوا پہنے ہون دوسرا نہین ہے اور بہ نسبت اور زیب وزینت کے کیا عرض کرون اے بابا خرما کے عوض ہاتھون مین آسیا سائی کے گھٹے پڑے ہوئے ہین اور آنکھون مین بجاے سرمہ کے کثرت فاقون سے حلقے پڑے ہوے اور اے بابا یہ جو مین نے آپکی خدمت باسعادت مین عرض کی ہے فقط اونکے بزم مین جانے کے لیے ورنہ مین آپ سے شکایت ناداری کی نہین کرتی ہون بلکہ ہمہ وقت شکر پروردگار بجالاتی ہون اور ہر ایک امر مین راضی برضاے الٰہی ہون مومنین جب حضرت ختم المرسلین نے اپنی بیٹی کی ناداری کا حال سُنا بہت روئے پس اوسوقت دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا اور جبرئیل امین کو حکم رب العالمین ہوا کہ اے جبرئیل جلد بہشت سے

... ساتھ ایک گروہ حورون کے ہمراہی ستر ہزار

ملائکہ روے زمین پر نازل ہو اور ہماری جانب سے ہمارے حبیب سے کہو کہ ہماری حبیبہ بتول عذرا

فاطمہ سے کہین کہ تو غمگین اور ملول نہو ہمنے تیرے لیے لباس اور زیور اور حورین خدمت کے

واسطے بہیجا ہی تو باین شان و شوکت شاہانہ بزم عروسی زنان یہود مین جا سکتی ہے اسیدم سے

یعنے ہمکو منظور ہے کہ ہماری حبیبہ کے جانے کی برکت سے ایک جماعت زنان یہود کی کفر و ضلالت

سے رہا ہو کر داخل زمرۂ اسلام ہووے

محیط رحمت عام خداوند	بجوش آمد ز لطف کبریائی
ہماندم جبریل از نزد داور	چو رحمت گشت نازل بر پیمبر
سلام حضرت جان آفرینش	رساند و عرض کرد انگہ جبینش
کہ اے مسند نشین بزم افلاک	سلامت میرساند ایزد پاک
کہ یا احمد بگو خیر النسا را	بہار گلشن شرم و حیا را
کہ اسباب عروسی تو یا ماست	مخور غم ہر چہ میخواہی مہیاست
ز خاطر بار این اندوہ بردار	قدم سوے عروسی خانہ بگذار

الغرض جبرئیل بہشت سے سب سامان سواری جناب سیدہ لیکر مع گروہ حور و ملائک زمین پر

نازل ہوے اور خدمت مین رسول پاک بعد سلام کے پیام ملک علام پہونچایا الغرض جناب

سیدہ کو حورون نے لباس بہشت اور زیور مرصع مین آراستہ کیا پس جناب فاطمہ طرف بزم

عروسی کے روانہ ہوئین مومنین جناب فاطمہ کے پیش و پس اور راست و چپ حور و ملک مودب

حلقہ کیے ہوے اور جبرئیل مقرب درگاہ رب جلیل جلو مین صداے طرقوا دیتے تھے اور دو حورین

سر اقدس جناب بتول عذرا پر چوبکرتے جاتی تہین۔ آہ آہ مومنین یاد آتی مجہے اس مقام پر

سواری جناب زینب اور ام کلثوم کی کہ جب روز عاشورہ کربلا سے جانب شام کے روانہ ہوئین

آہ آہ مومنین یہان تو جناب فاطمہ گرد ملائکہ اور حورون کا حلقہ تھا کہ اہتمام سواری کرتے ہوی چلے جاتی تھے اور حورین سر پر چتر کرتی تھین اور وہان اونکے بیٹون کے ناقے کی چارون طرف اشقیا ننگی تلوارین ہاتھون مین لیے ہوی ہمراہ تھے آہ آہ مومنین چتر لیسا وہ دونون معظمہ اپنے وارثون کے ماتم مین سرون پر خاک اوڑاتی تھین یہان جناب سیدہ کے جلو مین جبرئیل طرقوا کی صدا دیتے ہوی چلے جاتی تھے اور وہان اون مخدرات کی جلو مین جناب بیمار کربلا حضرت زین العبا سر و پا برہنہ اونٹون کے مہار ہاتھون مین لیے ہوی وا ابتاہ وا ابتاہ کا شور مچاتے تھے۔ القصہ جب جناب سیدہ نے خانہ عروس کے دروازے کی اندر قدم رکھا تو تمام وہ خانہ نور جمال سے منور ہو گیا اور اون جناب کو دیکھکر سب زنان یہود تعظیم کو اوٹھین پس جناب فاطمہ نے حسب قانون اسلام اون عورتون پر سلام کیا پس زنان یہود نے دیکھا کہ تاج مرصع جناب سیدہ کے سر پر ہی اور حلہ بہشت بر مین سر سے پانون تک ایسی زیور مین غرق ہین کہ بادشاہون کے بھی نظر سے نہین گذرا حورین گوشہاے چادر کو ہاتھون پر لیے ہوی ہین تا گرد و غبار سے آلودہ نہو یہ کر و فر جناب فاطمہ کا دیکھکر بہت سی عورتین بسبب ندامت کے اوٹھکر اپنی گھرون کو چلی گئین اور باقی ماندہ نے ہاتھون کو جوڑکر عرض کی کہ اے بنت رسول آپ نے ہم کنیزون کو سرفراز کیا اب ارشاد ہو کہ طعام اور شربت حاضر کرین اون جناب نے یہ سنکر فرمایا کہ ای بیبیو طعام اور شربت باعث ہماری خوشی کا نہین ہے بانیوجہ کہ فاقے کو ہم اپنا فخر سمجھتے ہین ہماری نظر مین دنیا کا ہر نقش نقش نیش کے ہی اگر تمکو ہماری خوشی منظور ہو تو میرے باپ کے دین مین آو کہ دین اونکا دین برحق ہی اور خدا کی وحدانیت اور معبودیت کی قایل ہو کہ وہ حق سبحانہ تعالی یکتا ہی اور قابل پرستش کے اوسی کی ذات ہی اور سب اوسکے بندے ہین وہ سب کا خالق ہی یہ سنکر بہت سی عورتین فائز باسلام ہوئین اور مومنین ایک روایت مین ہے کہ بعد اسلام [illegible]

جناب سیدہ کے نذر کی جناب سیدہ نے اوس کنیز کا نام ام حبیبہ کہا اور اوسکو مصلے بچھانے کی
خدمت عطا کی ام حبیبہ اون حضرت کی خدمت مین رہی مومنین جب جناب فاطمہ نے دنیا سے
طرف خلد کے رحلت کی تو ام حبیبہ جناب زینب اور ام کلثوم کی خدمت مین رہی جبکہ جناب امیرؑ
اپنی خلافت ظاہری مین کوفہ کو تشریف لیگئے تو حضرت نے ام حبیبہ کا عقد ایک شخص کے ساتھ کر دیا
کہ وہ حضرت کے دوستون سے تھا مومنین جب جناب امیر علیہ السلام فائز بدرجہ شہادت ہوئے
تو ام حبیبہ نے چالیس دن حضرت کی عزاداری کی اور جناب امام حسنؑ کی خدمت مین مشرف ہوا
کرتی تھی اور کہتی تھی کہ خدا ان میرے دونون شاہزادون کو سلامت رکھ کہ یہ نشانی میری بی بی
کی ہین مومنین جب امام حسن علیہ السلام کو بھی اشقیا نے زہر دغا سے شہید کیا تو ام حبیبہ نے
اون حضرت کا بھی چالیس دن ماتم کیا بعد اوسکے دلمین کہتی تھی کہ خدا میرے شاہزادہ کونین جناب
امام حسینؑ کو سلامت رکھے کہ اب پنجتن پاک مین ایک یہی دم باقی ہے اور اکثر جناب زینب خاتون
کی یاد مین رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھون کب خدا وہ دن دکھاتا ہو کہ مین اپنی شہزادی کے
قدم آنکھون سے لگاؤن اسی خیال مین رہا کرتے تھے آہ آہ مومنین جب اشقیاے امت نے
جناب امام حسین کو کربلا مین روز عاشورہ تین دن کا بھوکا اور پیاسا ذبح کیا اور بعد شہادت
اون حضرت کے اہلبیت کو مقید کرکے کوفہ مین لائے تو اوسدن ام حبیبہ جناب امام حسینؑ اور حضرت
زینبؑ کی یاد مین حزین وملول بیٹھے ہوئے رو رہی تھین کہ اتنے مین چند عورتین محلے کی ام حبیبہ
کے گھر مین آئین اور کہا کہ اے ام حبیبہ کیا روتی ہو آج شہر مین گھر گھر خوشی کی دھوم ہے شہر مین
آئینہ بندی ہوئی ہے بازارین آراستہ ہین سنتے ہین کہ کسی شخص نے یزید سے دعوی سلطنت کا
کیا تھا اوسکو فوج یزید نے جاکر قتل کیا آج اوسکے سر کو نیزے پر لیے ہوئے اور اوسکے اہلبیت کو
اونٹون پر ننگے سر سوار کیے ہوے یہان لاتے ہین اور تمام مرد اور عورتین اون اسیرون کا تماشا
دیکھنے کے لیے جانب دروازہ چلی جاتی ہین آؤ ہم تم بھی چلکر اونکا تماشا دیکھین یہ سنکر ام حبیبہ نے

کہاکہ اے بیبیو میرے جانے مین چند امر مانع ہین اول تو یہ کہ میرا شوہر گھر مین نہین ہے اور بے اوسکے
اجازت کے مین نہین جاسکتی دوسری بی بی جناب فاطمہؑ نے مجھسے فرمایا تھا کہ اے ام حبیبہ
تو کبھی اسیرون کا تماشا نکرنا اون عورتون نے کہا کہ اچھا باہر نہ چلو تمھارے گھر کا کوٹھا سر راہ ہے
چلو وہان بیٹھکر دیکھین الغرض مومنین ام حبیبہ اون عورتون کے ساتھ جا کے بام پر بیٹھے کہ ناگاہ
ایک فوج ننگی تلوارین ہاتھون مین لیے سامنے نمودار ہوئی اوسکے بعد ایک گروہ سوارون کا
نظر آیا کہ اونکے نیزون پر چند کٹے ہوے سر علم تھے مومنین جب وہ شقی ام حبیبہ کے کوٹھے کے
قریب پہونچے تو ام حبیبہ اون سرون کو دیکھکر بیتاب ہو گئی اور بولی کہ خدا خیر کرے یہ سر سب
جوانان خاندان رسالت سے مشابہ ہین کہ ناگاہ اوسکی نظر سر انور جناب مظلوم کربلا پر پڑی
بے اختیار آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور چلائی غضب ہو گیا اے بیبیو یہ تو سر میرے آقا
جناب امام حسینؑ کا معلوم ہوتا ہے اون عورتون نے کہا کہ اے ام حبیبہ توبہ کرو ایسا کلمہ زبان پر
نہ لاو کیونکر ہو سکتا ہے کہ کلمہ گو اپنے رسول کے نواسے کو شہید کرین اے بی بی اگر یہ امر ہوتا تو
دنیا مین قیامت آجاتی ہم کبھی اسے باور نکرینگے اور تم کیسے اونکے عاشق ہو کہ ایسے کلمہ زبان پر
لاتے ہو مومنین اونکے کہنے سے ام حبیبہ چپ تو ہو گئی مگر دل کو قرار نہ تھا بیتابی بڑھتی جاتی تھی
ناگاہ اونٹ اہلبیت کے قریب پہونچے دیکھا کہ چند بیبیان خاک چہرون پر ملے ہوے سر برہنہ
شتران بے کجاوہ پر اپنے وارثون کے غم مین رو رہی ہین اونکو دیکھکر اور زیادہ بیچین ہوے
پوچھا کہ اے بیبیو تم کس خاندان سے ہو اور کہان کے رہنے والی ہو اون بیبیون نے کہا کہ
ہم مدینہ کی رہنے والی ہین ام حبیبہ اور بیقرار ہوے پھر پوچھا کہ کونسی محلہ مین رہتی ہو فضہ
نے کہا کہ محلہ بنی ہاشم مین مگر اے بی بی اس پوچھنے سے تمھارا کیا مطلب ہے ام حبیبہ نے
کہا کہ مین اپنے آقا کے اور شاہزادیون کی خیر و عافیت پوچھونگی فضہ نے کہا کہ تمھارے آقا
کا کیا نام ہے اور تمھاری شہزادیان کون ہین ام حبیبہ نے کہا کہ میرے آقا کا نام حسین سبط رسول ثقلین ہے

[illegible] ام کلثوم [illegible] یہ سنکر جناب زینب [illegible] اور سر جھکا کے رونے لگے اور مومنین ایک روایت مین ہے کہ جس اونٹ پر جناب زینبؑ اور جناب سکینہ تھین جب وہ اونٹ قریب ام حبیبہ کے پہونچا تو جناب سکینہ نے حضرت زینبؑ سے کہا کہ اے پھوپھی اماں تھوڑا پانی مجھے پلا دو کہ اب شدت پیاس سے جان میرے لبون پر آگئی ہے اوسوقت ام حبیبہ نے کہا کہ اے بی بی ذرا اونٹ کو روک لو کہ مین ایک جام پانی کا لاون کہ اس معصوم کو پلا دو ایسا نہو کہ یہ ہلاک ہوجاے یہ کہکر ام حبیبہ گئین اور ایک جام پانی کا لائین اور جناب سکینہ کو دیکر کہا کہ اے یتیم یہ پانی موجود ہی اسکو پیو اور میرے لیے دو امرون کے واسطے دعا کرو کہ دعا یتیم کی مستجاب ہوتی ہے - مومنین یہ سُنکر جناب زینب نے سکینہ سے فرمایا کہ اے بیٹی ابھی تم پانی نہ پینا جبتک یہ اپنی دونو حاجتین نہ بیان کرے ام حبیبہ نے کہا اے بی بی ایک حاجت میری تو یہ ہی کہ یہ یتیم میرے لیے دعا کرے کہ مثل اسکے میرے فرزند یتیم نہون اور دوسری حاجت میری یہ ہی کہ یہ معصوم دعا کرے کہ خدا مجھکو میرے شاہزادے کی خدمت مین پہونچا دے حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ تیرے شہزادی کا نام کیا ہی اونے کہا کہ میرے شاہزادے دو عالم کے خوزادے جناب زینب ہین جب حضرت زینب نے اوسکی زبان سے اپنا نام سنا سر جھکا لیا اور فرمایا کہ اے بی بی تو زینب کی بڑی عاشق و شیدا ہی اگر تو زینبؑ کو دیکھے تو پہچان لیگی ام حبیبہ نے کہا کہ کیونکر نہ پہچانونگی اے بی بی کہ ایک مدت تک اونکی خدمت مین رہی ہون - مومنین زینب نے یہ سُنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور فرمایا کہ اے ام حبیبہ تو بھی مجھے بھول گئی ارے مین فلک کی ستائی زہرا کی جائی زینب ہون مجھے فوج یزید قید کرکے یہان لائی ہی ام حبیبہ نے یہ سُنکر اپنا مُنھ پیٹ لیا اور کہا اے شہزادی میری یہ لونڈی کیونکر آپکو پہچانتی کبھی آپ کو اسطرح سے کاہیکو دیکھا تھا اے شاہزادی میرے کیا آقا کہین سفر کو تشریف لیگئے ہین مردون مین کوئی نہ تھا جو آپکو یہ اشقیا قید کر لاے یہ سب ایک حرف کیا اہل مدینہ نے بھی آپکی

مردنہ ہی یہ سنکے حضرت زینب دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹنے لگیں اور فرمایا کہ اے حبیبہ بھائی مارے گئے علی اکبر کے سینہ پر نیزہ لگا قاسم گھوڑوں سے پامال ہوئے عباس کے شانے دریا پر کٹ گئے اے حبیبہ عزیزوں میں سوا سجاد کے کوئی باقی نہ رہا یہ سنکے ام حبیبہ نے اپنے تئین کوٹھے سے زمین پر گرا دیا اور سینہ و سر پیٹ کر واحسین کے نعرے بلند کیے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس تیسری بیان احوال عقد بتول عذرا جناب فاطمہ کا جناب شیر خدا علی مرتضیٰ کے ساتھ

آنروز تباے خلقت این دنیا بود	آنروز کہ نے آدم و نے حوا بود
در محفل قربے کہ خدا بود و رسول	تزویج علی و حضرت زہرا بود

کتب معتبرہ میں باسناد صحیحہ منقول ہے کہ جب بتول عذرا و انسیہ حورا جناب فاطمہ زہرا لوزیدہ خیر البشر حد بلوغ کو پہونچے اور جمال جناب زہرا رشک زہرہ و مشتری ہوا اور آوازہ عفت و عصمت اوس مخدرہ طاہرہ گوش ماہ و ماہی ہوا تو اوسوقت ایکگروہ اشراف عرب نے جناب رسول سے اوس زہرہ سپہر شرافت و نجابت کی خواستگاری کی مومنین یہ کلام اونکا حضرت کے ناگوار خاطر ہوا اور اثر ملال چہرہ مبارک سے ظاہر ہوا اوسوقت اون جناب کی زبان وحی ترجمان سے بہ نسبت اونکی ایسے کلمات جاری ہوئے کہ وہ لوگ سمجھے کہ حضرت پر وحی نازل ہوئی اور حضرت اونپر غضبناک ہوئے

یکنفر زان فرقہ زہرا طلب بوبکر بود	لمحہ کز روز اول بلے تا سر مکر بود
مصطفیٰ فرمود ہر یک را کہ این خواہش خطاست	دختر پیمبر است این دختر امرش خداست

بعد اول کے ثانی خواستگار ہوئے اونکو بھی حضرت نے وہی جواب دیا یہانتک کہ ایک روز جناب رسول خدا کسی گوشہ خلوت میں رونق افروز تھے کہ ایک فرشتہ حضرت کے پاس نازل ہوا

کہ اوسے آنحضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل [illegible]

اوس فرشتے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین جبرئیل نہین ہون میرا نام محمود ہے اور محمود کا پیام
لیکر آپکی خدمت مین آیا ہون خدا فرماتا ہے کہ اے حبیب میرے نور کی تزویج نور کے ساتھ کردو
یعنے ہماری حبیبہ فاطمہ کا عقد ہمارے ولی علیؑ کے ساتھ کردو اور لکھا ہے کہ ایک خواستگار ان
زہرا سے عبد الرحمن ابن عوف تھا لعنۃ اللہ علیہ عن جو اتمہا اوس منافق نے بزبان
بیحیائی کہا کہ یا رسول اللہ مین قسم زر سے ایک ہزار بار شتر سوائے اور اسباب دنیا کے مہر مین
جناب سیدہؑ کے دیتا ہون وہ جناب یہ سنکر غضبناک ہوئے اور ایک مشت سنگریزے لیکر اوسکی دامن
مین ڈالدیے اور فرمایا کہ انکو بھی اپنے مال مین شریک کر جب عبد اللہ نے اون سنگریزون کو
دیکھا تو وہ سب گوہر آبدار تھے سچ ہے ۔ بیت

حدیث بیہودہ گفتن ملال بار آرد	بلے درخت ہوس انفعال بار آرد

کہتے ہین کہ تامل اونحضرت کا تزویج جناب فاطمہ مین فقط باعث تنگدستی کا تھا یعنی اوس بادشاہ
کونین کے پاس دولت دنیا سے سوائے نقد تمام عیار الفقر فخری کے اور کچھ نہ تھا پس ایک دن
ابوبکر اور عمرؓ اور سعد بن معاذ نے آپسمین مشورہ اس بات کا کیا کہ چلو اوس جناب ایسے کے پاس
چلین اور اونحضرت کو تزویج جناب سیدہ کے لیے راضی کرین اگر وہ جناب عذر اپنی ناداری اور
بے سرانجامی کا پیش کرین تو اوسمین ہم اوس جناب کی اعانت کرین پس یہ سب اوس جناب کے
در دولت پر حاضر ہوے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جناب فلان باغ مین آبپاشی کرتے
ہین پس وہ سب جب اوس باغ مین گئے تو دیکھا کہ وہ آبیار ریاض اسلام آبپاشی مین مشغول ہین
پس وہ سب حضرت کے قریب گئے اور اونحضرت پر سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیکر سبب اونکے
حاضر ہونے کا پوچھا ابوبکر نے عرض کی کہ یا علیؑ ۔ ابیات

بسوی فاطمہ خیل عرب نظر دارند	ولے دختر خیر البشر بسر دارند

بی تبس شود زمینی از برای تو پیدا [illegible] | هر آنکہ کہ نبی مقصد خدا و رسول [illegible]
دلیل راہ تو اظہار نام ادبی تست | قرابت تو بخیر الانام ہادی تست
تقرب تو بہ نزد نبی ست از ہمہ بیش | بخواستگاری زہرا برو مکن تشویش

جب اوس باب شہر علم نے یہ کلام حق سُنا تو گھر مین تشریف لائے اور تبدیل لباس فرماکر خدمت رسول مین تشریف لیگئے اوسوقت جناب سرور کائنات حجرۂ ام سلمہ مین رونق افروز تھے جناب امیر نے دق الباب کیا حضرت نے ام سلمہ سے کہا کہ دروازہ کھولدو کہ اس دروازے سے باب علوم اولین و آخرین داخل ہو یہ سُنکر ام سلمہ نے عرض کی کہ یہ مرد کون ہی کہ جسکی آپ نے ایسی تعریف کی حضرت نے فرمایا کہ خاموش ہواے ام سلمہ یہ مرد ہی ایک کوہ گران صبر و حلم اور صاحب مراتب فضل و علم برادر اور بنی عم محبوب ترین کل عالم شیر خدا علی مرتضی پس ام سلمہ نے اوٹھکے دروازہ کھولدیا اور آپ پس پردہ ہوگئین وہ جناب اندر تشریف لائے اور حضرت پر سلام کیا اور بیٹھ گئے جبکہ حضرت نے دیکھا کہ علی سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہین اور کچھ زبان سے نہین کہتے تو اوسوقت اوس دانائے راز اور کاشف اعجاز نے فرمایا کہ یا علی کوئی مطلب کہتے ہو تمہارے بشرے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی مہم کے لیے آئے ہو پھر حاجت اپنی بیان کیون نہین کرتے یہ سُنکر جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جس زمانہ مین کہ مین نہایت کم سن تھا آپ نے مجھکو میرے باپ ابوطالب اور میری مان فاطمہ بنت اسد سے لے لیا اور اپنی غذای روح افزا سے مجھے غذا مرحمت فرمائی اور بخطاب انا و علی من نور واحد عالم مین میری عزت بڑھائی

امیدوار ہون کہ فاطمہ کو میرے ساتھ تزویج فرمایئے حضرت ص

چو استماع نمود این سخن رسول مجید | کشود لب بہ تبسم بروی او خندید
کہ ای تو سرو برومند گلشن ایجاد | ہزار جان مقدس فدای جان تو باد

تو راز حال جہان نیست ... | بر تو نہ نہانی یگانہ دختر ...

امیر المومنین نے عرض کی کہ اے کاشف سر نہان آپ مظہر قدرت کاملہ صنع ذوالجلال ہیں اور واقف اسرار ماضی و حال میرے پاس قسم زر سے سوائے نقد جان کے کہ وہ آپ پر نثار کرنے کے لیے ہے اور نقد محبت خدا و نبی واسطہ توشۂ راہ آخرت کے اور کچھ نہین رکھتا اور اسباب دنیا سے ایک تلوار ہے کہ اوس سے دشمنان دین کے ساتھ جہاد کرتا ہون اور ایک اونٹ کہ جب کہین جہاد کے لیے جاتا ہون تو اوس پر اپنا احمال و اثقال بار کر لیتا ہون اور ایک زرہ کہ وقت جدال و قتال اوسکو پہنتا ہون سوا اسکے۔ مصرع

دستم تہی کنار تہی دامنم تہی ؎

در جہان حاصل اگر جان جہان میکردم	ارمغان در قدم فاطمہ آن میکردم
نیست پنہان ز تو اسرار ضمیر ہمہ کس	زرہ و اشتر و شمشیر دو سر دارم بس

یہ سنکر جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے شیر بیشۂ ہیجا شمشیر کا تمہارے پاس رہنا واسطے جہاد کے اعدائے دین سے ضرور ہے اور اونٹ بھی واسطے بارداری کے۔ لیکن زرہ کی کوئی ضرورت نہین ہے اسلیئے کہ تمہاری حفاظت کے لیے جوشن کبیر لطف خدائے قدیر ہے بس اوسکو تم فروخت کر ڈالو تاکہ فاطمہ کو تمہارے ساتھ تزویج کرون اور یا علی مین تمسے بہت راضی ہون اور اے ابن عم کیا چاہتے ہو کہ مین تمکو اسوقت ایک بشارت دون شاہ لافتی نے عرض کی کہ ارشاد ہو یا رسول اللہ

حضرت نے فرمایا۔ ؎

کہ اے مقرب درگاہ حضرت باری	چنین ز خامۂ تقدیر حکم شد جاری
کہ عرش را ملک العرش زیب و زینت بست	بعرش عقد بتول از برائے حیدر بست

یا علی ابھی جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ مبارک ہو آپکو یا رسول اللہ کہ اسوقت خدا نے فاطمہ کا عقد علی کے ساتھ کیا اور پانچوان حصہ دنیا کا اور ثلث بہشت اور چار نہرین روی زمین کی کہ ایک فرات ہے اور دوسری رود نیل اور تیسری نہر نہروان اور چوتھی نہر بلخ ہے مہر جناب

فاطمہ کا مقرر کیا۔ مومنین سنا آپنے کہ نہر فرات مہر جناب سیدہ تھی مگر افسوس ہے کہ جفاکار
امت نے اوسی نہر کا پانی اونکے فرزند حسینؑ پر بند کیا۔ راوی کہتا ہے کہ روز عاشورہ ننھے ننھے بچے
خالی کوزے ہاتھون مین لیے صدائے العطش العطش بلند کر رہے تھے مگر اون اشقیا کو اون
بچون پر بھی رحم نہ آیا کسی نے ایک جام بھی پانی کا نہ دیا مومنین ایک روایت ہے کہ جب
بعد شہادت مظلوم کربلا اور تاراجی خیام کے اہلبیت علیہ السلام کو مقید کر کے روانہ شام
ہوے تو راہ مین ایک مقام پر شمر بد انجام اپنے ہمراہیون کو پانی تقسیم کرنے لگا مومنین چونکہ
جناب سکینہؑ بہت کمسن تھین اور کئی دن سے پانی میسر نہوا تھا ایک کوزہ خالی لیکر اوس
بخیل کے قریب جا کر کھڑی ہو گئین وہ ملعون اوسیطرح پانی تقسیم کرنے مین مشغول رہا جناب سکینہ
کیطرف متوجہ نہوا۔ مومنین وہ معصومہ سمجھی کہ جب یہ اپنے ہمراہیون کو دیچکیگا تب مجھے بھی
دیگا اس امید پر کھڑی رہین آہ آہ مومنین کیا سنگدل تھا وہ لعین جب سبکو پانی تقسیم
کر چکا تو مشک مین جو پانی بچا اوسی جناب سکینہ کو دکھا کر زمین پر گرا دیا مومنین خدا کسی امیدوار
کو مایوس نکرے جناب سکینہ یہ دیکھکر بکمال حسرت و یاس رونے لگین حضرات کیا غضب
کی پیاس تھی اوس یتیم کو وہ زمین کہ جسپر پانی گرا تھا اور پانی سے تر ہو گئی تھی جناب
سکینہ گر پڑین اور اوس زمین تر پر سینہ اپنا رکھدیا باین خیال کہ شاید کچھ قلب کو اوسکی
تری سے تسکین ہو القصہ حضرت رسول صلعم نے فرمایا کہ یا علی بلال کو آواز دو کہ سب مہاجرین
اور انصار کو مسجد جامع مین حاضر کرے الغرض جب سب مہاجر اور انصار مسجد مین جمع
ہوے اوسوقت حضرت جناب امیرؑ کو ہمراہ لیے ہوے مسجد مین تشریف لائے اور منبر پر
رونق افروز ہوے پہلے حمد و ثنائے جناب باری عز اسمہ زبان معجز بیان پر جاری
کی اور نہایت کر و فر سے خطبہ پڑھا اور بعد ادائے حمد فرمایا کہ ایہا الناس ابھی جبرئیلؑ
میرے پاس حکم رب جلیل لائے کہ یا رسول اللہ تزویج کرو تم ہماری حبیبہ فاطمہؑ کو

یہ فرماکر حضرت منبر سے نیچے تشریف لائے اور جناب امیر زیب بخش منبر ہوے اول حمد و ثنا
الٰہی بجا لائے اور وہ خطبہ حضرت نے زبان صدق ترجمان پر جاری کیا کہ جو راحیل فرشتے نے
بحکم خداے جل علی آسمان پر بیت المعمور مین منبر نور پر پڑہا تہا قربان بلاغت امیر عرب پر
جملہ فصحا اور بلغا حضرت کی فصاحت پر آفرین کر رہے تھے اور سبحان ربی الاعلی پر تحسین آغاز
بعد حمد و نعت کے جناب امیر نے صیغہ نکاح پڑہا اور جناب رسول نے اوسکے جواب مین کلمہ
معجز نما کو واسطے ایجاب کے حرف آشنا فرمایا - زمین پر تمام انصار اور مہاجر گواہ ہوے اور
آسمان پر ملائکہ - پس جناب رسول خدا داخل حجرۂ بتول عذرا جناب فاطمہؑ زہرا ہوے دیکھا
آنحضرت نے کہ وہ حبیبۂ مرضیۂ خدا شفیعۂ روز جزا مشغول بگریہ و بکا ہے پس حضرت نے
ارشاد کیا کہ اے فاطمہ قسم کہاتا ہون مین اوس خداے پاک کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین میری
جان ہے کہ اگر مشرق سے مغرب تک کوئی شخص بہتر علیؑ سے ہوتا تو مین اوسکے ساتھ تجہکو
تزویج کرتا چونکہ خداوند عالم نے تمام عالم سے اوسکو بہتر اور برگزیدہ پیدا کیا ہی لہذا اوسکو
تیرا شوہر گردانا اور اوسکے حکم سے راحیل فرشتے نے آسمان پر تیرا خطبۂ نکاح علیؑ کے ساتھ
پڑہا اور زمین پر مین نے اوسکے حکم کی متابعت کی یہ فرماکر جناب امیر سے ارشاد کیا کہ
اپنی زرہ فروخت کرکے اوسکی قیمت میرے پاس لاؤ پس اون جناب نے جاکر زرہ کو
فروخت کیا اور زر قیمت اوسکا لاکے آنحضرت کے سامنے دہر دیا حضرت نے اوس زر سے
تہوڑا اوٹھاکر بلال کو دیا کہ تہوڑا سا عطر اسکا جاکر خرید لاؤ اور باقی ابوبکر کو دیا کہ جو اسباب
ضروریات عروسی سے ہی اوسکو خرید لاؤ اور عمار یاسر کو بہی ساتھ ایک جماعت اصحاب کے
ابوبکر کے ہمراہ کر دیا پس یہ سب گئے اور حسب فرمودہ رسول ایک پیراہن اور ایک مقنع اور
ایک کرسی لیف خرما سے بنی ہوئی اور ایک کاسۂ چوبی اور ایک بوریا اور ایک [illegible] اور

...سلوئے کی لیکر حضرت کی خدمت مین لائے اور ... کے حضرت نے ...
ایک ایک جیز کو اوٹھا کر دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خداوندا مبارک کر تو اسے اہلبیتؑ پر کہ
ہر وقت تیری رضا کے طلبگار ہین بعد اوسکے سر مبارک جانب آسمان کے بلند کیا اور چشم مبارک
سے آنسو جاری ہوے اور عرض کی درگاہ خدا مین کہ خداوندا برکت عطا کر تو اوس گروہ کو کہ
اکثر ظروف جنکے مٹی کے ہین بعد اوسکے جناب ام سلمہ سے فرمایا کہ ایک حجرہ واسطے قران ان
دو نیرین سعدین کے آراستہ کرو

چو آمد شب شور خیر النسا	ندا آمد از حضرت کبریا
بجبرئیل رو سوی باب رسول	بیاکن بساط نشاط بتول
بگو تا همه انبیاء و رسل	بشادی بکوشند از جزو کل
بکن از پی شور شاه نجف	ملک را بعرش و فلک صف بصف
گذر کن سوی جنت بی قصور	جنان را بیارا بسے چون روی حور
بنه غازه بر روی اهل جنان	بکش سرمه در چشم خوش منظران
شود کدخدا کدخدای زمین	علی مرشد جبرئیل امین
خود این سور سور عزیز من است	بلے این غلام او کنیز من است

الغرض جب شب زفاف اوس مستورۂ زکیہ حجلہ عفاف کی آئی پس جبرئیل اور میکائیل
ساتھ ستر ہزار ملک کے آسمان سے نازل ہوے اور دلدل واسطے سواری بتول عذرا
حبیبۂ خدا جناب فاطمہ زہرا کے لائے اور اون معظمہ کو اوس استر پر سوار کیا اور لجام اوسکی جبرئیل
نے تھامے اور ایک طرف میکائیل اور پیش و پس گروہ ملائکہ اور جناب رسول جامۂ جناب
سیدہ کو اپنی دست مبارک سے برابر کرتے جاتے تھے اور ملائکہ کی زبان پر صدائے تکبیر جاری
تھے اور جناب حمزہ اور عقیل اور جعفر طیار اور جناب عباس تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے

...ونکل سے ... زیور پڑے ہوتے پہنچاتے تھے آہ آہ وہ ... فاطمہ کی عروسی کی سواری

مین تو یہ سامان تھا اور اونکی پوتی جناب فاطمہ کبرا دختر مظلوم کربلا کی سواری کا حال سنئے

کہ وہ ایک شب کی دلہن بیوہ سر کھلا ہوا شتر بے عماری پر سوار گرد انبوہ فوج نابکار عوض

صندل کی خاک کا چھاپا ماتھے پر لگا ہوا اور مقنع کے بدلے رخ پر سر کے بال پڑے ہوئے

اور عزیزون کے سر نیزون کی نوکون پر جلوے ین اور تکبیر کے عوض اہل حرم کی زبانون پر واحسینا

کے نعرے بلند تھے آہ آہ وہ ایک رات کی بیاہی کبھی تو اپنے نوشاہ کے سر کو نیزے پر دیکھکر روتے

تھے اور کبھی اپنے باپ کے غم مین شدت گریہ سے غش ہوتی تھی مومنین مرقوم ہے کہ جسدن

جناب فاطمہ کہ عروس بنائے ہوئے باین جلوس شاہانہ کہ جسکا ذکر مومنین نے سنا علی ابن ابیطالب

کے گھر لیے جاتی تھے اثنائے راہ مین ایک سائل نے عرض کی کہ اسے بیٹے رسول کی آپ تو

رنج والم سے فارغ خانہ اسد اللہ مین کہ جو منبع فیض اور جود ہین جاتی ہین اور یہ بے نوا دردِ بیکسی

مین مبتلا ہے مومنین جناب فاطمہ نے جب یہ سنا فرمایا کہ اشتر کو میرے روک لو پس سواری جناب کی

جناب فاطمہ اشتر سے اوترین اور دختران عبد المطلب سے جو کہ حضرت کی سواری کے ہمراہ تھین فرمایا

کہ تم میرے گرد چادرین روک کے کھڑی ہو پس جب سب نے پردہ کر لیا پس جناب فاطمہ نے

اوس پیراہن عروسی کو جو اوسوقت جسم مبارک مین پہنے ہوئے تھین اوتار کر اوس سائل کو بخشا

اور آپ نے ایک کہنہ پیراہن کہ جسمین جابجا پیوند لیف خرما کے لگے ہوئے تھے اوسکو پہن لیا آہ آہ

مومنین کہان تھین جناب فاطمہ روز عاشورہ کہ اونکی پوتی ایک رات کی بیاہی فاطمہ کبرا کو ایک چادر

میسر نہ تھی کہ اپنے سر کو چھپاتی اوس بلوائے عام مین دونون ہاتھ اپنے منہ پر رکھے ہوئے زار زار روتی

تھی مومنین زریر خزاعی بیان کرتا ہے کہ ایک دن مین کچھ تجارت کا اسباب لیے ہوئے شہر عسقلان مین

جو وارد ہوا تو دیکھا مین نے کہ تمام شہر آراستہ ہے اور ہر شخص رنگین لباس پہنے ہوئے طرف بازار کے

دوڑا جاتا ہے تب مین نے ایک شخص سے پوچھا کہ آج تمہارے شہر مین یہ جشن کیسا ہے آیا آج کوئی عید

جو تو سبھی ہر گھر سے ہدیہ دی اوسنے کہا کہ اے شخص بابت اہل ... اور کوئی کا یہ ہو کہ ...

حاکم شام سے برسرپرخاش تھا آج فوج یزید اوسکا سر اور اوسکے اہلبیت کو گرفتار کیے ہوے لیے آتی ہی اور یہ بھی سُنا ہو کہ بازار کیطرف سے لائینگے لہذا ہم سب اون سرون اور اون اسیرون کا تماشا دیکھنے جاتے ہین یہ سُنکر مین نے اوس سے پھر پوچھا کہ اے شخص اوسکا نام مفصل بیان کر اور وہ شخص کس قبیلہ سے تھا اور یہ بھی بتا کہ مسلم تھا یا کافر اوسنے کہا تو یہ کیا پوچھ رہا ہے۔ بیت

کعبہ گواہ ہے کہ وہ تھا قبلہ ہدا	پڑھتے ہین اہل دین کلمہ اوسکے نانا کا

اے شخص اوسی نے ہم سکو دین کی راہ بتائی اور اوسی کے درسے دولت اسلام ہماری ہاتھ آئی ای مرد اوسکا سر کاٹا کہ جو کُل کا پیشوا تھا اور جسکے خون مین خون نبی ملا تھا اور اوسکا سر کاٹا جسکا گہوارہ جبرئیل ہلاتے تھے اور اکثر جسکے لیے میوے خلد کے لاتے تھے اور اوسکا سر کاٹا جو راہ دین کا سراج تھا اور دو عالم کے سر کا تاج تھا جب مین نے اوسکی زبان سے یہ کلام محنت انجام سنا مجھے یقین ہوگیا کہ لعینون نے جناب امام حسین کو شہید کیا مین نے اپنا مُنھ پیٹ لیا اور روتا ہوا مین بھی اوسطرف چلا جب قریب بازار کے پہونچا تو بسبب انبوہ کے آگے نہ بڑھ سکا اوسی جگہ پر کھڑا ہوگیا دیکھا مین نے کہ ایک فوج بیدلون کی ننگی تلوارین لیے چلی آتی ہے جب وہ آگے بڑھ گئی بعد اوسکے چند اونٹ نظر آئے دیکھا مین نے کہ اون شتران بے کجاوہ پر چند بیبیان ننگے سر بالون مین اپنے منھ چھپائے ہوے اپنے وارثون کے غم مین نالان گریبان چاک کیے چلی آتی ہین اور بیمار کربلا جناب زین العابدین پا پیادہ پاؤن پر ورم آنکھین پُرنم مہار اونٹون کے ہاتھون مین لیے ہوی ہین مین یہ دیکھکر بے اختیار رو کر اپنا سر پیٹنے لگا اور روتا ہوا اون جناب کی خدمت مین گیا اور سلام کیا تو حضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا کہ اے شیخ تو کون ہی کہ تو نے اسوقت مین کیا یہ لوگ ہمپر سلام کرنا ننگ جانتے ہین بلکہ قابل سلام کے نہین سمجھتے ہین ہمپر سلام کیا زیر کہتا ہے کہ یہ سُنکے مین بہت رویا اور عرض کی کہ مین تاجر ہون اور زیر خزاعی میرا نام ہی مین آج تجارت

امیدوار ہون کہ جو خدمت اس غلام کے لایق ہو اوسے آپ ارشاد فرمائین کہ مین اپنی سعادت
سمجھکر اوسے بجا لاؤن آہ آہ سونئین عجب حاجت اوس ردای خلق نے بیان کی فرمایا کہ
اے زریر تو دیکھتا ہی کہ اس ہجوم عالم مین میری پھوپھیان اور بہنین سربرہنہ شتران بیکجاوہ
پر سوار ہین اور اپنے بالون سے منھ اپنے چھپائے ہین اتنا کپڑا میسر نہین کہ اپنے رخ ان نامحرمون
کی نظر سے چھپائین پس اگر تیرے مال تجارت مین کچھ چادرین ہون تو لا دے کہ مین انکو
دون تاکہ یہ اون چادرون سے اپنا پردہ کرین زریر خزائی کہتا ہے کہ یہ سنکر مین روتا ہوا گیا
اور چند چادرین لا کر اون حضرت کی نظر سے گذرانین اور عرض کی کہ یا مولا اگر میرا گھر یہان سے
قریب ہوتا تو مین مع اپنے عزیز و اقارب کے آپکی مدد کرتا اور اس قید مصیبت سے آپکو
چھوڑاتا لیکن مجبور ہون کہ ایک مین تنہا اس بلا کو آپ سے کیونکر دفع کرون حضرت نے
فرمایا کہ اے زریر خدا تجھکو اس عزم خیر کی جزا دے اب ایک حاجت میری اور ہے مین نے
عرض کی ارشاد ہو کہ وہ بھی بجا لاؤن فرمایا کہ اے زریر جس نیزے پر سر میرے باپ کا علم ہی
اس نیزہ دار کو تو کسی تدبیر سے اہلبیت کی اونٹون کے پاس سے ہٹا دے کہ یہ آگے بڑھ جائے
کہ اسکی وجہ سے اہلبیت کے اونٹون کے پاس تماشائیون کا زیادہ ہجوم ہوتا ہی یہ سنکے مین اوس
نیزے والے کے پاس گیا اور اوسکو کچھ روپیہ دیکر وہان سے آگے کو بڑھا دیا یہ دیکھکر اہلبیتؑ
مجھکو دعائین دینے لگے اتنے مین ایک سوار میرے قریب نکلا اوسکو جو مین نے دیکھا تو وہ لعین
نخوت سے بھرا ہوا تھا مین سمجھا کہ یہی شمر لعین ہے پس مین نے اوسکے گھوڑے کی باگ پکڑ لی
اور کہا کہ او شقی یہ تو نے کیا غضب کیا کہ فرزند رسول کو شہید کیا اور اونکے اہلبیت کو گرفتار کر کے
لایا ہی اور شہرون اور بازارون مین تشہیر کرتا ہے قیامت مین جناب رسولخدا کو کیا منھ دکھائیگا
بمجرد میرے اس کہنے کی چند اشقیا نے مجھے گھیر لیا اور نیزے اور تلوارین مارنے لگے تمام بدن میرا

زخمون سے چور ہوگیا اور اسقدر خون میرے بدن سے بہا کہ مین غش کہا کر زمین پر گر پڑا قریب
نصف شب کے گذری تو میری آنکھ کہلی تو اوسوقت مین نے اپنے دلمین تصور کیا کہ اب یہان سے
کسی ایسے مقام پر چلون کہ جو باعث راحت کا ہو یہ تصور کرکے پہر اوس وقت اوسجا سے ایک مسجد قریب
تھی اوسمین گیا جب مسجد مین پہونچا تو مین نے دیکھا کہ چند عورتین اور مرد بیٹھے ہوئے زار زار روتے
ہین یہ دیکھکر مجھکو تعجب ہوا کہ اس شہر مین تو سب خوشی کر رہے ہین یہ لوگ کون ہین کہ جو روتے
ہین پہر دلمین خیال کیا کہ شاید میری طرح یہ بہی مسافر ہین غرض مین نے اونسے پوچہا کہ تم کون ہو
اور کسلیے غم مین یون بیقرار ہوکر روتے ہو کہ تمہارے رونے سے میرا دل پہٹا جاتا ہے وہ بولی کہ اے
شخص ہم اوس مظلوم اور غریب کیلیے روتے ہین کہ جسکی لاش پر سوائے طائران ہوا اور جانوران
صحرائی کوئی نہین رویا اور ابتک اوسکی لاش بے غسل و کفن زمین گرم پہ پڑی ہے اور اوسکے
غم مین ہم اشکبار ہین کہ جسکو تین دن تک پانی میسر نہوا اور لب تشنہ لب دریا قفا سے ذبح ہوا
مین نے یہ سنکر اونسے کہا کہ تمکو اوسی مظلوم کا واسطہ دیتا ہون کہ جلد اوسکا نام بتاؤ اور تم کون ہو
زریر کہتا ہے کہ جب مین نے اونکو یہ قسم دی تو وہ اور بے اختیار ہوکر اپنے سر پیٹنے لگی اور کہنے لگی
کہ اے شخص کیا پوچہتا ہے دنیا مین قیامت آگئی ارے کس منہ سے ہم کہین اے شخص محرم کے
دسوین کو امت رسول نے اونکے نواسے حسین علیہ السلام کو تین دن کا بہوکا پیاسا لب دریا مثل گوسفند
قربانی ذبح کیا اور ہم عورت و مرد قوم جنات سے ہین اوس مظلوم کی مصیبت پر روتے ہین

مجلس چوتھی اون ظلم و ستم کے بیان مین کہ دست اشقیا جفا کار سے اون مخدرہ زکیہ پر گذرے اور احوال غصب خلافت مین

ای چرخ تا کجا تو جفا و ستم کنی — دلہای محترم ہمہ پا بست غم کنی
ہر جا کہ مقبلی است اسیر بلا کنی — ہر جا کہ مدبریست قرین نعم کنی
مسعود را [illegible] خوار جہان کنی — مردود را بخوانی صدر امم کنی

دونان ز تو راحت و خوبان ز تو رنج	پهر خدا تخلفت ازین شیوه کم کنی
یک دختر از رسول گرامی بجای ماند	کای جای داشت کاین همه بر وی ستم کنی

مومنین بعد مبعوث ہونے جناب رسالت کے دو عہد نامے لکھے گئے اول وہ تھا کہ جو کفار قریش نے مکہ معظمہ مین لکھا اور عہد باندھا کہ کوئی شخص جناب رسول سے اور اونکے دوستون سے کسی قسم کا معاملہ بیع و شری کا نکرے اور اونکے یہان سے آمد و شد بھی موقوف کیجاے اور اوسنے قرابت بھی نکرنا چاہیے چنانچہ تفصیل اسکی اور کتابون مین مسطور ہے پس وہ عہد نامہ لکھکر اوسمین سبنے اپنی مہرین کین اور خانہ کعبہ مین رکھہ دیا اور دوسرا عہد نامہ منافقین اہل اسلام نے لکھا اور اوسپر مہرین کین کہ بعد وفات جناب سرور کائنات کی خلافت اور وصایت کو خاندان نبوت سے نکال لین حالانکہ خلافت اور وصایت کو خود خداوند عالم نے جناب علی مرتضی شاہ لافتی کیواسطے مقرر فرمایا تھا الغرض بعد وفات جناب سرور کائنات کے قبل اسکے کہ حضرت دفن ہون منافقین مانند زاغ و زغن کے سقیفہ بنی ساعدہ مین آکے ایکجا ہوئے اور واسطے غصب خلافت کبریٰ اور ریاست عظمیٰ کے ہمنوا ہوے ۔ ہ

چون کرد روز عمر نبی رو بکو تهے	پر شد ز ناله باغ چو از لاله شد تهے
بے غسل اوفتاده نبی در سقیفه خلق	بر خاک نعش رهبر و مردم به گمرهے
ناسی ز عهد موسی مفتون به سامری	گوساله را گزیده بهارون ز ابلهے
در باره رفت خلق باغواے یار غار	ننهاده هیچ فرق ز آماس و فربهے

الغرض مومنین منافقین نے خلافت کو کہ حق شاہ ولایت کا تھا غصب کیا اور اون جناب کو یہ خبر اوسوقت ہوئی کہ وہ جناب بیلچہ ہاتھ مین لیے ہوے قبر مطہر جناب رسول کو درست کر رہے تھے پس اون حضرت نے اوسوقت چند آیہ سورہ عنکبوت کے مناسب حال خران تا آل اون منافقین

کے تلاوت فرمائی اور مین شب را بر وہ جناب حسنین کو اور جناب فاطمہ کو لیکر انصار اور مہاجر
مکان پر تشریف لیگئے اور اون سبکو عذاب منتقم جبار سے ڈرایا اور حضرت کی وصیت سے آگاہ کیا
چنانچہ چوبیس آدمیون نے اطاعت حضرت کی قبول کی اور عہد و پیمان کیا کہ ہم آپکے نصرت مین
جان سے حاضر ہین لیکن صبح کو جب وہ جناب اونسے طلبگار نصرت ہوے تو سوا اون چار آدمیون
کے کہ وہ اوس کعبۂ ایمان کے بمنزلۂ چار ارکان کے تھے کوئی گھر سے باہر نہ نکلا پس جب اوس
صبح کو مہر مراد سپہر امامت جلوہ گر نہوا تو دوسرے روز صبح کو حضرت مسجد مین داخل مجمع اصحاب
ہوے اور وہ آیات کہ حضرت کی شان مین نازل ہوئی تھی اونسے مجمع اصحاب کے سامنے پڑھے
اور بعد اوسکے فرمایا۔

ابیات

ای گروہ مہاجر و انصار ‌ ‌ خواہم انصاف از صغار و کبار
من شدم اشرف صحابہ خطاب ‌ ‌ یا ابو بکر ایہا الاصحاب
من بن عم احمدم یا او ‌ ‌ من وزیر محمدم یا او
من مرادم بآیۂ تطہیر ‌ ‌ یا ابو بکر بت پرست و شریر
ذات حق را منم ولی یا او ‌ ‌ مصطفے را وصے منم یا او
من باین رتبہ انسبم یا او ‌ ‌ من سزاوار منصبم یا او
من دلیلم بالش و جان یا او ‌ ‌ من امیرم بہ مومنان یا او
حیدر حیۃ درمنم یا او ‌ ‌ نفس خیر البشر منم یا او
من خدا را غضنفرم یا او ‌ ‌ من نبی را برادرم یا او
در ز خیبر جلال حیدر کند ‌ ‌ یا ابو بکر در ز خیبر کنہ

ایہا الناس مین ہون خلیل اللہ اور مین ہون نعمت اللہ انما ولیکم اللہ مین ہون
صراط مستقیم۔ مین ہون قاسم نار و نعیم۔ مین ہون وصی بلافصل خیر البشر مین ہون

صفات اللہ اکبر نہین ہون پیشواے خلایق نہین ہون کلام اللہ ناطق - اور اسکے ارادہ
ذوالفقار آیا گواہ نہین ہو تم اوپر حقیقت حال کے یہ سنکے سب یکزبان ہو کر کہنے لگے کہ اے
پسر عم رسول جو کہ آپ نے فرمایا یہ سب حق ہے

اگر آید چو احمد در جہان پیمبر دیگر	تواند شد ز جنس خاک ممکن حیدر دیگر
رخت روشن تر از ماه نو لعل گہر بارت	بہشت دیگر است ای بوتراب کوثر دیگر

جب مخرب کتاب اور دین عمر ابن خطاب نے دیکہا کہ اولی اور اعلی عنقریب ہے کہ گوسالہ پرستی چہوڑ کر اوس فخر موسی کے مطیع اور منقاد ہون پس بلطایف حیل اوس جماعت کو متفرق کر دیا - اے مومنین کیا مناسبت رکہتا ہے حال جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کا اونکے پدر بزرگوار جناب شیر خدا شاہ لافتی بازوے خیبر گشا جناب علی مرتضی کے حال سے راوی کہتا ہے کہ وہ جناب یکہ و تنہا بے یار و آشنا فوج اشقیا کے سامنے کہڑے ہوے فرماتے تہے کہ ای قوم بیحیا

منم وارث رتبہ حیدری	منم حامئ دین پیمبری
منم آنکہ از لطف رب جلیل	بود مہد جنبان من جبرئیل
منم مرہم داغ شیر خدا	منم میوه باغ خیر النسا
منم آن حسینی کہ با نفس پاک	نبی بارہا گفت روحی فداک
کرا باب او سید اوصیاست	کرا جد او خاتم انبیاست
نگفتہ نگر آن شہ مشرقین	حسین از منست و منم از حسین
چرا بستہ شد راہ تدبیر من	گناہم چہ و چیست تقصیر من
کرا کشتہ ام من ز قوم شما	کہ کشتید جملہ عزیزان ما

اے قوم مین تمہارے نبی کا نواسہ اور تین دن سے بہوکا اور پیاسا ہون خدا کے قہر سے ڈرو مجہ مظلوم پر رحم کرو میرے ننہے ننہے بچے شدت گرسنگی اور تشنگی سے ہلاک ہوتے ہین اگر مین تمہاری

[illegible] رہون تو وہ ہے [illegible] دولہ وہ مستی
کی نہون دیکھو کہنا مانو مجھے قتل نکرو اگر مدینہ مین میرا رہنا تمکو ناگوار ہو تو مین کسی صحرا مین جا کر
رہون اور جو صحرا کا رہنا بھی ناگوار ہو تو مجھے راہ دو کہ مین ہند کیطرف چلا جاؤن اور جو میرا
قتل کرنا ہی تمکو منظور ہے تو مین اہلبیت کو کہ یہ امانت رسول ہین روضۂ رسول پر پہونچا دون
پھر مجھے شوق سے تم قتل کرو آہ آہ اون حضرت کے جواب مین اور تو سب خاموش رہے مگر عمر ابن سعد
نجس نے کہا کہ اے حسین یہ کوئی عذر تمہارا ہم نہ سنینگے جب تک بیعت یزید کی نکروگے یہ سنکر
حضرت نے فرمایا لا حول و لا قوۃ الا باللہ یہ تو مجھسے کبھی نہوگا کہ اک فاسق فاجر زنان زادی کی
بیعت کرون الغرض یونہین مرقوم ہو کہ جب جناب امیر نے بوجہ قلت انصار اور مددگار کے عزلت
اختیار کی تو ایک دن آٹھ آدمی انصار سے ابوبکر کی بیعت سے انکار کر کے حضرت کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور عرض کی کہ یا مولا ظلمت کفر نے تمام اہل اسلام کو گھیر لیا ہو اب آپ مانند خورشید
۵ جہانتاب گھر سے باہر تشریف لائیے اور اپنے جمال فائض الانوار سے اس ظلمت کو ہمسے دفع کیجیے

حصارے شد چو خورشید جہانگیر	کشاید ہندوی شب لب بہ تسخیر
سلیمان چون شود از دیدہ نہان	نشیند دیو بر تخت سلیمان
جہان را رشک فردوس برین کن	ید اللہ را برون از آستین کن
حریم کعبہ را بتخانہ مپسند	بہ منبر جائے ہر بیگانہ مپسند

حضرت نے فرمایا کہ چونکہ مین کوئی معین اور مددگار نہین رکھتا لہذا بموجب وصیت رسول آج
مین ان دشمنان دین سے مقابلہ کرنے پر مامور نہین ہون اون لوگون نے عرض کی کہ جبتک
ہمارے تن مین جان باقی ہو ہم آپکی اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین گے یہ سنکر اون جناب نے
فرمایا کہ اگر تم اپنے قول پر ثابت قدم ہو تو کل جسوقت کہ آفتاب طلوع کرے تم تلوارین ہاتھ مین
لیکر گھر سے باہر نکلو مین بھی ذوالفقار بدست باہر آؤن اور دین حق کو آشکار کرون اون سب نے

دروازہ حیدر کرار پر حاضر ہوئے مگر اون منافقین کے خوف سے تلوارون کو عبا کے نیچے چھپائے ہوئے تھے حضرت نے فرمایا کہ مین نے تمسے حکم دیا تھا کہ تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے آنا تم تلوارون کو عبا کے نیچے چھپائے ہوئے آئے اگر نوبت جنگ وجدال کی آئے تو اوسوقت تم کیا کروگے یہ سنکے وہ اپنی دلون مین منفعل ہوے کہ حق بجانب اُنکی ہے مومنین قربان اصحاب وانصار جان نثار جناب مظلوم کربلا سید الشہدا کی جانین ہماری کہ بمقتضاے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کہ نہایت جرات اور بشاشت کے ساتھ بیخوف اور بے حزین بمقابلہ اوس کثرت فوج یزید نابکار کے کہ جسکا شمار نہ تھا اوس شمع امامت کے گرد پروانہ وار پھرتے تھے بلکہ بعض انصارون مین حضرت کے ہمراہ نہ تھے لیکن جسوقت وہ حضرت کے حال سے مطلع ہوے بکمال دلیری اونحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنی جان اوس فرزند حیدر کرار پر نثار کی چنانچہ حبیب ابن مظاہر کا حال لکھا ہے کہ جب حضرت کربلاے معلی مین پہونچے تو یہ کوفے مین تھے راوی کہتا ہے کہ حبیب بازار مین کھڑے ہوے ایک دوکان پر وسمہ لے رہے تھے کہ ادہر سے مسلم ابن عوسجہ نکلے حبیب نے پوچھا کہ اے بھائی مسلم کہ کچھ تمنے سنا ہے کہ یہ کیسی چڑہائی ہے کہ کوفی سے روز فوج پر فوج چلی جاتی ہے مسلم نے کہا کہ اے حبیب کیا تمنے نہین سنا اے بھائی یہ فوجین فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین ع کے قتل کے لیے جاتی ہین کربلاے معلے مین حضرت پر محاصرہ کیا ہے اور پانی اون حضرت پر بند کر دیا ہے مومنین قربان جرات اور وفاداری حبیب پر جانین ہم شیعون کے جب یہ سُنا کہ میرے آقا فوج اشقیا مین گھر گئے ہین وسمہ کو ہاتھ سے زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ اب یہ ڈارھی انشاء اللہ اپنے خون مین خضاب ہوگی یہ کہکر اپنے گھر مین آئے مگر نہایت مغموم اور حزین تھے اونکی زوجہ نے پوچھا کہ آج تمہارے چہرہ سے آثار حزن وملال کے پائے جاتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی فکر اہم مین تم مبتلا ہو حبیب ان

مظاہر نے کہا کہ لیونکر دل پر قابو رکھوں جو ہجوم ہو گیا ہے ابھی تم اون اور خبر کی ہی کیا کہ تعداد عیوب
پر نوح جو کوفے سے چلی جاتی ہے جناب امام حسینؑ پر چڑہائی ہے اور وہ جناب محاصرہ فوج میں
آ گئے ہیں اور پانی بھی حضرت پر بند ہو گیا ہی حضرات کیا مومنہ پاک تھی زوجہ حبیب جب اوسنے
یہ سنا کہ حضرت فوج میں گھر گئے ہیں اور پانی بھی بند ہو گیا ہے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا
اور رو کر کہنے لگی کہ اے حبیب پھر تمہارا کیا ارادہ ہی حبیب نے کہا کہ مین حاکم کے خوف سے جا نہین سکتا
ورنہ ضرور میں حضرت کی مدد کرتا اوس مومنہ نے رو کر کہا کہ واے اوپر تمہارے ای حبیب کہ حاکم کا
تو خوف کرتے ہو اور اونکے نانا جناب رسولخدا کہ جنکا کلمہ پڑھتے ہو اور اونکے بابا علی مرتضی کہ جنکے
شیعون میں سے اپنے تئین شمار کرتے ہین اونسے نہین ڈرتے روز حشر میں اون جناب کو کیا
جواب دوگے جبکہ وہ جناب تمسے پوچھینگے کہ اے حبیب تمنے میرے مظلوم نواسے کی مدد نکی
خیر تم گھر میں بیٹھو مین اپنے آقا اور مولا کی مدد کو جاتی ہون اور اپنی بی بی کے فرزند پر اپنی
جان نثار کرتی ہون یہ سنکر حبیب ابن مظاہر نے کہا کہ اے با وفا مرحبا مین ترا دل دیکھتا تھا
ورنہ میں ایسا ہون کہ اپنے آقا پر جان نثار نکرون واللہ ہزار جانین فدا ہین ایک موی تن اطہر
حسین پر پس اپنے غلام سے کہا کہ تو میرا گھوڑا لیکر شہر کے باہر فلان مقام پر جا کے کھڑا ہو
مین آتا ہون مومنین وہ غلام باوفا گھوڑا لیکر جا کے اوسی مقام پر کھڑا ہوا مومنین قربان مظلومی
جناب سید الشہدا جان زائر کے غلام تک اوس جناب پر جان فدا کرنے کو تیار ہی حضرات حبیب نے
جسوقت آنے کو کہا تھا اوس سے کسیقدر عرصہ ہو گیا اور گھوڑا حبیب کا بولا اوسوقت اوس غلام
نے اوسکے منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ اے گھوڑے تو گھبرا مت مین تھوڑی دیر اور انتظار اپنے آقا
کا کرتا ہون کہ اگر وہ آئے تو فبہا ورنہ مین خود تجھپر سوار ہو کر چلونگا اور مولا کے کومین جناب
امام حسینؑ کے قدم مبارک پر اپنی جان نثار کرونگا مومنین وہ غلام یہ کہہ رہا تھا کہ حبیب قریب
اوسکے پہونچے اور اوسکا یہ کلام سنا بہت خوش ہوے اور کہا کہ جا مین نے تجھے راہ خدا مین آزاد کیا

که روز عاشوره شامیان بیحیا اور کوفیان بے دغا نے باہم مشورہ کیا کہ کل فوج کے دو غول کرو
ایک تو سامنے سے حسین پر حملہ کرے اور جب امام حسین علیہ السلام مع اپنے عزیزون اور انصارون
کے اوس غول سے مشغول بمحاربہ اور مقاتلہ ہون تو اوسوقت شمر دوسرے غول کو لیکر دوسری
جانب سے خیام اہلبیت پر حملہ ور ہوا ور حرم محترم کو لوٹ لے اور مقید کر لے غرض یہ مشورہ کر کے ایک
جمعیت کثیر نے سامنے سے اونحضرت پر حملہ کیا اور اوس امام تشنہ لب پر تیرون کا منیھ برسانے لگے
حضرت یہ دیکھکر مع اپنے عزیزون اور انصارون کے اونسے مشغول بحرب و ضرب ہوئے پس اوس وقت
شمر لعین نے دوسرے غول کو اپنے ہمراہ لیکر دوسری جانب سے خیام اہلبیت پر حملہ کیا۔ راوی
کہتا ہے کہ وہ غول اسقدر خیمۂ اہلبیت کے قریب پہونچ گیا کہ شمر بجیلنے دو تین تلوارین خیمہ پر مارین
مومنین یہ دیکھکر سب اہلبیت نے وا محمدا کا شور مچایا اور باواز بلند پکارے کہ اے یاوران حسین
جلد ہماری مدد کو آؤ عنقریب ہے کہ اشقیا ہمارے خیمون مین در آئین اور ہمکو گرفتار کر لین مومنین
جب یہ آواز اہلبیت مظلوم کربلا کی جناب حبیب ابن مظاہر کے کان مین پہونچی بیتاب ہوگئے
اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اے بھائیو بڑا غضب ہوا کہ اشقیا اہلبیت کے خیمہ پر جا گرے
اگر ہماری زندگی مین اہلبیت لٹ گئے یا مقید ہوگئے تو ہم قیامت مین جناب رسولخدا اور
علی مرتضی کو کیا منھ دکھائینگے یہ کہکر مانند شیر غضبناک کے خیمہ کیجانب دوڑے اور پہلے ایک
حربہ شمر بجیل کے سر پر اس زور سے لگایا کہ وہ شقی منھ کے بھل زمین پر گرا حبیب نے چاہا کہ
اس شقی کو دوسری ضربہ سے واصل جہنم کرین کہ وہ اوٹھ کر بھاگا اور اپنے غول کے اندر جا کے ہو رہا
پس حبیب نے اون کفار پر دلیرانہ ایسا حملہ کیا کہ وہ سب اوس شیر کے سامنے سے مثل روباہ کے
بھاگ گئے پس جب وہ نامرد وہان سے دفع ہوئے حبیب در خیمہ پر آئے اور عرض کی کہ اے
اہلبیت طاہرین اب آپ بیخوف خیمہ مین رونق افزا رہین جبتک کہ یہ غلام آپکا زندہ ہے کیا مجال ہے

ان بیچاؤن کی جو آپکے خیمہ کی جانب نگاہ اوٹھاکر دیکھیں یہ سنکر اہلبیت علیہم السلام حبیبؓ کو دعائیں دینے لگے آہ آہ مومنین کیا صدمہ گذرا ہوگا روح حبیب پر کہ جسوقت بعد شہادت امام حسینؑ کے وہ اشقیا خیموں کو لوٹنے کیلیے آئے تو وہ پردگیان عزت و توقیر فریاد وا محمدا کرتے تھے اور چلاتے تھے کہ اہی یاوران حسین جلد ہماری خبر لو کہ فوج ہماری لوٹنے کے واسطے آئی ہے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانچویں میں جلانا دروازہ علی مرتضیٰ کا اور توڑنا بازوے بتول عذرا جناب فاطمۂ زہرا کا۔ ۵

چون نہ فریاد و بکا اے چرخ اہل دین کنند	ظالمان آغاز ہر گہ کینۂ دیرین کنند
چشم پوشند از رخ چون مصطفےٰ ہمسرے	ریسمان در گردن حبل المتین بدین کنند
مرتضیٰ را دست بستہ جانب مسجد کشند	بت پرستان بہر بی دینی خلل در دین کنند
آتش افروزند اندر خانۂ کز احترام	قدسیان جاروبش از مژگان بصد تمکین کنند
پہلوے آن صاحب عز و شرف را بشکنند	کز ادب تعظیم نامش جملہ حور العین کنند

مومنین جب اوس سرخیل خوارج یعنے ابوبکر نے ناحق اوس امام برحق سے خلافت غصب کی اوسوقت عمر سردار اہل شر نے ابوبکر سے کہا ۵

خلق را گمراہ کردم سر بسر	خیر را کردم باقبال تو شر
از مہاجر جملگی یار تو اند +	جملۂ انصار انصار تو اند +
بشنو اینک این سخن ای پرد غا	آمد اینک نوبت شیر خدا

پس ابوبکر لعین نے بموجب اشارہ اوس دشمن دین کے ایک آدمی بھیجکر وصی سید المرسلین کو طلب کیا حضرت نے کہلا بھیجا کہ مین نے قسم کھائی ہے کہ جبتک آیات قرآنی اور تنزیل ؟ سمانی کو

کرکے ایک کیسے کے اندر رکھکر اوسکے منھ پر مُہر کی اور مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا

نبی را این عم زین انجمن کیست	کلام اللہ ناطق غیر من کیست
وصایائے نبی گر رفت از یاد	کلام حق بس ست از بہر ارشاد
درین قرآن خود ایات صریح است	خلافت غیر ما را بس قبیح است
مرا این خجلت قاطع بد ستست	گواہ این کیسے کو حق پرست است
خلافت شغل بر بیداد گر نیست	امامت در خور ہر لی پدر نیست

ایہا الناس یہ مین نے اسوجہ سے تمسے بیان کیا کہ فردائے قیامت کو تم یہ نکہو کہ ہم آگاہ نہ تھے اور کسی نے مطلع نکیا ورنہ تمکو مین بیعت کے لیئے نہیں طلب کرتا نہ اپنی مدد کے لیے عمر ابن خطاب نے دیکھا کہ قرآن سے کفر منافقین اور حقیقت حقیت امیر المومنین ظاہر ہے کہا کہ جس چیز نے کہ ہمکو بے نیاز کیا ہی وہ ہمارے نزدیک ہی یعنے جس قرآن کو کہ عثمان نے جمع کیا ہے وہ ہمارے واسطے کافی ہے حضرات اوسی انکار عمر سے کہ جو ظاہر کلام اللہ سے اوسنے کی وہی انکار بنی امیہ کے لیے روز عاشورہ باطن کلام اللہ سے اور اگر وہ لعین ہاتھ ظاہر کلام سے نہ اوٹھاتا تو بنی اُمیہ باطن کلام اللہ سے ہاتھ نہ اوٹھاتے آہ آہ مومنین جسطرح سے کہ اہل مدینہ نے عمر ابن خطاب کی کہنے سے قرآن صامت سے ہاتھ اوٹھایا اوسیطرح سے اہل کوفہ نے عمر ابن سعد کے کہنے سے کلام اللہ ناطق سے انکار کیا اور اذیت پہونچائی یعنے مومنین روز عاشورہ جناب سید الشہدا مظلوم کربلا مثل اپنے پدر بزرگوار کے کوفیان نابکار سے واسطے اتمام حجت کے فرماتے تھے کہ آگاہ ہوا سے گروہ کوفہ و شام کہ مین نواسہ تمہارے نبی کا ہون اور بیٹا تمہارے نبی کے وصی کا اور مین وہ ہون کہ اکثر میرے بارہ مین تمہارے نبی نے فرمایا کہ الحسین منی وانا من الحسین ۔ یعنے حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے دیکھو اب بھی اگر میرے

سب عزیز اور انصار تو بجرم وخطا مین دن کا بھوکا اور پیاسا شہید کیا مگر مین تمھاری بیعت
کسی سے نکرونگا۔ موشیعن اون بیحیاؤن نے اسکے جواب مین کہا کہ اے حسینؑ ہم جانتے ہین
کہ تم نواسے نبی کے ہو اور بیٹے علی کے مگر ہم تمکو بے قتل کیے ہرگز نہ چھوڑینگے اور اگر چاہتے ہو
کہ ہم تمکو قتل نکرین تو بیعت حاکم شام کے اختیار کرو حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتے ہو
واللہ حسین سر دیگا مگر اوس فاسق وفاجر کی بیعت نکریگا القصہ مومنین دوسرے روز پھر ابوبکر نے
حضرت کے پاس ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ علی سے کہہ کہ آکر خلیفۂ رسول کی بیعت کرین اور امیرالمومنین
کے پاس آوین حضرت نے فرمایا کہ اوس سے کہدینا کہ آیا تو بھول گیا کہ رسول مقبول نے مجھکو امیرالمومنین
کا خطاب دیا تھا اور وہ حضرت بتاکید سب سے فرماتے تھے کہ علی کو امیرالمومنین کہو اور حضرت نے
میری خلافت کی بارہ مین وصیت نہین کی واللہ سوا میرے نہین ہے کوئی روے زمین پر خلیفۂ
رسول حضرات جب اوس شخص نے حضرت کا یہ قول آکے ابوبکر سے بیان کیا تو اوسنے کہا کہ سچ
فرماتے ہین بیشک وہ جناب امیرالمومنین اور خلیفہ برحق جناب سید المرسلین ہین مومنین جبکہ
یہ کلمہ برحق اوس سرگروہ منافقین کی زبان پر آیا تو

تو عمران ملحد سراپا مکر — حرف حق چون شنید از بوبکر
تلخ شد کام آن سگ مردود — آرے الحق مر بنی فرمود
کرد خصمانہ تیز تیز نگاہ — ہمچو کلب درندہ بر روباہ
سوے بوبکر ناکس وخود راے — لب بدندان گزند جبت از جاے
کہ بود بے بنا خلافت ما — تا نیاید علی بہ بیعت ما

ابوبکر نے کہا کہ اے عمر ایک دم توقف کر اور پھر چند مرتبہ آدمی اون حضرت کے پاس بھیجا
مگر وہ جناب تشریف نہ لائے تب عمر نے ابوبکر سے کہا کہ اے ابوبکر ابوالحسن افضل عالم ہین

وردوصی اور جانشین سید المرسلین ہین اگر وہ تیری بیعت نکرینگے تو خلافت تیری اوپر قرار نہ پاویگی
پس قنفذ کہ برادر زادہ اوسکا تھا اور مثل اپنے چچا کے زشت رو اور قسی القلب تھا اوسکو ہمراہ
خالد بن ولید کی مع ایک گروہ شقی اور پلید کے بھیجا الغرض قنفذ جب باب الخلافہ شاہ ولایت مآب تک
پہونچا تو اذن دخول طلب کیا اون جناب نے اذن دخول نہ دیا پس قنفذ باوجود اوس بیحیائی کے
ابوبکر کے پاس پلٹ آیا اور کہا کہ علی اذن دخول نہین دیتے ہین عمر نے یہ سُنکے کہا کہ تمھین
اذن دخول سے کیا مطلب ہی اگر اذن دین تو بہتر ورنہ زبردستی اندر داخل ہو وہ یہ سُنکر پھر آیا
اور حضرت سے اجازت چاہی جناب فاطمہ اوسکی آواز سُنکر عقب در تشریف لائین اور فرمایا کہ
ہم ہرگز اذن دخول نہین دیتے تم ہمارے گھر مین نہ آؤ اور مجھے کیون ستاتے ہو مجھکو میرے
باپ کے ماتم مین رونے دو قنفذ آواز جناب سیدہ سُنکر خاموش کھڑا رہا اور ایک شخص کو ابوبکر
کے پاس بھیجا کہ جناب فاطمہ اذن دخول نہین دیتے ہین یہ سُنکر عمر غضبناک اوٹھ کھڑا ہوا اور
در اقدس بتول عذرا پر آیا اور اوس شقی نے اوس در پر کہ جسکے آستان پر ملائک جبہہ سائی
کرتے تھے اور بے اجازت ملک الموت اندر داخل نہوتے مودب آستان فیض نشان پر کھڑی
رہی ایک لات زور سے ماری ۔ سچ ہی مومنین ؎

گران بیجا یاران درمے زد
بآن در خلاف از کسی سرنمے زد

بفرق علی تیغ کین ابن ملجم
حسن را عدو زخم منکر نمے زد

نمیشد اگر منکر حق حیدر
کسی بر حسین آہ خنجر نمے زد

مومنین جبکہ اوس بیدین نے اوس در واجب التعظیم پر یہ بے ادبی کی اگرچہ شیر بیشہ ہیجا
بازوے خیر الوری شاہ لافتی جناب علی مرتضی خیر کشا گھر مین تشریف رکھتے تھے مگر صبر کیا
اور اوس نامرد کو زبان معجز بیان سے کچھ نفرمایا مگر مومنین دختر نیک اختر جناب سید المرسلین
حبیبۂ وصفیۂ خدا بتول عذرا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا التماس سے اٹھکھڑے ہوئے مگر مومنین

س حال سے قد بار خال سے کی ہان سے غم [illegible]
سر مین بندھا ہوا رنگ چہرہ اقدس کا تپ غم و ہم سے زرد ضعف اور نقاہت سے پاؤن مین غش
آہستہ آہستہ عقب در تشریف لائین اور بہ آواز دردناک فرمایا کہ اے گروہ اشقیا یہ کیا ظلم ہی ایک تو
مجھپر یہ ظلم کیا کہ خلافت کو کہ میرے شوہر کا حق تھا اوسکو چھین لیا اور اب مجھے میرے باپ کے
ماتم مین رونے بھی نہین دیتے مجھ یتیم کو کیون ستاتے ہو خدا سے ڈرو آخر مین تمھارے رسول کی
بیٹی ہون یا نہین یہ سُنکر عمر مردود نے کہا کہ اے فاطمہؑ ہم یہ کچھ نہین جانتے در کو کھول دو ورنہ
ہم آگ سے جلا دینگے جناب فاطمہ نے فرمایا کہ اے عمر خدا سے ڈر مجھے اذیت نہ دے وہ شقی بولا
کہ قسم ہے اوس خدا کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین جان میری ہے کہ اگر علی باہر نہ آئینگے گو مین دروازے
کو آگ سے جلا کر اندر آؤنگا یہ کہکر اوس ناری نے آگ اور لکڑیان منگا کر دروازے کو جلا دیا

آہ آہ مومنین ہ

آتش ظلم اول آن افروخت | که در خانهٔ ہمیشه سوخت

حقیقت مین مومنین اہلبیت کے گھر کے جلانے مین ابتدا عمر ابن خطاب سے ہوئی اور انتہا عمر

ابن سعد سے ہ

این سوخت خانهٔ پدر از جور بر ملا +
آن سوخت خرگه پسر از کین به کربلا
این پہلوے مبارک خیر النسا شکست
آن پشت زینب از الم کربلا شکست
این بوتراب را سوے نسل حرام برد
آن اہلبیت را باسیرے بشام برد
دین شد ضعیف ازین عمر و زان بباد رفت
زین ہر دو از جہان دو علی نامراد رفت

الغرض مومنین اوس دشمن دین نے مضمون آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا
بیوت النبی الا ان یوذن سے چشم پوشی کرکے چاہا کہ داخل خانہ ہو جناب فاطمہ نے
نالہ و شیون اور فریاد کی کہ یا ابتاہ یا رسول اللہ آہ آہ مومنین اوس دشمن دین نے بجاے

سینۂ رسول کا پہلو ٹوٹ گیا اور ایک تازیانہ مارا کہ اوسکی ضرب سے بازو جناب فاطمہ کا ٹوٹ گیا
پس اوس مخدومۂ کونین نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر دوبارہ فریاد کی کہ یا ابتاہ یا
رسول اللہ مومنین اس فریاد سے قبر مطہر جناب سید المرسلین کی لرز گئی ملایکہ نے تسبیح
چھوڑ دی عرش خدا ہلگیا حضرات رسم دنیا ہے کہ میراث ماں کی بیٹے کو ملتی ہے پس جناب سیدہ
کی یہ میراث یعنے تازیانہ دست اشقیا سے کھانا اونکی دونوں بیٹیاں جناب زینب خاتون اور
جناب ام کلثوم کو کربلا میں ملی - راوی کہتا ہے کہ بعد شہادت جناب مظلوم کربلا سید الشہدا روحی
فداہ کشتۂ تیغ جفا کے اور بعد تاراجی خیام جب اہلبیت علیہم السلام کو مقید کر کے مقتل کیطرف
لائے اور لاشے اونکو اپنے عزیزوں کے نظر آئے بیتاب ہو گئے کسیکو تاب ضبط کی نہ رہی سب
بیبیوں نے اپنے تئیں اونٹوں سے گرا دیا اور ہر بی بی بے اختیار دوڑ کر اپنے اپنے عزیز کی لاش
سے لپٹ گئی اور بین کرنے لگی مگر مومنین قربان محبت جناب زینب پر کہ اپنے بیٹوں کی لاشوں
کیطرف تو نہ گئیں مگر دوڑ کر اپنے بھائی مظلوم کی لاش سے لپٹ گئیں اور بولیں کہ ای بھائی
یہ بہن آپکی اس غربت اور مظلومی کے صدقے گئی وہ جسم نازنین کہ جسکو اماں باران کی
بوندوں سے بچاتی تھیں آج وہی جسم نازنین تیغوں سے چور چور زمین گرم پر دھوپ میں پڑا ہے
آہ آہ اے بھائی اس بہن کے سر پر چادر بھی نہیں ہے کہ جسکا سایہ آپ پر کرے افسوس ہے مخدومہ
اپنے بھائی کی لاش پر ابھی یہ بین کر رہی تھیں کہ اون اشقیا نے ہر ایک بی بی کو بجبر و قہر لاشوں سے
جدا کر کے اونٹوں پر سوار کیا - مومنین جناب زینب اپنے بھائی کی لاش سے جدا نہوتی تھیں یہ
دیکھکر شمر ملعون آیا اور ایک تازیانہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا اوسکو اوس بیحیا نے اس زور سے
جناب زینب کی پشت مبارک پر لگایا کہ وہ معظمہ تڑپ گئیں اوسوقت مظلوم کربلا کی لاش سے
آواز آئی کہ اے بہن زینب اب تو بھائی کی لاش کو چھوڑو کہ شمر کا تازیانہ بھی کھا چکیں اور

ماں کی میراث بھی پاچکین - الغرض مومنین جب جناب فاطمہ اون دو ضربون کے
صدمہ سے غش کہاکر زمین پر گرین اور حضرت محسن شکم جناب سیدہ مین تہے ضرب پہلو سے شہید ہوگئے
تبین اوس کلب کم جرات روباہ سیرت کی یہ جسارت دیکہکر دریاے حمیت جناب شیر خدا خروش
مین آیا اور قلزم قہر و غضب امیر عرب جوش مین وہ جناب مانند شیر کے حجرہ مطہرہ سے جست
کرکے قریب اوس روباہ کے آئے اور کمر مین اوسکے ہاتھ ڈالکر مانند ایک گیاہ خشک کے سر سے
بلند کرکے زمین پر پٹکا کہ ناک اور گردن اوسکی مجروح ہوگئی اور فرمایا کہ اے ملعون بے شرم اگر
مجہکو جناب رسولخدا ارشاد بصبر نفرما جاتے تو ابہی تم سب طاعنہ کو بضرب ذوالفقار داخل نار
کرتا مگر حضرت کے حکم اور وصیت سے مجبور ہون - مومنین سُنا آپ نے کہ جب فاطمہ کا دروازہ
جلاکر وہ ناری اندر داخل ہوا اور جناب بتول عذرا کو تازیانہ سے ایذا پہونچائی اور اون معظمہ
نے فریاد کی تو جناب امیر اون معظمہ کی حمایت کو پہونچے اور اوس شقی ازلی کو اوس بے ادبی
کے تہوڑی سی سزا بہی دی مگر آہ آہ مومنین قربان جان زائر کی مصیبت اہلبیت جناب
مظلوم کربلا پر راوی کہتا ہے کہ روز عاشورہ بعد شہادت جناب سید الشہدا کے جب ناریون
نے خیام اہلبیت مین آگ لگادی اور خیمے جلنے لگے اوسوقت سب بیبیان سر اور سینہ پیٹتی
ہوئین باہر نکل پڑین اور فریاد و احمدا کی بلند کی اور قتلگاہ کی طرف منہہ اٹہا کرکے کہنے لگین
کہ اے عباس اے علی اکبر اے قاسم اے عون و محمد کہان ہو جلد آکر ہماری خبر لو کہ اشقیا نے
ہمارے خیمون مین آگ لگادی تہی اب ہم کدہر جائین آہ آہ حضرات کون آواز دیتا اور اونکی
مدد کو پہونچتا کہ وہ سب شیر جوان سر کٹا ہوے میدان شہادت مین سو رہے تہے مومنین ایک
شخص اونہین اشقیا مین سے ناقل ہے کہ جب خیمے جلنے لگے اور آگ چہار طرف سے مشتعل ہوئی
اور وہ سب بیبیان سر پیٹتی ہوئین خیمون سے صحرا کی جانب نکل آئین تو سب چہوٹے بڑے

کم سن اوسکے دامن مین آگ لگی ہوئی ہے اور وہ یتیم جانب صحرا کے واابتاہ کہتی ہوئی
جلی جاتی ہے اور جب وہ بچے دوڑتے تھے تو ہوا سے اور آگ بھڑکتی ہو پس وہ کھڑے ہو جاتے
تھے اور واابتاہ واابتاہ کہکر فریاد کرتے تھے یہ دیکھکر مین رونے لگا اور مجھے اوس معصوم پر
رحم آیا اور مین اوسکی جانب دوڑا کہ آگ اسکے دامن کی بجھادون جب اوس نادان نے
مجھکو اپنی طرف آتے ہوے دیکھا تو وہ ڈر کر اور زور سے بھاگے تب مین نے آواز دی کہ ای
صاحبزادے تم ڈرو مت مین تمھین اذیت نہ پہونچاؤنگا بلکہ تمھارے دامن کی آگ بجھانے
آتا ہون جب اوس نادان نے یہ سنا تو کھڑے ہوگئی پس مین قریب اوس یتیم کے گیا اور
آگ اوسکے دامن کی مین نے بجھادی اوسوقت اوس نادان نے مجھسے کہا کہ ای شیخ جہان
اتنا تو نے رحم مجھپر کیا کہ جلنے سے بچایا اب اتنا اور رحم کر کہ مجھے قتلگاہ کا راستہ بتادے
مین نے عرض کی کہ اے صاحبزادے قتلگاہ طرف جاکے کیا کروگے اوسوقت یتیم نے
بکمال حسرت مجھسے فرمایا کہ اے شیخ میرے باپ قتلگاہ کو گئے تھے مین اپنے باپ کی خدمت
مین جاؤنگی مین نے پوچھا کہ آپکے باپ کا اسم مبارک کیا ہو اور آپکا کیا نام ہے اوس معصوم
نے سر جھکا کر کہا کہ میرا نام سکینہ ہے اور مین حسین کی بیٹی ہون مین نے عرض کی کہ اے
صاحبزادی اب آپ وہان جاکر کیا کرینگی اون حضرت کو اعدا نے شہید کیا لاش مقتل مین پڑی
ہے وہ صاحبزادی مجھسے یہ سنکر اپنا سینہ و سر پیٹنے لگی اور واابتاہ کے نعرے بلند کیے الغرض
مومنین بعد جلجانے خیام کے آگ کے صدمہ سے جب قدرے اطمینان ہوئی تو جناب زینب
نے اون بچون کو کہ خوف سے آگ کے متفرق ہوگئے تھے تلاش کر کے جمع کیا مگر مومنین دو بچون کا
پتا نہ ملا اونکی تلاش مین جناب زینب حضرت کلثوم کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے تشریف لیگئین
جب تھوڑی دور وہان سے آگے بڑھین تو آہ آہ حضرات اون معظمہ نے دیکھا کہ ایک جھاڑی کے
اندر کہ وہان سرگنجان درختان کا تھا وہ دونون معصوم ایک دوسرے کی گردن مین ہاتھون کو ڈالے

...دین پڑے ہیں حضرت قریب ہیں کہ شاید سیدہ کی تسلی اور تشفی ہو گئی ہیں جب وہ جناب قریب گئیں اور ہاتھ اونکا پکڑ کر چاہا کہ جگائیں تو دیکھا کہ وہ دونوں نسیم جان بحق تسلیم ہو گئے ہیں یعنے روحیں اون معصوموں کی طرف خلد کے پرواز کر گئی ہیں یہ دیکھکر وہ دونوں معظمہ اپنا سینہ و سر پیٹ کر رونے لگیں اور دونوں کی لاشوں کو وہاں سے اوٹھا کر طرف خیمہ گاہ کے لائیں سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چھٹی میں بیان لیجانا بازوی مصطفے سید اوصیا جناب علی مرتضی کا مسجد میں ۔

جہان را زین الم خاک سیہ از زور بر سر شد ۔ کہ در دست جفائی اشقیا محبوس حیدر شد
رسن را چون لعین در گردن حبل المتین بستند ۔ ازین بار الم خم پشت پیر چرخ اخضر شد

مومنین جب دشمنان دین جناب امیر المومنین کی گردن میں رسن باندھکر طرف مسجد کے لیچلے تو سلمان اور مقداد اور ابوذر اور عمار گریبان قبا چاک کیے ہوے حضرت کی ہمراہ تھے اوسوقت ابو بریدہ اسلمی نے بلا خوف لعبد عتاب عمر ابن خطاب سے خطاب کیا کہ اے دشمن خاندان رسالت مآب اور اے غاصب منبر و محراب تمام مہاجر اور انصار پر یہ بات آشکار ہے کہ تو نسل حرام سے ہے او مردود خدا کس مذہب میں دیکھا تو نے کہ اپنے پیمبر کے گھر میں بلا اذن صاحبخانہ بے ادبی کے داخل ہوں اور اپنے پیمبر کی بیٹی کو کہ جو حبیبہ خدا ہو اذیت پہونچائے اور درپے بیحرمتی ہوں حضرات کیا حمیت دینداری اور غیرت ایمانی ابو بریدہ اسلمی کو تھی کہ اوس گروہ کثیر اور جم غفیر میں کہ سب دشمن جناب امیر تھے کلمہ حق کو زبان پر جاری کیا اور مطلق اونکی کثرت کا خوف نہوا مومنین یہ وہ ابو بریدہ اسلمی ہیں کہ جسدن اہلبیت معہ سرہاے شہدا کے داخل دربار یزید ہوے اور اوس شقی نے چوب بید سے لبہاے سر اقدس کو حرکت دی تو یہ دیکھکر اوس بزرگوار کو تاب ضبط نہ رہی ایک فریاد کی اور کہا کہ او لعین ... خدا کی لعنت ...

آنکھون سے کہ جناب رسولخدا ام ان لبون کو مثل نیشکر کے چوستے تھے اور انپر بوسے دیتے تھے اور فرماتے
الحسین منی و انا من الحسین مومنین دو علی کا گلا باندھا گیا ایک علی ابن ابیطالب کا حکم عمر ابن
خطاب علیہ اللعن والعذاب سے اور ایک کربلا مین روز عاشورہ علی ابن الحسین بیمار کربلا کا مگر
حضرات اسمین فرق یہ ہے کہ جناب امیر تین دن سے بھوکے اور پیاسے نہ تھے اور فقط گردن مین
ایک رسن بندھی تھی مگر آہ آہ اے شیعیان علی قربان جان زائر کی مصیبت علی ابن الحسین پر
کہ سواے شدت مرض کے تین دن کی بھوک اور پیاس سے غشی طاری لبون پر صدای وا ابتاہ
وا ابتاہ کی جاری عزیزون کے لاشے زمین گرم پر پڑے ہوے اہلبیت سر ننگے ہجوم عام مین
کھڑے ہوئے اس عالم رنج والم مین۔ راوی کہتا ہے کہ شمر بیحیا قریب اون حضرت کے آیا اور جس
پوست پر وہ جناب لیٹے ہوے تھے اوسکا ایک کونہ پکڑ کے اس زور سے کھینچا کہ وہ حضرت منہ کے
بھل زمین پر گر پڑے بعد اوسکے اوس مردود ازلی نے اوس گلوے نازنین مین کہ جسمین فرط ضعف
اور ناتوانی سے آمد و شد سانس کی دشوار تھی طوق آہنی پنہایا اور جن پانون مین کہ طاقت کھڑے
ہونے کی نہ تھی اونمین زنجیر پنہائی اور جن ہاتھون مین اتنی قوت نہ تھی کہ اپنے پدر مظلوم کا ماتم
کرین اونمین ہتکڑی ڈالی اور شتران اہلبیت کا ساربان بناکر کربلا سے شام تک پیادہ پا لیگیا

آہ آہ حضرات کس زبان سے کہون۔ ے

تھک کے منزل پہ جو گر پڑتے تھے عابد سر شام	صبح تک تلوون سے چنتے تھے حرم خارون کو

القصہ جب جناب امیر کو اشقیاے بیدین مسجد مین لائے تو ابوبکر نے دیکھا کہ اوس حبل المتین
کے گلے مین رسی بندھی ہوئی ہے اور ایک سرا رسی کا خالد بن ولید لیے ہوئے ہے اور دوسرا سرا
رسی کا عمر ابن خطاب کے ہاتھ مین ہے اور دوسرے ہاتھ مین شمشیر برہنہ یہ دیکھکر اون نامردون سے
کہا کہ چھوڑ دو امیر المومنین کو اوسوقت جناب امیر نے بکمال حزن و ملال طرف مرقد رسول

ان یقتلوننی یعنے ای برادر اس قوم نے مجھکو ضعیف اور ناتوان کیا اور قصد میری ہلاکی کا
رکھتے ہین - ابیات

ز شکوہ کردن شیر خدا بہ پیغمبر — فتاد لرزہ بر اندام حاضرین یکسر
کہ ناگہان شہ لولاک از درون ضریح — نمود دستی و فرمود با زبان فصیح
چنانکہ خلق سراسر گداختند ہمہ — صدا و دست نبی را شناختند ہمہ

یعنے تمام حاضرین مسجد نے دیکھا کہ جب جناب امیر نے اپنے بھائی کے مرقد سے یہ خطاب کیا او سوقت قبر مطہر جناب رسولخدا کی لرز گئی اور دست مبارک اون حضرت کا قبر سے باہر نکل آیا اور فرمایا کہ
یا ابا بکر اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا
کہ اے ابی بکر انکار کرتا ہے تو اوس شخص سے کہ پیدا کیا تجھکو مٹی سے بعد اوسکے قطرہ منی سے بعد اوسکے کر دیا تجھکو رجل - مومنین تین آدمیون نے تین صاحب قبر سے سوال کیے اور تینون قبرون سے آواز آئی اول راحیل مادر یوسف کی قبر سے آواز آئی لکھا کہ جب یوسف کے بھائیون نے حضرت یوسف کو سوداگر کے ہاتھ فروخت کیا اور وہ حضرت یوسف کے گلے مین طوق اور زنجیر ڈالکر لیچلا اور وہ حضرت طرف مقبرہ اسحق کے نکلے اور اونحضرت نے اپنی مان کی قبر دیکھی اپنے تئین اونٹ سے گرا دیا اور فرمایا کہ یا اماہ ارفعی راسک وانظری الی یعنی اے مادر بزرگوار بلند کیجے اپنے سر کو اور دیکھیے طرف میرے کہ کیا حال ہے آپکے فرزند کا پس جب حضرت یوسف نے بعد درد اپنی مان کو آواز دی او سوقت قبر راحیل سے صدا آئی کہ یا ولداہ اکثرت ھمی وحزنی فاصبر ان اللہ مع الصابرین کہ اے بیٹے زیادہ کیا تو نے غم اور ہم میرے کو پس صبر کر تو بتحقیق اللہ صابرون کے ساتھ ہے اور دوسری قبر رسول سے جواب مین جناب امیر کے جیسا کہ مومنین نے سنا اور تیسری قبر مطہرہ شفیعہ روز جزا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے [illegible]

معظمہ کی قبر سے رخصت ہوئیں پس جب حضرت نے مزار جناب سیدہ سے لپٹ کر فرمایا السلام علیک یا اماہ یعنے یہ سلام آخری ہے میرا آپ پر اے مادر اب صبحکو غلام آپکا مدینہ سے جانب عراق سفر کریگا اے اماں مین کبھی آپکے مرقد منورہ سے جدا نہوتا مگر کیا کرون کہ دشمنان دین مجھکو رہنے نہین دیتے مجبور آپکی قبر سے جدا ہوتا ہون راوی کہتا ہے کہ جب مظلوم کربلا نے بصد آہ و زاری یہ ارشاد کیا قبر لرز گئی اور آواز آئی کہ علیک السلام یا مظلوم الام یا شہید الام یا غریب الام یعنے وعلیک السلام اے مظلوم مادر اور اے شہید مادر اور اے غریب مادر اے حسین ماں تیری اس غربت اور مظلومی کے صدقے اگر تو جاتا ہے تو مین بھی قبر سے نکلتی ہوں جہاں تو جائیگا مین بھی تیرے ساتھ ہوں القصہ مومنین جب اون اشقیا نے دست جناب رسول کو قبر سے نکلا ہوا دیکھا اور آواز حضرت کی سنی کانپنے لگے اور مومنین ایک روایت سے ہے کہ جب جناب امیر داخل مسجد ہوئے اور حضرت نے وہ کلمات حق زبان معجز ترجمان پر جاری کیے تو اوس شقی نے سر جھکا لیا اور کچھ جواب اون جناب کو نہ دیا مگر عمر لعین تلوار برہنہ لیکر اون جناب کی طرف دوڑا اور بولا کہ یا ابو الحسن ابوبکر کی بیعت کیلیے ہاتھ بڑھاؤ شاہ لافتی نے فرمایا کہ اگر مین بیعت نکرون تو کیا کریگا تو اوس شقی نے کہا کہ اگر آپ بیعت نکرینگے تو مین قتل کرونگا آپکو اوس شیر خدا نے یہ سنکر فرمایا کہ اے پسر صہاک حبشیہ قسم ہے خدا ے عز وجل کی اگر مجھکو وصیت جناب رسولخدا کی مانع نہوتی تو اس کہنے کا مزا مین تم سب کو دکھاتا اور مومنین جب اوس شقی نے یہ کلمہ کہا تھا کہ اگر تم بیعت نکروگے تو مین تمھین قتل کرونگا اوسوقت حسنین علیہم السلام کہ بہت کم سن تھے اون حضرت کے قریب کھڑے ہوئے تھے وہ دونوں گوشوارہ عرش خدا نور عین رسول دوسرا یہ کلمہ سنکر زار زار رونے لگے حضرت نے اون صاحبزادون کو اپنی سینہ سے لگا لیا اور تشفی دینے لگے کہ ناگاہ در مسجد پر سے جناب فاطمہ پیراہن جناب رسولخدا دوش مبارک پر ڈالے ہوے با چشم گریاں فریاد وا ابتاہ کرتی

اور زنان بنی ہاشم گرد حلقہ کیے ہوے داخل مسجد ہوئین اور فرمایا کہ اے ابوبکر آخر کفر کو اپنے ظاہر
کیا تو نے اور دشمنی حق پر کمر باندھی - چھوڑ دے میرے ابن عم اور میرے شوہر کو اور ظلم سے ہاتھ
اوٹھا ورنہ بعزت خدا کے بر قبر اپنی درگاہ خدا مین فریادی ہو کہ قہر خدا کھینچ لاتی ہون کہ
ایک متنفس تمسے باقی نہ رہیگا او شقی ازلی یقین جان تو اسکو کہ مین خدا کے نزدیک ناقہ
صالح سے کم نہین ہون اور یہ دونون فرزند میرے بچہ صالح سے جب جناب فاطمہ بتول عذرا
حبیبہ خدا نے یہ کلام زبان صدق ترجمان پر جاری کیے تو راوی کہتا ہے کہ قسم خدا کی دیکھا ہم
مین نے کہ دیوارین مسجد کی لرز گئین اور زمین سے اسقدر بلند ہوئین کہ اگر چاہتا تو آدمی اوسکے
نیچے سے نکل جاتا اور اسقدر غبار اوٹھا کہ تمام مسجد کو گھیر لیا سب آدمی کانپنے لگے اور یقین
ہوا سبکو کہ قیامت آگئی اوسوقت سلمان فارسی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض
کی کہ اے شفیعہ روز جزا اور اے حبیبہ مرضیہ خدا آپ پدر بزرگوار کی امت پر رحم کیجیے اور طلبگار
انتقام کی درگاہ خدا سے نہوجیے خدا کے لیے صبر فرمایئے کہ آپ اہلبیت رحمت اور شفاعت ہین
اوسوقت جناب فاطمہ شفیعہ روز جزا نے التماس سلمان کی قبول کی اور ایک شخص اوس
جماعت سے اوٹھا اور ابوبکر سے اوسنے کہا کہ او شقی جلد علی سے دست بردار ہو اور انحضرت کو
رخصت کر کہ دولتسرا کو تشریف لیجائین کیا تو نے خلق خدا کے تباہ کرنے کا ارادہ کیا ہے پس
وہ ملعون ڈرا اور حضرت کو چھوڑ دیا آہ آہ مومنین جس معظمہ کا پیش خدا یہ مرتبہ تھا اوسکے
بیٹیون کو کوفیان بیحیا شل بندیان ترک و روم کے شانون مین رسن باندھے ہوے کھلے سر
دربار یزید پلید مین لیگئے آہ آہ مومنین کس زبان سے بیان کرون راوی کہتا ہے کہ جب اہلبیت
کو شمر نے لیجاکر یزید کے تخت کے سامنے کھڑا کیا تو اوس ملعون نے اون دو عالم کی شہزادیون کی
طرف دیکھکر کہا کہ اے شمر بیٹیان جناب علی مرتضی کی کہان ہین جو تو ان کنیزون کو میرے
... ملعون کنیز کوئی نہین یہ سب بیٹیان ہین علی مرتضی کی

اور نواسیان ہین جناب محمد مصطفےٰ کی کوئی ہین جناب زینب خاتون فرماتی ہین کہ جب تک ہم قید مین رہی شرفاے شہر سے کوئی عورت ہمارے پاس نہین آئی مگر یہ کہ لونڈیان اونکی آتی تہین اور ہمارا حال دیکھکر زار زار روتی تہین اور کہتی تہین کہ خدا کسی آدمی کو آدمی کے بس مین نہ ڈالے لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین الی یوم الدین سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ساتوین مین بیان غصب کرنا باغ فدک کا جناب فاطمہ زہرا شفیعۂ روز جزا سے بیت

زجور وظلم تو تا کے بنالم اے گردون	کہ از جفاے تو گردید فاطمہؑ محزون

علماے اخیار سے روایت ہی کہ باغ فدک بلا جنگ وجدال رسول ذوالجلال کے تصرف مین آیا تھا خاص اونحضرت کے ملک سی تھا اور مسلمانون کا اوسمین کسیطرح سے حق نہ تھا حق تعالےٰ نے اس آیۂ کریمہ کو بھیجا کہ وآت ذا القربیٰ حقہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیل ذوالقربیٰ کون ہی اور حق اوسکا کیا ہی جبرئیل نے یہ سنکر کہا کہ ذوالقربیٰ فاطمہ ہین اور حق اونکا فدک ہی پس جناب رسولؐ نے حکم خدا سے باغ فدک جناب فاطمہ کو دیا اور ایک تحریر لکھدی کہ اون مخدرہ سے اونکی اولاد کے لیے ورثہ رہے تا قیامت اور تا حیات جناب رسول باغ فدک جناب فاطمہؑ کے تصرف مین رہا اون معظمہ نے اپنی جانب سی ایک وکیل مقرر کر دیا تھا بایں خیال کہ محصول اوسکا اک مبلغ خطیر تھا اگر تصرف مین اہلبیتؑ کے رہیگا تو میل خلائق کا اہلبیت طاہرہ کی جانب ہوگا پس دشمنان دین نے حضرت رسول پر افترا کرکے اس حدیث کو وضع کیا کہ نحن معاشر الانبیاء ولا نورث ما ترکناہ فہو صدقہ یعنے ہم گروہ انبیا کوئی چیز میراث مین نہین چھوڑتے ہین اور جو کچھ کہ ہمسے باقی رہی وہ تصدق ہے

فاطمہ بنت رسول‌اللہ کو فدک سے نکال دیا جب یہ خبر اون معظمہ کو پہونچی تو اون بیچاری کے ظلم و ستم پر بہت روئین اور فرمایا کہ

آن بلبل غریب و خراب آشیانہ ام	کافگندہ اند ظالمان آتش بخانہ ام
صیاد سنگدل پر و بالم شکست باز	دارد خیال آنکہ برد آب و دانہ ام

پس وہ معصومہ مرضیہ مع ایک گروہ زنان ہاشمیہ کے ابوبکر کے پاس تشریف لیگئین اور کہا کہ اے ابوقحافہ کیون تو بار بار مجھ یتیم کو ستاتا ہی باغ فدک کہ میرے باپ نے بحکم خدا مجھے دیا تھا اوسکو بھی تو نے غصب کیا حالانکہ یہ بھی تو جانتا ہی کہ سوا ایک باغ کے اور کوئی ملک مین نہین رکھتی کہ اوس سے اپنا اور اپنے بچون کا قوت بہم کرون آیا میرے پدر بزرگوار نے یہ وصیت نہین کی تھی کہ میرے آل کی حرمت نگاہ رکھنا اور ہمین بارہا ارشاد فرماتے تھے کہ جسنے فاطمہ کو ایذا دی اوسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی وہ دشمن خدا ہے۔ بیت

بگو از ما چہ میخواہی چہ فکرے در نظر داری	کہ از کین اے شقی ہر لحظہ دعوای دگر داری

اے ابابکر یہ کیا انصاف ہی کہ تو اپنے باپ کی میراث پالے اور فاطمہ اپنے باپ کی میراث سے محروم رہے اور کہتا ہی ترکہ انبیا میراث نہین رکھتے افترا کرتا ہی تو خدا و رسول پر حالانکہ خدای عز و جل خود قرآن مین فرماتا ہے کہ ورث سلیمان من ال داود اور حضرت زکریا نے عرض کی وہب لی من لدنک ولیا یرثنی اے ابوبکر خدا سے ڈر اور مجھ یتیم بے پدر مردہ غمدیدہ فاقہ کش بے یار و مددگار پر رحم کر اول جو ظلم کیا مجھپر کیا اوس سے تیرا جی نہین بھرا کہ جواب باغ فدک کہ بیش خدا و رسول میرا حق ہی اوسکو بھی غصب کرتا ہی۔ بیت

من از بیداد تو صد عقدۂ غم در گلو دارم	تنے دارم پُر آزار و دلی پُر آرزو دارم

مومنین خدا لعنت کرے عمر بیدین پر کہ اوس شقی نے کہا کہ اے فاطمہ جب تک تم کوئی گواہ اس [illegible]

تشریف لیگئین اور حضرت امیر المومنین اور حسنین
کے اپنے ہمراہ لائین اوسوقت اوس ہجیلے نے کہا کہ علی کی گواہی مین نہ لونگا کیونکہ وہ تو اپنے جر نفع
کے لیے موافق تمھارے گواہی دینگے اور حسنین کم سن ہین اور گواہی دو عورتون کی کافی نہین ہے
حضرت جناب سیدہ یہ سخن اوس شقی کا سنکر نالان وگریان دولتسرا کو واپس آئین اور اتمام حجت
کے لیے دوسرے روز پھر ابوبکر کے پاس تشریف لیگئین اور اظہار حق اپنا کیا اوسوقت اوس
ہجیانے بخوف سرزنش انصار و مہاجر ایک کاغذ واگذاشت فدک کا جناب فاطمہ کو لکھدیا وہ
معظمہ اوس کاغذ کو لیکر طرف بیت الشرف کے روانہ ہوئین اثنائے راہ مین عمر بد نہاد ملا پوچھا
کہ اے فاطمہ آپ کہان تشریف لیگئین تھین حضرت نے کیفیت مفصل بیان کی اور اوس
کاغذ کو دکھلایا آہ آہ مومنین اوس بیدین نے اوس کاغذ کو جناب سیدہ سے لیکر پھاڑ ڈالا اور کہا
کہ ابوبکر کون ہے مین ہرگز فدک کو نہ دونگا یہ دیکھکر وہ معصومہ زار زار رونے لگین اور فرمایا کہ خداوندا
جسطرح اس شقی نے میرا کاغذ پھاڑا ہے اسیطرح سے اس مردود کا شکم پھاڑا جائے اور بعد اوسکے قبر
پدر بزرگوار کی قبر سے مخاطب ہوکر عرض کرنے لگین کہ اے بابا کیا سوتے ہو اوٹھو اور حال اپنی
بیٹی کا دیکھو کہ آپکے بعد آپکی امت نے کیسے کیسے ظلم مجھپر کیے ای بابا پہلے تو میرے گھر کو آگ سے
جلا دیا اور میرے بازو پر ایسا تازیانہ مارا کہ بازو ٹوٹ گیا پہلو پر میرے دروازہ گرا دیا کہ جسکے صدمہ
سے محسن میرا شہید ہوگیا اب جو باغ کہ آپ نے مجھکو دیا تھا اوسے بھی غصب کرلیا اے بابا مین
ان ظالمون کے ظلم وستم سے آپکے غم مین جی بھر کے رونے بھی نہین پاتی اے بابا اب مین اشقیا
کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہون مجھے بھی جلد اپنے پاس طلب کرو مومنین کیا عجب ہے کہ جناب سیدہ
کی یہ بین سنکر روح جناب رسولخدا کی قبر مین تڑپ گئی ہو۔ الغرض وہ معظمہ اوس ہجیا کے ظلم و ستم
سے روتی ہوئی طرف بیت الشرف کے تشریف لائین۔ مومنین جسطرح سے کہ جناب فاطمہ زہرا
اوس ہجیا کے ظلم سے اپنے باپ کی قبر سے مخاطب ہوکر شکایت کی تھی اوسیطرح روز عاشورہ جناب

سکینہ ہم مظلوم کربلا اپنے باپ کی لاش سے مخاطب ہو کر ظلم شمر کی شکایت کرتی تھین کہ ای بابا کہان ہو جلدی آکر اپنی پیاری بیٹی کا حال دیکھو کہ شمر نے میرے گوہر چھین لیے اور جب مین روئی تو مجھے طمانچے مارے ای بابا ملعونون نے ہم سب کے سر سے چادرین اوتارین ہم اس ہجوم نامحرمون مین برہنہ سر کھڑی ہین اے بابا میرے بھائی بیمار کے گلے مین طوق آہنی پہنایا ہی اور پاؤن مین زنجیر اور اس ضعف اور ناتوانی مین اونٹ اونٹون کی مہار کھنچواتے ہین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس آٹھوین بعض فضائل جناب سیدہ بتول عذرا مین اور ذکر بعض مصائب اہلبیت امام حسین علیہ السلام کا ۔

ای ترا عزت و توقیر بتول عذرا	کہ نمایند ملک خدمت او صبح و مسا

سونین ام ایمن کنیز امینہ والدہ ماجدہ جناب رسولخدا کہتی ہین کہ ایک دن ایام تابستان مین حدت آفتاب سے گرمی کے نہایت شدت تھی مین جناب فاطمہ بتول عذرا کے دیکھنے کو گئی جب داخل بیت الشرف ہوئی تو دیکھا مین نے کہ وہ معظمہ قریب چکی کے خواب مین ہین اور تسبیح اون جناب کے ہاتھ مین گردش مین ہی لیکن تسبیح کا گردش دینے والا نظر نہین آتا اور چکی بھی خود بخود چلتی ہے اور حسنین گہوارے مین سو رہے ہین اور گہوارے کو کوئی ہلا رہا ہے اور یہ بیت پڑھتا ہی بیت

ان فی الجنۃ نہرا بلبن	لعلی و لزہرا و حسین و حسن

مگر وہ بھی نظر نہین آتا یہ دیکھکر مین نہایت پریشان اور حیران ہوئی اور خوف بھی میرے دل پر غالب ہوا پس مین وہان سے اوٹھکر خدمت رسول مین حاضر ہوئی اور یہ کیفیت جو مین نے دیکھی تھی حضرت سے عرض کی یہ سنکر وہ جناب متبسم ہوئے اور فرمایا کہ اے ام ایمن میری بیٹی فاطمہ کے پیش خدا بڑے مرتبے ہین اونکا شمار تحریر اور تقریر سے باہر ہے ای ام ایمن اسوقت فاطمہ بوجہ شدت گرما اور حدت آفتاب اور زحمت آسیہ سائی سے نہایت تعب مین تھے پس خداوند عالم

ملک کو حکم فرمایا کہ تو جاکے میری حبیبہ کے عوض تسبیح گردانی کر اور اوسکا ثواب ہدیہ فاطمہ کر اور ایک
ملک کو آسیہ سائی کا حکم دیا تا کہ اوسکے فرزند بہوکہے نہ رہین اور ایک ملک کو حسنین کے گہوارہ جہولانے
کے لیے مقرر فرمایا تا کہ حسنین بیچین ہوکر خواب سے بیدار نہون ام ایمن کہتی ہین کہ مین نے عرض کی
کہ یا حضرت وہ کون کون ملک ہین فرمایا کہ جو چکی پیستا ہے اوسکا نام اسرافیل ہے اور گہوارہ ہلانیوالا
جبرئیل اور تسبیح پہرانے والا میکائیل آہ آہ جس فاطمہ کے ملائکہ مقربین مانند غلامون کے اطاعت
کرتے تھے اور حورین مثل کنیزون کے خدمت اوسکو بعد وفات جناب سرور کائنات کی ظالمون نے
کیسا کیسا ستایا جیسا کہ مومنین سن چکے ہین اور بعد وفات اوس معظمہ کے روز عاشورہ اونکی بیٹون
کو یعنے جناب زینب اور ام کلثوم کو مثل کنیزان ترک و دیلم کے مقید کرکے سر برہنہ شہرون اور بازارون مین
تشہیر کیا اور حضرات سُنا آپ نے کہ حسنین علیہ السلام کی تکلیف خداوند عالم کو گوارا نہ تھی آہ آہ اشقیای
امت نے اونہین شاہزادون کو کیسی کیسی اذیت دی کہ جناب امام حسن کو زہر دیا اور جناب امام حسین کو
تین دن کا بہوکا اور پیاسا مثل گوسفند قربانی کے قفا سے ذبح کیا مومنین کتاب بشارت المصطفی مین
سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ایک دن مین خدمت جناب رسول مین حاضر تہا کہ ایک مرد پیر
عریان بدن بار فاقہ سے پشت خم خدمت رسول مین آیا اور عرض کی کہ ۔ ابیات

صرصر گرسنگی کندہ زین بنیادم	ساز از مرحمت ای سید مرسل شادم
ای قمر طلعت و خور صورت و ملکی مطلع	وقت آنست کہ پرسی خبر از بغدادم
آب رویم زفقیری و زپیری رفتہ	فکر نان صحبت جان کرد برون از یادم

یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے پیر مین تیری رہبری کرتا ہون طرف اوس گہر کے کہ جسکو خدا اور رسول
دوست رکھتا ہے

رو بہ بیت الشرف فاطمہ باید کردن	التجا بایدت ای پیر بانجا بردن

[illegible] حاجات کو [illegible]	رہی از رنج تهیدستی و حسرت خوردن
بنده غم فاطمه بردارد ز گردن تو	عاقبت دست سخا بنده کند بر گردن
در حیات است پیمبر تو چرا محتاجی	بهلوی آب روان تشنه نباید مردن

یعنے جا تو بیت الشرف فاطمہ پر کہ وہ تجھکو اپنی دست سخاوت سے اس قید بینوائی سے رہائی
بخشیگی پس بلال کو اوسکی ہمراہ کیا اور فرمایا کہ اسکو طرف بیت الشرف فاطمہ کے لیجاؤ پس بلال اوسکو
اپنے ہمراہ لیکر دروازہ فاطمہ پر حاضر ہوئے سوسنین اوسدن اوس مخدومہ کونین کو تیسرا فاقہ تھا
اور حسنین علیہم السلام کا بھوک کی شدت سے یہ حال تھا کہ بات کرنا محال تھا الغرض اوس پیر نے
آواز دی کہ السلام علیک یا اہل بیت النبوة جناب فاطمہ نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ ای بندہ خدا
تو کون ہے اوسنے عرض کی کہ اے دختر رسول کبیر مین اک مرد غریب محتاج فاقہ کش ہون حضرت نے یہ سنکر
وہ پوست گوسپند کہ جسپر حسنین علیہ السلام سویا کرتے تھے اوسکو بھیدیا اوس سائل نے دیکھکر عرض
کی اے حبیبۂ خدا مین بھوکا ہون اور برہنہ طالب طعام ہون جب جناب سیدہ نے یہ سنا تو ایک
گردن بند موتیون کا کہ دختر حمزہ نے اون جناب کو دیا تھا گلے سے نکالکر اوسکو بھیدیا اور فرمایا کہ تو
اسکو فروخت کرکے اپنے صرف مین لاپس وہ اوسکو لیکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی
کہ جناب فاطمہ نے یہ گلو بند اپنا عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکو تو فروخت کرلے پس اب مین اسکو
فروخت کرونگا کہ شاید خدائے تعالے مجھکو اس سے بہتر عطا فرمائے حضرت یہ سنکر آبدیدہ ہوئے اور
فرمایا کہ کیونکر خدا تجھکو اس سے بہتر عطا فرمائیگا کہ اسکو دختر پیمبرؐ نے تجھکو دیا ہے عمار یاسر اوسوقت حاضر
تھے کہا کہ اے اعرابی اس گردن بند کو تو کس قیمت پر فروخت کریگا اوس اعرابی نے کہا کہ اسقدر گوشت
اور روٹی پاؤن کہ سیر ہو جاؤن اور ایک بردیمانی کہ اوس سے بدن اپنا چھپاؤن اور ایک دینار
طلا کہ اوسے زاد راہ کرون تاکہ اپنے گھر کو جاؤن یہ سنکر عمار یاسر نے کہا کہ مین اسکی قیمت مین تجھکو بیس
مثقال طلا اور دوسو درہم اور ایک بردیمانی اور ایک اونٹ دونگا کہ تو اوسپر سوار ہوکے اپنے گھر کو

بھوک جاتی رہے اعرابی نے کہا کہ مرحبا کیا جوانمرد ہے تو بس عمار اوس کو ہمراہ اپنے گھر لے گئے اور اوسکو
سیر ہوکے کھانا کھلایا اور اوسکو ایک بردہ یمانی اور دوسو درہم اور بیس مثقال طلا اوسکو دیا بعد
لیکر حضرت کی خدمت مین آیا حضرت نے پوچھا کہ اے اعرابی سیر اور مستغنی ہوا تو اوسنے عرض کی
بلے یا رسول اللہ وحی نازل ہوئی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے اعرابی جزا دے تو فاطمہ کو اوسکی جو
تیرے ساتھ کیا اوس اعرابی نے ہاتھ اپنے جانب آسمان بلند کیے اور دعا کی کہ اے حاجت روا
خلق عطا کر تو فاطمہ دختر محمد مصطفے کو ما لا عین رأت و لا اذن سمعت حضرت نے فرمایا کہ
آمین عطا کیا ہو خداوند عالم نے فاطمہ کو مجھسا پدر کہ مثل میرا عالم مین نہین ہے اور علی سا شوہر
کہ مانند اوسکے دوسرا روے زمین پر نہین ہو اور حسنین سے فرزند کہ آجتک ایسے فرزند مادر
زمانہ سے پیدا نہین ہوئے

پدر منم کہ ندارم بہیچ وجہ نظیر	علیست شوہر او نیست مثل و مانندش
دو آفتاب درخشان دو ماہ نورانی	دو گوشوارہ عرش خدا است فرزندش

پس عمار یاسر نے گلوبند اپنے غلام کو دیا کہ نام اوسکا سہم تھا کہ اسکو خدمت رسول مین لیجا اور کہہ
تجھکو بھی مین نے اونحضرت کو دیا پس وہ غلام گلوبند لیے ہوئے خدمت رسول مقبول مین حاضر ہوا
حضرت نے وہ گلوبند اور غلام جناب فاطمہ کو بخشا پس اون معظمہ نے گلوبند کو لے لیا اور غلام کو آزاد
فرمایا مومنین سنا آپنے کہ جو مرتبہ جناب فاطمہ کا پیش خدا تھا آہ آہ مومنین جناب فاطمہ جنہوں نے خدا
نے تو اپنا گلوبند راہ خدا مین تصدق کیا اور بھوکے کو کھانا کھلایا اور اونکی اولاد کو اہل کوفہ نے
بھیکر صدقہ دیتے تھے راوی کہتا ہے کہ جب قافلہ اہلبیت کا لٹا ہوا داخل کوفہ ہوا الغ آہ آہ مومنین
اہلبیت کے ہمراہ کئی لڑکے صغیرسن تھے بھوک اور پیاس کی شدت سے بار بار اپنی ماؤن سے کھانا
طلب کرتے تھے تو حضرات کس منہہ سے ذاکر عرض کرے زنان کوفہ یہ دیکھکر اپنی لڑکون کے سر پر سے خرما
تصدق کرکے اہلبیت کے اونٹون پر پھینکتے تھے اور وہ یتیم خرما اوٹھا کر چاہتے کہ کھائین اوسوقت

جناب زینب اونکے ہاتھوں سے چھین کر زمین پر پھینکدیتی تھیں اور اون عورتون سے فرماتی تہین
کہ اے زنان کوفہ یہ کیا غضب کرتی ہو ہم سادات ہین اور ذریت رسول صدقہ ہمکو خود خدا نے
صدقہ ہمپر حرام کیا ہے اور مومنین ایک روایت ہے کہ جب حرم محترم زندان شام مین مقید ہو
تو ایک دن ایک عورت کہانا لیکر زندان مین آئی اور ظرف طعام کو حضرت زینب کے سامنے رکھدیا
اون معظمہ نے فرمایا کہ اے عورت یہ ظرف طعام ہمارے سامنے سے اوٹھا لے ہم سادات ہین صدقہ
ہمپر حرام ہے یہ سنکر اوس عورت نے عرض کی کہ اے بی بی یہ صدقہ نہین ہے تم میرا واقعہ تو سن
مین یثرب کی رہنے والی ہون شریف زادی ہون کم سنی مین مجھے ایک عارضہ ایسا عارض ہوا
کہ اوس سے میرے مان باپ کو میری زندگی سے یاس ہو گئی ہر چند دوا کی مگر کچھ فائدہ نہوا۔
تب مجھے لیکر جناب رسول مقبول کی خدمت مین گئے اور حضرت سے میری کیفیت عرض کی اس اثنا مین
جناب امام حسین کہیلتے ہوئے اپنے نانا کے پاس تشریف لائے حضرت نے اون جناب سے فرمایا
کہ اے نور عین تم اس مریضہ کے بدن پر اپنا ہاتھ پہیر دو کہ اسکو خدا شفا عطا کرے یہ سنکر اون
جناب نے اپنا دست مبارک میرے بدن پر پہیر دیا بس فوراً مین اچہی ہو گئی گویا مین کبہی بیمار ہی
ہوئی تہی اے بیبیو جب سے میرا یہ معمول ہے کہ ہر ہفتہ مین دو روز مین کہانا پکاتی ہون اور اوس
کہانے کو نذر امام حسین علیہ السلام کرتی ہون اور اکثر میرا دستور یہ ہے کہ تلاش کرکے ڈہونڈھ ڈہونڈھ کے
فقرا اور اسیرا کو کہلاتی ہون اور اس سے مطلب میرا یہ ہے کہ خداوند عالم میرے آقا کو سلامت رکھے
آج یہ مین نے سنا کہ اس قید خانہ مین چند بیبیان اور بچے اسیر ہین کہ دو دو دن اونکو کہانا اور
پانی میسر نہین ہوتا اسلیے کہ مین آپکے لائی ہون کہ آپسے زیادہ محتاج کون ہوگا بس آپ اس کہانے کو
کہا لین اور میرے آقا کی سلامتی کے لیے دعا کرین کہ خدا میرے آقا کو میرے سر پر قائم رکہے۔ مومنین
جبکہ اوس مومنہ نے بحسرت تمام یہ بیان کیا اوسوقت تمام بیبیان اپنا سینہ اور سر پیٹ کر رونے لگین
... یہ دیکھ کر وہ مومنہ بھی رونے لگی اور چلائی کہ اے

سنو خدا کے واسطے جلد بیان کرو کیا میرے آقا سلامت نہین ہین حضرت زینب ؑ ضبط گریہ کرکے
فرمایا کہ اے مومنہ کیا پوچھتی ہو تو اے بی بی جسکی نذر کا یہ کہانا ہو وہ عشرۂ محرم کو کربلا مین تین دن
کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسپند قربانی کے ذبح ہوا ہم اوسی مظلوم کے اہلبیت ہین اے مومنہ
آجتک لاش اوسکی بے غسل وکفن زمین گرم پر پڑی ہو ایک بیٹا اوسکا جوان ہمشکل پیغمبر کا
سنان کہا کے جنت کو سدھارا اور ایک بیٹا چھ مہینہ کا گلے پر تیر کہا کر باپ کی آغوش مین شہید
ہوا اے مومنہ کہانتک تجھسے بیان کرون کس کس کا نام لون مردون مین فقط ایک سجاد باقی
ہین اور سب مارے گئے یہ سنکر اوس مومنہ نے ہاے آقا ہاے آقا کہکر اسقدر سینہ و سر اپنا پیٹا
کہ غش کہا کر زمین پر گر پڑی - سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس نوین مین حال وفات اور وصیتون اون معظمہ کا کہ جناب امیر علیہ السلام سے کین - ابیات

بنت رسول نالۂ زار از جگر زدی	زآہ جگر بخرمن گردون شرر زدی
بر بستر اوفتادہ و اندام کوفتہ	گاہی فغان ز پہلو و گاہ از کمر زدی
دیدی یتیمے خود و تنہا بے علی	دستے بدل نہادی و دستی بسر زدی
گہ با حسین ؑ گہ بحسن ہمفغان شدے	گاہی خروش از دل و گاہ از جگر زدی

منقول ہے کہ جناب سیدہ شب و روز اپنے پدر بزرگوار کے غم مین رویا کرتی تہین ایک روز سب
اہل مدینہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت ہم جناب سیدہ
کے شب و روز کے رونے سے نہایت پریشان ہین لہذا آپ ہماری جانب سے اون مخدومہ کی
خدمت مین عرض کرین کہ یا شب کو رویا کرین یا دن کو پس اون جناب نے پیام اہل مدینہ
جناب فاطمہ کی خدمت مین بیان کیا جناب سیدہ ؑ نے رو کر فرمایا کہ یا ابو الحسن تم اہل مدینہ کو
میری جانب سے کہو کہ تم کیون میرے رونے سے بیزار ہو مین چند روز اور تمہاری مہمان ہون

حضرت یہ سنکر بہت روئی اور فرمایا کہ اسے فاطمہ تم شب کو اپنے پدر بزرگوار کی قبر مطہر پر جا کر رویا کرو
جب حضرت نے وہان جانے کی اجازت دی تو شب کو جناب سیدہ اوٹھین اور چاہا کہ اپنے پدر بزرگوار کی قبر اطہر پر جائین۔ موئین شدت ضعف سے گر پڑین یہ دیکھکر جناب امیر اون معظمہ کا ہاتھ تھام کر قبر رسول پر لیگئے اون جناب نے جب قبر اپنے باپ کی دیکھی اک آہ کھینچکر قبر پر گر پڑین اور یہ اشعار جگر سوز پڑھے۔

ماضر من قد شم تربۃ احمد	ان لا یشم مدّ الزمان غوالیا
صبّت علےّ مصائب لو انہا	صبّت علے الایام صرن لیالیا
تو ای از دیدہ پنہان در چہ کاری	خبر از ماندگان خود نداری
نماندہ طاقتم از ہجرت ای باب	دلم خون شد مرا دریاب دریاب

پس وہ مخدومہ یہ اشعار پڑھکر اسقدر روئین کہ غش آگیا جب ہوش مین آئین تو حضرت اون معظمہ کا ہاتھ تھام کر روتے ہوے بیت الشرف مین لائے۔ راوی کہتا ہے کہ حوالی قبر جناب حمزہ مین ایک درخت اراک کا تھا دن کو وہ جناب حسنین کو ہمراہ لیکر مدینہ سے باہر تشریف لیجاتی تھین اور اوسی درخت کے نیچے بیٹھ کر دن بھر روتی تھین اور قریب غروب وہان سے روتی ہوئی گھر کو تشریف لاتی تھین ایکدن یہ خبر قاطع الشجر دایم الخمر عمر علیہ اللعن کو ہوئی اوس شقی نے چند آدمی بھیجکر اوس درخت کو کٹوا ڈالا جب صبح کو وہ عندلیب بوستان رسالت یعنے جناب سیدہ مرضیہ حبیبۂ خدا جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا حسنین علیہم السلام کو ہمراہ لیکر حسب عادت وہان تشریف لیگئین تو دیکھا کہ اوس درخت کو بھی اشقیانے کاٹ ڈالا ہے وہ جناب دہوپ میں اوسیطرح آفتاب مین بیٹھی ہوئی رویا کین قریب نصف النہار کے جناب امیر علیہ السلام جو وہان تشریف لیگئے تو دیکھا کہ وہ معظمہ اوسیطرح آفتاب کی تمازت مین بیٹھی ہوئی اپنے باپ کی غم مین
[illegible] اور حسنین بھی سامنے بیٹھی ہوے اپنی مان کے ساتھ روتے ہین

اور ان کے چہرہ مبارک آفتاب کی طرح ہوتے ہین ... جناب بیتاب ہوتے اور
زار زار مانند ابر نوبہار کے رونے لگے آہ آہ مومنین کہان تھے جناب امیرؑ روز عاشورہ
جو دیکھتے حال اپنے نور عین جناب امام حسینؑ کا کہ تین دن کی بھوک اور پیاس مین بلکہ وتنہا
باچشم پرآب زیر آفتاب چھ لاکھ اشقیا کے مقابل مین کھڑے ہوی فرماتے تھے کہ اے قوم بیحیا
مین تمہارے نبی کا نواسہ ہون ایک جام پانی کا مجھے دو کہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوتا ہون
آہ آہ مومنین کیا بیرحم اور سنگدل تھے وہ لعین جواب مین اسکے اوحضرت پر تیرون کا مینھہ
برسلاتے تھے القصہ مومنین جناب امیرؑ نے جناب فاطمہ اور حسنین کو وہان سے اپنی ہمراہ لیا اور
دولتسرا کو لائے مومنین جناب سرور کائنات کی حالت سکرات مین جناب سیدہ نہایت محزون
اور ملول تھین حضرت نے جب اپنی اوس نورِ دیدہ کو بہت بیقرار دیکھا تو اپنی سینہ سے لگایا
اور کان مین اون معظمہ کے کچھ ارشاد کیا کہ وہ مخدرہ طاہرہ علین اوس رنج و ملال مین نہایت
مسرور ہوئین جناب امیر نے ایک دن سبب اوس خوشی کا کہ حالت رنج وغم مین ظاہر ہوی تھے
پوچھا اون معظمہ نے فرمایا کہ یا ابوالحسن جب میرے باپ نے مجھکو بہت بیقرار دیکھا تو مجھے سینہ سے
لگا کر فرمایا کہ اے فاطمہ تو غم نہ کھا کہ تو بہت جلد میرے پاس آئیگی یہ سبب تھا میری خوشی کا مومنین
مجھے یاد آگئے اس مقام پر بیقراری اور گریہ وزاری جناب سکینہ دختر چہار سالہ جناب سید الشہدا
مظلوم کربلا کے مومنین جسطرح سے کہ جناب فاطمہ کو اپنے پدر بزرگوار سے محبت تھی اسیطرح سے جناب
سکینہ کو مظلوم کربلا سے محبت تھی - راوی کہتا ہی کہ جب جناب سید الشہدا رخصت آخر کو خیمہ مین
تشریف لیگئے تو اپنی بہن سے فرمایا کہ اے زینب کہان ہو آؤ اور اپنی بھائی مظلوم کا آخری دیدار
دیکھ لو کہ اب حسین میدان سے پلٹ کر نہ آئیگا - مومنین جب حضرت نے یہ ارشاد فرمایا اہلبیت کے
رونے سے خیمہ مین ایک محشر برپا ہوگیا سب بیبیان حضرت کے گرد کھڑی ہوئی اپنی سینہ و سر پیٹ
پیٹ کر زار زار روتی تھین - الغرض مومنین جب حضرت سبکو ارشاد صبر فرما کر دروازہ خیمہ کیطرف

چلے او سوقت حضرت جناب سکینہ دوڑ کر اپنے مظلوم باپ کے دامن سے لپٹ گئین اسیطرح دامن قبا
نہ چھوڑتی تھی اور رو کر فرمایا کہ اے بابا سکینہ کو آپ کسپر تنہا چھوڑے چلے جاتے ہین اب تو نہ چچا عباس
ہین اور نہ بھائی علی اکبر ہین اے بابا اگر آپ بھی چلے جائینگے تو اشقیا ہمین لوٹ لینگے اگر آپ
جاتے ہین تو اس اپنی پیاری بیٹی کو ساتھ لیتے چلیے ای بابا سکینہ کو بے آپکے ایک دم قرار
نہ آئیگا سوا اسکے ای بابا جب رات ہوگی تو مین کسکے سینہ پر سوؤنگی مومنین مظلوم کربلا اوس نادان
کی باتو نپر بے اختیار روتی تھی آخر ضبط گریہ کر کے حضرت نے فرمایا کہ اے سکینہ صبر کرو اور اگر
آجکی شب ہم نہ آوین تو اپنے مان کے پاس سو رہنا اور تم گھبراؤ نہین ہم بہت جلد آکر تمکو اپنے
ساتھ لیجائینگے چنانچہ مومنین یہی وجہ تھی کہ بعد شہادت جناب امام حسین کے جب اشقیا اہلبیت
کو گرفتار کر کے کربلا سے شام کو لیگئے اور قید خانہ شام مین قید کیا تو حضرت سکینہ بار بار حضرت
زینب سے پوچھتی تھین کہ کیون پھوپھی امان میرے بابا کہان گئے کہ اب تک نہین آئے وہ تو مجھسے
چلتے وقت فرما گئے تھے کہ ای سکینہ تم گھبراؤ نہین ہم بہت جلد آکر تمکو اپنے ساتھ لیجائینگے۔ مومنین
اسیطرح وہ نادان شب روز اپنے باپ کو یاد کرتی تھی اور روتی تھی ایک دن وہ نادان اپنے باپ
کی یاد مین روتے روتے سو گئی پس تھوڑی دیر کے بعد جو آنکھ کھلی تو زمین پر مثل ماہی بے آب
کے تڑپنے لگی اور چلائی کہ اے امان ابھی بابا میرے آئے تھے اور مجھے اپنی آغوش مین لیے ہوئے
پیار کرتے تھے اب کہان چلے گئے مین اپنے باپ کو تمسے لونگی اور جو میرے باپ کو نہ بلا دوگی تو
مین اپنی جان دونگی یہ کہتی تھین اور زار زار روتی تھین جب حرم محترم نے یہ حکایت پر درد
سنی تو سبکی نظرون مین تصویر جناب امام حسین کی پھر گئی اور سبکو یقین اس بات کا ہوا کہ البتہ
مظلوم کربلا اپنی بیٹی کی تسکین اور تشفی کے لیے خواب مین تشریف لائے ہونگے پس مومنین حرم کو
تاب ضبط نہ رہی سب بیبیان اور بچے اسقدر سینہ و سر پیٹ کر روئے کہ قید خانہ مین اک قیامت
[illegible]

اور اپنے نوکرون مین سے کسیکو بھیجا کہ دیکھو یہ آواز رونے کی کہان سے آتی ہے اوسنے عرض کی کہ اہلبیت امام حسین علیہ السلام قیدخانہ مین روتی ہین پوچھا کہ سبب اسوقت رونے کا کیا ہے اوسنے کہا کہ ایک لڑکی چھوٹی امام حسین علیہ السلام کی قید ہے اوسنے ابھی خواب مین اپنے باپ کو دیکھا ہے اب جو اوسکی آنکھ کھُلی تو وہ اپنی مان سے روکر کہتی ہے کہ ابھی تو میرے باپ مجھے اپنی گود مین لیے ہوئے پیار کرتے تھے اب کہان چلے گئے تم میرے باپ کو بُلوادو ورنہ مین رو رو کر اپنی جان دونگی اوس بیحیانے کہا کہ سر امام حسین کا قیدخانہ مین لیجاؤ کہ وہ بچی اوس سر کو جو دیکھیگی تو اوسکو کچھ تسکین ہوگی پس سر امام حسین علیہ السلام کا ایک خوان مین رکھکر قیدخانہ مین بھیجا جب سکینہ نے اوس خوان کو کھولا اور نظر اوس نادان کے سر اطہر امام حسینؑ پر پڑی تو پوچھا کہ اے پھوپھی امان کیا میرے باپ قتل ہوے حضرت زینب نے کہا کہ ہان اے بیٹی باپ تمھارے قتل ہوے یہ سُنکر وہ معصومہ دوڑین اور خوان سے سر اپنے باپ کا اوٹھا کر سینہ سے لگایا اور مُنھ پر حضرت کے اپنا مُنھ رکھکر یہ بین کرنے لگین کہ اے بابا مین تو جانتی تھی کہ آپ سفر کو سدھارے ہین اسکی خبر نہ تھی کہ آپکو دشمنون نے قتل کیا اسیوجہ سے اعدا نے ہمکو بے یار و مددگار جان کر ننگے سر شہرون اور بازارون مین پھرایا اور شمر نے جب مین روئی تو مجھے تازیانے مارے ہاے ای بابا اب کون ہم بیکسون کی حمایت کو آئیگا اور اس قید سے چھوڑائیگا پس یونہین اسیطرح سے وہ نادان دیر تک اپنے باپ کے کٹے ہوے سر کے مُنھ پر مُنھ اپنا رکھے ہوے بین کرکے رویا کی بعد تھوڑی دیر کے چپ ہوگئی جب تھوڑی دیر اہلبیت نے سکینہ کی رونے کی آواز نہ سُنی سمجھے کہ اوس معصومہ نے اپنے باپ کے سر کو جو دیکھا تو کچھ تسکین ہوگئی جبکہ اور تھوڑی دیر کے بعد حضرت زینب نے بازو پکڑ کے ہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ بچی دنیا سے طرف جنت کی رحلت کر گئی یہ دیکھکر سب بیبیون نے اپنے سرون کے بال کھولدیے اور رو رو کر پیٹنا شروع کیا راوی کہتا ہے کہ مین نے تمام عمر مین اسطرح کا ماتم اور شور رونے کا نہ سنا تھا۔ مومنین ایک راوی

بیان کرتا ہے کہ جب محرم کے اوس نادان کا کرتا غسل کے لیے اوتارا تو تمام جسم مبارک
مین نیلے داغ پڑے ہوے تھے کسی نے پوچھا کہ اس بچی کو کیا عارضہ ہو گیا تھا کہ تمام جسم نیلا پڑ گیا
ہے جناب زینب نے یہ سنکر اپنا سر پیٹ لیا اور فرمایا کہ کوئی عارضہ نہ تھا یہ نادان جب اپنے باپ
یاد کر کے روتی تھی تو شمر بےحیا تازیانہ اس بچی کو مارتا تھا یہ تازیانون کے نشان ہین۔ القصہ
مومنین جناب فاطمہ اپنے باپ کے غم مین شب و روز رویا کرتی تھین ایک دن خواب مین اپنے
باپ کو دیکھا کہ حضرت بالاے سر بیٹھے ہوے فرماتے ہین کہ اے فاطمہ کیا حال ہے تیرا اے فاطمہ
دن مفارقت کے گذر گئے اب شب وصال آئی یعنی آج کی شب تو میرے پاس ہوگی
یہ سنکے وہ معظمہ نہایت مسرور ہوئین اور خواب سے آنکھ کھل گئی ~~

چو شد بیدار بخت کامیابش	رسول هاشمی آمد بخوابش
ببالینش پدر از مهر بنشست	ز رحمت نبض او بگرفت اندر دست
که ای بیمار هجر باب چونی	چو بخت خویشتن در خواب چونی
ز قید صحبت دنیا بپرهیز	پدر مشتاق روی تست برخیز
درینجا عشرت و ناز و نعیم است	درانجا کار با لطف کریم است
درین منزل که از دزدان خطر است	غم از ظلم ابو بکر و عمر نیست
تو روحی ای بقید غم گرفتار	قدم در عالم ارواح بگذار

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب وہ معظمہ خواب سے بیدار ہوئین تو تھوڑا
آرد خمیر کیا اور قدرے مٹی بھگوئی اور پانی لائین کہ اپنے فرزندون کے سر کو دہوئین اور کپڑے
بدل دین وہ معظمہ ان کامون مین مشغول تھین کہ مہر سپہر امامت یعنی جناب شاہ ولایت
باہر سے بیت الشرف مین تشریف لائے پس اوس دن جناب نے پوچھا کہ اے زہرۂ آسمان عصمت
و عفت کیا حال ہے تمہارا کہ آج میں خلاف عادت کسی کام مین تمھین مشغول دیکھتا ہون کیا

آج مزاج تمہارا بحال ہے اون معظمہ نے یہ سنکر فرمایا کہ یا ابوالحسن آج شام تک مزاج میرا
بحال ہو جائیگا هذا فراق بيني و بينك یا علی فقط آج کے دن اور مین تمہاری مہمان ہون
شب کو اپنے باپ کی خدمت مین جاؤنگی لیس مین نے خیال کیا کہ آپ میرے ماتم مین مشغول
ہونگے لہذا مین نے آرد اسلیے خمیر کیا ہی کہ روٹیان پکاکر رکھدون کہ میرے فرزند یتیم بھوک
کی تکلیف نہ اوٹھائین بعد میرے کون اونکی کھانے کی فکر کریگا اور مٹی اسلیے بھگوئی ہے کہ
حسنین اور زینبؑ و کلثوم کے سر دہو کے گیسوؤن کو گوندھ دون کہ بعد میرے کون میری یتیمون
کی پرستاری کریگا۔ آہ آہ مومنین کیا صدمہ گذرا ہوگا روح جناب فاطمہ پر روز عاشورہ کہ
اونکی اولاد کو تین دن گذرے تھے کہ کھانا اور پانی میسر نہوا تھا اور اونکے پارۂ جگر مظلوم کربلا
کو اوسیطرح بالب تشنہ اور شکم گرسنہ مثل گوسپند کے ذبح کیا اور جن گیسوؤن کو جناب فاطمہ نے
اپنی وفات کے دن بہی دھویا وہ خاک اور خون مین آلودہ ہوے اور جناب زینب خاتون اور
ام کلثوم کا یہ حال تھا کہ اپنے عزیزون کے ماتم مین سرون پر خاک اوڑاتی تھین القصہ جناب
فاطمہ نے فرمایا کہ یا ابوالحسن چونکہ آج مین آپ سے رخصت ہوتی ہون لہذا چند وصیتین
مجھے آپ سے کرنا ہین امیدوار ہون کہ آپ اونھین سن لین اور بعد میری وفات کے آپ
اونکو عمل مین لاوین حضرت یہ سنکر بہت روئے اور فرمایا کہ بیان کرو اے فاطمہ وہ وصیتین کیا ہین
جناب سیدہ نے فرمایا کہ یا علی پہلی وصیت میری یہ ہی کہ جب مین دنیا سے طرف عالم بقا
کے رحلت کرون تو میرے مرنے کی خبر مردون مین سوا حسنین اور عبداللہ بن عباس اور
سلمان اور ابا ذر اور مقداد اور عمار اور حذیفہ کے اور عورتون مین ام سلمہ اور ام ایمن اور
فضہ کے سوا اور کسیکو نہو۔ اور دوسری وصیت میری یہ ہے کہ شب کو مجھے دفن کرنا تاکہ نامحرمون
کی نظر میرے جنازے پر نہ پڑے اور میرے دشمنون کو میرے جنازہ پر نگذرنے دینا اور نہ میری
روح پر ... ہوگا ... رکھنا ... وصیت وہ جناب ... کیسے ظلم اون ملاعنہ نے

اون کی [illegible] پھیلایا پہلو پر دروازہ گرایا [illegible] فدک کو غصب کیا [illegible] آخرش اوس
معظمہ نے فرمایا کہ تیسری وصیت میری یہ ہی کہ فلان مقام پر ایک شیشہ رکھا ہی اوسکو میرے کفن
مین رکھدینا کہ ایک روز میرے پدر بزرگوار نے فرمایا تھا کہ جو شخص نصف شب کو یاد خدا مین زخمہ
بکارے تو خدا عقاب مرگ کو اوسپر آسان کرتا ہے اوسدن سحر مین شب کو جو یاد خدا مین روتی
تھی اون آنسوؤن کو اوسمین رکھتی جاتی تھی اور ایک صحیفہ فلان مقام پر دھرا ہی اوسکو بھی
میرے کفن مین دھر دینا۔ مومنین بیان اوس صحیفہ کا یہ ہی کہ اون معظمہ کے عقد کے دن حضرت
رسول جناب فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نور دیدہ اور اے سرور سینہ میری
مین علی کے ساتھ تیرا عقد کرتا ہون اور سات سو درہم مہر قرار دیا ہی تو راضی ہے جناب سیدہ نے
فرمایا کہ اے بابا علی کے ساتھ عقد پر تو راضی ہون مگر اس مہر معین پر نہین راضی ہون حضرت نے
فرمایا کہ اگر چار نہرین دنیا کی کہ دجلہ اور جیحون اور نیل اور فرات ہی اور چار نہرین بہشت کی
کہ کوثر اور سلسبیل اور تسنیم اور چشمہ کافور ہی اگر یہ آٹھ نہرین تیرا مہر ہو تو راضی ہوگی اون معظمہ
نے اوسی سخن اول کا پھر اعادہ کیا اور فرمایا کہ اے بابا مین نے اکثر اون کو دیکھا ہی کہ آپ برہنہ سر اپنے
امت گنہگارون کی آمرزش خدا سے طلب فرمایا کرتے ہین بس مین اپنا مہر آپکی امت کی شفاعت
چاہتی ہون پس اوسوقت بحکم خدا صحیفہ لکھا گیا تھا اور اوسپر حضرت رسول اور جناب امیر د. ر
جبرئیل اور میکائیل اور دوسرے ملائکہ مقربین نے مہر کی تھی بطور گواہی کے افسوس ہی مومنین جو
معظمہ کہ اپنے باپ کی امت کی ایسی خیر خواہ ہوا وسکو اشقیاے امت یون ستائین کہ اوسکو درہ
مارین گھر کو جلائین اور اوسکے فرزندون کو شہید کرین اور بیٹیون کو اوس جناب کی مقید کرکے سر برہنہ
شہرون اور بازارون مین پھرائین پس جناب فاطمہ نے فرمایا کہ یا علی یہ صحیفہ میرے ہاتھ مین رکھدینا
کہ قیامت مین اسی مہر نامہ کے ذریعہ سے خداے کریم سے اپنے دوستون کی شفاعت خواہ ہونگی
اور جوتھی وصیت میری یہ ہی کہ مین جانتی ہون کہ آپکو ناگزیر ہی اس بات سے کہ آپ بعد میرے

کی بیٹی ہے اور میرے فرزندوں کو بہت دوست رکھتی ہے لیکن ایک شب اپنی زوجہ کے گھر مین
رہیگا اور ایک شب میری یتیموں کے پاس انکو تنہا چھوڑ دیگا کہ انکو اکیلے رہنے کی عادت نہین
ہے جناب امیر یہ سنکے زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ اے فاطمہ تم حسنین کیجانب سے خاطر جمع رکھو مین
کبھی انکو تنہا نہ چھوڑونگا۔ مومنین جناب فاطمہ کو کسقدر حسنین علیہم السلام کا خیال تھا۔ آہ آہ
کہان تھین جناب سیدہ اوسدن کہ جو دیکھتین حالی اپنے فرزند حسین کی تنہائی کا کہ فرزند تمہارا
بعد شہادت حضرت علی اکبر کے کبھی داہنی جانب نظر کرتے تھے اور فرماتے تھے اخی ابن اخی ابا
الفضل العباس یعنے کہان ہو اے بھائی عباس اسوقت حسین کی خبر نہین لیتے کہ بھائی تمہارا تنہا
ہزاروں دشمنوں کے مقابل کھڑا ہے اور کبھی بائین جانب دیکھکر فرماتے تھے کہ کہان ہو اے بیٹا
علی اکبر اسوقت اپنے مظلوم باپ کی مدد نہین کرتے اور کبھی بجانب انصار خطاب فرماتے تھے کہ کہان
ہو اے زہیر قین اور کہان ہو اے میرے لڑکپن کے دوست حبیب ابن مظاہر اسوقت اپنے آقا
کی خبر نہین لیتے۔ مومنین راوی لکھتا ہے کہ مین دیکھ رہا تھا کہ حضرت نے جب یہ استغاثہ کیا تو لاشہاے
شہدا زمین پر تڑپ رہی تھی۔ مومنین سنین آپنے وصیتین جناب فاطمہ کی۔ مگر قربان جان زار
کی مشکلہا اور تنہائی مظلوم کربلا پر وہ حضرت اوسوقت کس سے وصیت کرتے مردوں مین فقط
بیمار کربلا جناب امام زین العابدین تھے مگر وہ جناب شدت مرض سے غش مین پڑے ہوے تھے ناچار حضرت
نے اپنی بہن زینب سے دو وصیتین کین پہلی وصیت تو یہ کی کہ اے بہن زینب بعد میری شہادت کے
میرے یتیموں سے خبردار رہنا کہ انکی پرستار اب تمہین ہو خصوصاً میری سکینہ کے کہ یہ مجھسے بہت مانوس
ہے اور مجھکو بھی اس سے ایسی محبت ہے کہ مشتاق ہوتا ہون اسکا رونا میرے دل پر بس بعد میرے اسکی تم بہت
دلجوئی کرنا اور اسکو میرے غم مین رونے نہ دینا ورنہ اسکے رونے سے حسین کی روح پر صدمہ ہوگا۔ اے مومنین
دوسری وصیت اپنے آقا کی کیونکر بیان کرون جگر پھٹا جاتا ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ آپ بھی سن سکینگے

کو جانا تو میرے دوستون سے کہنا کہ حسین نے تم سب کی شفاعت کے لیے تین دن کی بھوک اور پیاس مین اپنا سوکھا گلا کٹایا پس مقتضاے محبت یہ ہی کہ جب تم آب سرد پینا تو حسین کی پیاس یاد کرنا۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دسوین مین بیان احوال وفات اور دفن جناب سیدہ طاہرہ۔ بیت

جان نہ نالم اے فلک باچشم پرنم آہ آہ	سیر دو بیت پیمبر ہم زعالم آہ آہ

مومنین جب وقت سکرات جناب سیدہ کا قریب پہونچا تو جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ یا ابو الحسن ایک وصیت میری اور باقی ہے اوسکو بھی سن لیجیے حضرت نے فرمایا کہ بیان کرو ای فاطمہ کہ وہ وصیت کیا ہی جناب سیدہ نے فرمایا کہ یا علی اگر مجھسے کوئی خطا ہوئی ہو اوسے بحل کرو

گفتش کہ یا علی بکن از خود بحل مرا	گفت ای انیس دل بکن از خود بحل مرا
گفتا مرا بحل کن ای زدیدہ پاس	گفتا چہ کار بے تو بان آب وگل مرا
گفتا مرا ازدل ببر و یاد کن ز من	گفتا بلے اگر برود یا تو دل مرا
گفتا کہ متصل بقیامت شد این فراق	گفتا قیامت غم متصل مرا

غرض مومنین جناب امیر نے جب فاطمہ کی یہ وصیت سنی تو بہت روئے اور فرمایا کہ ای فاطمہ واللہ تم خطا سے پاک ہو بلکہ تم مجھے بحل کرو کہ جس روز سے کہ تم میرے گھر مین آئین ایک دم بھی راحت نہ پائی فاقے کیے چکی پیسی دکھ سہے مگر کبھی تم شکوہ لب پر نہ لائین۔ جوہری

بخانۂ علی از غم دمی نیاسودے	کہ در دورنج انیس تو بود نا بودے
نشد کہ یکنفس از غصہ گریہ سر نکنی	شبے نبود کہ دست آس تا سحر نکنی
گواہ تست بزحمت کشیدن بسیار	تن ضعیف ورخ زرد و دست ابلہ دار
چو میروی بجنان ای شفیعۂ محشر	بشکوہ لب نکشائی بنزد پیمبر

... کہ یہ رونے کا وقت ہے ... جناب رسولؐ سے کہنا کو میرے لئے ہین ساری ...
کو بھی یاد رکھنا - مومنین جناب امیر اور جناب سیدہ میں یہ باتین ہو رہی ہین کہ حسنین علیہم السلام
باہر سے تشریف لائے مومنین چونکہ حسنینؑ کا ملول ہونا جناب سیدہ کو گوارہ نہ تھا حضرت نے
فرمایا کہ یا ابو الحسن انکو اسوقت انکی جد کے روضہ پر بھیجدیجیے تاکہ میرا حال نہ دیکھکر یہ بیتاب
ہون حضرت نے یہ سنکر حسنینؑ سے فرمایا کہ اے نور دیدہ میرے تمھاری مان بیمار ہین اور
اسوقت بہت بیچین ہین تم دونو بھائی اپنے نانا کی قبر پر جاؤ اور اپنی مان کے لیے دعا کرو یہ
سنکر وہ دونون صاحبزادے اپنے نانا کی قبر پر تشریف لیگئے اور بسرعت وہان سے واپس آئے
جب آواز حسنین کی حضرتؑ نے سنی اوٹھ کے در حجرہ کھولدیا اور فرمایا کہ اے پیارو مین نے تمکو
تمھارے نانا کی قبر پر بھیجا تھا تم نہین گئے حضرات حسنین رونے لگے اور اپنے پدر بزرگوار سے
عرض کی کہ اے بابا ہم جب نانا کی قبر پر گئے تو ہمارے کان مین آواز آئی کہ حضرت خلیل نے
کہا کہ تیمان زہرا آتی ہین اور شفیعان قیامت اور نانا کی آواز سنی کہ فرماتے ہین کہ اے
پیارو جلد مکان پر جاؤ اور اپنی مان کو رخصت کرو کہ تمھاری مان کا دنیا سے سفر ہے ۔

کاکنون برید بادل ریش	از بهر وداع مادر خویش
دارید اگر وصال امید	جهدی که غروب کرد خورشید
مارا که سرشک بر زمین است	بیمادری ای پدر یقین است

پس وہ دونون صاحبزادے اپنے پدر بزرگوار سے یہ کہکر روتے ہوے اپنی مان کے سرہانے
آگئے اور دونون صاحبزادون نے ایک نعرہ جان سوز جگر سے کھینچا جناب فاطمہ نے دونون
اپنے پارہاے جگر کو سینہ سے لگایا اور اپنی دونون بیٹیون زینب اور کلثوم کو بھی پاس اپنے
طلب کیا جب وہ دونون مخدرہ طاہرہ آئین تو جناب سیدہ نے بنگاہ حسرت حضرت زینبؑ کیطرف
دیکھا اور آہ سوزناک جگر سے کھینچی اور زینبؑ کو بھی اپنے آغوش مین جگہ دی اور فرمایا اے دختر

تم پر بدرہ ... اور ... جب ... سپیدہ ... میں جاتی ہوں کہ تو میرے یتیموں کی نگہداری
اور حسین مظلوم کے بچوں کی پرستار بن حسنین سے فرمایا کہ اے پیارو میں اپنی دونوں بیٹیوں کو
تمہارے سپرد کرتی ہوں تم میرے بعد انکی دلجوئی کرنا کیونکہ تم دونوں کے عزادار ہیں اور تمہارے
یتیموں کے پرستار۔ الحاصل جب جناب فاطمہ حسنین سے یہ کلام حسرت التیام فرما چکیں آواز
اذان کی مسجد سے بلند ہوئی حضرت حسنین کو ہمراہ لیکر طرف مسجد کے تشریف لیگئے اور یہاں
جناب فاطمہؑ نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا کہ وہ کافور چالیس درم جو جبرئیل میرے باپ کے
واسطے لائے تھے اور حضرتؐ نے اوس کافور کے چار حصہ کیے تھے ایک حصہ اپنے لیے اور ایک اپنے
ابن عم علی کے لیے اور ایک حصہ حسن کے لیے اور ایک حصہ میرے لیے وہ فلاں مقام پر رکھا ہے
اوسے لاکے میرے سرہانے رکھدے مومنین جب جبرئیل کافور جناب رسول کے پاس لائے اور
اوسکے چار حصے کیے یعنی ایک اپنے لیے اور ایک جناب فاطمہ کے اور ایک جناب امیر کے لیے اور ایک
جناب امام حسن کے لیے تو اوسوقت جناب امام حسینؑ بوجہ کم سنی کے اپنے نانا کے گلے سے لپٹ گئے
اور روکے فرمایا کہ اے نانا آپ نے اس کافور کے چار حصہ لگائے اور میرا حصہ نہیں لگایا کیا حسین
آپ کا اس کافور کے لائق نہیں ہے حضرت نے یہ سنکے اپنے سینہ سے لگایا اور گلوے مبارک کے
بوسے لیے اور بہت روئے اور فرمایا کہ اے حسین تجھکو جب اشقیاے امت شہید کرینگے تو اوسوقت
غسل تیرا تیرے خون سے ہوگا اور کافور تیرا خاک کربلا ہے یہ سنکے مظلوم کربلا نے عرض کی کہ
اے نانا کس خطا پر اشقیا مجھے قتل کرینگے حضرت نے فرمایا کہ اے پیارے خطا سے تو پاک ہے مگر
میری امت کی شفاعت تیرے شہید ہونے پر موقوف ہے جب مظلوم کربلا نے یہ سنا تو عرض کی
کہ آپ کیوں روتے ہیں یہ شہادت مجھے بدل منظور ہے۔ الغرض مومنین جب اسماء نے کافور لاکے
جناب فاطمہؑ کے سرہانے رکھدیا تو اون معظمہ نے فرمایا کہ اے اسما پانی لا جب پانی بھی اسماء نے
لاکے ... سے فرمایا کہ اب تو حجرہ سے باہر جا

تهوڑی دیر کے بعد مجھے آواز دینا اگر جواب دون تو خیر ورنہ میرے ابن عم کو خبر کرنا پس اسما کہتی ہین
کہ مین حجرہ سے باہر آئی اور بیرون در حجرہ بیٹھی سنا مین نے کہ وہ معظمہ درگاہ احدیت مین عرض کرتی تھین

الٰہی باعزاز ختم الرسل	بالشخص کامل بآن عقل کل
الٰہی بہ پہلوے مجروح من	بمظلومی طفل مذبوح من
بشبہاے ہجر حبیب اللہ	بمعصومی محسن بیگناہ
باشک روان حسین و حسن	بداغ دل زینب از ہجر من
باہ دل خستہ دردناک	بداغ جوانی کہ ہر دم بخاک
کہ در محشر ای قادر ذوالمنن	بہ بخشاے بر امت باپ من

یعنے خداوندا قسم دیتی ہون مین تجھکو بزرگی جناب رسالتمآب کی اور قسم دیتی ہون مین تجھکو
اپنے پہلوے شکستہ کی اور قسم دیتی ہون تجھکو اپنے اوس فرزند کی مظلومی کی کہ جو ظلم اعدا سے
میرے شکم مین شہید ہوا اور قسم دیتی ہون مین تجھکو اوس گریہ حسنین کے کہ جو میری مرنے کے بعد
وقوع مین آئیگی اور قسم دیتی ہون مین تجھکو اوس داغ دل زینب کی کہ جو میری جدائی سے ہوگا
اور قسم دیتی ہون مین تجھکو اوس داغ جوانی کی کہ جسکو زیر خاک اپنی ہمراہ لیے جاتی کہ محشر مین
میرے باپ کی امت کو بخشدینا بعد اسکے پہر مین نے آواز اون معظمہ کی نہ سنی مین نے آواز
دی جواب نہ پایا پہر مین نے آواز دی پہر کچھہ جواب اندر سے نہ آیا اسوقت مین بیتاب ہوکر
داخل حجرہ ہوئی تو دیکھا مین نے کہ طائر روح اونحضرت کا طرف آشیانہ قدس کے پرواز
کر گیا ہی پس یہ دیکھکر مین اپنی منھہ پر طمانچے مارنے لگی کہ ناگاہ حسنینؑ داخل حجرہ ہوئے پس مین
اونکے استقبال کو آگے بڑہی اون صاحبزادون نے مجھسے پوچھا کہ اے اسما ہماری ماں کا کیا
حال ہے مین نے عرض کی کہ ماں تمھاری سوگئی ہین اون صاحبزادون نے فرمایا کہ ای اسما
تو ... ... کہ ... ... کا ... ... ہم اسما ... کہتی ہون ... کہ جب میں نے ... مگر عرض کیا پس ...

شاہزادی سمجھی کہ ہم یتیم ہوگئے - ابیات

اشک خونین شاہد درد دل است	راز دل را گریہ سازد آشکار
پردہ دار درد دل بغیر از گریہ نیست	رازہا را فاشش سازد پردہ دار
گل دریدہ پیراہن از باد شمال	لالہ روید در چمن ز ابر بہار
خواست اسما قصہ را پنہان کند	راز دل را گر اشکش آشکار

اور بروایت کشف الغمہ اسما نے کہا کہ اے شاہزادو تمہارے مان نے دنیا سے رحلت فرمائی پس یہ سُنکے اون صاحبزادون نے اپنے چھوٹے چھوٹے عمامے سرون سے اوتار کر خاک پھینکدیے اور گریبانون کو پھاڑ کر اپنی مان کیطرف روتی ہوے دوڑے آہ آہ مومنین قاعدہ یہ تھا کہ جب دونون شاہزادے باہر سے حجرہ مین تشریف لاتے تھے تو جب امام حسن علیہ السلام داخل حجرہ ہو لیتے تھے تب اپنے بڑے بھائی کے پیچھے امام حسینؑ داخل ہوتے تھے بخیال خردی اور بزرگی کے مگر اسوقت مومنین جناب امام حسینؑ ایسا بیتاب اور بیقرار ہوے کہ جناب امام حسن کی بزرگی کا خیال نہ رہا اون جناب نے پیشتر دوڑ کر داخل حجرہ ہوے اور اپنی مانکا بازو پکڑکے ہلایا اور آواز دی جب مومنین اپنی مان سے کچھ جواب نہ سُنا پس دونون بھائی اپنی مان کی لاش سے لپٹ گئے اور ایسے نعرہ جان خراش جگر سے کھینچے کہ سُننے والون کے دل ہل گئے جناب امام حسن تلوؤن سے اپنی انکھین ملنے لگے اور جناب امام حسینؑ نے اپنے ہاتھ گردن مین ڈال کر کہا کہ اے امان آپکا پیارا حسینؑ ایا ہی کچھ باتین کرو آج کیا ہے کہ جو آپ اس اپنے خادم کو گلے سے نہین لگاتی ہین نہ میرے گلو کے بوسے لیتی ہین یا اماہ انا ابنک الحسین یعنی ای مادر بزرگوار مین آپکا پیارا بیٹا حسینؑ ہون خدا کے لیے کچھ تو جواب دو ای امان اب جو خاموش ہین میرا کلیجہ بیٹھا جاتا ہے اے امان جو کبھی مین کسی چیز کے لئے روتا تھا تو آپ بھی بیتاب ہوکر رو دیتے ... اور آج بیتاب ہوکر رو رہا ہون اور آپ سمجھاتا تو

ایک طرف منھہ سے بولتی بہی نہین اے امان کیا خادم سے کچھ خفا ہو اے امان اب میرا دم
گھٹ کے سینہ سے نکلا چاہتا ہی جلد مجھ سے کچھ جواب دو اور مجھے اپنے سینہ سے لگا لو اے امان
کیا ہمکو تنہا چھوڑ کر آپ بہی نانا کے پاس تشریف لیگئین آہ آہ اب یہ خادم کسکو امان کہکر پکاریگی
الحاصل آسمانے عرض کی کہ اے صاحبزادہ صبر کرو اور جا کے اس سانحہ جانگزا کی اپنے پدر بزرگوار
کو خبر دو پس یہ سُنکے دونون شاہزادے روتے ہوے طرف مسجد کے دوڑے جبکہ قریب مسجد کے
پہونچے اور اونکے رونے کی آواز مہاجر اور انصار کے گوش زد ہوئی بے اختیار طرف حسنینؑ کے
دوڑے اور قریب پہونچکر عرض کی کہ اے شاہزادو خدا آپکو ہرگز کبھی نہ رولائے اسوقت سبب
آپ کے رونے کا کیا ہی فرمایا کہ ہماری مان نے دنیا سے رحلت فرمائی پس مومنین جبکہ خبر جناب
امیر علیہ السلام کو معلوم ہوئی حضرت بیتاب ہوکر اوٹھے اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر
زمین پر بیٹھ گئے اسیطرح حضرت کئی مرتبہ اوٹھے اور پھر آہ سرد بھر کر بیٹھ گئے آخر ضبط و صبر
کر کے حسنین کو ہمراہ لیکر طرف بیت الشرف کے روانہ ہوے- مومنین جب داخل حجرہ ہوے تو
فریاد کی کہ اے دختر سید انبیا بعد رسولخدا کے تمکو دیکھکر قلب کو تسلّی ہوتی تہی اب کسکو دیکھکر
قلب کو تسلّی دونگا ایک طرف جناب زینبؑ خاتون اور ام کلثوم سر کہولے ہوے سر و سینہ پیٹکر
روتی تہین مومنین اوسوقت بیت الشرف مین شور نالہ و ماتم سے اک قیامت برپا تہی عرض
جناب امیر نے اون معظمہ کو غسل دیا ورقہ بن عبداللہ کہتی ہین کہ مین اوسوقت در بیت الشرف
پر کھڑا تھا جب حضرت جناب سیدہ کو غسل دیتے تھے ناگاہ حضرت نہایت بلند آواز سے رونے لگے
مین نے اپنے دلمین خیال کیا کہ جناب امیر سا صابر اور ایک عورت کے لیے یون بے اختیار ہوکر
روئے جب حضرت حجرے سے باہر تشریف لائینگے تو مین ضرور اس بات کو حضرت سے کہونگا پس
جب حضرت حجرہ سے باہر تشریف لائے مین نے عرض کی کہ یا حضرت کس چیز نے آپکو یون بے اختیار
ہوکر رولایا یا ابا الحسن آمن فقد الزہراءؑ آیا آپ مفارقت فاطمہ زہرا سے یون بے اختیار

[illegible]

جسمہا سبق دیتے اور رقہ رولایا میرے تئین اسوقت نشان تازیانون نے

کہ تھا بدن اون معصومہ کا مثل نیل کے اور اسے ورقہ ساتھ اسی بدن کبود اور بازو اور پہلو شکستہ

کے قیامت مین ملاقات کرینگے اپنے خدا سے مومنین ارث مادر دختر کو ملتی ہے چنانچہ جناب سیدہ

سے حضرت زینبؑ کو بھی ورثہ ملا یعنی آہ آہ راوی کہتا ہے کہ پشت مبارک جناب زینبؑ کی

تمام نیزون کی نوکون سے مجروح تھی اور ضربت تازیانون سے کبود الغرض مومنین فضہ

فرماتی ہین کہ جب جناب امیر حنوط اور کفن سے فارغ ہوے تو آواز دی کہ اے زینب اور

اے کلثوم اور اے حسن اور اے حسین آکے آخری دیدار اپنی مان کا دیکھ لو یہ سنتے جناب

زینب خاتون اور ام کلثوم سر اپنی پیٹتی ہوئی دوڑین اور اپنی مان کا روے انور دیکھکر زار

رونے لگین مگر آہ آہ مومنین کس زبان سے کہون جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب

حسنین بھی اپنی مان کی جسد مطہر سے لپٹ کر رونے لگے تو دیکھا مین نے کہ جسم اطہر جناب سیدہ

کو حرکت ہوئی اور دونون ہاتھ جناب فاطمہ کے دونون شاہزادون کی گردن مین حمائل ہوگئے

اور اون دونون اپنے پارہاے جگر کو سینہ سے لگا لیا اوسوقت ایک ہاتف نے آسمان سے

ندا دی کہ یا علی جلد حسنین کو میت فاطمہ سے جدا کرو کہ اسوقت تمام ملائکہ مقربین رو رہے ہین

پس مین نے کہا کہ اے فاطمہ نکال لو ہاتھون کو حسنین کی گردن سے کہ ملائکہ آسمان پر

رو رہے ہین پس وداع ہو چکین بیٹون سے اوسوقت میت سے آواز آئی کہ یا ابو الحسن صبری

نہین ہوتی ہے الغرض حضرت نے حسنین کو لاش جناب فاطمہ سے جدا کیا مومنین حسنین کو

جناب امیر نے جناب سیدہ کی لاش سے ساتھ تشفی اور تسلی کے جدا کیا مگر آہ آہ روز عاشورہ

جناب سکینہ جو وقت روانگی شام کے مقتل مین آئین اور اپنی باپ کی لاش سے لپٹ کر ہین

رونے لگین تو شمر بجلی نے لضرب تازیانہ اوس یتیم کو مظلوم کربلا کی لاش سے جدا کیا الی حصل

اور یہان در بیت الشرف پر سب اہل مدینہ اور سب انصار اور مہاجر اس خیال سے جمع تھے کہ اون معظمہ کے دفن کرنے مین شریک ہون اور جنازے کی مشایعت کرین ناگاہ حضرت نے اباذر غفاری سے فرمایا کہ تم اہل مدینہ سے جاکر کہو کہ ابھی جنازے کے نکالنے مین توقف ہی تم سب کبتک منتظر رہو گے لہذا اپنے گہرون کو جاؤ پس اباذر باہر آئے اور کہا ایہا الناس ابھی دفن فاطمہ مین بوجہ توقف ہی تم سب کب تک منتظر رہو گے یہ سُنکے سب اپنے اپنے مکانون کو چلے گئے جبکہ قریب پہر رات کے گذری اور اہل مدینہ سو گئے اوسوقت حضرت ہمراہ حسنینؑ اور اباذر اور مقداد اور سلمان فارسی اور عمار یاسر اور عقیل اور بریدہ اور دوسرے اصحاب باوفا کے جنازہ کو قبر مطہر جناب رسولخدا پر لائے مومنین قربان جان زائر کے غیرت جناب امیر پر۔ راوی کہتا ہی کہ جب حضرت جنازہ لیکر گہر سے باہر تشریف لائے تو جناب زینبؑ خاتون اور ام کلثوم بہی برقع منھ پر ڈالے اور موزے پہنے ہوے تشریف لائین تا اپنی مان کے جنازے کے ساتھ جائین اور دفن کرنے مین شریک ہون باوجود اسکے کہ شب تہی مگر اون پردگیان عزت اور توقیر کا گہر سے باہر نکلنا گوارہ نہوا آہ آہ مومنین کہان تھے جناب امیر روز عاشورہ کہ اونہین دونون معظمہ کو کوفیان بیحیا نے شانون رسی باندھکر سر برہنہ خیمہ سے ہجوم عام مین لائے اور شہرون اور بازارون مین تشہیر کیا اور تماشائیون سی کہتے تہی کہ یہ بیٹیان ہین علی مرتضی کی اور نواسیان ہین رسولخدا کی الغرض مومنین جب حضرت جنازے کو لیکر قبر اطہر جناب رسول پر پہونچے فرمایا کہ السلام علیک یا رسول اللہ بعد اوسکے ایک گوشے مین جنازے کو رکھکر مع اون ہمراہیون کے نماز میت ادا کی اور بعد ختم نماز درگاہ خدا مین عرض کی خداوندا اپنے پیمبر کی بیٹی کو بہی مجھسے جدا کیا اور مجھے اوس اپنی حبیبہ مرضیہ کے غم مین مبتلا او آنسو حضرت کے چشم مبارک سی جاری ہوے راوی کہتا ہی کہ مین نے دیکھا کہ جس مقام پر جنازہ دہرا تھا وہان سے بقدر طول ایک ایک میل کے چارون طرف زمین روشن ہو گئی اور ایک قطعہ

کفنانے کو زمین سے آواز بلند ہوئی کہ یا ابو تراب یہان لائیے جنازہ اون معظمہ کا کہ قبر اون
جناب کی مجھہ مین ہے جب حضرت نے یہ آواز سُنی اور اوسطرف نظر کی تو دیکھا کہ قبر تیار ہے
پس حضرت جنازے کو قریب قبر لیگیے اور جب حضرت قبر مین میت کو اوتارنے لگے اوسوقت ایک
ہاتھ قبر سے بلند ہوا اور اوس میت مقدس کو مثل جان شہیدین کے آغوش مین لیا پس جناب
ابو تراب نے زمین سے خطاب کیا کہ اے زمین مین اپنی اس امانت کو تیرے سپرد کرتا ہون اس
میری امانت سے خبردار رہنا کہ یہ دختر رسول ہے پس آواز آئی قبر سے کہ یا علی خاطر جمع رکھو کہ مین تمسے
زیادہ مہربان ہون اب تم مکان کو جاؤ مومنین بعض روایت سے ثابت ہی کہ وہ ہاتھ جو قبر اطہر سے
نکلا تھا وہ ہاتھ جناب رسولخدا کا تھا کہ اپنی بیٹی کو اپنی آغوش مین لیا اور وہ آواز بھی اونہین حضرت
کی تہی غرض حضرت نے جسد اطہر کو قبر مین اوتار کر قبر کو بند کیا اور قبر کو زمین سے برابر کر دیا تا کہ
نشان قبر معلوم نہو اور اطراف مین اوسکے سات قبرین اور بروایتی چالیس قبرین مثل اوسکے
بنا دین اور ایک حدیث مین ہی کہ قبل گرانے مٹی کے قبر اطہر خود برابر بند ہو گئی اسطرح پر کہ نشان
قبر نہ معلوم ہوتا تھا پس وہ جناب وہان سے روتے ہوے قبر اطہر جناب رسولخدا پر تشریف لائے
کیون مومنین سوائے قبر جناب سیدہ کے اور بھی کسی کی قبر سے ہاتھ میت کے لینے کو نکلا ہے
بلکہ چار ہاتھ نکلے مومنین وہ قبر مذبوح قفا کشتہ تیغ جفا جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کی ہے
تفصیل اس اجمال کی اسطرح پر ہی منقول ہے کہ جب کوفیان بیحیا اور شامیان پر دغا لاشہائے
شہدا کو اوسیطرح بے غسل و کفن صحرائے کربلا مین چھوڑ کر چلے گئے تو لاشین اون غریبون کی
بروایتے تین دن اور بروایت مشہور بین الجمہور چالیس روز اوسیطرح بے غسل اور کفن زمین گرم
پر پڑی رہین ایکدن چند یہودیون نے کہ اطراف کربلا مین کسی قریہ مین رہتے تھے اونہون نے آپسمین
کہا کہ نہین معلوم کہ یہ لاشین کن غریبون اور بے وارثون کی ہین کہ جنکو آجتک کسی نے دفن نکیا
اوسطرح زمین گرم پر پڑی رہتی ہین دن کو دہوپ پڑتی ہی اور رات کو شبنم ان لاشون کی غربت پر دل

ہمارا ٹکڑے ہوا جاتا ہی اور انکی بیکسی اور مظلومی دیکھکر بے اختیار رونا آتا ہی یہ تو اونکی لباس
پیدا ہی کہ قوم عرب سے ہین مگر یہ نہین معلوم کہ کس قبیلہ اور کس خاندان سے ہین چلو آج کسی شخص
انکا حال دریافت کرین یہ کہکر وہ سب صحراے کربلا مین آئے ایک بنی اسد کو دیکھا کہ وہ اپنی
کی حفاظت کر رہا ہے وہ سب اوسکے پاس گئے اور اوس سے پوچھا کہ کچھ تجھے معلوم ہی کہ یہ لاشین
کن غریبون کے ہین اور سردار کا انکے کیا نام تھا یہ سُنکر وہ بنی اسد رونے لگا اور کہا کہ اے یہودیو
کیا پوچھتے ہو حال ان لاشون کا اور نام انکے سردار کا کہ اوسکے بیان سے دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی
سب قوم عرب سے ہین اور اکثر انمین بنی فاطمہ ہین اور نام انکے سردار کا حسین تھا مومنین جب
اون یہودیون نے نام مظلوم کربلا کا سُنا کہا کہ وہ حسین کہ جو نواسہ محمد مصطفی کا ہی اور بیٹا علی
کا اوسنے کہا کہ ہان وہی حسین پھر یہودیون نے کہا ارے وہ حسین کہ جسکی مان فاطمہ بیٹی رسول
کی ہی اوسنے کہا کہ ہان وہی حسین پس وہ سب زار زار رونے لگے اور کہا کہ واے ہو اوپر تمہارے
تم کیسے مسلمان ہو کہ تمہارے نبی کے نواسے کی لاش چالیس دن کا زمانہ ہوا جاتا ہی کہ بے غسل
کفن زمین گرم پر پڑی ہے اور تمنے دفن نکیا کیا جواب دوگے اپنی نبی کو قیامت مین یہ کہکر
روتے ہوی اپنے گھرون کو گئے اور وہان سے بیلچے لیکر آئے اور کہا کہ ہم دفن کرینگے فرزند رسول
مومنین چند عورتین بنی اسد کی نہر پر پانی لینے آئی تھین جب اون عورتون نے دیکھا کہ یہودی فرزند
رسول کو دفن کیا چاہتے ہین پس اون عورتون نے پانی کی مشکین اوسی جگہ پر پھینکدین اور رو
ہوئی اپنے گھرون کو گئین اور مردون سے کہا کہ واے اوپر تمہارے کہ تمکو کچھ پاس اپنے نبی کا نہین
کیا جواب دوگے قیامت مین اونحضرت کو بڑی غیرت کا مقام ہی کہ ابھی ہمنے دیکھا کہ یہودی اونکی
کی لاش کو دفن کرنے آئے ہین خیر تم یزید سے ڈرتے ہو تو تم ہماری چادرین اوڑھکر گھرون مین بیٹھو
ہم جا کے اپنی بی بی فاطمہ کے لال کو دفن کرینگے اگر یزید ہمکو قتل کریگا بلا سے ہمکو اپنی جانین د
گوارا ہی مگر یہ ننگ نہین گوارا ہی کہ یہودی اوس امام مظلوم کو دفن کرین یہ کہکر اون عورتون نے

لاشون کو دفن کرینگے تب اون عورتون نے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہین ہمنے سنا ہی
کہ ہمارا آقا تین دن کا بھوکہا پیاسا ذبح ہوا تم لاشون کو دفن کرنا اور ہم مشکون مین پانی بہر کر
قبرون پر چھڑکین گے تاکہ ہم بہی داخل ثواب ہون غرض بنی اسد صحراے کربلا مین آے اور
اون بیبیون سے کہا کہ تم ہٹو ہم ابہی نبی کے نواسے کو دفن کرینگے اور ایک شخص کو کوفے کے
راستے کیطرف بٹھادیا کہ تو یہان بیٹھا ہوا دیکھا کر اگر کسیکو ادہر سے آتے ہوے دیکھنا تو ہمکو اطلاع
دینا یہ کہکر آپ مصروف سامان دفن مین ہوے کہ ناگاہ اوس شخص نے آواز دی کہ ایک شتر سوار
کوفے کیجانب سے آتا ہی پس وہ سب گڑھون مین پوشیدہ ہوے اور جب وہ سوار نزدیک آیا تو
دیکھا کہ اوس پر ایک بیمار نحیف وزار سوار ہی اور مثل ابر نوبہار کے رو کر یہ کہتا ہی کہ اے قوم بنی اسد
ایک ذرہ توقف کرو کہ یہ یتیم بہی اپنے باپ کے دفن کے لیے آتا ہی بنی اسد کہتے ہین کہ جب آسنے یہ
سُنا تو معلوم کیا کہ جناب امام زین العابدین اپنے پدر بزرگوار کو دفن کرنے آئے ہین پس ہم سب
گڑھون سے باہر آئے اور حضرت کے قدم مبارک آنکھون سے لگائے پس اون جناب نے فرمایا
کہ اے بنی اسد جلد چند قبرین تیار کرو بنی اسد نے عرض کی کہ یا مولا ہمنے متعدد قبرین کہود دی جائینگی
پس بیمار کربلا نے رو کر فرمایا کہ اچھا ایک گڑہا بڑا کہود دو اوسمین اور سب لاشین دفن کر دو اور ایک
قبر علاحدہ میرے پدر مظلوم کے لیے کہود دو پس جب گڈھا کُھد چکا حضرت نے فرمایا کہ اب لاشون کو جمع کرو
پس بنی اسد نے ایک ایک لاش کو لانا شروع کیا جس لاش کو بنی اسد لاتے تھے حضرت اوسپر سلام
کرتے تھے اور رو رو کر فرماتے تھے کہ رحمت خدا نازل ہو تمپر کہ تمنے میرے مظلوم باپ پر اپنی جان نثار
کی اور یہ فرماکے اوس گڑھے مین لٹا دیتے تھے راوی کہتا ہے کہ بنی اسد نے کہا کہ یا حضرت ایک
نوجوان کی لاش کے پاس کہ اوسکی سینہ پر برچھی کا زخم ہی سر کے بال بہت سے ٹوٹے ہوئے پڑے ہین

جبکہ غش سے افاقہ ہوا فرمایا کہ اے بنی اسد وہ لاش میرے بھائی نوجوان ہمشکل پیمبر علی اکبر کی ہی
اور وہ بال میری پھوپھی زینب کے سر کے ہین جب پھوپھی میری علی اکبر کی لاش پر پہونچین تو اسقدر
اپنا سر پیٹا کہ سب بال سر کے ٹوٹ کر گر پڑے الغرض اوس لاش کو بھی اوٹھا لائے اوسکو حضرت
نے علاحدہ رکھا اور اون لاشون کو دفن کر دیا بعد اوسکے حضرت نے فرمایا کہ لاشین تلاش کرو ایک
شخص نے عرض کی کہ ایک لاش دریا کے کنارے پڑی ہوئی ہی مگر اسقدر وہ لاش زخمون سے چور چور
ہے کہ اوسکا اوٹھانا دشوار ہی حضرت رونے لگے اور فرمایا کہ خدا بخشے وہ لاش میرے چچا عباس کی ہے
اوسکو وہین پر رہنے دو کہ میرے چچا نے وصیت کی تھی کہ مجھکو اسی مقام پر دفن کرنا پس پھر بنی اسد
گئے اور وہان سے پلٹ کر آئے اور عرض کی یا حضرت ایک لاش ایک نشیب مین زخمون سے چور چور قبلہ رو
منھ کے بھل پڑی ہی حضرت نے یہ سُنکر بے اختیار رو رو کر واابتاہ کے نعرے بلند کیے اور فرمایا کہ اوس
لاش کو تم رہنے دو اوسکو مین دفن کرونگا وہ لاش میرے باپ مظلوم کربلا کی ہے۔ یہ فرما کے حضرت
نے جا کر اپنے چچا کی لاش بھی دریا کے کنارے دفن کی اور وہان سے آکر ایک کلنگ لیکر ایک مقام پر
اپنے ہاتھ سے لگایا اور وہان پر ایک قبر تیار نمودار ہوئی اور اوسکے لوح پر کندہ تھا کہ ھذا قبر حسین بن علی
مومنین امام کو سوا امام کے اور کوئی دفن نہین کرتا اور قاعدہ دفن میت کا یہ ہی کہ ایک آدمی پائین
لاش ہوتا ہی اور ایک سرہانے اور ایک کمر میت پر سہارا دیتا اب حضرات انصاف کیجیے کہ تنہا امام
کربلا کیونکر اپنے مظلوم باپ کو دفن کرین آہ آہ حضرت قریب لاش مظلوم کربلا زمین پر بیٹھ گئے اور
لاش کو اوٹھا کر اوسکے سینہ کو اپنے سینہ سے لگایا اور دونون ہاتھون کو کمر لاش مین حلقہ کیا بعد اوسکے
کھڑے ہوے اور آہستہ آہستہ قریب قبر اطہر کے لائے آہ آہ مومنین راوی کہتا ہی کہ جب حضرت جھک کر
لاش کو قبر مین اوتارنے لگے اوسوقت دو ہاتھ بالین قبر سے بلند ہوے اور آواز آئی کہ اے زین العابدین
مجھکو دو لاش میرے پیارے نواسے کی اور دو ہاتھ پائین قبر سے بلند ہوے اور آواز آئی کہ اے
بیمار کربلا مجھے دو لاش میرے فرزند مظلوم کی کہ یہ مادر مغموم اپنی پارہ جگر کی لاش کو اپنے سینہ سے لگالے

بس بیمار کربلا نے اون ہاتھون کے سہارے سے قبر مین اوتارا اور قبر کو بند کیا۔ بیت

لکھا ہی کہ قبر پر دفن کے بعد	پانی چھڑکا تو خوب روئے سجاد

اور بائین قبر آنحضرت کے علی اکبر کی لاش دفن کی۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پہلی یا تذکرہ تیسرے کے بیان مین حال ولادت جناب امیرؑ کے

بنام خداوند بے مثل و فرد	کہ از خاک آدم پدیدار کرد
زخاک آورد سرو سیمین بری	نگارد ز گل نقش سہ پیکری
کہ خورشید ازان نقش گردد خجل	ازان سرو سرور وان پا بگل
ز مولود شاہی نمایم بیان	کز و شد پدیدار کون و مکان
نہ او را جہان جاے مولود بود	کہ او بود آدم کہ اینہم نبود
جہان آفرین را کمین بندہ است	ولے بندہ را آفرینندہ است
نہ پیدا شدہ نور پاکش ز خاک	کہ شد خاک پیدا ازان نور پاک

احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مین اور علی ایک نور سے ہون یعنی ایک نور کے دو ٹکڑے ہوئے ایک مطلع طلوع مہر نبوت کا ہوا اور دوسرا ماہ ولایت کا۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ یا علی کنت مع کل نبی سرا و کنت مع علانیۃ لکھا ہی نور پاک جناب ولایت مآب اول پیشانی حضرت آدم صفی اللہ مین لامع ہوا اور اسی نور کا باعث تھا کہ ملائکہ کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو اور بعد حضرت آدم کے حضرت شیث کی پیشانی مین لامع ہوا بعد اوسکے حضرت نوح کی پیشانی اوس نور سے منور ہوئی اور اوسی کے نور کے باعث سے کشتی نوح نے طوفان سے نجات پائی بعد اوسکے وہ نور حضرت خضر کا راہبر ہوا یعنی چشمہ آب حیوان پر پہونچایا اسیطرح سے نوبت نبوت حضرت خلیل اوس نور سے مشرف ہوئے اور اوسی نور کی برکت سے اونحضرت کی زبان پر آیہ انی وجہت وجہی زبان پر جاری ہوا اور اوسی نور نے اون جناب پر آتش کو گلزار بنایا یہانتک کہ

حضرت ابی طالب کو رسید اسد اللہ الغالب سے محسود شرفاے نزدیک و دور ہوئے اور جناب فاطمہ بنت
اسد کی مواصلت سے مسرور الغرض وہ زمانہ قریب آیا کہ دست خدا آستین اسد اللہی سے جلوہ گر ہوا
اور درخت بوستان ولایت بارور کتاب روضۃ الواعظین مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے
روایت ہے کہ یمن مین ایک مرد عابد تھا کہ اوسکو مثرم بن دغیب بن شیق کہتے تھے عبادت مین
معروف تھا اور زہد و ورع مین موصوف ایکسو نوے ۱۹۰ برس کی اوسکی عمر تھی اس عمر مین کبھی درگاہ
قاضی الحاجات سے اوسنے کوئی حاجت نہین طلب کی تھی ایکدن اوسنے درگاہ خدا مین عرض کی
کہ خداوندا تو مجھے اپنے دوستون مین کسی ایک دوست سے ملادے کہ اوسکے دیدار سے میرا دل مسرور ہو
اور آنکھون مین نور پس دعا اوسکی فوراً مستجاب ہوگئی یعنے اوسی زمانہ مین جناب ابو طالب کو سفر
یمن کا درپیش ہوا خدا نے اونجناب کو مثرم کے پاس بھیجا جب ابو طالب کو مثرم نے دیکھا تو پوچھا
کہ آپ کون ہین اون جناب نے کہا کہ مین ایک مرد اہل تہامہ سے ہون مثرم نے پھر پوچھا کہ کس
شعبہ سے ابو طالب نے فرمایا کہ شعبۂ عبد مناف سے پوچھا کہ کیا نام تمہارا ہے حضرت نے فرمایا کہ
ابو طالب جب مثرم نے نام و نسب اون جناب کا سنا اوٹھا اور ابو طالب کی پیشانی مبارک پر بوسہ
دیا اور کہا کہ شکر خدا کہ دنیا سے نہین گیا مین مگر یہ کہ اوسکے دوست کو دیکھا بعد اوسکے کہا کہ اے
ابو طالب خدا کی جانب سے ایک بشارت تمہارے واسطے رکھتا ہون مین کہ خدا کی طرف سے مجھے
الہام ہوا ہے حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ وہ بشارت کیا ہے مثرم نے کہا کہ اس سال مین آپکے
صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ اوسکی پیشانی کے نور سے جہان مطلع انوار ہوگا اور وہ مولود ولی
کردگار اور مقتداے ابرار اور وصی رسول مختار اور قاتل کفار اور قامع فجار و اشرار ہوگا ؎

آن پسر صاحب شمشیر دو دم خواہد شد	نخل ہر دشمنش از غصہ قلم خواہد شد
نوری از صلب تو تا عرش برین خواہد رفت	رایت قدر تو تا لوح و قلم خواہد شد
ای بسا مشرک مفسد کہ ز تیغ دو سرش	زین جہان مرحلہ پیماے عدم خواہد شد

شد از [illegible] منیر — برق سوزندہ شہاب حرم خواہد شد

پس ابو طالب نے فرمایا کہ نام اوس فرزند کا کیا ہی مثرم نے کہا کہ علی ابو طالبؑ نے فرمایا کہ بلا دلیل اور برہان کے تیرے قول کی راستی کیونکر مجہپر ظاہر ہو مثرم نے کہا کہ کیا چاہتے ہو ابو طالبؑ نے فرمایا کہ طعام بہشت راہب نے درگاہ خدا مین دعا کی اوسیوقت حکم خدا سے ایک طبق میوہ بہشت سے بہرا ہوا ابو طالب کے سامنے آیا کہ اوسمین رطب اور انار اور انگور تہے حضرت ابو طالبؑ نے انار اوٹھا لیے اور گہر کیطرف روانہ ہوے مومنین۔ مژدۂ ولادت دو مولود کا قبل ولادت کے بحکم خدا ماں باپ کو ملا مگر اسمین فرق یہ ہی ایک مولود کے مژدۂ ولادت سے ماں باپ خوش اور مسرور ہوے اور ایک کے مژدۂ ولادت سے محزون و رنجور ایک تو مژدۂ ولادت کہ راہب یمنی نے ابو طالب کو دیا کہ اوس سے وہ جناب فرحناک ہوے اور ایک مژدہ ولادت سید الشہدا مظلوم کربلا کا جبریل نے جناب رسولخدا اور علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کو دیا کہ اوس سے وہ حضرات رنجیدہ اور دردناک ہوے۔ الغرض جب جناب ابو طالب گہر کو تشریف لائے تو آپ نے اوس انار بہشتی کو نوش فرمایا پس حکم خدا سے اوسی روز پشت جناب ابو طالبؑ مین نطفہ قرار پایا اور جناب فاطمہ بنت اسد جناب اسد اللہ الغالب سے حاملہ ہوئین۔

ع

نہاد پایہ رحم چون امیر خیبر گیر — چو گل شگفتہ و جوان شد دوبارہ عالم پیر

ابو تراب ہنوز از رحم بفرش تراب — نکردہ میل تو زمین شد چو لجہ سیماب

زمین بخویش چنان از مہابتش لرزید — کہ چرخ گفت مگر صبح رستخیز دمید

صاحب رضۃ الاحباب کہتے ہین کہ جب جناب فاطمہ بنت اسد جناب شیر خدا سے حاملہ ہوئین تو زمین اوس شیر بیشۂ جدال و قتال اور مظہر جلال ایزد متعال کے مہابت لرزنے لگی اور چند روز تک زمین کی یہی کیفیت رہی اور کفار قریش پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اپنے بتون کو اوٹھا کر کوہ قبیس لیگئے [illegible] جب اون بتون کو کوہ پر رکھا تو اوس کوہ [illegible]

ایسا زلزلہ پیدا ہوا کہ حالانکہ وہ پہاڑ گر پڑے ہوگیا وہ سب سمجھے کہ زمین
گرے اوسی حالت مین جناب ابوطالب نے فرمایا کہ ای قوم آج کی شب خدا نے ایک اپنے بندے کو
پیدا کیا ہی کہ جبتک اوسکی ولایت کا اقرار نکروگے یہ زلزلہ موقوف نہوگا اون لوگون نے کہا کہ ای
ابوطالب جو کرنا چاہتے ہو وہ کرو ہم بھی مطیع ہین پس جناب ابوطالبؑ نے ہاتھ طرف آسمان کے
بلند کیے اور کہا کہ الٰہی وسیدی بالمحمدیۃ المحمودۃ وبالعلویۃ العالیہ وبالفاطمیۃ
البیضاء ان تفضلت علےٰ تہامۃ بالرأفۃ اے بارالٰہا اور اے مالک میرے تجھکو واسطہ محمد اور علی
اور فاطمہ کا دیتا ہون فضل کر تو اوپر تہامہ سات لطف وعنایت کے۔ پس اون جناب کی دعا
کی برکت سے زلزلہ موقوف ہوگیا اور زمین ساکت ہوئی جناب رسول نے فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا
کی کہ جسنے خلایق کو پیدا کیا کہ تمام عربون نے ان کلمات کو سُنا اور لکھ لیا اور عالم جاہلیت مین
جب کسی آفت اور بلا مین مبتلا ہوتے تھے تو اس دعا کو پڑھتے تھے اور دعا اونکی مستجاب ہوتی تھی
لیکن حقیقت معنی ان کلمات کو نہین جانتے تھے۔ الحاصل کتاب مشکوۃ الانوار مین مسطور ہے
کہ جب فاطمہ بنت اسد کے حمل کو چار مہینے گذرے تو روز بروز ایک نور تازہ حاصل ہوتا تھا اور
ہمیشہ وہ عجائبات اور علامات مشاہدہ فرماتی تھین کہ ڈر جاتی تھین اور اکثر اوقات کلام حمد
اور سخنان ہوشِ رُبا سنتی تھین۔ الغرض شب و روز وہ نور شکم مادر مین باتین کیا کرتا تھا اور
تسبیح اور تہلیل جناب باری ادا اور جناب فاطمہ بنت اسد اوس اپنے فرزند رازدان اسرار سے
رازہاے نہفتہ اور سخنان ناگفتہ سنا کرتی تھین یہانتک کہ ولادت جناب شیر خدا کی قریب ہوئی
اور اخبار معتبرہ سے مستفاد ہوتا ہی کہ تین بزرگوارون نے رحم مادر مین اپنی والدہ سے کلام کیے
ایک جناب علی ابن ابیطالبؑ نے اور دوسرے جناب فاطمہؑ نے کہ وہ جناب تنہائی مین اپنی
والدہ ماجدہ جناب خدیجہ سے کلام کیا کرتی تھین چنانچہ ایک دن جناب رسولخدا قریب حجرۂ جناب
خدیجہ کے جو تشریف لیگئے تو حضرت نے سُنا کہ جناب خدیجہ کسی سے باتین کر رہی ہین جب حضرت

قریب پہونچے تو پوچھا کہ اے خدیجہ تم کس سے باتین کرتی تہین اون معظمہ نے عرض کی کہ یہ بچہ جو میرے شکم مین ہے اور نیز اے جناب امام حسین نے سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ سے منقول کی کہ جناب امام حسین علیہ السلام دایم الذکر تھے جناب خاتون محشر فرماتے تہین کہ جب مین اپنے مصلاے عبادت پر بیٹھی تہی تو صداے تسبیح اور تقدیس اور تہلیل کی سنتی تھی۔

ز مقصد اگر دودم ای دوستان دلی دارم ز یکجہان شور و شین		بدارید معذورم ای شیعیان ز بار غم شاہ بیکس حسینؑ	

آہ آہ مومنین قربان جان زار کے اوس ساجد اور ذاکر پر کہ جسنے روز عاشورہ زیر خنجر بہی سجدہ ادا کیا اور دم ذبح بہی زبان پر تکبیر جاری رہی اور مومنین زبان بہی وہ زبان کہ جو تین دن سے پانی مین تر نہوئی تہی سبحان اللہ کیا شوق عبادت تھا مظلوم کربلا جناب سید الشہدا کو راوی کہتا ہی کہ نہم ماہ محرم کو جب کوفیان گمراہ اور شامیان روسیاہ بارادہ جنگ طرف خیام اہلبیت علیہم السلام کے بڑھے مظلوم کربلا نے یہ دیکھکر اپنے بھائی عباس کو اپنے پاس طلب کیا جب وہ جناب آئے تو حضرت نے فرمایا کہ اے بھائی عباس تم سوار ہو کر مقابل مین ان اشقیاء کے جاؤ اور انسے میری جانب سے کہو کہ حسینؑ تمسے ایک شب کی مہلت کا طلبگار ہی کہ آجکی شب اور اپنے پروردگا کی طاعت مین بسر کرے کہ یہ عبادت آخر ہے اور صبح کو یا بیعت یزید کی اختیار کرونگا یا تمسے لڑونگا پس جناب عباس حسب الارشاد اوس لشکر شقاوت اثر کے مقابل مین جاکر کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اے قوم حسین تمسے آجکی شب مہلت کا طلبگار ہی پس عمر سعد نے یہ سنکر شمر سے کہا کہ سنا تو نے پیام حسینؑ کا اب انہین تیری کیا رائے ہی اگر تیرے نزدیک مناسب ہو تو مہلت دی ورنہ تجھے اختیار ہی شمر ملعون نے کہا کہ مہلت دینا مناسب نہین ہی یہ سنکر عمر ابن حجاج نے کہا کہ اے عمر سعد واے ہو اوپر تیرے کہ اگر کوئی کافر ترک و دیلم سے بہی طلبگار مہلت

تو نہیں دیتا پس محمد ابن اشعث نے پکار کر کہا کہ اے آج کی شب مہلت دینے میں امام حسینؑ کو
کسیطرح کی حرج نہیں ہے اب مہلت دو اور صبح کو لڑلینا اسلیئے کہ حسینؑ فرزند رسولؐ ہیں کبھی
جناب بیعت یزید پر راضی نہونگے اگر کیفیت ہمکو بغیر لڑے ہوئے مفر نہیں ہے پس اوس شب کی مہلت
دی پس جناب امام حسین علیہ السلام نے وہ تمام شب یاد الٰہی میں بسر کی۔ مومنین کتاب
بحار الانوار میں جناب سید الساجدین سے منقول ہے کہ شب عاشور کو میرے پدر عالیمقدار
کیخدمت میں سوائے جون غلام ابا ذر غفاری کے کوئی حاضر نتھا اور وہ جناب ذوالفقار کو
صیقل فرماتے تھے اور مقام یاس اور تاسف میں مخاطب بفلک یہ کلمات ارشاد کرتے جاتے تھے
کہ ای فلک کجرفتار وای تجھپر کہ تیرے ظلم اور بیمروتی سے کیسے کیسے برگزیدہ خدا مصائب میں مبتلا
ہو کر اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے جاتے ہیں اور بعد اس کلام کے یہ شعر پڑہا کہ شعر

	انما الامر من الجلیل	وکل حی سالک سبیلی	

حضرت سجاد فرماتے ہیں کہ جب یہ کلمات میں نے سنے اور شعر کے مضمون سے مطلع ہوا تو میں بقدر
رویا کہ شدت گریہ سے میری آواز بند ہوگئی مگر میں نے ضبط کیا لیکن میری پھوپھی جناب زینب نے جب
یہ کلمات سنے تو اسقدر بے اختیار روتی ہوئی طرف اپنے بھائی کے چلیں کہ چادر اطہر زمین پر
لٹکتی جاتی تھی جب اپنے بھائی کے خیمہ میں پہونچیں تو فرمایا کہ ہائے ای بھائی کاش آج کے دن
یہ بہن آپکی زندہ نہوتی کہ آپکو ان مصیبتوں میں مبتلا نہ دیکھتی آہ آہ آج نانا رسول خدا زندہ ہیں
نہ بابا علی مرتضیٰ اور نہ اماں فاطمہ اور نہ بھائی حسن مجتبیٰ کہ آپکو اس مصیبت سے بچالیں جب حضرت
نے اپنی بہن کو نہایت بیتاب دیکھا تو رو کر فرمایا کہ اے بہن صبر کرو کہ تم صابرہ کی بیٹی ہو اور اے
بہن حسین اس امر میں مجبور ہے اور جو یہ امر میرے اختیار میں ہوتا تو کیوں میں اپنے تئیں اس
مصیبت میں ڈالتا۔ الغرض جب صبح ہوئی اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور وقت نماز ظہر کا پہونچا
[illegible] وقت نماز ظہر کا آگیا امیدوار ہوں

[illegible]

وقال یا ابا ثمامہ ذکرت الصلوٰۃ جعلک اللہ من المصلین نعم ھذا وقتھا

فاسئلھم ان یکفوا حتی نصلی یعنی حضرت نے سر جانب آسمان کے بلند کیا

اور فرمایا اے ابو ثمامہ واقعی اول وقت نماز ظہر ہے خدا تجھکو نمازگذاروں مین محسوب کرے کہ تو نے

ایسے وقت مصیبت مین یاد کی نماز اے ابو ثمامہ تم ان کفارون سے کہو کہ ہمین اسقدر مہلت دین

کہ ہم نماز پڑھ لین کہ یہ نماز آخر ہماری ہے ابو ثمامہ یہ سنکر اوس لشکر کفار کے سامنے گئے اور کہا

کہ اے لعینو تمسے فرزند رسول خدا اتنی دیر مہلت کا طالب ہے کہ وہ امام تشنہ کام نماز ظہر کو پڑھ لین

پس آہ آہ مومنین کس زبان سے عرض کرون یہ سنکر اودہر سے حصین بن نمیر لعین نے کہا کہ

اے ابو ثمامہ حسین سے کہو کہ عبث نماز پڑھتے ہو نماز تمھاری درگاہ خدا مین ہرگز قبول نہین ہے

مومنین منقول ہے کہ یہ سنکر حبیب ابن مظاہر کو غیض آگیا پس بآواز بلند کہا کہ او سگ ناپاک

خدا لعنت کرے تجہپر اور منہ کے بل آتش دوزخ مین تجھکو ڈالے کہ حسین فرزند رسول الثقلین

کی نماز قبول نہو اور تجھسے شراب خوار اور دشمن خدا کی نماز قبول ہو یہ کہکر اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا

اور قریب جاکر ایک نیزہ سینہ پر اوس ملعون کے ایسا مارا کہ اوسیوقت داخل جہنم ہوا پس جب

اون حضرت نے دیکھا کہ یہ ملعون کسیطرح مہلت نماز کی نہین دیتے اوسوقت زہیر ابن قین اور سعید

بن عبداللہ حنفی سے فرمایا کہ تم دونون سعادتمند میرے سامنے کھڑے ہو کہ مین نماز پڑھ لون پس

وہ دونون بزرگوار کمال بشاشت کے ساتھ حضرت کے سامنے کھڑے ہوے اور اپنے سینون کو اون

حضرت پر سپر کیا پس جب حضرت مشغول نماز ہوے تو اون بیحیاؤن نے تیر اون حضرت پر برسانا

شروع کیے اور نیزے مارنے لگے مومنین کیا وفادار وہ دونون بزرگوار تھے کہ راوی کہتا ہے کہ جو تیر

اور نیزے اون حضرت پر آتا تھا وہ دونون بزرگوار اوسکو اپنے سینہ پر لیتے تھے اور ایک تیر اور نیزہ

کو اون جناب تک نہ جانے دیا پس جب حضرت نماز سے فارغ ہوے اوسوقت سعید بن عبداللہ

زمین پر گر پڑے اور راہی جنت ہوئے مومنین راوی کہتا ہے کہ اوس سعادتمند کے ناف سے سینہ تک تیرہ تیر لگے تھے اور سوا تیرون کے نیزہ اور شمشیر کے زخم بیشمار تھے اور زہیر ابن قین کے بھی بدن پر زخمون کی انتہا نہ تھی وہ بھی اوسیوقت اپنے آقا پر نثار ہوئے اور بعض روایت سے ثابت ہے کہ زہیر ابن قین نے باوجود اون زخمون کے حضرت سے رخصت لیکر اون لعینون پر حملہ کیا اور بہت سے اشقیا کو دوزخ مین پہونچا کر داخل بہشت ہوئے آہ آہ مومنین حسین فرزند رسول نے ایسے وقت خوف و مصیبت مین نماز ادا کی اور وقت ذبح ہونے کے بھی سجدہ اپنے خالق کا نہ فراموش کیا اور رگ گردن کے کٹنے مین بھی تکبیر کہی بعد اوسکے شہادت کی کسی نے اوسکی لاش پر نماز نہ پڑہی اور اوسکے جسم اطہر کو کہ جسکو جناب رسولخدا اپنے سینہ سے لگایا کرتے تھے اور خون اور گوشت نے اوسکے اون حضرت کے خون اور گوشت سے نشو و نما پائے تھے اوسکو اوسیطرح بغیر غسل و کفن زمین گرم کربلا پر چھوڑ گئے۔ ہ

	بیا خامہ از نو سخن ساز کن		بمولود حیدر زبان باز کن	

جابر بن عبد اللہ انصاری نے جناب رسول سے روایت کی ہے کہ جب امیر مومنان کی ولادت کی شب آئی تو حکم خدا سے ملائکہ نے عرش کو زینت دی اور ستارون کی روشنی اوچند ہوئی اور قوم قریش نے امورات عجائب و غرائب مشاہدہ کیے اور حضرت ابوطالب مکہ کی گلیون مین پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایہا الناس اب تمام ہوئی بندون پر حجت خدا کی۔ اور قریش اون حضرت کے پاس آتے تھے اور اون عجائبات غریبہ کا جو کہ آسمان پر معائنہ کرتے تھے اوسکا استفسار کرتے تھے وہ حضرت فرماتے تھے کہ بشارت ہو تمھین کہ پیدا ہوا آج ولی خدا اور قاتل مشرکین اور قامع منافقین اور حامی دین اور ناصر مسلمین اور وصی رسول رب العالمین امام ہدا نجم علی مصباح دجی اور کتب امامیہ مین لکھا ہے کہ جب وقت وضع حمل قریب آیا اور درد ولادت شاہ ولایت شروع ہوا تو فاطمہ بنت اسد کے کان مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے فاطمہ جاؤ تم طرف خانہ خدا کی

که ای جان تو عرش جان آفرین — وزان عرش جای جهان آفرین
سوی خانهٔ پاک یزدان گرای — بروحانیان رہ‌ی یزدان نمای
زجان آفرین بر تو باد آفرید — که جان آفرین از تو آمد پدید

پس یہ آواز سنکر وہ معظمہ طرف بیت الحرم کے تشریف لیگئین اور شیخ صدوق نے یزید بن قعنب سے روایت کی ہے کہ یزید کہتاہے کہ مین ہمراہ عباس بن عبد المطلب مع ایک گروہ طرف مکہ کے خانہ کعبہ کے مقابل مین بیٹھا تھا کہ دیکھا ہمنے کہ فاطمہ بنت اسد کہ درد وضع حمل مین مبتلا تھین تشریف لائین اور مقابل مین دیوار کعبہ کے کھڑی ہوئین اور ہاتھون کو جانب آسمان کی بلند کرکے یہ دعا کی کہ خداوندا مین ایمان لائی ہون اوپر تیری وحدانیت اور معبودیت کے اور اوپر رسالت اوس پیمبر برحق کے کہ بھیجاہے تونے واسطے ہماری ہدایت کے اور تصدیق کی ہے مین نے تیری کتاب کے اقوال جد اپنے حضرت ابراہیم کے پس خداوندا قسم دیتی ہون مین تجھکو اوس بزرگوار کے حق کے جسنے بنا کیا اس تیرے گھر کو اور قسم دیتی ہون مین تجھکو حرمت اوس فرزند کی کہ جو میرے شکم مین ہے اور اوسکو میرا مونس کیا ہے تونے مجھکو میرے مقصد دل سے فائز کر۔ ع

یارب بگوشهٔ نظر التفات تو — یارب بحق ذات کثیر الصفات تو
یارب بحق این خلف ارجمند من — کاین یک لجه انیس دل دردمند من
طفلی که در رحم متکلم بما دراست — بیشک عزیز کردهٔ خلاق داور است
از فیض عام خویش بمقصد رسانیم — زین رنج وضع حمل اگر وارهانیم

یزید ابن قعنب اور عباس کہتے ہین کہ جب وہ معظمہ مناجات سے فارغ ہوئین تو دیکھا ہمنے کہ دفعتًا دیوار کعبہ کی شق ہوئی اور فاطمہ اوس شگاف کی راہ سے کعبہ مین داخل ہوئین اور وہ دیوار پھر برابر ہو گئی۔ ع

بخواست فاطمه از بهر زادنش جائے — نجاص خانهٔ خود داد جا در اجبار ...

ز بہر مدخل آن پیشوای قبل زمان	شگافت حضرت جبار کعبہ را دیوار
پس آن مطہرہ با احترام داخل شد	در آن مکان مقدس زہی شرافت و وقار
برون چو خواست کہ آید پس از چہارم روز	ندا شنفتہ کہ تا مش برو علی بگذار
فدای نام چنین زادہ بود جان تنم	چنین امام گزینید یا اولو الابصار

راوی کہتا ہے کہ جب جناب فاطمہ داخل کعبہ ہو چکیں تو ہم قریب کعبہ کے گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ شگاف دیوار کا برابر ہو گیا تھا پس ہم نے چاہا کہ دروازہ کھول کر اندر جائیں مگر کسی طرح سے دروازہ نہ کھلا۔ الغرض تین روز وہ معظمہ کعبہ کے اندر رہیں چوتھے روز پھر اوسی مقام پر دیوار شق ہوئی اور وہ معظمہ باہر تشریف لائیں جناب اسد اللہ کو ہاتھوں پر لیے ہوئے تھیں اور اور چہرۂ انور اوس جناب کا مانند مہر درخشان کے روشن تھا پس اون معظمہ نے فرمایا کہ حضرات خدا نے مجھکو برگزیدہ کیا درمیان خلائق کے اور بزرگی دی مجھے اوپر زنان گذشتہ کے یعنی مریم اور آسیا پر اگر آسیا نے فرعون کے گھر مین عبادت کی تو مین نے اپنے گھر مین اور مریم کے لیے اگر درخت خشک نے رطب تازہ دیے تو میرے لیے اس تین دن کے عرصہ مین بہشت سے طعام آیا

ملے ہمین شرف اور اب نشست در عالم	کہ چون علی پسرے داد در حریم حرم

سو شین بمصداق لترکبن طبقا عن طبق کے جیسا کہ امت ماضیہ مین اتفاق ہوا ویسا ہی اس امت مین بھی وقوع مین آیا پس جیسا کہ حوا نے کوہ مروہ سے کوہ صفا تک سیر کی اور حاجرہ نے مکہ سے منا تک اور مریم نے وقت ولادت حضرت عیسی کے بیت المقدس سے نینوا تک سیر کی اسی طرح زنان اور دختران سید انبیا کے لیے بھی یہ بات واقع ہوئی لیکن جناب خدیجہ نے تلاش [illegible] مین مکہ سے کوہ ابو قبیس اور جبل حرا تک سیر کی اور جناب فاطمہ بنت اسد نے وقت ولادت جناب شیر خدا کی اپنے گھر سے خانہ کعبہ تک سیر کی اور جناب فاطمہ زہرا نے سیر کی مدینہ سے کوہ احد تک جبکہ اپنے پدر بزرگوار کی شہادت کی خبر سنی اور اون معظمہ کی بیٹیون نے یعنی حضرت زینب

اور حضرت ام کلثوم نے سیر کی مدینہ منورہ و طیبہ تک اور مدینہ سے تا کربلا اور کربلا سے تا کوفہ اور کوفہ
سے تا شام مگر مومنین ان مین سے ہر ایک معظمہ کی سیر عبرتگاہ تھی یعنی حوا نے جو سیر کی تو اپنے شوہر
کے وصل سے مسرور ہوئین اور ہاجرہ نے اپنے فرزند اسمعیل کو صحیح سالم پایا وہان سے اپنے
فرزند کے ساتھ خوش و خرم مکان پر مراجعت کی اور جناب فاطمہ زہرا نے بھی اپنے پدر بزرگوار
رسول مختار کو زندہ پایا اون جناب کا بھی رنج و غم سہل بخوشی ہوا اور جناب مریم نے اپنے
سیر مین جناب عیسیٰ کا جمال مبارک دیکھا تو آنکھون مین نور آیا اور دل مسرور ہوا اور جناب
فاطمہ بنت اسد کا دل جمال اسد اللہی سے شاد ہوا مگر مومنین جناب زینب خاتون اور ام کلثوم
جب مدینہ سے طرف مکہ کے چلین تو اٹھارہ جوان ہاشمی کہ جنکا مثل اور نظیر روے زمین پر نہ تھا
راہ مین اونکے ناقون کے ہمراہ بصد شوکت و جاہ پردہ داری کرتے جاتے تھے یہانتک کہ وہ دونون
معظمہ داخل زمین کربلا ہوئین مگر آہ آہ مومنین کس زبان سے بیان کرون کہ جب وہ شہزادیان
روز عاشورہ کربلا سے شام کو روانہ ہوئین تو اوس سواری مین یہ شان تھی کہ سر برہنہ شانون مین
رسی بندہی ہوئی شتران بے کجاوہ پر سوار اور آگے اونٹون کے نیزون کی نوکون پر سر عزیزون کے
نمودار کبھی وا محمداہ کہکر روتی تھین اور کبھی وا حسیناہ کا شور مچاکر غش ہوتی تھین مومنین قبل اسکے
اہلبیت کی سواری کا یہ دستور تھا کہ جناب عباس پردہ داری مین مصروف ہوتے تھے اور جناب
علی اکبر ایک ایک بی بی کو اونٹ پر سوار کرتے تھے اور جناب قاسم اور عون و محمد کسی راہ گیر کو
اوسطرف آنے نہ دیتے تھے مگر مومنین جب حضرت زینب خاتون کے سوار ہونے کی باری آتی تھی
تو مظلوم کربلا خود بنفس نفیس کرسی سے اوٹھکر قریب ناقۂ زینب کے تشریف لاتے تھے اور اپنے
زانو پر پانؤن اون معظمہ کا رکھکر محمل مین سوار کرتے تھے مومنین جب وقت روانگی شام اشقیا
اونٹون کو قریب اہلبیت کے لائے اور چاہا کہ اون بردگیان عزت و توقیر کو سوار کرین پس حضرت
زینب [illegible]

باہر لاکر اونٹ پر سوار کیا جب سب بیبیاں سوار ہو چلیں تو حضرات جناب زینب نے ایک آہ
دل پُر درد کی کھینچی اور نظر یاس طرف مقتل کے دیکھا اور فرمایا کہ اے بیٹا علی اکبر واے قاسم کیا
خاک پر سوتے ہو اوٹھو کہ تمھاری پھوپھی سوار ہوتی ہے اوٹھکر پردہ داری کرو اور عباس سے کہو کہ
ان نامحرموں کو سامنے سے ہٹا دیں پھر مظلوم کربلا کی لاش سے روکر خطاب کیا کہ اے بھائی آج کیا
کہ اپنی بہن کو سوار کرنے کے لیے نہیں آتے اے بھائی یہ بہن آپکی صدقے جلد تشریف لائیے اور ناقے
پر سوار کیجیے اے بھائی یہ بہن آپکی ننگے سر ہجوم نامحرموں میں کھڑی ہے اوٹھکر اپنی قبا کا دامن مجھ پر
ڈالدو اے بھائی اگر آپ تشریف لاتے تو ایک مرتبہ یہ نامراد بہن پھر آپ کو ایک نظر دیکھ لیتی کہ
پھر نہیں معلوم کہ کب شام سے پلٹ کر آنا ہو الغرض سنیے جب طلوع ماہ سپہر امامت یعنی خبر
ولادت باسعادت بادشاہ ولایت آفتاب اوج رسالت کو ہوئی پس جناب رسالتمآب خانہ ابوطالب
میں تشریف لائے اور جناب امیر کو اپنی دامن پاک پر لٹا لیا پس جب نظر اوس جناب کی جمال
بے مثال رسول ذوالجلال پر پڑی متبسم ہو کر عرض کی کہ السلام علیک یا رسول اللہ ابیات

ای انکہ ز انبیا بحقیقت مقدمے	اسلام راستونی و دین راسلے
نانوشتہ خط مدرس درس حقیقتی	ناخواندہ علم از ہمہ خلق اعلمے
صورت نہ بستہ نور مصور نگشتہ جسم	نور مصوری و تو روح مجسمے
ہم صاحب نعیمی و ہم صاحب جحیم	ہم عالم کبیری و ہم اسم اعظمے
بے سایہ آفتاب وجودت رود بعرش	نامحرم است سایہ بہر جا تو محرمے
با او دست چہ نسبت و اولاد بو البشر	بہتر ز آدمی و ز اولاد آدمے
من ذرہ حقیر و تو تابندہ آفتاب	من بندہ ضعیف و تو سلطان اعظمے

بعد اوسکے حضرت امیر نے سورہ قد افلح المومنون کو پڑھنا شروع کیا جب وہ جناب اس
آیہ پر پہنچے الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون حضرت رسولؐ نے فرمایا

برادر زادی کی ولادت کی - اور حضرت نے اپنی زبان معجز بیان جناب امیر کے دہن مبارک مین دی پس بارہ
چشمہ حضرت کی زبان مبارک سے جاری ہوے اور جناب فاطمہ جب اور ہر سے واپس آئین تو دیکھا کہ روی
مبارک اون جناب کا مثل مہر درخشان کے روشن ہے پس حضرت کو دامن مبارک لیکر چاہا کہ مثل عادت
اور لڑکون کے قماط مین لپیٹین پس جب اوس جناب کو کپڑے مین لپیٹا پس اوس مشکلکشائی عالم نے
بقوت ید اللہی اوس قماط کو پھاڑ ڈالا یہ دیکھکر جناب فاطمہ کو حیرت ہوئی پھر دوسرے پارچہ مین لپیٹا اوسکو
بھی ید اللہ نے پھاڑ ڈالا - القصہ جب تین مرتبہ اور بروایتی چھہ مرتبہ بھی نوبت گذری تو سبکو کمال تعجب ہوا
پس اوسوقت اوس معجزنما نے اپنی مادر بزرگوار سے فرمایا کہ اے مادر مہربان آپ ان ہاتھون کو نہ باندہین
کہ یہ ہاتھ عقدہ کشاے عالم ہین - ابیات

یعنی از ید قدرت کبریا	نہ بندد کسے دست مشکلکشا
ہمہ عہد قالو بلیٰ از الست	بہ یزدان کہ یزدان باین دو بست
باین دست وارندۂ خوب و زشت	ز قدرت گل آب و آدم سرشت
ازین دست مشکلکشائے کنم	ازین دست کار خدائے کنم

مگر آہ آہ مومنین نہین معلوم کہ کیا حکمت اور مصلحت خدا اسمین تھی کہ اونہین ہاتھون مین اشقیانے
بعد وفات سرور کائنات رسی باندہی اور اونہین ہاتھون سے بیعت طلب ہوئی اور گلے مین رسیان
ڈالکر اوس شیر ذوالجلال کو طرف مسجد کے لیگئے - سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دوسری مین بیان حرب جمل کا اور غالب آنا غالب کل غالب جناب علی ابن ابی طالب ؑ کا گروہ مشرکین پر - بیت

ہرکہ درین بزم مقرب تر است	جام بلا بیشترش میدہند

جناب سید انبیا سرور کائنات کہ باعث ایجاد ممکنات تہے دست جفاے کفار قریش

نے کیا کیا ستایا وہ دروازہ کہ جو محیط وحی الٰہی تھا اوسکو ناریون نے آگ سے جلایا یا جملہ منافقین اوس جناب سے

آمادہ لقتال وجدال ہوے اول اتفاق محاربہ کا اوٓنحضرت کو اہل بصرہ سے ہوا مجمل اوس واقعہ کا یہ ہے

کہ جب عثمان بن عفان قتل ہوا تو اوسوقت اہل مدینہ اور جمیع اشراف اور اکابر بلاد اور امصار حضرت

کی خدمت مین حاضر ہوے اور حضرت سے بیعت کی اور ایک جماعت اہل صورت اور دنیا پرست نے بھی

اونکی متابعت کی۔ سہ

بہ بیعت ہمہ دست کردہ دراز	سوے دست دارندۂ کارساز
کجا دست اہرمنان مغاک	کند عہد با دست یزدان پاک
کجا دیو را عہد دست خداے	نہ او با خدا و نہ پیمان نماے
مگس را نہ تاب عہود عقاب	نہ خفاش پیمان گر آفتاب
نہ ابلیس جوید رہ مستقیم	کے اہرمن آید بعہد قدیم
ندارد ثبات و ندارد ثبوت	بحبل المتین نسخۂ عنکبوت
بہ بستند عہدی ولی سخت سست	کجا نادرستان و عہد درست

الغرض اوس روز اول جس شخص نے اوٓنحضرت سے بیعت کی طلحہ بن عبد اللہ تھا کہ ہاتھ اوسکا شل تھا

پس حبیب بن ذویب نے کہا کہ اول جس شخص نے بیعت کی وہ شل ہے پس یہ بیعت اتمام کو نہ پہونچیگی

اور روضۃ الاحباب مین مرقوم ہے کہ حضرت کو بھی اوسکے کہنے کا خیال ہوا الغرض بعد طلحہ کے جملہ انصار اور

مہاجر نے بیعت کی خلاصہ امر بیعت نے انتظام پایا مومنین طلحہ اور زبیر کو یہ خیال تھا کہ جسطرح عثمان اپنے

عزیزون کے ساتھ مراعات کرتا تھا حضرت امیر بھی اوسیطرح اپنے عزیزون اور دوستون سے سلوک کرینگے

اور وہ جناب جادۂ مستقیم سے عدول نہین فرماتے تھے اسوجہ سے یہ دونون ملعون مال مسلمین مین بیت المال سے اندازہ کی

نکرسکے اون جناب کے نزدیک یہ دونون بھی شل اور مسلمانون کے تھے یہ امر ان دونون شیطان طینون کو

ناگوار هوا پس حق سے روگردانی کرکے طرف باطل کے مائل هوے سبحان الله مومنین پاسی بریر بعد وفات جناب سرور کائنات کے تلوار کو غلاف سے کھینچکر کہا تھا کہ جب تک جناب امیر مسند خلافت پر جلوه افروز نهونگے یه تلوار غلاف مین نجایگی یا صاحب تلوار قتل هوا ور انجام کار اوسی تلوار کو اون جناب پر کھینچا الحاصل جب طلحه اور زبیر نے اون حضرت سے اپنا حصول مطلب غیر ممکن دیکھا تو اوس مسند آرائے خلافت سے روگردانی کرکے راه خلافت اختیار کے اور مکه معظمه مین جاکر عایشه دختر ابوبکر کی آمیزش کی چونکه وه شقیه ازلیه زمانه قدیم سے اپنی دلمین کینه اسد الٰهی سے رکھتے تھے اوسنے اوس شیطان کے اغواے اون جناب پر خروج کیا - ابیات

تفو بر تو اے گردش روزگار
سیه مر ترا باد لیل و نهار

ترا مهربانی همه بازِ تست
اگر سوے بازار از بر زنست

برزان نداری سر یاورے
همیشه بایشان کنی داورے

چه خوش گفت فردوسی پاک زاد
که رحمت بران تربت پاک باد

زن و اژدها هر دو در خاک به
سر هر دو بسته بفتراک به

الغرض طلحه اور زبیر نابکار همراه اوس ثمانی هنده جگرخوار کے مکه سے باهر آئے اور قتل عثمان کو دست آویز اپنے خروج بنا کر ایک جماعت کو اهل فساد سے اپنی همراه لیا اور طرف بصره کے روانه هوے چونکه اهل بصره بے بصیرت مین شهره ملک و دیار تھے اور علاوه بے بصیرتی کے نهایت سست عهد اور بدکردار تھا اور هاتھ اونکا دامن انسانیت سے کوتاه تھا اور احوال اونکا طغیان ضلالت سے تباه اون سیاه دلون نے اوس گروه نابکار کو اپنی بلد مین پناه دی پس عثمان بن حنیف کو که جناب امیر کی جانب سے والی بصره تھے گرفتار کرکے چاها قتل کرین عائشه مانع هوئی پس عثمان کی داڑھی کے بال اوکھاڑ کر بصره سے نکال دیا جب اونکی اس بے ادبی اور جسارت کی خبر شهسوار مضمار خلافت اور فروزان اختر برج امامت و ولایت ضرغام دین مبین بازوے زبردست جناب خیر المرسلین یعنی جناب امیر المومنین کو هوئی پس همراه

طرف بصرہ کے روانہ ہوئی پس جب جناب امیر المومنین قاتل مشرکین بالاتفاق حامیان دین کہ شمار میں
بیس ہزار سوار اور پیادے تھے وارد زمین خزینہ ہوئے کہ وہ زمین حوالی بصرہ سے تھی جب عایشہ شقیہ
کو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی تیس ہزار نامردان بصرہ وغیرہ کو لیکر مقابل میں شاہ لافتی شیر خدا بازوے
خیر الوریٰ کے آئے غرض جانبین سے صف آرائی ہونے لگی - ابیات

تو گفتی سپہرے شدان رزمگاہ	کہ سیارہ و ثابتش بد سپاہ
تو گفتی زمین شد بلند آسمان	وزان ہرچہ بد بر فلک شد عیان
ہلالش عیان گشتہ از ذو الفقار	بلند آفتابش شہ تاجدار
حسین و حسن گشتہ سعدین او	دو خصم بد اندیش نحسین او
ز ہر نیزہ محورے آشکار	فلک را یکے محور از ہزار
بگرد امیر عرب مہتران	چو بر گرد قطب فلک اختران
یکے اژدہے راس دشمن عجول	کہ باشد شود حامل راس غول
یکے تیر بیرون کشیدہ ز کیش	کہ گردد ہدف دشمن زشت کیش
عیان ہودج عایشہ بر جمل	چو پروین ز ثور و زحل از حمل
وزان عایشہ حیہ سان کردہ جا	چو بر ذات کرسی یکے اژدہا
ز یکجا نبش طلحہ بے ادب	بد انسان کہ کید از بر ذو ذنب
زبیر بد اختر ز دیگر طرف	چو نجمے کہ افتد بہ برج تلف
بر اطراف ایشان کلاب عرب	چو عقرب ہمہ نیش زن بی سبب

آہ آہ مومنین یاد آگئی مجھے اس مقام پر صف آرائی مظلوم کربلا جناب سید الشہدا کی راوی کہتا ہے
کہ روز عاشورہ جب عمر ابن سعد نے اپنے اور جنود نامسعود کی میدان میں صف بندی کی تو اوس وقت

[illegible] یادگار شاہ لافتی اور اے ثمر ور [illegible]
رسولخدا اودہر لشکر اشقیا مین صف بندی ہوگئی اب آپ بھی اپنی اس فوج ظفر موج کے میدان وغا
مین صف بندی کیجیے حضرت نے یہ سُنکے سر جھکالیا اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ اے عباس مجھے شرم
آتی ہے کہ مین اس جماعت قلیل کو اوس فوج کثیر کے مقابل مین لیجاؤن یہ سُنکر جناب عباس نے
عرض کی کہ قربان جاون اس غلام کے آپکی شرم پر اے مولا مقام شرم اونکے لیے ہی کہ اس ہماری
قلیل جماعت کے مقابلہ کے لیے اسقدر نامرد جمع ہوے ہین پس حضرت نے بھی اپنی اوس جماعت
قلیل کو مقابل مین اوس فوج کثیر کے صف آرا کیا مومنین یہ دیکھکر عمر سعد بدنہاد اپنے لشکر کے
آگے بڑھا اور ایک تیر کمان مین جوڑکر پکارا کہ اے ساکنان کوفہ و شام گواہ رہنا کہ پہلے جس
شقی نے لشکر امام تشنہ کام پر تیر مارنے مین سبقت کی وہ لعین عمر سعد بدنہاد ہی یہ کہکر اوس تیر کو
کمان سے رہا کیا مومنین راوی کہتا ہی کہ جب اوس لعین نے تیر جناب امام حسین کے لشکر پر مارا
پس اوس شقی کی بے ادبی کو دیکھکر دس ہزار کماندارون نے ایک مرتبہ اون تشنہ کامون پر
مینھ تیرون کا برسایا راوی کہتا ہی کہ اوسی بارش تیر سے بہت سے انصار امام حسین علیہ السلام طرف
کوثر کے روانہ ہوے اور بعض زخمی اور کئی تیر خیمہ اہل بیت علیہم السلام مین گرے اوسوقت جناب
فضہ کنیز جناب فاطمہ خیمہ سے باہر نکل آئین اور جناب عباس حق شناس کو آواز دی کہ ای علمدار
حسین یہ کیسا ظلم ہے کہ اشقیا خیمہ اہلبیت پر تیر برساتے ہین اب ہم ننھے ننھے بچون کو لیکر کہا جاوین
کئی تیر آکے صحن خیمہ مین گرے ہین حضرات قربان جان زائرے مظلوم کربلا کی غیرت پر جب حضرت
کی نظر فضہ پر پڑی بے اختیار وہ جناب طرف خیمہ کے دوڑی اور قریب جاکے فضہ سے فرمایا کہ تم کیون
خیمہ سے باہر آئین یہ فرماکر فضہ کو خیمہ کے اندر لیگئے مومنین جناب فضہ جب خیمہ سے باہر آئین تھین تو
باوجود اسکے کہ مونہ سے پاؤن مین پہنے برقع رخ پر ڈالے ہوے تھین مگر مومنین مظلوم کربلا کو اوپر
بھی فضہ کا خیمہ سے باہر آنا ناگوار ہوا آہ آہ مومنین کیا صدمہ گذرا ہوگا روح مظلوم کربلا پر کہ جب بعد

شہادت اون جناب سے [illegible] پردگیان حرم عصمت
ننھے ننھے بچون کو لیے ہوئے اوس ہجوم عام مین خیمہ سے باہر نکل آئے افسوس مومنین اوس ظلم ہی
اکتفا نکی اون بیوارثون کے سرون سے چادرین اوتارلین اوسوقت وہ سب بیبیان وا محمداہ وا
علیاہ کہکر زار زار روتی تہین اور کبہی واحسیناہ کے نعرے بلند کرکے سر اپنے پیٹتی تہین مگر کوئی اون
بیکسون کی فریاد نہ سنتا تہا القصہ مومنین جبکہ دونون جانب صف آرائی ہوچکی تو پہلے جو شخص کہ اصحاب
جناب امیر سے درجہ شہادت سے فائز ہوا وہ مسلم عجمی تھے۔ مورخین نے احوال مسلم عجم کا یون لکہا
کہ جب جناب امیر نے حذیفہ بن یمان کو حاکم مداین مقرر کرکے بہیجا تو حذیفہ نے مداین مین پہونچکر
سبکو جمع کیا اور آپ منبر پر گئے اور خطبہ طولانی پڑھا اور کہا کہ ایہا الناس اشہدو عباد واقروا
ان علیاً ولی اللّٰہ وخلیفۃ رسول اللّٰہ حقاً حقاً مومنین اوسوقت یہ مسلم عجم آخر صف
مین بیٹھے تھے کہڑے ہوئے اور کہا کہ اے حذیفہ تمہارے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر اور
عمر حق پر نہ تھے حذیفہ نے کہا کہ اے مسلم بیٹھ جاؤ اور چندے سکوت کرو پس مسلم خاموش ہوگئے مگر
جب حذیفہ منبر سے نیچے آئے تو پہر مسلم نے حذیفہ سے کہا اوسوقت حذیفہ کہڑے ہوگئے اور مسلم کا ہاتھ
پکڑکر اپنے ہمراہ لیگئے اور ایک گوشہ مین بیٹھ کر مسلم سے فضائل اور منقبت جناب امیر کے بدلایل آیات
وحدیث بیان کیئے اور مسلم کی شبہات کو دفع کیا اور حق مسلم پر ظاہر ہوا پس مسلم اوسیوقت بشوق
قدمبوس جناب امیر مداین سے روانہ ہوئے اثنائے راہ مین کہ وہ حضرت مع فوج بصرہ کو تشریف لیئے آتے
حضرت سے ملاقی ہوئے پس حضرت کے ہمراہ رکاب وارد خریبہ ہوئے اور جب صفین دونو جانب سے
آراستہ ہو مین اور حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ کون ہی تم مین سے کہ جو اس قران کو لیکر بمقابل لشکر
عائشہ جائے اور اوسکو پڑھکر ان ملاعنہ کو عذاب خدا سے ڈرائے اور اسوقت دونون طرف کے لشکر
کے نیزے اسقدر باہم ملے ہوئے تھے کہ عبور کرنا اس صف سے طرف اوس صف کی دشوار تھا سوا نیزون
لوگون پر سے زمین پر جانا ممکن نتھا کسی نے جواب نہ دیا مگر مسلم عجم سامنے آئے اور عرض کی کہ یا

... اور پہر دوبارہ جانب اصحاب
مخاطب ہوکر فرمایا کہ کون ہی تم مین کہ جو اس قرآن کو لیکر جاے اور اتمام حجت کو تمام کرے پہر کسی نے
جواب نہ دیا مگر مسلم حاضر ہوے اور اوسی کلام اول کا پہر اعادہ کیا حضرت نے آخر مرتبہ فرمایا کہ جو شخص
اس قرآن کو لیکر ان اشقیا کے سامنے جائیگا وہ مارا جائیگا اوس رضاجوئی الٰہی یعنے مسلم مجمع نے
عرض کی کہ اے آقا میرے ہزار جانین اگر پاؤن تو آپ پر فدا کرون مجہکو راہ خدا مین اپنا قتل ہونا
گوارا ہی پس حضرت امیر نے قبول کیا پس وہ جانباز قرآن کو لیکر سامنے اون کافرون کے گیا اور
آواز بلند سے کہا کہ اے اصحاب جمل یہ میرے ہاتھ مین قرآن ہی پس جو کہ اسمین لکہا ہی اوسکو مین
تمہارے اوپر ظاہر کرتا ہون آگاہ ہو کہ کس مقام پر قرآن مین ہی کہ علی کے ساتھ اور اوسکے اصحاب
کبار کے ساتھ لڑو یہ سنکے لشکر عائشہ مین ایک تہلکہ عظیم پیدا ہوا عنقریب تہا اگر مسلم اسیطرح سے
دو ایک کلام صدق التیام اور بیان کرین تو وہ جماعت متفرق ہو جاے پس عائشہ خائف ہوئی
اور پکاری کہ کوئی اسکو ساکت کرے پس طلحہ نے پہلوے عائشہ سے فریاد کی کہ ایہا الناس
یہ مرد مجمع تعلیم کیا ہوا علی ابن ابیطالب کا ہی اسکی باتون پر عمل نکرو پس ایک غلام عائشہ نے کمینگاہ
مین جاکر ایک تلوار مسلم کے دست راست پر ماری کہ اوس جان نثار حیدر کرار کا ہاتھ کٹ کے
زمین پر گرا اوس دلاور نے نہایت چالاکی سے مصحف کو بائین ہاتھ مین لیا اور مصحف کو بلند
کرکے پہر کلام اول کا اعادہ کیا اوس ناپاک بدسرشت نے دوسری تلوار اوس ہاتھ پر بہی ماری کہ
وہ بہی ہاتھ اوس شیر جرار کا کٹ گیا اوسوقت اوس دیندار نے اون دونون باقیماندہ ہاتہون سے
قرآن کو پکڑ کے اپنے سینہ سے لگا لیا اور اوسی کلمہ کو کہ جسکو دو مرتبہ کہا تہا پہر زبان صدق بیان
پر جاری کیا۔ مومنین پانچ خاصان خدا کے ہاتھ دست ظلم کفار سے کاٹے گئے اور ایک ضرب عمود کی
توڑے گئے مگر اون خداشناسون نے ہاتھ کو حمایت دین اور متابعت امام سے نہین کھینچا
اول جناب جعفر طیار ابن عم جناب احمد مختار کی جنگ موتہ مین کہ جب کفار نے اونکے دونون ہاتھون کو

جناب کو تیرباران کیا اور دوسرے مسلم عجم کہ جنکا اوپر ذکر ہو چکا اور تیسرے ہلال ابن نافع کی کربلا مین روز عاشورہ ضرب عمود سے توڑے گئے محقق مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ ہلال ابن نافع کی اوسی زمانہ مین شادی ہوئی تھی عروس بھی ہلال کے ہمراہ تھی جب روز عاشورہ ہلال نے عزم میدان کا کیا کہ اپنے سر کو فرزند رسول مختار پر نثار کرین تو اوس عروس نے ہلال کے آغوش مین اپنے ہاتھ ڈالدیے اور بعض راویون نے کہا ہی کہ کمر ہلال کی پکڑ لے اور کہا کہ اے جوان قصد میدان کا نکر اور مجھ عروس چندروزہ کو اپنی ماتم مین نہ رولاؤ اگر تمنے سر کٹایا تو پھر میرا کون ہی۔ مومنین کیا وفادار تھے انصار امام حسین علیہ السلام ہلال نے جب یہ کلام اوس عروس ناکام کا سنا اوس سے کہا کہ دور ہو مجھ سے اوے نادان کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین زبان سے تو اونکی غلامی کا اقرار کرون اور ایسے وقت مصیبت مین اپنی جان کو اوپر نہ نثار کرون علاوہ اسکے روز قیامت کو رسولخدا کو کیا جواب دونگا جب وہ حضرت مجھسے ارشاد فرماینگے کہ اے ہلال تو نے میرے نواسے سے اپنی جان عزیز کی جب مظلوم کربلا نے اون دونون کے یہ کلام سنے تو ہلال سے فرمایا کہ اے ہلال بہتر یہی ہے کہ تم دونون ایک دوسرے کی فراق مین مبتلا نہو ہلال نے عرض کی کہ یا مولا کیونکر ہو سکتا ہی کہ اس مصیبت مین آپکی یاوری سے ہاتھ کھینچون بروز قیامت کیا عذر ہوگا میرے لیے آپکے جد بزرگوار اور پدر نامدار سے یہ کہکر ہلال جانب میدان روانہ ہوے اور وہان پہونچکر بعد رجز خوانی کے اسّی نامردون کو واصل جہنم کیا اوس کوفیان بیحیا نے دغا سے عمود اوس دلیر کے دونون ہاتھون پر مارے کہ ہاتھ اوس جان نثار مظلوم کربلا کے ٹوٹ گئے جب اون نامردون نے دیکھا کہ دونون ہاتھ اوس دلاور کے جنگ سے بیکار ہوگئے پس اوس نیک نژاد کو پکڑ کے ابن سعد بدنہاد کے سامنے لیگئے اوس شقی ازلی نے حکم دیا کہ دونون لشکر کے درمیان مین لیجا کر ہلال کو قتل کرو پس وہ بیحیا ہلال کو واسطے قتل کے لیچلے پس اوس عاشق سید الشہدا نے شوق شہادت مین یہ کلمات زبان پر جاری کیے کہ جسکا مضمون ان

ان اشعار مین نظم ہی ۵

ہزار شکر کہ از دست کامیاب شدم	ہلال آمدہ امروز آفتاب شدم
عزیز مصر وفا گشتم و چو یوسف مصر	ز تاب گرمی شوقش بسینہ آب شدم
چو خاک پای کمیت حسین گردیدم	غبار گشتم و زیبندۂ رکاب شدم

الغرض اوس نامدار کو درمیان دونون لشکر کے لاکر قتل کیا اور دوسرے جس بزرگوار کے ہاتھ کربلا مین کاٹے گئے وہ علمدار مظلوم کربلا جناب عباس حق شناس ہین - راوی کہتا ہی کہ جب اشقیانے دست راست اون جناب کا تیغ ستم سے جدا کیا تو اوس شیر بیشۂ وغانے علم اور مشک آب کو دست چپ مین لیا اور فرمایا - بیت

واللہ ان قطعتم یمینی	انی احامی ابدا اھل دینی

یعنے قسم خدا کی اگر قطع کیا تمنے دست راست میرا پس بتحقیق حمایت کرونگا مین ہمیشہ اہل دین کی یہ فرماکر اوس ثانی جعفر طیار نے دست چپ سے اوس گروہ نابکار پر حملہ کیا اور اوس انبوہ کفار کو اپنی گرد سے پراگندہ کردیا ناگاہ حکیم بن طفیل لئیم نے کمینگاہ سے ایک تلوار دست چپ پر ماری کہ وہ ہاتھ بھی شانے سے جدا ہوگیا پس اوسوقت اوس سقاے اہلبیت نے مشک کے تسمے کو دانتون سے پکڑا اور ضرب رکاب پا سے اون لعینون کو اپنے قریب سے دور کرتے ہوے طرف خیمہ گاہ کے چلے جاتے تھے اور وہ شقی اوس شیر بیشۂ شجاعت پر حربے پر حربہ لگاتے تھے تمام بدن اوس جناب کا زخمون سے چور تھا - ۵

موجزن از ہر طرف دریای ثروت کارزار	آن نہنگ لجۂ دین داشت آہنگ کنار
از قضا چون ماند تنہا درمیان دشمنان	گفت عقل راست گویا آسمان کج مدار
ظلم بین یک جسم بی دستی و دشمن صد گروہ	جور بین یک مرغ بی بالی و صیادش ہزار

[illegible]

قبیلہ بنی تمیم مین سے ایک عمرو اوس جناب کے فرق پر مارا کہ وہ جناب بہشت برین کو رحلت پذیر ہوئے کہ

مومنین ان چار بزرگوارون کے کہ جنکا ذکر ہوا لڑائی مین ہاتھ کاٹے گئے مگر دو بزرگوارون کے ہاتھ

بغیر لڑائی کے کربلا مین دست ظلم کوفیون سے کاٹے گئے کہ جنکے غم مین آجتک حورین بہشت مین

سرون کو پیٹتی ہین اور مومنین سرون پر خاک اوڑاتے ہین اور بنی جان فرط غم سے دست بگریبان

ہین ایک تو اون دو بزرگوار سے عبد اللہ بن حسن ہین راوی کہتا ہے کہ جب مظلوم کربلا پشت

ذوالجناح سے زمین کربلا پر گرے اور اشقیا اون حضرت کو نیزون اور تلوارون سے زخمی کرنے لگے

اوسوقت حضرت عبد اللہ در خیمہ پر کھڑے تھے جب اپنے عم بزرگوار کا یہ حال مشاہدہ کیا پس بے اختیار

روتے ہوے دوڑے اہلبیت نے یہ دیکھکر اوس معصوم کو پکڑا اور کہا کہ اے فرزند کہان جاتے ہو

ایسا نہو کہ کوئی شقی تمکو قتل کرے وہ معصوم زمین پر گر کے تڑپنے لگا اور کہا مجھکو چھوڑ دو مین اپنے

چچا کو جا کر تلوارون سے بچاؤنگا غرض عبد اللہ اپنے تئین اہلبیت سے چھوڑا کر مقتل مین آئے اور اپنے

چچا سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ۔ ابیات

اے عم بزرگوار برخیز	اے خسرو و شہسوار برخیز
برخیز و حال ما خبر گیر	اطفال صغیرہ را ببر گیر
در خیمہ سکینہ با دو صد آہ	در راہ تو ماندہ چشم در راہ
نازل شدہ بہر ما بلائے	دستم چو نمیرسد بجائے
برخیز و عیال خویش دریاب	رو سوی سرا اوقات شتاب

جب اوس معصوم مظلوم کی آواز حضرت کے گوش مبارک مین گئی غش سے آنکھین کھل گئین

حضرت نے اوس معصوم کو اپنے سینہ مجروح سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے بیٹا یہ چچا نثار تم کیون خیمہ کے

باہر نکل آئے جلد خیمہ کو جاؤ ایسا نہو کہ کوئی شقی تمکو بھی قتل کرے اوس معصوم نے فرمایا کہ اے

عمو بزرگوار کیونکر مین آپکو ان اشقیا مین تنہا چھوڑ کر جاؤن اے چچا جب کوئی اشقیا آپکو تلوار

چچا کو بین اپنا سینہ سپر کر دیتا اور اپنے چچا کو بچاتا تھا وہ نادان ابھی اپنے چچا سے یہ باتین کر رہا تھا
کہ ایک بحر نے تلوار اوٹھا کر چاہا کہ حضرت پر وار کرے پس عبداللہ نے اپنے دونون ہاتھ بلند
کرکے فرمایا کہ اے شیخ مین یتیم ہون میری کمسنی پر رحم کر واسطے خدا کے میرے چچا کو نہ مار آہ آہ
مومنین اوس سنگدل کو مطلق اوس یتیم پر رحم نہ آیا اور تلوار مظلوم کربلا پر چلائی پس عبداللہ نے
اوس تلوار کو اپنے ہاتھون پر روکا آہ آہ مومنین دونون ہاتھ اوس معصوم کے کٹ گئے پس وہ معصوم
اپنے چچا کے سینہ پر گر کے تڑپنے لگا اور دوسرے ہاتھ مومنین جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کے
تھے کہ بعد شہادت کے گیارہوین شب کو محرم کی کاٹے گئے۔ راوی کہتا ہے ایک ازار بند جناب
مظلوم کربلا کے پائجامہ مین بیش قیمت تھا جمال ملعون نے چاہا کہ اوسکو پائجامہ سے نکال لے
پس جناب مظلوم کربلا نے باعجاز ایک دست مبارک اپنا اوپر رکھ لیا اوس شقی نے دونون
ہاتھون سے اوس ہاتھ کو پکڑ کے اوٹھایا مگر حضرت کے ہاتھ کو حرکت نہوئی تب وہ شقی وہان سے
اوٹھا اور میدان سے ایک ٹوٹی ہوئی تلوار ڈھونڈھ کر لایا آہ آہ مومنین جس ہاتھ کو کہ جناب
فاطمہ بعد شوق اپنی آنکھون پر رکھتی تھین اوسکو جمال ملعون نے کاٹ ڈالا اور قصد کیا کہ کمر بند
کو نکال لے مظلوم کربلا نے دوسرا ہاتھ اوپر رکھ لیا۔ آہ آہ مومنین خدا عذاب شدید نازل کرے
اوس ملعون پر کہ اوس ہاتھ کو بھی اوس شقی نے کاٹ ڈالا پس آہ آہ حضرات کس زبان سے عرض
کرون جبکہ جمال ملعون نے دونون ہاتھ فرزند زہرا کے کاٹ کے زمین پر پھینکدے اور ازار بند لینے کا
ارادہ کیا کہ تا حضرت کو برہنہ کر دے تو اوسوقت زمین لرزنے لگی اور آسمان کانپنے لگا اور ایک روایت
سے ہے کہ اوسوقت لاش جناب مظلوم کربلا کی منقلب ہوگئی القصہ مومنین جب مسلم عجم فائز بدرجہ
شہادت ہوئے تو حضرت نے اپنی ہمراہیون کو حکم دیا کہ چہار طرف سے اونپر حملہ کرو یہ سنکر اصحاب کبار
حیدر کرار نے اوس فوج نابکار پر چارون طرف سے حملہ کیا پس اکثر اون ملاعنہ سے طعمہ شمشیر آبدار ہوے

اوس دیندار کے نیزے اور تلوارین ماریں کو جناب امیر نے اوس کو

ہزارون کافرون کو بضرب شمشیر داخل نار کیا مگر قربان جان زائر کی سظلومی سظلوم کربلا پر کہ جب

روز عاشورہ کوفیان پر دغا اور شامیان بیحیا نے اونکے بھائی عباس کے ہاتھ لب دریا شانون

سے جدا کیے تو آہ آہ مومنین وہ جناب اوسوقت ایسے بیار و مددگار تھے کہ اپنے بھائی کے خون کا عوض

لینا کیسا اوس اپنے فدائی کی لاش کو بھی دفن نکر سکے بلکہ جب حضرت کو جناب عباس نے آواز

دی کہ یا ابا عبد اللہ ادرکنی یعنے ای آقا میرے اس غلام کی خبر لیجیے کہ یہ غلام آپ پر نثار ہوا

راوی کہتا ہی کہ جب اپنے اوس عاشق صادق کی یہ آواز حضرت نے سنی تو وہ جناب بیتاب ہو گئے

اور فرمایا الآن ان کسر ظہری یعنے اے بھائی عباس تیرے مرنے سے کمر حسین کی ٹوٹ گئی یہ فرماکر

حضرت طرف نہر کے روتے ہوے چلے تو اوسوقت وہ ملاعنہ حضرت کی سد راہ ہوی اور اون جناب

کو اونکے بھائی کی لاش پر جانے نہ دیتے تھے مگر اوس شیر حیدر کرار نے بضرب ذوالفقار اونکو

سامنے سی ہٹا دیا اور اپنے بھائی کی لاش پر تشریف لیگئے الغرض مومنین عبد اللہ سلمی کہتے ہین

کہ مین جنگ جمل مین حضرت امیر کی خدمت مین حاضر تھا مین نے دیکھا کہ جب وہ کفار سیدان سے

بھاگ گئے اور تسلط ہوا تو مادر مسلم عجم روتی ہوئین مسلم کی لاش پر آئین اور اوس مومنہ نے اپنے

فرزند کی لاش پر رو کر یہ اشعار پڑھے ؎

یارب ان مسلما اتاهم	یتلو کتاب الله لا یخشاهم
یامرهم بالامر من مولاهم	فخضبوا من دمه قناهم

یعنے ای پروردگار تحقیق کہ مسلم پڑھتا تھا کتاب خدا کو اوپران ملاعنہ کے اور نہین ڈرتا تھا اسنے

یعنی حکم کیا اوپر انکے بحکم مولا انکی کے پس رنگین کیا انہون نے اوسکی خون سی نیزون کو اپنے ؎

وامهم قائمة تراهم	تامرهم بالغی لا تنهاهم

یعنی مادر اوس گروہ ضلالت پژوہ کی عائشہ کھڑی تھی اور دیکھتی تھی اور اغوا کرتی تھی اونکو طرف

[illegible] حضرت [illegible] آپ نے کہ مسلم نے جو ہاتھ کاٹے لئے تو جناب
امیرؑ نے اون کفار سے اونکا عوض لیا اور اونکی لاش کو حضرت نے دفن کیا اور ماں مسلم کی لاش
مسلم پر روتی تہین مگر قربان جان زائر کے حضرت عباس کی مظلومی اور غربت پر کہ اوس کشتہ
راہ خدا کی لاش کو جناب مظلوم کربلا دفن بہی نکرنے پائے آہ آہ مومنین دفن کرنا تو ایک طرف
گنج شہیدان تک لانہ سکے اور حضرات مسلم کی ماں مسلم کی لاش پر روتی تہین مگر آہ آہ مومنین کہاں
تہین ام البنین کہ جو اپنے اوس پارۂ جگر کی لاش کو اپنے سینہ سے لگاتین اور اپنے اوس فرزند
نوجوان کی لاش پر روتین آہ آہ مومنین بہنین اور زوجہ اونکی جو کہ کربلا مین اوسوقت موجود
تہین وہ خوف اشقیا سے لاش تک جا نہ سکین اور بعد شہادت مظلوم کربلا کے جب لڑائی
کا خاتمہ ہوگیا تو اشقیا اون غریبون کو ننگے سر شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شام کو لے گئے

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس تیسری مین بیان بقیہ حرب جمل کا اور کیفیت بی عائشہ کے شکست کی۔ قصیدہ

سحر شد جیش ظلمت منہزم تا رایت بیضا — ازان بیدای ناپید اگران شد ناگہان پیدا
سیاہی شد نہان در باختر چون طائر عیسی — تجلی شد ز خاور جلوہ گر چون آتش موسی
نہ زین خورشید خور مقصد نہ زین آتش افق مقصد — کہ خاور شہر بند سروری نور حق بیضا
نہ زین ظلمت شود شب قصد بل ظلمات علم کفر و — شود موجود نور اللہ شمس الدین والدنیا
ولی حضرت داور وصی و نفس پیمبر را — امیر حیہ در حیدر علی عالے اعلا
شہے کز جنس آب و خاک نا پیداست ہمتایش — وگر باشد بود ممدوح سبحان الذی اسریٰ
بس از احمد کہ باہم ہر دو یک روح اند و دو قالب — بہ یکتائی کہ بے ہمتاست چون ہمتائے بے ہمتا

بقصد انہدام کافران و مشرکان رائیں	بمحفل چون برارد سر بمیدان چون سپارد پا
دران محفل کند شرک خفی آغاز مسکینے	دران میدان کند کفر جلی آواز امنّا
نکردی پایداری پای عزمش گر بملک دین	کجا ماندی بعالم پایۂ اسلام پا برجا

الحاصل جب مسلم عجم کو مشرکون نے قتل کیا اور جناب امیر کو یقین کامل ہوا کہ نصیحت ان جاہلون کو سودمند نہوگی اور انکی قطع گفتگو کے لیے سوای شمشیر اور تیر اور سنان کے تیغ زبان فائدہ نہ بخشیگی پس حضرت نے سواران میمنہ کو عمار یاسر کے سپرد کیا اور پیادگان میمنہ کو مالک اشتر کے اور سواران میسرہ کو قیس بن سعد ہمدانی کے اور عدی بن حاتم سے فرمایا کہ تو قلب پیادگان مین قیام کر اور علم فتح پرچم کو محمد بن حنفیہ کے مفوض کیا اور اوسطرف بی عائشہ زرہ در بر ایک ہودج بزرگ مین سوار ہوکر میدان کارزار مین آئین - مومنین جس شتر پر عائشہ سوار تھی اسکے حال مین روایتین بہت مختلف ہین مگر صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ علی بن منیۃ کو جب عثمان نے یمن کا حاکم مقرر کرکے بھیجا تو اوسنے سو اشرفی کو اسے خریدا تھا بعد مرنے عثمان کے علی بن منیۃ کل بیت المال لیکر وہان سے چلا آیا اور عائشہ کے رفاقت مین داخل ہوا جب روز جنگ جمل عائشہ کی سواری کے لیئے شتر تلاش کیا گیا تو مومنین راوی کہتا ہی کہ بی عائشہ ایسی قوی اور جسیم تہین کہ کوئی شتر اونکا بار نہ اوٹھا سکتا تھا اوسوقت علی بن منیۃ نے وہ اونٹ دیا اور نام اوسکا عسکر تھا جب وہ شتر سامنے آیا اور اوسکا نام سنا تو کہا کہ لیجاؤ اس شتر کو کہ مین ہرگز اسپر سوار نہونگی اسلیئے کہ جناب رسولؐ نے مجھے منع فرمایا تھا کہ تو شتر عسکر پر نہ سوار ہونا پس وہ لوگ اوس شتر کو لیگئے اور اوسکی ہیئت تبدیل کرکے لائے اور کہا کہ آپ اسپر سوار ہون پس اوس شتر عسکر پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آئین اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سی منقول ہے کہ اوسکو سات سو درہم کو مول لیا تھا اور وہ شتر عسکر قسم شیاطین سے تھا الغرض مومنین عائشہ نے میمنہ کو محمد پسر طلحہ بن عبد اللہ کے سپرد کیا اور میسرہ عبد اللہ بن زبیر کے اور قلب کو

[illegible]

کو زیب تن اطہر کیا اور ردا اودن حضرت کی دوش مبارک پر ڈالی اور بعد اوسکے زرہ مبارک پہنی

چو شیر خدا کرد در بر زره	خدا آفرین کرد و جبریل زه
عجب دارم از نور پاک خدای	که چون کرد در آهنین درع جای
عیان نور یزدان بدی از تنش	نهان ان تن اندر سیه جوشنش
زره بر تنش مینمودے ز دور	چو فانوس بلور بر شمع نور
و یا میغ پوشیده خورشید را	و یا ماه بگرفته در هاله جا
و یا سبز اوراق بر کوه طور	گرفته فرو نور رب غفور

پس شاہ مردان نے عمامۂ رسول خدا کو زیب سر کیا اور ذو الفقار برق بار کو زیب کمر۔ الغرض مسلح اور مکمل ہو کر دلدل پر سوار ہوئے ۔

بدلدل چو بنشست سالار دین	برو آفرین خواند جان آفرین
چگویم ز تیغش که از آسمان	به تکرار جبریل شد مدح خوان
بدی آتشے لیک بد کیش را	بدی برق لیکن بداندیش را

پس اوس شیر حیدر نے ساتھ اس کر و فر کے رخ طرف اوس سیاہ روسیاہ کے کیا پس اوس وقت عائشہ کی طرف سے عبد اللہ شیرزی نکلا اور کہا کہ ابو الحسن کہان ہین اے خدا بھیج تو ابو الحسن کو طرف میرے یہ کلام اوس بد انجام کا سنکر شیر بیشۂ شجاعت یعنی جناب شاہ ولایت خود بہ نفس نفیس طرف اوس ابلیس کے تشریف لائے ۔

علی ولی شاه دین بو تراب	بیامد بمیدان چو شیران غاب
ز بجر کفش ذو الفقار آشکار	چو رخشنده برقے ز ابر بهار
[illegible]	[illegible]

دیا عرش اعظم که تر وح الامین	[illegible]
دیا یک رحمان که از آسمان	فرود آمده بر زمین آن زمان
مرا هست باریکتر زین سخن	که نتوان بیان کرد در انجمن
روی دریا نه در آورد مے	که احوال یکی را دو بیند همی
مرا دیدهٔ عقل چون احول است	از آنم یکی گفتنش مشکل است

الحاصل امیر خیبر گیر مقابل اوس شریر کے آئے اور ایک ضرب ذو الفقار اوس ناجار کی گردن
پر لگائی کہ گردن اوس اہرمن کی کاٹکر بغل کے نیچے نکل آئے بس قریب اوسکی سر کے جا کر
کہ کیونکر پایا تو نے ابو الحسن کے تئین چونکہ قریب بیس پچیس برس کے زمانہ گذرا تھا کہ حضرت
نے ذو الفقار غلاف سے نہین کھینچی تھی لہذا وہ قوم جہول اونحضرت کی شجاعت کو بھول گئی تھی
یہ باعث تھا کہ وہ نامرد اون جناب سے مقابلے کا ارادہ کرتا تھا ورنہ کسیکو یہ جرأت نہ تھی کہ اوس
شیر بیشہ وغا شاہ لافتی کی نسبت ایسا کلمہ زبان پر لاتا۔ الغرض اوس دن ایسا ہنگامہ کارزار
گرم ہوا کہ آفتاب نے باوجود اس دوری کے کہ چرخ چہارم پر ہے اپنا رخ زمین کی جانب سے
اوسوقت عائشہ نے کعب بن سور بن کریز سے کہ قاضی بصرہ تھا اور وہ مہار اوسکی اونٹ کی
ہوے کھڑا تھا کہا کہ تو سپاہ علی ابن ابیطالبؑ کے مقابل مین جا اور کتاب خدا کو پڑھکر اون
ہدایت کر میری طرف سے یہ سنکر وہ شقی ازلی گیا جب نظر مالک اشتر کی اوس بدسیر پر پڑی بجائی
ایک تلوار اوس بد انجام کے دست راست پر ماری کہ وہ قطع ہو کر زمین پر گرا بعد اوسکے ایک
اور اوسکے سر نحس پر لگا کر داخل سقر کیا مومنین محقق مجلسیؒ جنے سمار عالم مین کہ ایک مجلد
بحار الانوار سی ہے غراب کی چند قسمین لکھیں ہین لیکن غراب البین کو لکھا ہی کہ یہ خبر نیک
پہونچاتا ہی چنانچہ کہا ہی کہ اگر دو مرتبہ بولے تو شر ہے اور جو تین آواز ین برابر بولے تو خیر ہی لکھا
کہ جب کعب بن سور بن کریز کے ہاتھ کو مالک اشتر نے قلم کیا اور وہ دست نحس اوسکا زمین پر گرا

[illegible] غراب آیا اور اوس ہاتھ کو لیکر طرف مدینہ کے پرواز کیا اور مدینہ مین ایک مقام پر
چند آدمی بیٹھے تھے اونکے درمیان مین اوس ہاتھ کو ڈالدیا وہ سب اوسکو دیکھکر کمال متعجب ہوئے
کہ یہ ہاتھ کسکا ہے کہ ایک شخص کی نگاہ اوس انگشتری پر پڑی کہ جو اوس دست بریدہ مین تھی جب
اوس انگشتری کو دیکھا تو اوسمین اوسکا نام کندہ تھا پس معلوم کیا کہ کعب بن سور بن کر بزرگ کہ
قاضی اور امام بصرہ تھا مارا گیا۔ مومنین دو اماموں کے قتل کی خبر دو غرابون نے مدینہ مین
پہونچائی ایک غراب نے تو امام ناحق بصرہ کی جیسا کہ مومنین نے سنا اور ایک غراب نے خبر
شہادت امام مظلوم بیکفن تشنہ لب مذبوح قفا جناب سید الشہدا کے مدینہ مین پہونچائی مگر مومنین
غراب اول کی خبر سے اہلمدینہ کو خوشی حاصل ہوئی تھی اور غراب ثانی کی خبر سے مدینہ مین قیامت
برپا ہوئی تمام عورت و مرد روضۂ منورہ جناب رسولخدا مین کہڑی ہوئی اپنے سرون کو پیٹ پیٹ کر
واحسینا کے نعرے بلند کرتے تھے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کتاب بحار الانوار مین جناب سجاد
سے روایت کی ہے کہ فرمایا اون حضرت نے کہ میرے باپ سا مظلوم نہوا ہے اور نہوگا جبکہ کوفیان بیحیا
نے میرے پدر بزرگوار کو تین دن کا بہوکا اور پیاسا مثل گوسپند قربانی کے ذبح کیا تو مجھکو اور
اہلبیت کو مثل بندیان ترک و دیلم مقید کر لیا تو کوئی ایسا نہ تھا کہ لاش پر بیٹھکر روتا مگر ہان
جانوران صحرائی اور طائران ہوا سب آگے گرد لاش کے جمع ہوئے کوئی زار زار روتا تھا اور کوئی
اپنا سر طرف آسمان کے اوٹھا کر فریاد کرتا تھا مومنین شاید وہ جانور روکر جناب احدیت مین یہ کہتا تھا
کہ پروردگارا دیکھتا ہے تو کہ تیرے حبیب کے نواسے کو اس امت جفاکار نے کس بیرحمی سے شہید کیا
اور کوئی اوس جسد پاش پاش پر اوس دہوپ مین اپنے پرون کا سایہ کرتا تھا اور بعد حزن و ملال
شور مچاتا تھا غرضکہ سب چرند اور پرند میرے مظلوم پدر کی مصیبت مین اپنی اپنی زبان مین نوحہ
کرتے تھے اور روتے تھے اونمین ایک غراب نے اپنے تئین حضرت کی لاش اطہر پر گرادیا اور حضرت کے
خون مین اپنے بال و پر رنگین کر کے اوڑا اور بہت شور مچایا مومنین کیا عجب ہے کہ وہ غراب اپنی

زبان مین حضرت سے کہتا ہوگا کہ اے فخر سلیمان مین آپکی سنانی مدینه کو جاتا ہون کچھ اپ بھی
پیغام اپنی بیٹی فاطمه صغرا کو دیتے ہین - الحاصل وہ غراب روتا اور شور مچاتا ہوا طرف مدینه کے
اوڑا اور وہان پہونچکر جناب فاطمه صغرا جس گھر مین رہتی تھین اوسکی دیوار پر جاکے بیٹھا اور
جناب فاطمه صغرا کی طرف دیکھکر بے اختیار شور مچاتا تھا گویا اوس شور سے غرض اوسکی یہ تھی کہ
اے فاطمه تمہارے باپ کو اشقیا نے تین دن کا بھوکا اور پیاسا شہید کیا تم یتیم ہوگئین یہ سنتے ہی
فاطمه صغرا نے جو سر اوٹھا کے اوس غراب کیطرف نگاہ کی تو دیکھا کہ سب بال و پر اوسکے خون مین
ڈوبے ہوے ہین پس بے اختیار رونے لگین اور جناب ام سلمه سے کہا کہ اے نانی غضب ہو
میرے باپ کی خیر نہین ہے بابا میرے قتل ہوے یہ غراب میرے باپ کی سنانی مجھے سنانے
آیا ہی جناب ام سلمه نے فرمایا کہ اے بیٹی یہ کیا فال بد زبان سے نکالتی ہو یہ جانور اکثر مردار خوار
ہوتے ہین کیا معلوم کہ کسکا خون اسکے پرون مین لگا ہی حضرت فاطمه اپنا سر پیٹنے لگین اور کہا
کہ اے نانی مین سچ کہتی ہون واللہ میرے بابا شہید ہوے اسکے پرون کے خون سے میرے
باپ کی بو آتی ہے یہ فرماکر روتی ہوئین قریب دیوار کے گئین اور روکر کہا کہ ای غراب خدا کے
لیے جلد بیان کر یہ کسکی تو سنانی لایا ہی اور تیرے پرون مین کس شہید مظلوم کا لہو لگا ہی کہ اسکی
بو سے میرا جگر پھٹا جاتا ہی اے غراب اوسی شہید و مظلوم کے لئے کہ جسکے لہو مین تو لوٹا ہی جلد
مفصل بیان کر کہ اوس مظلوم کا نام کیا ہی کہ فرط غم سے اب میرا دم لبون پر آیا ہی ای غراب
میرے باپ تو خیر سے ہین آہ آہ مومنین یہ خبر جب اہل مدینه کو ہوئی تو تمام زنان مدینه جناب
فاطمه کے گھر مین جمع ہوئین اور اوس غراب کو دیکھکر فاطمه کے ساتھ اپنا سینه و سر پیٹ پیٹ
بے اختیار روتی تھین اور جناب فاطمه صغرا اوس زاغ سے یہ رو رو کر فرماتی تھین کہ ای غراب

گرچه نیکو نیست ایندم فال تو	از چه گلگون گشته از خون بال تو
گوئین یک رقیبی با حبیب ۲	با چه من اندر وطن زار و غریب

در زمان آن مرغ عاشق رسیده حال — از زبان حال کرده انتقال

کشته شد یا بیت زبانم لال باد — غرقه شد در خون تنم پامال باد

پرسیم از شاهزاده اکبرش — یا ز حال ماه پاره اصغرش

دست و پای قاسمش از خون حنا — شد عروسیش مبدل از عزا

گشت سقا و علمدارش شهید — هر دو دستش کافری از تن برید

خیمه و خرگاه او تاراج شد — وز کجعت آن شاه تخت و تاج شد

خواهران و دختران او اسیر — پا برهنه جا بجا او دستگیر

سر بہ نیزه پیکرش پامال گشت — وز خدنگ کینتش غربال گشت

شد طپان در خاک و خون با جسم غم — زایران تربتش وحش و طیور

آن سر پر نور رشک آفتاب — زینت بزم قمار است و شراب

زایرا شد بر فلک فریاد و آه — کن بیان الحال حال رزمگاه

این سپهر فتنه زا آخر چه کرد — با سگان شیر خدا آخر چه کرد

شد حیان تابان بمیدان ذوالفقار — شد حیان فی النار فوج اہلنار

القصہ اعثم کوفی کہتا ہی کہ جب کعب بن سور ضرب تیغ مالک اشتر سے سپرد مالک دوزخ ہوا اوسوقت عبد الرحمن بن عتاب سپاہ عائشہ سے برابر مالک اشتر کے آیا وہ بھی ضرب مالک سے جہنم مین اپنے یار گذشتہ کے پاس پہونچا۔ یہ دیکھکر اسود بن بختری آیا اوسکو محمد بن ابی بکر نے دوزخ مین پہونچایا۔ عون بن قتیبہ شتر عائشہ کے سامنے کہڑا ہوا مبارز طلب کر رہا تھا محمد حنفیہ نے اوسکو رحمت حیات سے نجات بخشی پس جازم بن ابی جازم کہ مہار شتر عائشہ لیے ہوئی مبارز طلب [illegible]

اسیطرح سے ایک ایک نام آور سپاہ عائشہ کا مہار اوسکے اونٹ کی ہاتھ مین لیکر مبارز طلب کرتا تھا
اور ایک ضرب مردان سپاہ شاہ مردان سے داخل دوزخ ہوتا تھا ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے کہ ستر
تیر اوسدن ہودج عائشہ پر لگے تھے کہ سوا تیرون کے ہودج نظر نہ آتے تھے اور طائفہ بنوضبہ مہار
سرگین شتر عائشہ کو ہاتہ مین لیکر سونگھتے اور کہتی تھی کہ ہمارے نزدیک خوشبو اسکی مشک و عنبر سے بہتر ہے
اور بعد اوسکے میدان مین آکر مبارز طلبی کرکے ضرب دلیران سپاہ شاہ مردان واصل جہنم ہوتی تھی ع این کار
احمقی قہر خداست القصہ اوسدن طائفہ بنوضبہ سے ایک جماعت کثیر داخل بئس المصیر ہوئے الغرض جو شخص
مہار شتر عائشہ کو ہاتھ مین لیکر طرف میدان کے جاتا تھا وہ پھر زندہ پلٹ کر نہ آتا تھا واہ کیون نہو آخر خلیفہ اول
کی بیٹی تھین کیونکر کشف و کرامات مین لاثانی ہوتین کہ جسکے مہار شتر مین یہ اثر تھا کہ جسنے چھوا وہ مرا۔ مومنین
راوی کہتا ہے کہ تمام وہ سپاہ گمراہ شتر عائشہ کی حفاظت مین مصروف تھی اور ہر ایک بجیا اوسکی تعظیم کرتا تھا
افسوس کا مقام ہے کہ ایک خلیفہ غاصب اور ظالم کی بیٹی کا یہ پاس و لحاظ تھا کہ اوسکے شتر کے سرگین کو
لیکر سونگھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بہتر مشک و عنبر سے ہے اور اوسکی مہار ہاتھ سے چھو لیتے تھے بعد اوسکے
لڑنے جاتے تھے خدا لعنت کرے اوس امت جفا کار پر کہ جس رسول کا کلمہ پڑھتے تھے اوسکے نواسے کو
تین دن کا بھوکا اور پیاسا مانند گوسپند قربانی کے قفا سے ذبح کیا اور آہ آہ مومنین انکی نواسیون کی
یہ حرمت کی کہ مثل بندیان زنگبار کے شانون مین رسی باندھکر شتران بے کجاوہ پر سوار کیا اور
ننگے سر شہرون اور بازارون مین پہراتے تھے اور تماشائیون سے کہتے تھے کہ ہذا بنات رسول اللہ
کہ یہ نواسیان ہین رسولخدا کی اور بیٹیان علی مرتضیٰ کی ایک راوی کہتا ہے کہ جسدن اہلبیت
داخل کوفہ ہوئے مین کوفے مین موجود تھا دیکھا مین نے کہ عورت و مرد سب طرف دروازہ شہر کے
دوڑے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم سب کہان جاتے ہو اور تمہاری خوشی کا باعث کیا ہے ایک
شخص نے کہا کچھ سر کٹے ہوئے اور چند عورتین اسیر آتی ہین اونکا تماشا دیکھنے جاتے ہین یہ سنکے مین بہی
کچھ آگے بڑھا لیکن ہجوم خلایق سے زیادہ نہ بڑھ سکا ایک مقام پر کھڑا ہو گیا کہ ناگاہ ایک فوج سامنے کی

کہ چند اونٹون پر کچھ بیبیان سر برہنہ بچون کو گود مین لیے ہوے سوار ہین اور وہ بچے بار بار
رو کر اپنی ماؤن سے کہتے ہین کہ اے امان اتنو مارے پیاس کے ہمارے جگر بھنے جاتے ہین
اور دم لبون پر آگیا ہے تھوڑا پانی کسی سے مانگ کر ہمین پلا دو بس وہ بیبیان یہ سُنکر اونکو
اپنے سینہ سے لگا کر زار زار روتی ہین اور کہتی تھین کہ اے پیارو صبر کرو کہ ہم کس سے پانی
مانگے یہ سب دشمن اولاد رسول ہین - راوی کہتا ہی کہ جب اون بیبیون سے یہ کلمہ مین نے
سُنا عنقریب تھا کہ فرط غم سے میرا جگر شق ہوتا ہی مین نے ایک شخص کو اون تماشائیون مین
سے دیکھا کہ وہ بہ نسبت اورون کے کہ سب مسرور اور خوش تھے وہ مغموم اور محزون آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئ کھڑا ہی اوس سے پوچھا کہ اے مرد نیک سیر کچھ تجھکو معلوم ہی کہ یہ اسیر کون ہین
اور کس خاندان سے ہین یہ سُنکر وہ رونے لگا اور کہا کہ ای شخص کیا پوچھتا ہی ھذا ابنات
رسول اللہ ارے یہ بیٹیان ہین علی مرتضی کی اور نواسیان جناب رسولخدا کی فوج یزید
نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اور اونکی اہلبیت کو گرفتار کر کے لائے ہین - راوی کہتا ہی
کہ یہ سُنکے مین نے اپنا منھہ پیٹ لیا اور اونکی بیکسی پر رونے لگا القصہ مومنین راوی بیان
کرتا ہے کہ اوسوقت جناب امیر دُلدل رسول پر سوار تھے اور تیغ آتشبار ذو الفقار ہاتھہ مین
اور حضرت نے اسقدر کفارون کو بضرب شمشیر آبدار داخل نار کیا کہ ذو الفقار مین خم آگیا ابن
اعثم کوفی کہتا ہی کہ وہ حضرت دلدل سے نیچے اوترے اور ذو الفقار کو زانوے اشرف پر رکھکر
سیدھا کیا اور پھر دلدل پر سوار ہو کر مشغول حرب و ضرب ہوئ اور ایک جمع کثیر کو پھر واصل
جہنم کیا اور پھر تلوار مین حضرت کے خم آگیا اوسوقت عمرو بن بشیر کہ رستم زمانہ اور ثانی اسفندیار
تھا حضرت کی پشت مبارک کی جانب سے دوڑا اور چاہا کہ حضرت پر وار چلائے پس اوس

اور اس رہوار سے زین پر [illegible]

ولدل سے نیچے اوترے اور تلوار کا خم نکال کر دلدل پر رونق افروز ہوے - **ابیات**

چو شد بار دیگر بدلدل سوار — عیان گشت قہر خداوندگار

خجل شد ز عکس رخش ماہ و مہر — بلند آسمانے سوار سپہر

بسطح زمین گفت تقدیر فاش — کہ آمد قضائی حق آمادہ باش

صفات الٰہی بر آدم ببین — جلالی خدائے مجسم ببین

چو افگندی چوبے بمیدان کلیم — ز حکمش شدی اژدہای عظیم

ببین تا چہ گردد یدہر آشکار — چو دست خدا برکشد ذوالفقار

بذات خداوند بالا و پست — باعزاز پیغمبر حق پرست

کہ در کربلا با امام کبار — ہمین دست بود و ہمین ذوالفقار

نیم واقف از مصلحت کانجناب — چرا شد شہید ستم بہر آب

پس از قتل یاران با نام و ننگ — چو شد کار با شاہ لب تشنہ تنگ

لب تشنہ شد سوی میدان روان — فغان کرد خیر النسا در جنان

کہ ای شاہ لب تشنہ کو لشکرت — فدائے لب کشتہ ات مادرت

مومنین اگرچہ جرأت جناب امیرؑ لا التعدو لا تحصیٰ ہے اور بہت بڑے معرکون کو حضرت [illegible] اور قلعہ ہاے عظیم اور دشوار گذار کو فتح کیا مگر حضرات جمیع محدثین اور مورخین کا اس بات [illegible] اتفاق ہی کہ حضرت تنہا بے یار و یاور نہین لڑے اور تین دن کی بھوک اور پیاس مین [illegible] کبھی جنگ کا اتفاق نہین ہوا اور یہ بھی کسی جنگ مین اتفاق نہین پڑا کہ حضرت کا کوئی [illegible] نوجوان بیٹا آنکھون کے سامنے خاک اور خون مین غلطان پڑا ہو یا برابر کا بھائی ہاتھ [illegible] ہوے دریا کے کنارے زمین گرم پر سوتا ہو - آہ آہ مومنین فدا جان شیعون کی تنہائی اور [illegible]

اور اپنے حملۂ شیرانہ سے اوس جماعت کثیر کو مثل گلۂ گوسفند کے میدان کارزار سے بھگا دیا مگر
آہ آہ تین دن کی بھوک اور پیاس کی شدت سے غش پر غش آتے تھے اور تابش آفتاب جگر
کو جلائے دیتی تھی جوان بیٹے کی لاش آنکھون کے سامنے زمین گرم پر پڑی ہوئی عباس نامدار
سے بھائی کے غم مین کمر ٹوٹی ہوئی ستر عزیزون کے داغ دلبر اہلبیت کے لُٹ جانے کا ڈر تھا
اس کیفیت مین راوی کہتا ہے ـ ؎

بہر طرف کہ چو شیر درندہ رو کردی — زروز حشر بیاد مخالف آوردے
جوانان بجنگ علانیۂ ذوالجناح براند — کہ جنگ خیبر و صفین و بدر مخفی ماند
برزم خصم بدر وار اخبان کوشید — کہ پردہ بر رخ احزاب و نہروان پوشید
جوانان دو دید صف از حملہای پیوستش — کہ جبرئیل امین بوسہ داد بر دستش
غریق بحر خجالت ز تیر دستی وے — بہر طرف ملک الموت سید دید از پے

الحاصل اوسدن جناب امیر جب میمنۂ لشکر عائشہ سے پھرے تو دیکھا کہ اہل بصرہ حفاظت
شتر عائشہ مین نہایت کوشش کر رہے ہین یہ دیکھکر حضرت نے مالک اشتر اور قیس بن سعد بن عبادہ
انصاری اور عمار یاسر اور محمد بن ابی بکر اور تمامی دلیران اصحاب سے فرمایا کہ جبتک شتر عائشہ کا
اس مقام پر قائم رہیگا یہ سب جانفشانی سے ہاتھ نہ اوٹھائینگے پس چاہیے کہ حملات متعددہ
پے در پے کر کے اس جماعت کو کہ جو اوسکے اونٹ کی گرد ہے پراگندہ کرو بعد اوسکے شتر کو پے کرو
یہ سنکر مالک اشتر نے اوسکے شتر کیطرف حملہ کر کے بضرب شمشیر اوس اونٹ کی ایک پاؤن کو جدا
کر دیا مگر وہ اوسیطرح کھڑا رہا مالک نے دوسرے پانون کو بھی تلوار سے قلم کیا پھر بھی وہ اوسیطرح
کھڑا رہا مالک اشتر متعجب ہوئے اوسی درمیان مین جناب امیر وہان پر پہونچے اور فرمایا کہ اسکے پانو
کو قطع کرو کہ اس شتر کو جن اور شیطان روکے ہوئے ہین مالک نے بموجب ارشاد امیر اوسکے

پس عمار یاسر نے دوڑ کے عائشہ کے ہودج کے بند تلوار سے کاٹ دیے پس جناب امیر نے عبد
بن ابو بکر سے فرمایا کہ اپنی بہن کو سنبھالو اور سوا اپنے اور کسی کو نزدیک نجانے دو پس محمد بن ابی بکر
نے ہاتھ ہودج کے اندر ڈالا تاکہ اپنی خواہر کو باہر نکال لین اور پوچھا کہ کوئی زخم تو نہین لگا
بی عائشہ نے کہا کہ نہین زخم سے محفوظ ہون مگر غایت اضطراب سے اپنے بھائی کی آواز کو
نہ پہچانا جب ہاتھ محمد کا بدن عائشہ پر لگا تو عائشہ نے ایک آہ جگر سے کھینچی اور کہا کہ کسنے
مس کیا میرے اوس بدن کو کہ جسنے سوا سرور انبیا کے کسی نے نہین مس کیا محمد نے کہا کہ زیادہ
نہ کیجیے مین آپکا بھائی ہون اور یہ کیا تو نے سفت آبرو کو اپنی ضایع کیا اور معرض ہلاکت
مین آپکو ڈالا پس عائشہ کو عبد اللہ بن خلف خزاعی کے گھر مین لیگئے کہ وہ اوسدن عائشہ
کی حمایت مین قتل ہوا تھا اور یہ معرکہ دسوین جمادی الآخر سنہ ۳۶ ہجری کو ہوا تھا ابتداے
ظہر سے تا غروب آفتاب رہا اور محقق طوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ظہر سے تا عصر الحاصل جب
سید اوصیا جناب علی مرتضی امر جنگ سے فارغ ہوے اوسوقت ایک آدمی کو عائشہ کے پاس
بھیجا کہ اب تم مدینہ کو جاؤ عائشہ نے انکار کیا پس حضرت نے جناب امام حسن کو بھیجا کہ اگر
تم مدینہ نہین جاتی ہو تو مین تمکو طلاق دونگا یہ سنکر اوسیوقت عازم سفر ہوے راوی کہتا ہے
کہ حضرت نے زنان بصرہ سے ایک جماعت کو لباس مردانہ پہنا کر عائشہ کے ہمراہ کیا حضرات
اوسدن سب اہل کوفہ بھی وہان موجود تھے باوجود اسکے کہ عائشہ خود بھی اون جناب کے
دشمن تھے اور اوسکے باپ نے جو ظلم کہ اون حضرت پر کیے وہ بھی مومنین پر ظاہر ہین مگر قربان
جائین ہماری مروت جناب امیر پر کہ حضرت کو یہ امر ناگوار معلوم ہوا کہ عائشہ کے ہمراہ نامحرم مرد
جائین لہذا عورتون کو بلباس مردانہ ہمراہ کیا اور اوسکی حرمت کو نگاہ رکھا اور اوسکی بےعزتی
کے خواہان نہین ہوے مگر آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے کوفیون پر کہ اوس جناب کی بیٹیون کا

لگادی اور ذرا نہ خیمہ مین داخل ہوئے اور سب اسباب لوٹ لیا اور مشکلکشائی دو عالم
کی بیٹیون کے شانون مین رسی باندہی اور چادرین سبکی سرون سے اوتار لین اور اوسطرح
شتران بے کجاوہ پر برہنہ سر سوار کرکے کوفے مین لیگئے اور شہرون مین تشہیر کیا اور شل بندیان
ترک دیلم کے دربار عام یزید مین لیگئے مورخین کسی شخص نے جناب سید الساجدین سے وطن
مین پوچھا کہ یا حضرت زیادہ رنج وغم آپ پر کہان پر گذرا ہے وہ جناب یہ سنکر رونے لگے اور
تین مرتبہ فرمایا کہ شام شام شام حقیقت مین مومنین صاحب غیرت کیلیے اس سے زیادہ
کوئی رنج والم نہین ہے کہ اوسکی آنکہون کے سامنے اوسکی مان بہنین ننگے سر بازارون مین
رسی بندہی ہوئی شہرون اور بازارون مین پہرائی جائین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چوتھی مین بیان انجام واقعۂ جمل کا اور حال قتل ہونے طلحہ اور زبیر لعنۃ اللہ علیہما کا ۔

بدترین مردم این کہنہ دیر	ہست طلحہ بعد ازان باشد زبیر
یا علی بودند گہ اندر ستیز	گاہ اندر جنگ وگہ اندر گریز

[را]وی کہتا ہی کہ جب جنگ جمل مین جانبین سے صف آرائی ہو چکی اور زبیر اور طلحہ یمین و
[یسا]ر ہودج عائیشہ کے کہڑی ہوئی یہ دیکھکر جناب امیر نے پیراہن جناب رسولخدا کو زیب بر کیا
[عمامہ] اونحضرت کا سر پر دہرا اور ردا کو دوش مبارک پر ڈالا اور درمیان دونون لشکر کے حضرت
[آ]ئے اور باواز بلند فرمایا کہ زبیر بن عوام کہان ہی میرے پاس آوے کہ مجھے کچھ اوس سے کہنا ہی
[او]س وقت دوستان اور جان نثاران حضرت نے عرض کی کہ یا مولا جانین ہماری آپ پر فدا ہون
آپنے زبیر کو اپنے پاس طلب کیا ہی اور وہ اسلحہ حرب سے مسلح اور مکمل ہے اور آپ فقط پیراہن
پہنے ہوئے ہین حضرت نے یہ سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ زبیر سے مجھکو کیا خوف ہی تم سب اپنے

مقام پر جا کے کھڑے ہوئین ایک تو تیغ کی تو اور اپنے کان کو ... ہون الغرض جب
زبیر نے آواز حضرت کی سُنی تو حضرت کے پاس جانے مین متردد ہوا پس دوبارا حضرت نے
اوسے آواز دی اوسوقت زبیر نے بمجبوری گھوڑا اپنا بڑھایا اور حضرت کے قریب گیا پس
حضرت نے فرمایا کہ طلحہ کہان ہے اوسکو بھی طلب کر یہ سُنکر اوسنے طلحہ کو بھی آواز دی جب طلحہ
بھی قریب آیا پس حضرت امیر نے اون دونون شریر سے فرمایا کہ تمکو قسم دیتا ہون مین خدا
پاک کی سچ بیان کرو آیا رسول نے اصحاب جمل اور نہروان پر نہین لعن کی اور جو شخص
افترا کرے رسول پر وہ زیان کار ہی زبیر نے کہا کہ یا علی کیونکر ہم لعن کے سزاوار ہوسکتے
کہ ہم اہل بہشت سے ہین حضرت نے اونکے جواب مین ارشاد کیا کہ اگر مین تمکو اہل بہشت سے
جانتا تو ہرگز تمسے جدال وقتال کو روا نہ رکھتا زبیر نے کہا کہ آیا آپ نے نہین سنا کہ رسول
نے فرمایا کہ اہل قریش سے دس آدمی بہشتی ہین اون جناب نے پوچھا کہ وہ دس نفر کون
زبیر نے کہا کہ مین اور طلحہ اور جراح اور سعد بن وقاص اور سعید بن زید وعمر بن نفیل اور
اور عبدالرحمن بن عوف حضرت نے کہا یہ نو نفر ہوے دسوان کون ہی زبیر نے کہا کہ دسوین
ہین یا علی پس حضرت نے فرمایا کہ قسم ہی خداے عزوجل کی کہ بعض انمین کے درک اسفل
ہین اور سنا مین نے رسولخدا سے کہ بہ نسبت اور اہل جہنم کے اونپر عذاب شدید ہی اور جو
کہتا ہون مین تو خدا تجھکو میرے اوپر غالب کرے ای زبیر تو نے اقرار کیا کہ مین اہل بہشت
ہون مین تجھکو اہل بہشت سے نہین جانتا اور یہ روایت جو تو نے رسولخدا سے بیان کی اسکی
کی تصدیق نہین کرتا پس رُخ طرف طلحہ کے کیا اور فرمایا کہ عورتین تمہاری تمہارے ساتھ
اوسنے کہا کہ نہین یا علی پس حضرت نے فرمایا کہ جس عورت کے لیے خدا نے گھر مین بیٹھنے کا
اوسکو تمنے گھر سے نکال کر شہرون مین پھرایا اور اپنی عورتون کو گھرون مین بٹھایا اور
... مین رسولخدا کے اور خداے تعالی نے فرمایا ہی کہ زنان رسولخدا کلام نکرین

ے احمد بن اعثم کوفی نے سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے اپنی چند فضائل
ور رسول خدا نے اونحضرت کی شان مین بیان فرمائے تھے زبیر کو حضرت نے یاد دلائی اور وہ کلام سید
یا کے کہ جو منکرین اور غاصبین حق امیر المومنین کی نسبت اور اونحضرت سے لڑنے والون کی نسبت
رشاد کیے تھے ذکر فرمائے پس زبیر نے سر اپنا جھکا لیا اور بعد تھوڑی دیر کے سر اوٹھا کر کہا کہ یا علی اگر
پہلے سے آپ نے مجھے یہ باتین یاد دلائی ہوتین تو مین ہرگز آپ پر خروج نکرتا اور اب مین اس میدان
سے نکلا جاتا ہون اور توبہ کرتا ہون کہ آیندہ کو کبھی ایسا کلام زبان پر نہ لاؤنگا کہ جو آپکے ناگوار خاطر
قدس ہو یہ کہکر رویا اور وہان سے پھرا اور نزدیک ہودج عائشہ کے آیا اور طلحہ سے عائیشہ نے پوچھا کہ
کیا گفتگو ہوئی تمھارے اور علی کے درمیان مین زبیر نے سب کیفیت بیان کی اور اقوال رسالت پناہی
جو کہ حضرت سے سنے تھے سب عائشہ کو سنا دیے اور کہا کہ اب مجھکو حضرت امیر سے لڑنے مین تامل ہے عائشہ نے
کہا یہ فقط حیلہ ہے تو شمشیر علی سے ڈر گیا اور عبد اللہ کہ فرزند منحوس اوسکا تھا اوسنے بھی کہا کہ اے
پدر نامور تو حضرت علی سے ڈر گیا اور مجھکو رسوا کیا یہ سنکر اوسنے بظاہر اپنی شجاعت اور دلاوری اونکو
دکھانے کے لیے اپنے گھوڑے کو طرف صف لشکر حضرت امیر کے مہمیز کیے اور اوسطرف سے پلٹ کر اور جا
سے باہر نکل گیا اور طلحہ عائشہ کے شتر کے قریب کھڑا ہوا سبکو تحریص اور ترغیب جنگ کی دینے لگا کہ
اے دلاورو جانبازی کرو اور خون عثمان کا عوض لو یہ سنکر مروان بن حکم بن عاص اموی کہ چچا عثمان کا
اور دشمن امیر مومنان تھا اپنے غلام ابوذر نام سے کہا کہ یہ امر عجیب ہے کہ قبل اسکے طلحہ قتل عثمان
مین اورون سے زیادہ ساعی تھا اور آج طلبگار خون عثمان کا ہے اے غلام تو میرے سامنے
کھڑا ہو تا کہ مین تیری آڑ سے ایک تیر اس شقی کے مارون پس وہ غلام اوسکے سامنے آکر کھڑا ہوا پس
مروان نے ایک تیر زہر آلود کمان مین جوڑ کے طلحہ کے مارا کہ وہ تیر طلحہ کی ران پر لگا طلحہ نے وہ تیر جب

میدان سے باہر نکل پس وہ غلام اوسکو وہان سے ایک خرابی مین لیگیا وہان تہوڑی دیر کے بعد
داخل سفر ہوا اور کتاب احتجاج مین مرقوم ہے کہ بعد فتح ہونے لڑائی کے حضرت کا گذر اوس طرف سے
ہوا کہ جس مقام پر طلحہ مرا ہوا پڑا تھا حضرت نے جب اوسکو دیکھا فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جسنے مجھسے بیعت توڑ
کر کے گروہ امت مین فتنہ برپا کیا اور میرے قتل کا ارادہ رکھتا تھا بعدہ فرمایا کہ اسے اوٹھلے کے بٹھاؤ
جب اصحاب نے اوسے بٹھایا پس حضرت نے ارشاد کیا کہ اے طلحہ مین نے پائی وہ چیز کہ جسکا خدا نے
مجھسے وعدہ کیا تھا اور تو نے بھی وہ پایا کہ جسکا تجھکو خدا نے وعدہ دیا تھا پس فرمایا کہ اسکو لٹا دو اور
قبر کھود کے دفن کردو پس اصحاب نے اوسکو ایک مقام پر دفن کر دیا سُنا مومنین آپ نے حال اپنے
مولا کے رحم کا کہ طلحہ باوجود اسکے کہ حضرت کا دشمن تھا اور اوسنے اون جناب پر خروج کیا تھا مگر حضرت
نے اوسکی لاش دفن کروادی - آہ آہ حضرات کہان تھے وہ جناب روز عاشورہ کہ جو دفن کرتے
لاش اپنی فرزند مظلوم کی اور مومنین کیسی لاش کہ بے سر خاک اور خون مین آلودہ زخمون سے چور چور
زمین گرم پر پڑی ہوئی تھی مگر مومنین کیا بیکسی اور غربت تھی لاش جناب سید الشہدا پر منقول ہے
کہ جب طائران ہوا نے دیکھا کہ لاش سلیمان کربلا کی خاک اور خون مین غلطان زمین گرم پر پڑی
ہے تو وہ سب اپنی زبان مین نوحہ اور شور کرتے ہوے لاش مظلوم کربلا پر جمع ہوے اور اوس
لاش پر اپنے پرون کا سایہ کیا - آہ مومنین خدا لعنت کرے اوس امت جفا کار پر کہ اون جناب کے
فرزند کی لاش کے ساتھ تو یہ سلوک کیا کہ بے غسل و کفن زمین گرم پر چھوڑ گئے اور اوسی امت
جفا کار سے ایک شقی نے اونکے نواسون کی لاشون کو نہر مین پھینک دیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ جب فرزندان مسلم ابن عقیل قید خانہ سے چھوٹ کر دست حارث لعین مین گرفتار ہوے اور وہ شقی ازلی
اون بچون کو لیکر قتل کرنے کے لیے نہر کی جانب چلا تو اون معصومون نے کہا کہ اے شیخ ہم یتیم مین للہ
ہمین قتل نکر ہمارے خون مین ہاتھ نہ بھر اور اگر تو بطمع زر ہمین قتل کرتا ہے تو اے شیخ تو ہم
دونون بھائیون کی زلفون کو کتے کے بازار مین بیچ لے - اے شیخ جب کوئی اخر بلاے ہمارا اوسکو تو اوس وقت

بھلو اختیار رہی۔ ہاں مومنین اون کیمون سے اس سے پرائی او ... کہ آیا او ...

نہر پر لایا اور پہلے بڑے بھائی کا سر کاٹ کر لاش کو نہر مین پھینکدیا۔ مومنین راوی لکھتا ہے کہ

وہ لاش اوسی طرح پانی پر قائم رہی جب چھوٹے بھائی کا بھی سر کاٹ کر لاش کو نہر مین پھینکا

پس دیکھا سب نے لاشہ بڑے بھائی کا ہاتھون سے پانی کو کاٹتا ہوا اپنے بھائی کی لاش کے

قریب پہونچا اور اپنے بھائی کی لاش سے لپٹ گیا پس دونون بھائی بغلگیر ہوکر غرق دریاے

رحمت الٰہی ہوے — سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانچوین مین بیان جہاد کرنا جناب سید الوصیین امیر المومنین کا معاویہ لعین صحراے صفین مین — ۵

آیا گل است این کا ہمچنین سرخوش ببازار آمدہ ۔۔ یا سرخرو ترکی زحمین با فسر فرخار آمدہ

غنچہ تبسم ناک بین گل را گریبان چاک بین ۔۔ صنع خدائی پاک بین اینجا بدیدار آمدہ

آواز رعداست آنچنان زہرہ شگاف جان ستان ۔۔ یا شیر حق نعرہ زنان در رزم کفار آمدہ

شاہنشہ عالم علی بخشندہ خاتم علی ۔۔ فخر بنی آدم علی بر خلق سالار آمدہ

جولان گر دشت اُحد خونریز عمر عبدود ۔۔ پس جان کشید از کالبد تا غیر فرار آمدہ

سلمان سلمان از دمش بوذر زنگی رشح از نمش ۔۔ قربان خاک مقدمش مقداد و عمار آمدہ

روز وغا ز ستیز او خصم دغا ناخیز او ۔۔ وز سہم تیغ تیز او منکر با قرار آمدہ

ہم ناکسان از روے خجل ہم قاسطان رو منفعل ۔۔ ہم مارقان چون خر بگل نادم با آن کار آمدہ

مومنین اتفاق دوسرے محاربے کا اوس قاتل مشرکین قامع منافقین یعنے جناب سید الوصیین

کو ساتھ قاسطین اور معاویہ لعین کی صفین مین ہوا اور صفین نام ایک موضع کا ہی کہ حوالی فرات

مین قریب بدرقہ سمت غربی جانب شام تھا کہ جناب سید الاوصیا نے ساتھ معاویہ علیہ الہاویہ کے

... کا خداوند عالم اور رسول اکرم نے قاسطین نام رکھا تھا

چونکہ اس جماعت نے بھی عدول حق سے کیا لہذا اونکا نام قاسطین رکھا اور اوس لڑائی
راوی کہتا ہے کہ حضرت کے لشکر مین نوّے ہزار آدمی تھے اونمین اسّی آدمی حاضرین معرکہ بدر
سے تھے اور سات سو آدمی اہل بیعت رضوان سے اور لشکر ضلالت اثر معاویہ علیہ اللعن مین
بقول مشہور بین الجمہور ایک لاکھ بیس ہزار سوار اور پیادے تھے -

بیا حکایت صفین شنو بہ بانگ بلند		کہ در مذاق خرد مند خوشتر است از قند

راوی کہتا ہے کہ شاہ ولایت مآب یعنی بو تراب تسخیر بصرہ اور مضافات اوسکی سے فراغ پاکر کوفہ
مین تشریف لائے چونکہ کینہ ابو سفیان علیہ اللعن ساتھ خاندان پیمبر آخر الزمان کے نسلاً بعد نسل تھا
معاویہ نے ایک لشکر زیادہ مور مار سے واسطے محاربہ جناب حیدر کرار کے جمع کیا اور خون عثمان
بے ایمان علیہ اللعن کو دست آویز محاربہ قرار دیکر شام سے خیام ظلام اپنی باہر لایا جبکہ یہ خبر سمع اشرف
بادشاہ بحر و بر جناب ساقی کوثر مین پہونچے تو غیرت اسد الہی مقتضی اس امر کی ہوئی کہ حیدر
کوفہ مین قیام فرمائین اوسیوقت واسطے انہدام بنیاد معاویہ بد نہاد کی طرف اوس گروہ اشرار کے
روانہ ہوے اور جب کوفہ سے وارد نخیلہ ہوے تو وہان چند روز توقف فرمایا اسلیئے کہ مردم اطراف
و جوانب ممالک محروسہ کو حضرت نے طلب فرمایا تھا وہ سب جمع ہو جائین پس جب سد نامدار
امیر المومنین مجتمع ہو گئے اوسوقت اون جناب نے زیاد بن نظر اور شریح بن ہانی کو مع بارہ ہزار
فوج کے لشکر ظفر پیکر کے آگے روانہ کیا اور باقی لشکر نصرت اثر اپنے ہمراہ لیکر طرف منزل مقصود
کوچ کیا - الحاصل اوس سفر مین بہت سے معجزے اوس کاشف اسرار خفی اور جلی سے ظاہر ہوے
راوی کہتا ہے کہ جب حضرت ہنگام عصر وارد زمین بابل ہوے تو وقت عصر کا تھا حضرت نے وہان پر
توقف نکیا بتعجیل مرکب کو مہمیز کرکے آگے کو روانہ کیا جب اوس صحرا سے باہر نکل گئے تو آفتاب
غروب ہو گیا حضرت نے اوسوقت جناب احدیت مین دعا کی فوراً آفتاب مقام پر پھر آیا اور وقت

غروب ہوگیا۔ آہ آہ مومنین جس بادشاہ دین کے لئے آفتاب بمغرب سے پھرا اور اوس جناب نے نماز عصر ادا کی اوسکے فرزند کو کوفیون نے روز عاشورہ نماز ظہر پڑھنے کی مہلت نہ دی اور نماز عصر کے وقت اوس مظلوم کو تین کوس بھوکا اور پیاسا سجدۂ خدا مین مثل گوسپند قربانی کے قفا سے ذبح کرکے نماز عصر پڑھی۔ الغرض اوس دن شب کو حضرت نے دیر کعب مین مقام کیا اور دوسرے دن وہان سے کوچ فرماکر زمین کربلا پر لب فرات تشریف لائے احمد بن اعثم کوفی کہ عمدہ مورخین عامہ سے ہے وہ کہتا ہے کہ جب حضرت کنارے فرات کے پہونچے وہان پر چند درخت خرما کے لگے ہوئے تھے اونکو دیکھکر حضرت بہت روئے پس عبد اللہ بن عباس سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کونسی زمین ہے عبد اللہ نے عرض کی کہ مین نہین جانتا ہون کہ اس زمین کا نام کیا ہے پس اوس جامع علوم اولین اور آخرین نے ارشاد کیا کہ اگر اس زمین کا حال مثل میرے تمپر ظاہر ہوتا ای عبد اللہ نہ گذرتے تم اس زمین پر مگر گریان اور نالان مانند ابر اور رعد کے عبد اللہ کہتے ہین کہ یہ فرماکر وہ جناب اس شدت سے روئے کہ تمام ریش مبارک آنسوؤن سے تر ہوگئی اور رخسار اور سینۂ مبارک پر آنسو بہتے تھے پس حضرت کو اسطرح سے روتا دیکھکر تمام اصحاب باآواز بلند رونے لگے ابن عباس کہتے ہین کہ حضرت زار زار روئے جاتے تھے اور آہ سرد جگر پر درد سے کھینچکر یہ فرماتے تھے

مالی و لآل ابی سفیان مالی و لآل حرب حزب الشیطان و اولیاء الکفر و الشیطان

یعنی آہ آہ مجھکو کیا کام ہے آل ابوسفیان سے اور مجھکو کیا کام ہے آل حرب سے کہ وہ لشکر شیطان اور اولیائے کفر ہین پس فرمایا کہ صبرا یا ابا عبد اللہ لقد لقی ابوک مثل الذی منہم یعنی ای نور عین اے حسین صبر دے خدا تجھکو تحقیق کہ اس گروہ ضلالت پژوہ سے بہت اذیت پہونچی تیرے پدر کو مثل اوسکے کہ تجھکو اس گروہ سے اذیت پہونچی پس یہ فرماکر حضرت نے زبانی ... نماز پڑھی اور نماز پڑھ کے پھر اونہین کلمات سابق کا

گذشتہ اور آئندہ سے مطلع فرمایا تھا اور وہ جناب جانتے تھے کہ اس زمین پر میرا فرزند شہید ہوگا
اور تین دن تک بھوک اور پیاس کی اذیت اوٹھائیگا اور بیٹیان میری اس صحرا مین لوٹی جائینگی
اور قید ہوکر سر برہنہ کربلا سے شام کو روانہ ہونگی اور مومنین کیونکر نہ وہ جناب یون بے اختیار رو
روتے یہ بھی تو خیال مین گذرا ہوگا کہ میرے شیر نوجوان عباس کے اسی دریا پر شانون سے ہاتھ
قلم کیے جائینگے اور اسی ترائی مین مانند شیر کے اپنے خون مین لوٹیگا اور ننھے ننھے بچے بھی حسین کے
اسی فرات پر شدت تشنگی سے ہلاک ہونگے اور خالی کوزے ہاتھون مین لیے ہوے درخیام پر آکر
صدائے العطش العطش بلند کرینگے مومنین کیا مصیبت ہے مصیبت امام حسین علیہ السلام کی کہ
ابتدائے دنیا سے کسی فرد بشر پر ایسی مصیبت نہین پڑی کہ قبل واقع ہونے اوس مصیبت کے کوئی
اوسکے غم مین رویا ہو مگر مظلوم کربلا کہ قبل شہادت کے اونجناب پر سب روئے اور خدا نے ہر نبی اور
وصی کو اس شہادت کی خبر دی جیسا کہ خداوند عالم نے حضرت موسی سے فرمایا کہ یا موسی صغیرھم
یمیتہ العطش وکبیرھم جلدہ منکمش یعنے ای موسی حسین کے ننھے ننھے بچے شدت
تشنگی سے ہلاک ہونگے اور صدا العطش العطش کی بلند کرینگے مگر کوفیان بےحیا اور شامیان پر دغا اون
بچون کو بھی پانی نہ دینگے اور جوانون کا حسین کے یہ حال ہوگا کہ پیاس کی شدت سے پوست بدنون
کا خشک ہوجائیگا اور مثل پوست آتش دیدہ کے سمٹ جائیگا ای موسی انجام کار اوس مظلوم کو
مع اوسکے عزیزون اور انصارون کے تین دن کا بھوکا اور پیاسا عشرۂ محرم کو مثل گوسپند قربانی
کے ذبح کرینگے ای موسی قسم ہے ہمکو اپنی عزت وجلال کی کہ جو شخص اوس مظلوم کی عزاداری کریگا
اور اوسکی مصیبت سنکر رویگا اور اوسکے قاتلون پر لعنت کریگا پس ہم قیامت مین اوسکو داخل
بہشت کرینگے اور گناہون کو اوسکے بخشدینگے خواہ گناہ اوسکے قلیل ہونگے خواہ کثیر یہ سنکر جناب
موسی اسقدر روئے کہ تمام ریش مبارک تر ہوگئے اور لعنت کی اوس مظلوم کی قاتلون پر اور

کہ پس مومنین اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ روز عاشورہ ابتداے خلقت آدم سے روز حزن و
ملال تھا نہ روز عید اور یہ جو مخالفین نے حدیث وضع کی ہے کہ قبل شہادت امام حسین کے روز
عاشورہ روز عید تھا یہ محض جناب رسولخدا پر افترا کیا ہے بلکہ ہمیشہ سے یہ روز یوم حزن و ملال تھا
کہ رونا جناب امیر علیہ السلام کا اوسدن اور روایت موسی علیہ السلام کے اس قول پر دلیل قوی ہے
اور جملہ نبی اور مرسل روز عاشورہ کو قبل شہادت اوس مظلوم کے محزون اور مغموم ہوتے تھے
بلکہ مومنین انسان کا کیا ذکر ہے حیوان تک روز عاشورہ کو قبل شہادت اون جناب کے اوسدن
اونحضرت کی مصیبت پر روتے تھے اور اونکے قاتلون پر لعنت کرتے تھے جیسا کہ جلد عاشر بحار الانوار
مین مرقوم ہے کہ ایک روز جناب عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے حوارین کے کہین تشریف لیے جاتے تھے
اور وہ روز یوم عاشورہ تھا راہ مین ایک مقام پر دیکھا کہ ایک شیر عین راہ پر بیٹھا ہوا نعرے
مار رہا ہے اور آنکھون سے اوسکے آنسو جاری ہین حوارین نے آواز دی کہ اے شیر حضرت عیسیٰ
نبی آتے ہین راہ چھوڑ دے کہ وہ حضرت نکل جائین وہ شیر بحکم خدا سے گویا ہوا اور پکارا کہ اے
حوارین حضرت سے کہو کہ آج یوم عشرہ محرم ہے آجکے دن ہمارا معمول ہے کہ ہم عزاداری کرتے ہین
فرزند خاتم الانبیا مظلوم کربلا جناب امام حسین کے اور روتے ہین اور اوس مظلوم کے قاتلون پر
لعنت کرتے ہین پس جبتک کہ مین اوس مظلوم کے قاتلون پر لعنت نکر لونگا اس مقام سے نہ اٹھونگا
مومنین وہ شیر جب یہ بیان کر چکا پس باواز بلند نعرے مار کر رونے لگا یہ دیکھکر جناب عیسیٰ بھی
بیتاب ہوگئے اور مظلوم کربلا کی مصیبت پر زار زار رونے لگے پس جب وہ شیر قاتلون پر لعنت کر چکا
پس راہ سے ہٹ گیا اور حضرت عیسیٰ تشریف لیگئے آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے اون ملاعنہ پر کہ
جنھون نے ایسے یوم حزن و ملال کو کہ جسمین قبل شہادت کے جانوران صحرائی اوس مظلوم کی عزاداری
کرتے تھے اوسکو یوم عید قرار دیا اور آجتک عاشورے کو خوشی کرتے ہین الغرض مومنین ابن عباس

کہتے ہین کہ جناب امیر پر اوسی شدت ...

وہ حضرت بیدار ہوے فرمایا کہ اے ابن عباس کہان ہو ادہر آو پس جب مین قریب گیا تو
فرمایا کہ چاہتے ہو کہ جو خواب ابہی مین نے دیکہا ہی اوسکو تمسے بیان کردن مین نے عرض کی کہ
انشاء اللہ تعالی خیر ہے بیان فرمائیے فرمایا کہ دیکہا مین نے اس زمین پر بہت سے آدمی علم سپید
ہاتہون مین لیے ہوے آسمان سے نازل ہوے اور تلوارین بہی اونکی گردنون مین حمائل تہین
گرد اس زمین کے ایک خط کہینچا پس دیکہا مین نے کہ اس صحرا سے خون تازہ جاری ہوا اور مثل
دریا کے موج مارنے لگا بعد اوسکے دیکہا مین نے کہ میرا نور عین حسین اوسمین مثل مرغ نیم بسمل کے
لوٹ رہا ہے اور اوس دریاے خون مین ہاتہ پانون مارتا ہی اور ہر چند ایک ایک سے استغاثہ
کرتا ہی مگر کوئی اوسکی فریاد کو نہین پہونچتا اور ایک طرف اوسکے سب عزیز اور انصار بے سر خاک و
خون مین آلودہ پڑے ہوے ہین اور پہلو مین اوسکے ایک بچہ شیر خوار گلے پر تیر کہاے ہوے سوتا ہی
اور ایک سمت بیٹیان میری زینب و کلثوم سرون کو کہولے ہوے زار زار اپنے بہائی کے غم مین
روتی ہین اور وہ جماعت جو کہ آسمان سے نازل ہوئی ہے وہ باواز بلند کہتے ہی کہ اے آل رسول صبر کرو
عنقریب ہی کہ یہ جماعت اس ظلم کی سزا پاوے اور داخل درک اسفل ہوون اور اے حسین اب بہشت
تمہارا اشتاق ہی یہ کہکر وہ سب میرے پاس آئے اور مجہے پرسا دیا میرے فرزند حسین کا پس میری
آنکہ کہل گئی ابن عباس کہتے ہین کہ حضرت امیر نے یہ فرماکر طرف محل قتلگاہ کے اشارہ کیا کہ اس مقام
سبکا خون بہایا جائیگا اور فرمایا کہ اے خاک مقدسہ خوشحال تیرا کہ تجہپر بہایا جائیگا خون دو
خدا کا اور ہونگی تجہپر قبرین میرے نور عین حسین کی پہر مجہسے فرمایا کہ اے ابن عباس تلاش کر تو اس
کے اطراف مین سرگین آہونکی اے ابن عباس واللہ کہ مین دروغگو نہین ہون اور نہ وہ شخص
جسنے مجہسے کہا اور وہ جناب رسولخدا ہین کہ مجہکو خبر دی ہی کہ مین اس صحرا مین دیکہونگا سرگین جنگ
... ابن عباس کہتے ہین کہ مین اوسکے تفحص مین گیا ...

پایا اوس کی نشانی ... جیسا حضرت نے فرمایا تھا پس مین نے آواز دی کہ یا حضرت پایا مین نے وہ سرگین
کہ جسکے لیے ارشاد ہوا تھا یہ سُنکر وہ حضرت بتعجیل اوس مقام پر تشریف لائے اور اوس سرگین کو
اوٹھا کر سونگھا اور فرمایا کہ صدقت یا رسول اللہ بعد اسکے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس اس سرگین
کو پہچانتے ہو تم مین نے عرض کی کہ لا یا علی پس فرمایا کہ اسکو حضرت عیسیٰ نے سونگھا جسدن کہ
اپنے حوارین کے ساتھ اس مقام پر وارد ہوئے تھے یعنے جسوقت کہ اس مقام پر وارد ہوئے تو دیکھا
کہ ایک گلہ آہوونکا بیٹھا ہوا رو رہا ہے پس حضرت عیسیٰ بھی زمین پر بیٹھ گئے اور آہوون کے ساتھ
رونے لگے حوارین نے سبب رونے کا پوچھا اون حضرت نے فرمایا کہ اے حوارین یہ وہ زمین ہے
کہ اسپر پیاسا ختم المرسلین کا تین دن کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسفند قربانی کے ذبح کیا جائیگا
اور اوس مظلوم کی قبر اس زمین پر بنے گی اور خاک اسکی خوشبو مین بہتر مشک اور عنبر سے ہے یہ سب
آہو اوسی مظلوم کے لیے روتے ہین اور مجھکو خبر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یا نبی اللہ ہم اسلیے اس
مقام پر مقیم ہین کہ یہ مقام جاے امن و امان ہے جانوران درندہ سے آہ آہ مومنین جس
زمین پر آہو مقام امن سمجھکر مقیم ہون اوس زمین پر اشقیاے بیدین فرزند رسول اور جگر گوشہ
بتول کو تین دن کی بھوک اور پیاس مین مثل گوسفند قربانی کے ذبح کرین الغرض حضرت عیسیٰ نے
اس سرگین کو ہاتھ مین اوٹھا کر سونگھا اور کہا کہ کیا معطر گیاہ ہے کہ اس زمین مین اوگتی ہے
بعد اوسکے دعا کی کہ خداوندا تو اسکو اسی حال پر قائم رکھ یہانتک کہ پدر اوس مظلوم کا اس زمین
پر وارد ہو اور وہ اسکو سونگھے اور اپنے قلب مغموم کو تسکین دے پس اون جناب کی دعا کی برکت سے
اب تک یہ اپنے حال پر باقی ہین مگر چونکہ زمانہ دراز گذرا لہذا رنگ انکا زرد مثل زعفران کے ہو گیا
ابن عباس کہتے ہین کہ یہ فرما کر اسقدر روئے کہ غش ہو گئے الغرض ابن عباس کہتے ہین کہ جب
وہ جناب بعد دیر کے ہوش مین آئے تو اوسمین سے تھوڑے سرگین لیکر اپنی ردا مین باندھے

خون ہو جائے پس یقین جاننا کہ حسین کو اشقیائے امت نے شہید کیا ابن عباس کہتے ہین کہ
مین اوسے ہر وقت اپنی آستین کے اندر رکھتا تھا اور اوسی دقتاً فوقتاً دیکھا کرتا تھا جسدن کہ
کوفیان بے حیلے نے اوس امام مظلوم کو قتل کیا تو مین سوتا تھا میری آنکھ جو کھلی تو دیکھا مین نے
کہ میری آستین سے خون جاری ہے جب اوسکو کھول کر دیکھا تو اوس سے خون اُبل رہا تھا پس
مین زار زار رونے لگا اور مجھے یقین ہوگیا کہ جناب امام حسین قتل ہوئے مومنین چونکہ جناب
سید الشہدا عالم مین مثل دل کے تھے اور کل اشیائے عالم بمرتبہ اعضا اور جوارح کے تھے پس
مومنین قاعدہ ہے کہ جب دل پر کوئی صدمہ ہوتا ہے تو کسی اعضا اور جوارح کو قرار نہین آتا بموجب
حضرات جب اعدا نے اوس مظلوم کو تین دن کی بہوک اور پیاس مین ذبح کیا تو اوسدن تمام
عالم مین کوئی ایسا مقام نہ تھا کہ خبر شہادت اوحضرت کی وہان نہ پہونچی اور کوئی شے ایسی نہ تھی
جو اوس مظلوم کی مصیبت پر نہین روئے مومنین آسمان سے لہو برسا چاند اور سورج کو گہن لگا
دریا جوش مین آئے پہاڑون نے سر ٹکرائے زمین نے خاک اوڑائی زمانے مین تاریکی چھائی
قربان جان زائر کی تشنگی مظلوم کربلا پر راوی کہتا ہے کہ حضرت جب رخصت آخر کو خیمۂ اہلبیت مین تشریف
لیگئے تو اپنی بہن زینب سے وصیت کی کہ اے بہن زینب جب تم قید سے چھوٹ کر جانا تو میری شیعون
اور دوستون کو یہ پیام میرا پہونچانا کہ شیعتی ان ما شربتم الماء عذب فاذکرونی
او سمعتم بغریب او شہید فاندبونی اے شیعہ جسوقت پینا تم آب شیرین کو پس یاد کرنا تم
پیاس کو یا سننا تم جسوقت ذکر کسی غریب یا شہید کا پس میرے حال پر نظر کرکے خوب رونا۔

ای اہل غم چو یاد شہیدان ما کنید	یا مجمعی بتعزیہ داری بنا کنید
ہرگاہ آب سرد بنوشند شیعیان	با گریہ یاد تشنہ لبہای ما کنید
ای شیعہ گر بدرد بیاید سر شما	یاد سر مرا بسر نیزہا کنید

[illegible]

مجلس چھٹی مین بیان اون معجزے کا کہ جو جناب سید الشہدا سے لب فرات ظاہر ہوا اور حال رد شمس کا واسطے جناب امیرؑ کے ہے

لتعریف علی بگفتگو ممکن نیست	گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کے دانم	انا دانم کہ مثل او ممکن نیست

چونکہ فضائل اور مناقب جناب امیر علیہ السلام کی لاتعد ولاتحصی ہین اور شمار اونکا تحریر اور تقریر انسان سے باہر ہے لہذا اس مقام پر تین معجزے اون جناب کے جو صفین کے راہ مین ظہور مین آئے وہ لکھے جاتے ہین احمد بن اعثم کوفی کہتا ہے کہ جب جناب امیر نے بادل محزون کربلا سے طرف مدائن کے کوچ کیا عمار ساباطی کہتا ہے کہ مین اوس سفر مین ہمراہ رکاب بوتراب تھا جب مدائن مین پہونچے تو حضرت نماز پڑھکر اوٹھے اور ذلف بن ابی مجیر سے فرمایا کہ میرے ساتھ چل پس وہ مع ایک جماعت ساباط کے ہمراہ ہوا حضرت طرف عمارات کسرا کے تشریف لائے اور اوس عمارت کے اطراف مین سیر کرنے لگے ناگاہ ایک کلہ بوسیدہ آدمی کا نظر آیا حضرت نے ایک اصحاب کو فرمایا کہ اسکو اوٹھالو اور حضرت نے وہان سے مراجعت کی جب مقام قیام پر تشریف لائی تو ایک طشت طلب کیا جب طشت آیا تو حضرت نے اوسمین پانی بھروا کے اوس کلّے کو اوسمین چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اے کلّے قسم دیتا ہون مین تجھکو کہ جسنے تجھے پیدا کیے بہر نسبت کیا خبر دی تجھکو کہ مین کون ہون اور تو کون ہے پس اوسنے بزبان فصیح بیان کیا کہ آپ امیر المومنین وصی سید المرسلین قاتل مشرکین باخر دین امام متقین غالب کل غالب علی ابن ابیطالب ہین اور مین ایک بندہ خدا کسرا نوشیروان عادل ہون کہ رعایا کے ساتھ عدل سے پیش آتا تھا لیکن قوم مجوس سے تھا اور پیدا ہوئی میری سلطنت کی زمانہ مین حبیب خدا اشرف انبیا جناب محمد مصطفےٰ کہ وہ آپکے چچا کے بیٹے ہین

سعادت عظمی سے محروم رہا یعنے حالت کفر مین دنیا سے اوٹھا اگرچہ آتش سقر مین ہون مگر خداوند

کریم نے بسبب میرے عدل اور انصاف کی اذیت آتش سے مجھے نجات دی ہی آتش سے مجھے

کوئی اذیت نہین پہونچتی افسوس ہے یا مولا کاش مین ایمان لایا ہوتا یہ سُنکر سب آدمی رونے

لگے عمار ساباطی کہتے ہین کہ اہل ساباط جو کہ اوسوقت موجود تھے اور یہ معجزہ اپنی آنکھون سے دیکھا

وہ سب وہان سے متفرق ہوکر اپنی اولاد اور اہل قوم سے اوس حال کو بیان کیا اون سبنے

کہا کہ مردے کو نہین جلا سکتا کوئی بجز خدا کے بیشک علی خدا ہین یہ سُنکر حضرت کی اصحاب نے کہا کہ

ایسا کلمہ زبان پر نہ لاؤ علی بندۂ خدا ہین مگر امام عالم اور وصی رسول اکرم ہین ہر چند فہمائش کی

مگر وہ سب خدائی کہتے گئے یہ خبر حضرت کو معلوم ہوئی حضرت نے اون سبکو طلب کیا اور کہا کہ اے

جاہلو مین بندہ خدا ہون اور وصی رسول ہر چند حضرت نے سمجھایا مگر وہ لوگ اپنی کفر سے نہ بازآئے

پس حضرت نے اون مین سے ایک گروہ کی نسبت حکم دیا کہ انکو جلادو اور ایک طائفہ کو وہان سے

نکلوا دیا جب اوس گروہ کو جلانے لگے تو اوسوقت بھی وہ یہ کہتے تھے کہ اگر علی خدا نہوتے تو ہمکو آگ

مین نجلاتے اور محقق مجلسی نے اس حدیث کو کتاب عیون المعجزات سے بحار الانوار مین لکھا ہی

اور بحار الانوار مین دوسری حدیث ابو رواحہ مغربی سے لکھی ہے کہ وہ کہتا ہی کہ جب حضرت حرب معاویہ

کے لیے تشریف لیگئے تو مین حضرت کی ہمراہ تھا فرات کی کنارے پھر حضرت نے ایک کلہ بوسیدہ دیکھا

فرمایا کہ اسکو لیتے آؤ اور بروایتے جب نہروان سے حضرت نے مراجعت کی اوسوقت یہ معجزہ وقوع

مین آیا بہر حال ایک اصحاب سے فرمایا کہ اسکو لیتے آؤ جب اوس کلے کو حضرت کی خدمت مین حاضر کیا

تو حضرت کے ہاتھ مین اوسوقت تازیانہ تھا حضرت نے اوس تازیانہ سے اوسکو حرکت دی اور فرمایا

کہ خبر دے مجھکو کہ تو کون ہے تو امیر گدا ہی یا بادشاہ شقی ہے یا سعید پس وہ بزبان فصیح گویا ہوا

اور عرض کی کہ السلام علیک یا امیر المومنین مین دوی بن ہرمز ہون کہ ایک بادشاہان ظالم سے تھا

پچاس شہر اور پانچ لاکھ دختر باکرہ کا ازالہ بکر کیا ہین نے اور ہزار غلام ترکی اور ہزار بندۂ ارمنی
اور ہزار بندۂ رومی اور ہزار بندۂ زنگی خرید کیے ہین نے اور ستر لڑکیان پادشاہان بزرگ کی
اپنے قبضہ مین لایا اور کوئی مقام روے زمین سے ایسا نہ تھا کہ جسپر مین غالب نہین آیا اور
وہان کے ساکنون پر ظلم نہین کیا مگر یا حضرت جسوقت کہ ملک الموت میرے پاس آیا اور کہا کہ
اے طاغی اور اے ظالم دشمنی کی تو نے خدا سے پس اوسکے خوف سے تمام اعضا میرے لرز گئے
الغرض ملک الموت نے اپنا کام کیا یا حضرت ستر ہزار نے اولاد پادشاہون سے کہ میری قید مین
تھے رہائی پائی اور بندگان خدا کو میرے ظلم سے نجات ملی اب مین عذاب آتش مین معذب ہون
اور خدا نے مقرر کیا ہی اوپر میرے ستر ہزار زبانیۂ آتش کہ ہر ایک کے ہاتھ مین ہزار تازیانہ آتش
ہین کہ اگر اونمین سے ایک پہاڑ پر مارا جائے تو تمام عالم کے پہاڑ جلکے خاکستر ہو جائین اور
اسیطرح بیشمار ہر موی بدن میرے کے سانپ مقرر کیے ہین کہ وہ مجھے کاٹتے ہین اور اسیقدر
بچھو کہ وہ نیش مارتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ مکافات اون ظلمون کا ہی جو تو نے بندگان خدا کی
کیے ہین پس یہ کہکر وہ کلہ ساکت ہو گیا اور یہ سنکر تمام لشکر حضرت کا رونے لگا اور ہاتھ اپنے
سرون پر مارتے تھے اور کہتے تھے کہ یا حضرت ہم آپکے حق کو نہ سمجھے اور نہ عظمت اور بزرگواری
آپکی مومنین و کافرون کی سرنے کلام کیا جیسا کہ سنا آپ نے اور تین سرون نے اہل اخیار
و یقین سے کلام کیا۔ مومنین اول تو سر یحیٰی نبی علیہ السلام نے۔ راوی کہتا ہی کہ جب حضرت
یحیٰی کے سر کو مجلس بادشاہ مین لیگئے تو اوس سرنے باواز بلند اور بزبان فصیح کہا کہ ایہا
الملک لاتزن فان عمرالزانی قصیر اور دوسرے سعید بن جبیر کے سرنے کلام کیا لکھا ہی
کہ جب حکم حجاج لعین سے اوس مومن پاک دین کو قتل کیا پس تین مرتبہ اوس بزرگوار

همراہی جو کہ تھے وہ سب بچے اور دوبارہ تین وہ نشانیاں ... اور تیری قرابت ...

حرف نکلے آہ آہ مومنین اب تیرے سر کا حال کس زبان سے بیان کرون وہ سر مظلوم کربلا کشتۂ

تیغ جفا جناب سید الشہدا علیہ السلام کا تھا کہ چند مقام پر گویا ہوا ساتھ قران کے اور قران کے

ہلال بن معاویہ سے روایت ہے کہ اونہون کہا کہ رایت رجلا یحمل راس الحسین فی

مخلاف فرسہ یعنے وہ کہتا ہے کہ دیکھا مین نے کہ ایک شقی سر اطہر امام حسین علیہ السلام کو اپنے گھوڑے

کے توبڑے مین رکھے ہوئے تھا فسمعت اذنی و أبت عینی والراس یقول

پس سنا مین نے اپنے کانون سے اور دیکھا مین نے اپنی آنکھون سے کہ وہ سر اطہر اوس شقی کو

بد دعا دیتا تھا یعنے کہتا تھا کہ فرقت بین راسی وجسدی فرق اللہ بین لحمک

وعظمک وجعلک عبرۃ للعالمین یعنے جس طرح کہ میرے سر و تن مین جدائی ڈالی تو نے خداوند عالم

تیرے گوشت اور استخوان مین جدائی ڈالے اور تیرے تئین باعث عبرت اہل عالم کرے ۔

فرفع الملعون سوطا کان معہ ولم یزل یضرب بہ الراس الشریف حتی سکت

آہ آہ مومنین اسکا ترجمہ کس زبان سے عرض کرون جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے ۔ راوی کہتا ہے کہ جب اوس

شقی نے اوس سر اطہر سے یہ کلام سُنا پس ایک تازیانہ اوس شقی کے ہاتھ مین تھا ۔ آہ آہ

مومنین اوس تازیانے سے اسقدر مارا اوس سر کو دی کہ وہ سر اطہر ساکت ہو گیا ہلال بن معاویہ

کہتا ہے کہ جب زمانہ مختار کی سلطنت کا ہوا اور مختار نے خون امام حسین علیہ السلام کا انتقام اون

ملعونون سے کیا ایک دن مین مختار کی خدمت مین گیا دیکھا مین نے کہ اوسی شقی کو ملازم مختار

پکڑ کے مختار کے سامنے لائے اوس شقی نے کہا کہ میری خطا کیا ہے مختار نے غضبناک ہو کر کہا

افزون بود زکردہ ہر کس گناہ تو	بر کردہ تو روی سیاہت گواہ تو
برگشتہ از دین و روانی بسوی نار	بشتاب سوی نار کہ این است راہ تو
در روز رستخیز بہ نزد شفیع خلق	اے بیحیا چہ چیز بگو عذر خواہ تو

[illegible]

ٹکڑا گوشت کا اوسکے بدن سے کاٹا جاتا تھا اور کتون کو کھلاتے تھے اور وہ فریاد کرتا تھا اور بیہوش

ہو جاتا تھا جب پھر ہوش مین آتا تھا تو پھر ایک ٹکڑا کاٹتے تھے یہانتک کہ فقط ہڈیان باقی رہگئین

پس بحکم مختار اوسکی ہڈیون کو بھی جوڑ سے جدا کیا پس وہ شقی راہی سقر ہوا پس مین نے مختار کو

اون ملعونون کی بے ادبی اور سر اقدس کی بد دعا کہ اوس لعین کے حق مین کی تھی بیان کی پس

مختار نے یہ سنکر سجدہ شکر کیا اور کہا الحمد للہ کہ جو میرے آقاے مظلوم نے اس شقی کے بارہ

مین فرمایا تھا وہی مجھسے وقوع مین آیا یہ کہکر مختار اور جمیع حضار مجلس مظلوم کربلا کے مظلومی پر

زار زار رونے لگے اور شور واحسینا اوس مجلس مین بلند ہوا اور دوسرا مقام مومنین بازار

کوفہ ہی زید بن ارقم کہتا ہی کہ مین کوفہ مین ایک غرفہ کے اندر بیٹھا تھا اور وہ غرفہ سر راہ تھا کہ

ایک مرتبہ غرفہ مین اسطرح کا نور ساطع ہوا کہ ایسا نور نہ کبھی آفتاب مین دیکھا تھا اور نہ ماہتاب

مین پس مین نے کھڑکی سے سر باہر نکالا دیکھا کہ ایک جماعت سوار اور پیادون کے تلوارین

برہنہ ہاتھون مین لیے چلے آتے ہین اور چند ملعونون کے ہاتھون مین نیزے ہین اور اون نیزون

کی نوکون پر کٹے ہوی سر علم ہین اور ایک نیزہ نہایت طویل ایک شقی کے ہاتھ مین ہی اور سپر

ایک سر اطہر ہے کہ اوسی سر سے وہ نور ساطع ہے ع

نیزۂ چون آہ مظلومان بلند — در میان نیزہا سر ارجمند

بر فرازش بود نورے آشکار — روشن از وی نور چشم روزگار

زید کہتے ہین کہ جب مین نے بغور دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ سر تو سر فرزند رسول الثقلین جناب

امام حسین علیہ السلام کا ہی اور سنا مین نے کہ یہ آیہ قرآن زبان پر جاری ہی کہ ام حسبت

ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا یہ سنکر مین کمال حیرت اور تعجب سے اوس سر اطہر کی جانب

نقاب کے بدلے اپنے سر کے بال بکھرائے ہوئے ہیں کبھی تو وا محمداہ وا محمداہ کی فریاد کرتے ہیں اور کبھی واحسیناہ واحسیناہ کہکر روتی ہیں اور مومنین ایک مقام وہ ہے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم یہودی ایک دیر میں رہتا تھا جب وہ ملعون سر جناب سید الشہدا لیکر اوس دیر کے قریب مقیم ہوئے اور اوس یہودی کی نظر سر اطہر سید الشہدا پر پڑی تو دیکھا اوس سر سے ایک نور اسطرح کا ساطع ہے کہ دور تک اوسکی روشنی جاتی ہے بیشک یہ سر کسی ولی کا معلوم ہوتا ہے ورنہ کٹے سر میں یہ نور کیسا پس وہ یہودی کچھ زر اون لعینوں کو دیکر سر اقدس کو اپنے دیر میں لیگیا۔ و وضع خدہ علے و یقول یا رب بحق الکلیم او صحنی من هذا الراس النورانی فتفتح شفتیه الحسین و قال یا یهود انا المظلوم انا المغموم انا المهموم انا الغریب انا الشهید انا القتیل انا العطشان

منم غریب و منم بیکس و منم مظلوم	منم بخنجر کین کشتہ سیاہ ظلوم
منم کہ تن بدم خنجر و سنان دادم	بدشمنان سر خود بہر دوستان دادم
منم کہ کشتہ شد اندر برابر نظرم	علی و اکبر ناکام نوجوان پسرم
منم کہ خود علم خویش سرنگون دیدم	برادرم کہ علم داشت غرق خون دیدم

پس مومنین جب وہ یہودی سر اقدس کو اپنے دیر میں لیگیا پس بکمال محبت اپنا رخسار اوس سر پر رکھ کے کہنے لگا کہ اے رب میرے تجھے قسم دیتا ہوں میں حضرت کلیم کی کہ اس سر نورانی کا حال مجھپر بخوبی واضح کر کہ یہ سر کس بزرگوار کا ہے یہ سنکر وہ سر اطہر گویا ہوا کہ اے یہودی آگاہ ہو کہ میں ہوں وہ مظلوم کہ جسپر اشقیانے ظلم پر ظلم کیے اور وہ غم دیدہ ہوں کہ جسکو غم پر غم دیے اور وہ مہموم ہوں کہ جسکو وفور رنج وہم نے کشتہ کیا اور وہ غریب ہوں کہ جسکی لاش کو ابتک کفن نہیں میسر ہوا ہے گو زمین گرم پر پڑی ہے اور وہ شہید ہوں کہ جسکا سر سجدۂ خدا میں کاٹا گیا اور وہ قتیل ہوں کہ جسکی لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے اور وہ پیاسا ہوں کہ جسکو مرتے دم بھی پانی نہ دیا یہ سنکر وہ راہب

اور مفصل بیان کریں اوس سر اقدس نے فرمایا کہ اے یہودی سے

منم فرزند آنشاہے کہ جبریل است در بارش — ابو القاسم محمد آنکہ نازل گشت قرآنش
بود بابم علی اعنی ولی اللہ باب اللہ — کہ آمد از کمالش آیۂ اکملت در شانش
جناب فاطمہ بنت نبی باشد مرا مادر — کہ اورا از شرف خیر النسا نامید یزدانش
بود نامم حسین و آنکہ در توریت حق فرمود — عزیزے را بذلت میکشد عطشان عدوانش

مومنین جب راہب کو یہ معلوم ہوا کہ یہ سر فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کا ہے پس وہ اسقدر رویا کہ غش کر گیا جب غش سے افاقہ ہوا پس پکارا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ الغرض محقق مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار مین نصر بن مزاحم سے روایت کی ہے کہ حضرت مداین سے نماز عصر پڑھکے روانہ ہوے اور قریب شام ایک صحراے بے آب و گیاہ مین وارد ہوے اور وہان حضرت نے مقام کیا ہمراہی حضرت کے ایک لشکر بیشمار تھا اس امر سے نہایت متعجب ہوے مگر کسیکو اون حضرت سے سوال کرنے کی مجال نہ تھی سب نے اوسی تردد اور تفکر مین بسر کی جب وقت طلوع آفتاب کا قریب آیا اور حضرت نے حکم کوچ کا نہ دیا اوسوقت عدی بن حاتم طائی حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا مولا کیا آج یہین قیام فرمائیگا۔ یا مولا میرے اس صحرا مین پانی نایاب ہی اور کمی علف سے لشکر نہایت پریشان ہوگا حضرت اوسوقت مشغول تلاوت قرآن تھے اشارہ بسکوت فرمایا عدی اپنے خیمہ کو چلے آئے جب آفتاب نہایت بلندی پر آیا اور وہ صحرا حدت آفتاب سے کورہ حداد بنا اوسوقت سب سردار لشکر ظفر پیکر کے حضرت کے خیمہ کے دروازے پر جمع ہوے اور متفق اللفظ سب نے عرض کی کہ فدا ہون آپ پر مان باپ ہمارے یا امیر المومنین اب حدت گرم

یا مولا آج آپکے اس لشکر کے لوگ ... تشنگی سے ہلاک ہوتے ہیں حضرت نے

ارشاد فرمایا کہ میرے نور عین حسین کو میرے پاس لاؤ یہ سنکر چند اصحاب حضرت کی تلاش مین

گئے اور اوس شاہزادہ کونین یعنے جناب امام حسین کو تلاش کرکے لائے جب وہ مایۂ رستگاری

ممکنات اور نور السّٰموات والارضین در خیمۂ حضرت پر تشریف لائے تو کمیل ابن زیاد نخعی نے

کہ حضرت کے رازدار تھے جاکر عرض کی کہ یا امیر المومنین شفیع عرصات اور ضامن عصیان موجودات

حاضر ہین پس حضرت نے فرمایا کہ اے نور عین اے حسین آج ان تشنہ کامون کو تم سیراب کرو

جناب سید الشہدا نے عرض کی سمعاً و طاعۃً ۔ راوی کہتا ہے کہ مظلوم کربلا اوسوقت ایک عصا پر

تکیہ کیے ہوے کہڑے تھے اوسکو بزور اعجاز زمین مین دیا یا فوراً وہ عصا ایک درخت بارور ہوگیا

اور نیچے اوس درخت کے ایک نہر پانی کی جاری ہوئی اور اوس ایک نہر سے اور کئی شاخین

پیدا ہوئین پس تمام لشکر ظفر پیکر اوسکے پانی سے سیراب ہوا اور مرکبون کو پلایا مومنین جبکہ اوس

فرزند امیر المومنین سے یہ معجزۂ روح افزا ظہور مین آیا تو اہل کوفہ بہی وہان پر بکثرت موجود تھے

آہ آہ مومنین ایسے مولا رحیم اور کریم پر کربلا مین پانی بند کیا خدا لعنت کرے کوفیان بیحیا

اور شامیان پر دغا پر کہ روز عاشورہ اوس مظلوم کے ننہے ننہے بچے خالی کوزے ہاتھون مین

لیے ہوے در خیمہ پر فریاد العطش العطش کی بلند کرتے تھے اور اون بچون پر بہی کسیکو رحم نہ آیا

لیکن مومنین قربان وفاداری جناب عباس کہ جب اوس سقاے اہلبیت نے دیکھا کہ عنقریب

ہے کہ میرے آقا کے ننہے ننہے بچے شدت تشنگی سے ہلاک ہوجائین پس اوس فرزند ساقی کوثر

نے ایک کنوان کہودا جب وہ قریب پانی نکلنے کے پہونچا اوسوقت یہ خبر کوفیون کو ہوئی اون اشقیا

نے آکر اوسے پاٹ دیا ۔ راوی کہتا ہے کہ اسیطرح اوس شیر نے کئی کنوین کہودے مگر اوس گروہ

بیدین نے آکر پاٹ دیے ایک کنوان اخیر مین پہر حضرت نے کہودا اور اوسمین پانی بہی نکلا

(... جب جناب عباس کنوان کہودنے لگتے تھے تو سب بچے خالی کوزے ہاتھون مین لیے ہو

[illegible] جناب سکینہ

بار بار فرماتی تہین کہ اے چچا اگر کچھ بھی پانی نکلا ہو تو مجھے دیدو کہ میرا دم لبونپر آگیا ہی اور کلیجہ سوز

عطش سے پھنا جاتا ہی بس اس مرتبہ جو پانی نکلا تو جناب عباس نے ایک کوزہ بھر کر جناب

سکینہ کو دیا مومنین ابہی اوس معصومہ نے پیا نہ تھا کہ اشقیا ننگی تلوارین لیے قریب آگئے بس

کوزہ پانی کا لیے ہوئے طرف خیمہ کے بہاگین - آہ آہ حضرات اوس بھاگنے مین پانون اوس

زاداں کا طناب خیمہ مین اولجھا بس وہ معصومہ زمین پر گر پڑی اور وہ کوزہ ٹوٹ گیا اور پانی

سب اوسکا بہگیا - مومنین خدا کسی امیدوار کو مایوس نکرے بس وہ معصوم یہ دیکھکر زار زار روتی

ہوئی اپنے پھوپھی کی خدمت مین گئین اور فرمایا کہ اے پھوپھی امان پانی ہاتھ مین آکر جاتا رہا

الغرض مومنین جب لشکر پانی سے سیراب ہوگیا اور اوس درخت کی میوہ سے آسودہ بلکہ راوی

کہتا ہی کہ سب لشکر نے اوس درخت کی میوے سے اپنی فوربین اور توبڑے بھر لیے بس حضرت

وہان سے روانہ ہوئے اور جناب امام حسین علیہ السلام بہی ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کے چلے

راوی کہتا ہے کہ مین نے دیکھا کہ وہ درخت بہی اوس سردار جوانان بہشت کی ساتھ رواں ہوا

یہ دیکھکر جناب امیر نے فرمایا کہ اے نور نظر اپنا عصا اوٹھا لو بس اوس جناب نے اپنے پدر بزرگوار

کا جب یہ کلام سُنا بس اپنا دست مبارک اوسکی طرف دراز کیا فوراً وہ درخت پر ثمر پہر مانند

اول کے عصا ہو گیا اصحاب نے یہ دیکھکر خدمت جناب امیر مین عرض کی کہ کیا فضیلت ورکرامت

رب العزت نے آپکی فرزند حسین کو عطا کی ہے جناب امیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ اے اصحاب یہ ادنی

ایک عطیہ خداوند تبارک وتعالی کا ہی اون عطیات سی کہ جو میرے فرزند حسین کو عطا کیے ہین

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۵

خواہم بگویمت سخنے چند الفرات	در کربلا مباش تو خورسند ای فرات
[illegible]	[illegible]

[illegible]	[illegible]
آیا کسی نگفت ترا اندران زمین	عباس جاہ بہر چہ میکندی فرات
باسن بگو کہ آہ شرر بار اہلبیت	آتش بجانب از چہ نیفگندی فرات

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ساتوین مین بیان پہونچنا جناب امیرالمومنینؑ کا صفین مین اور محاربہ کرنا معاویہ بیدین کے ساتھ دریا پر ۹

ہر کہ یار مرتضے اتصور اوست	ہر کہ باشد دشمنش مقہور اوست

احمد بن اعثم کوفی اور ابوحنیفہ دینوری نے روایت کی ہے کہ جب معاویہ علیہ الہاویہ روانگی
جناب سیدالوصیا سے طرف صفین کے مطلع ہوا اوسوقت اہالی شام اور روساے لشکر کو جمع
کرکے کہا کہ آگاہ ہواے قوم کہ علی ابن ابیطالب مع ایک جماعت اہل حجاز اور بہادران عراق
اور انصار اور مہاجر کے تمہارے قلع اور قمع اور واسطے گرفتاری عیال تمہاری کے آئے ہین
اور ہرگز تمہارے خرد اور بزرگ پر رحم نکرینگے الغرض اسی قسم کے کلمات واہیات بیان کرکے
اون سب شیاطین کو جنگ امیرالمومنین پر دلیر اور آمادہ کیا اور عمرو بن عاص اور مروان بن
حکم اور ذوالکلاع حمیری اور حوشب بن ذوالکلاع اور ابوالاعور اور جمیع سرداران شام کو
لیکر طرف صفین کے روانہ ہوا اور قبل ورود جنود مسعود داوس خیر رب ودود کے داخل صفین
ہوا اور سفیان بن عمرو اور ابوالاعور کو ساتھ دس ہزار نامردون کے دریا پر مقرر کیا کہ محافظت
پانی کی کرین یعنے لشکر ظفر پیکر ساقی کوثر کو دریا سے پانی نہ لینے دین حالانکہ خداوند کریم نے
تمام آب روے زمین کو مہر جناب فاطمہ مین دیا تھا اور سگ اور خوک جملہ مخلوق پر مباح کیا تھا
پس جب جناب امیر مع اپنے لشکر سعادت اثر کے صفین مین پہونچے اور مردمان لشکر پانی لینے
دریا پر گئے تو اون بے حیاؤن نے ہمراہیان ساقی کوثر کو پانی نہ پینے دیا پس وہ سب تشنہ کام

[illegible]

فارس معرکہ جلاوت دہتور یعنی مالک اشتر نے عرض کی کہ

ہمہ آب را لشکر کفر و کین	بہ نسبت است برروی آب آفرین
بہ یزدان پرستان شدہ کار تنگ	نماندست مارا زبان در رنگ
شود آب از آب تیغت سراب	سراب از تو گردد گوارندہ آب
چو آتش گراید دو گیتی بجوش	ز آب حسام تو گردد خموش
گوارا ز تو چشمۂ زندگے	ز تو زندگی راست پابندگے
ز تو آتش و آب را آبروے	درین خاک از بہر ما آب جوے

پس جب ساقی کوثر نے مالک اشتر سے یہ حال سنا کہ تشنگی سے لشکر نہایت بیتاب ہے پس صعصعہ بن صوحان عبدی اور شبث بن ربعی کو کہ یہ دو امراے لشکر سے تھے معاویہ کے پاس بھیجا کہ مین تم سب گمراہون کی ہدایت کے لیے آیا ہون اور تیری فوج نے اوس پانی کو کہ جسے خداوند عالم نے تمام مخلوق پر سباح کیا ہے میرے لشکر پر بند کیا اور بندگان خدا تشنگی سے ہلاک ہوتے ہین اوس لعین بیدین نے حضرت کے پیام کا جواب دیا کہ جسطرح تمنے عثمان پر پانی بند کرکے پیاسا اوسے قتل کیا ہے اوسیطرح ہمنے آپ پر پانی بند کیا ہی اور محال ہے کہ اب ممکن ہو آپکو اس پانی سے لب تر کرنے دون جب یہ پیام اوس بدانجام کا شاہ لافتی کے پاس آیا حضرت نے مکرر اتمام حجت کے لیے آدمی بھیجا مگر اوس شقی کے دل پر پیام حضرت کا موثر نہوا اور آواز العطش کی حضرت کے لشکر سے بلند ہوئی۔ الغرض جب شب ہوئی تو وہ جناب اپنے لشکر نصرت اثر مین تنہا گشت فرماتے تھے ناگاہ حضرت کا گذر قبیلۂ مذحج کیطرف ہوا اوس قبیلہ مین ایک شخص شدت تشنگی سے نالے کر رہا تھا اور اشعار سوزناک پڑھتا تھا جب حضرت نے اوسکے اشعار سُنے اور اوسکی تشنگی سے مطلع ہوے دل بیقرار ہو گیا اور اپنے دلمین عہد کیا کہ صبح کو

لقیس لعین خود طرف دریا کے متوجہ ہون اور اون تشنہ کامون کو پانی سے سیراب کرین

آہ آہ حسین کہان تھے جناب امیر روز عاشورہ جو دیکھتے بیتابی تشنگان کربلا کی کہ ننھے ننھے

بچے شدت تشنگی سے ہلاک ہوتے تھے اور کسی بیحیا نے اون بچون پر بھی رحم نکیا الغرض صبح کو جناب

امیر نے دلیران سپاہ اور بہادران نصرت کو طلب کیا اور مالک اشتر اور اشعث بن قیس کو

اجازت دی کہ اب بزور شمشیر اس گروہ شریر سے پانی لو یہ سنکر مالک اور اشعث خیمہ سے

باہر آئے اور آواز دی کہ ایہا الناس جناب شاہ ذوالفقار نے اجازت دی ہے کہ اس

گروہ نابکار کو بضرب شمشیر آبدار دریا سے ہٹا دو اور پانی بھر لو بفور سنتے اس آواز کے دس ہزار

سوار جرار مالک کے پاس جمع ہوگئے پس مالک اور اشعث اوس گروہ سوارون کو ہمراہ لیکر

دریا پر گئے اور مالک نے آواز دی کہ اے گروہ اشقیا اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو

دریا کے کنارے سے دور ہو ورنہ اس لڑائی مین تمہارے خون کا دریا بہا دینگے یہ سنکر ابو الاعور

کہ سردار نگہبانان کا تھا بولا کہ اے مالک ایک ایک دم توقف کرو کہ یہ فوج موافق تمہاری مقابلہ

کے نہین ہے مطلب اوس شقی کا یہ تھا کہ مین اور فوج کمک کے لیے بلا لون یہ فوج تمہاری

جمعیت سے کم ہے یہ سنکر مالک اشتر اور اشعث نے اپنے سرون کو برہنہ کر کے مثل شیر غضبناک

کے اوس گروہ سفاک پر حملہ کیا دونون بہادرون نے ایک آن واحد مین سیکڑون سر تن سے

اوڑا دیے اور ہر طرف کشتون کے پشتے لگا دیے ابوہانی بن معمر کہتے ہین کہ مین اوسدن ہمراہ

رکاب مالک تھا درمیان لڑائی کے مین نے جو مالک کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ فرط تشنگی سے مالک

کی زبان منھ سے باہر نکلی ہوئی ہے میرے ساتھ تھوڑا پانی تھا مین اوسے لیکر قریب مالک

اشتر کے گیا اور کہا کہ اے مالک یہ پانی تھوڑا سا موجود ہے کہ اسکو پی لو تاکہ قوت لڑنے کی ہو

مالک نے مجھسے کہا کہ اے ابوہانی بخدا جبتک سب مسلمان پانی سے سیراب نہونگے مین اپنے

لب ہرگز نہ تر کرونگا ابوہانی کہتے ہین کہ عنقریب تھا کہ ابو الاعور معہ اپنے اوس گروہ شقاوت آثار

… معاویہ لعین نے عمرو عاص کو چہار ہزار نابکارون کے
ساتھ اوسکی مدد کے لیے بھیجا جب عمرو وہانپر پہونچا اور نظر مالک کی عمرو پر پڑی کہا کہ اے عمرو مین
جانتا تھا کہ راے تیری صائب ہی لیکن معلوم ہوا کہ کینہ تیری تجھسے دانا تر ہے اے شقی تو جو یہ پانچ
پانچ ہزار اشقیا کو ہمراہ لیکر آیا ہی تیرے گمان مین یہ ہی کہ لشکر ساقی کوثر پیاسا رہیگا اور لشکر
معاویہ سیراب اوس شقی نے کہا کہ اے مالک ایکدم بھر کے بعد میری راے کا حال تمپر
ظاہر ہو جائیگا مالک یہ سنکر ہنسے اور شیرانہ ایک حملہ اوس شقی پر کیا اور ایکدم مین اوس شیر نے
بضرب شمشیر اون روباہون کو متفرق کر دیا اور عمرو طرف معاویہ کے بھاگا اور ابو الاعور نے بھی
ساتھ جماعت باقیماندہ کے راہ فرار اختیار کی۔ راوی کہتا ہی کہ اونکے سوا جو کہ فی النار ہوے
کوئی ایسا نہ تھا کہ جو زخمی نہوا ہو پس دریا تصرف فوج نصرت موج جناب امیر مین آیا اور محقق
مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار اور جلاء العیون مین عبد اللہ بن قیس سے روایت کی ہی کہ عبد اللہ
کہتے ہین کہ مین صفین مین ہمراہ رکاب جناب بوتراب تھا دیکھا مین نے کہ جب معاویہ علیہ الہاویہ
نے ابو الاعور ستمگر کو مع دس ہزار سوار جرار کے نگہبان فرات کیا اور ہمراہیان جناب امیر پر تشنگی
نے تنگی کی اوسوقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ کہان ہے میرا پارۂ جگر حسین جب مظلوم کربلا
اپنے بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوے پس فرمایا کہ اے نور عین آج لشکر میرا شدت تشنگی سے
ہلاک ہو رہا ہی اور میرا دل بھی اونکی تشنگی سے بیتاب ہی پس تم جا کر ان ملعونون کو نصیحت کرو
شاید تمہاری نصیحت سے یہ گمراہ راہ پر آجائین کہ تم فرزند رسول ہو اور جو نصیحت سود نہ بخشے تو
بضرب شمشیر آبدار اس گروہ کفار کو دریا سے بھگا کر پانی لاؤ پس جناب امام حسین نے عرض کی
کہ بالراس والعین اوسوقت اون جناب نے اپنے فرزند کو نزدیک بلایا

شہنشاہ فرزند خود خواند پیش		بمالید بر تارکش دست خویش	
بجوشش سار است روشن تنش		در دو دست [illegible] شہنشہ [illegible]	

چو خفتان نقش را ببر در کشید   جلو کم کہ در جوش جوشن چو دید
بپوشید چون جوشن کارزار   بیاویختش در کمر ذو الفقار
سپر چونکہ بر دوش او جا گرفت   چو خورشید بر عرش ماوا گرفت
شدہ اشعاعش ببرج برہ   سراسیمہ خورشید چون شپرہ
چو پوشید بر خود سلاح نبرد   علی از صف کربلا یاد کرد
خروشید مانند ابر بہار   جہان از خروشیدنش گشت زار

مومنین جب جناب امیر نے مظلوم کربلا کو مسلح اور مکمل اسلحہ حرب سے کر چکے اور مظلوم کربلا نے چاہا
کہ گھوڑے پر سوار ہوں پس وہ جناب اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگے۔ مومنین کیا عجب ہے کہ جناب امیر کو یاد آگیا ہو معرکہ کربلا کہ یہی فرزند میرا روز عاشورہ
جب بعد نماز ظہر اہلبیت سے رخصت ہوکر میدان کو روانہ ہوگا تو بکمال حسرت و یاس کبھی جانب
یمین اور کبھی جانب یسار دیکھکر کہیگا کہ اے عباس اور اے قاسم و اے علی اکبر کہاں ہو کہ اسوقت حسین
کی رکاب تھامنے اوسوقت میری بیٹی زینب آکر اپنے بھائی مظلوم کی رکاب تھامے گی۔ الغرض
مومنین جناب مظلوم کربلا گھوڑے پر سوار ہوکر فرات پر تشریف لائے اور ابو الاعور سے مخاطب ہو کر
فرمایا کہ تیرا دین اور مذہب کیا ہے اوس شقی نے عرض کی کہ ہم سب اہل اسلام ہیں یہ سنکر حضرت
نے فرمایا کہ افسوس کہ تم مسلم ہو اور تمنے مومنین اور صالحین اور تابعان سید المرسلین پر پانی بند کیا
حالانکہ شریعت رسول میں کافر پر بھی پانی بند کرنا روا نہیں پس اوٹھاؤ آب دریا سے الگ ہو
تاکہ فوج ہماری پانی بھر لے ابو الاعور لعین نے اوس شاہزادہ کونین سے کہا کہ ہمکو معاویہ نے
مقرر کیا ہے اور اوسکا حکم ہے کہ ایک قطرہ پانی کا لشکر علی ابن ابیطالب میں نجانے پائے بہشت
کہ آپ پانی ہمسے پائینگے یہ سنکر اوس گوہر دریاے رحمت ایزدی کو غیض آگیا پس ذو الفقار
آتش بار کو علم کر کے اوس گروہ اشرار پر حملہ کیا اور اوس فرزند ساقی کوثر نے ایک چشم زدن میں

ایک دوسرا دریا لہو کا بہا دیا۔

گروہی ازان قوم برگشته بخت	رسیدان بدوزخ کشیده رخت
گروہی نہادند رو در گریز	بشیران زره و بنا یدستیز
بیک حمله شیر شمشیر خدای	نماندہ ازان روبہان کس بجای
ببوسید جبرئیل دست حسینؑ	بگفت آفرین خالق مشرقین

الغرض جب وہ اشقیاے باقیماندہ بھاگ گئے تو مظلوم کربلا کنار فرات تشریف لائے اور
ب ہمراہیون کو آب فرات سے سیراب کیا اور دریا اہل اسلام کے تصرف مین آیا۔ الغرض
ومنین جب یہ خبر فتح جناب ولایت مآب کو پہونچی تو اول تو وہ جناب خوش ہوے اور بعد اوسکے
زار مثل ابر بہار کے رونے لگے جب اصحاب نے سبب رونے کا پوچھا تو حضرت نے ایک آہ سرد
گر پردرد سے کھینچکر فرمایا کہ آہ آہ آج تو میرا حسین اس فرات کے کنارے دشمنان دین پر فتحیاب
ا اور تشنہ لبونکو سیراب کیا اور ایکدن آئیگا میرے فرزند پر اشقیاے امت آب و دانہ بند کرینگے اور
روز عاشورہ تین دن کا بھوکا اور پیاسا شہید کرینگے یہ سنکر تمام اصحاب اور انصار حضرت کے بے
اختیار نعرے مار مار کر رونے لگے القصہ جب دریاے فرات حضور مسعود جناب امیر کے قبضہ مین
آیا تو مالک اشتر اور دوسرے سردارون نے حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ یا حضرت اب ہم بھی
ن بیحیاؤن کو پانی فرات سے نہ لینے دینگے جیسا کہ انہون نے ہمکو پیاس کی تکلیف دی اوسیطرح ہمبھی
ی انکو تشنگی سے ہلاک کرینگے یہ سنکر جناب ساقی کوثر نے فرمایا کہ اے مالک مجھسے کبھی یہ امر گوارا
ہوگا کہ مین انپر پانی بند کرون میری مروت سے یہ بات نہایت دور ہے آہ آہ مومنین حضرت نے
فیون اور شامیون پر پانی بند کرنا منظور نکیا اور اون بیحیاؤن نے کربلا مین اوس امام کے
فرزند پر پانی بند کیا حالانکہ اون بیحیاؤن نے اوس مظلوم کو مہمان بلایا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ

حضرت نے رخ جانب فرات کے کیا پس جو بیچارہ نگہبان فرات تھے وہ سب سد راہ ہوئے پس
مظلوم کربلا نے اون سب کو بضرب ذوالفقار آبدار دریا سے بھگا دیا اور مانند شیر کے داخل نہر
فرات ہوئے تو مومنین راوی کہتا ہے کہ حضرت نے گھوڑے سے جھک کر چلو مین پانی لیا اور ذو
کو دیکھا کہ پانی سے منھ اپنا اوٹھائے ہوے تھا حضرت نے یہ دیکھکر اوس بے زبان سے فرمایا کہ
اے ذوالجناح تجھکو بھی تین دن سے پانی نہین ملا تو کیون پانی نہین پیتا مومنین جب ذوالجناح
نے یہ سُنا تو اوس بے زبان نے منھ پھیر کر حضرت کے رخ کی جانب نگاہ کی اور آنکھون سے اوسکے
آنسو جاری ہوے مومنین شاید ذوالجناح نے اپنی زبان مین حضرت سے یہ عرض کی ہو کہ اے
آقا میرے کیونکر یہ خانہ زاد آپکا پانی پیئے کہ آپکے ننھے ننھے بچے خیمہ مین پانی کے لیے تڑپ رہے ہین
یا یہ کہا ہو کہ یا حضرت اسی پانی کے لیے آپکے بھائی جناب عباس کے ہاتھ شانون سے کاٹ گئے
اور اسی پانی کے لیے آپکے شش ماہی فرزند جناب علی اصغر کی گردن پر تیر لگا اور وہ بچہ پیاسا جانب
کوثر روانہ ہوا یہ غلام کیونکر اس پانی کو پیے یا مومنین اوس بے زبان وفادار کا اوس وقت
یہ اشارا ہو کہ اے فرزند ساقی کوثر آپ بھی تو تین دن سے پیاسے ہین پہلے حضور اپنی پیاس
بجھائین تو بعد اوسکے یہ غلام بھی پیئے ۔ آہ آہ مومنین اسی درمیان مین ایک لعین بے ادب
ایک تیر حضرت کے دہن مبارک پر مارا اور دوسرے بیحیا نے آواز دی کہ اے حسین آپ تو یہان
پانی پینے مین مشغول ہین اور وہان خیام اہلبیت کو اشقیا نے تاراج کیا اور اہلبیت کو بے پردہ
قربان غیرت جناب سید الشہدا پر جان زائر کی کہ جب اون جناب نے اوس شقی کا یہ کلام سنا
تو پانی ہاتھ سے پھینکر طرف خیمۂ اہلبیت کی روانہ ہوے ۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس آٹھوین مین بیان حرب محمد حنفیہ کا صفین مین اور ذکر محاربہ جناب سید الشہدا ساتھہ زرقا کے ۔ ٥

قسم بخالق بے مثل اے گروہ انام	کہ بعد سید کونین حیدر ست امام

امام اوست که داند رموز منطق طیر
نه آنکه رهزن مردم شود دیا نه دوام

امام اوست که خلق جهان غلام ویند
نه آنکه از هوس فتنه بزیر پاے غلام

من آن امام نخواهم که در خلاء و ملا
برند تا به ابد مردمش به لعنت نام

حدیث عائشه بگیرد و بیعت اجماع
چه اعتبار بقول زن و لتعصب عام

خسی اگر بگزیند ناقصان از جهل
مطیع او نتوان شد باعتبار عوام

میانهٔ حق و باطل چگونه فرق نهد
مقلدی که نداند حلال را ز حرام

اسیر چاه ضلالت کجا خبر دارد
که مبطلات کدام است واجبات کدام

بتاج شاه که خاموشیم ازان خوشتر
که ذکر خارجی و ناصبی کنم بدوام

مومنین معاویہ لعین نے باوجود اسکے کہ مناقب اور فضائل جناب امیر المومنین کے زبان صدق بیان جناب سید المرسلین سے اکثر سنے تھے مگر ہوس دنیا ایسی اوس شقی کے دل پر غالب ہوئی کہ سبکو بھولا دیا اور حدیث یا علی حربک حربی کو بھی فراموش کیا الغرض جب معاویہ لشکر شقاوت اثر کو لیکر مقابل مین اوس کنندۂ در خیبر کے آیا پس جناب شیر خدا شاہ لافتی میدان جنگ مین تشریف لائے اوسوقت حریث غلام معاویہ حضرت کے برابر آیا اون جناب نے ایک ہی ضرب مین میان سقر ابوسفیان کے پاس پہونچایا بعد اوسکے حضرت نے معاویہ کو آواز دی کہ او سگ ناپاک مین سالار عراق ہون خود میدان مین آیا اور تو اپنے تئین رئیس شام کہتا ہے پس تجھکو لازم ہی کہ میرے مقابل مین تو خود آوے اور بندگان خدا کا خون کیون اپنی گردن پر لیتا ہی معاویہ نے جب یہ کلام معجز نظام سنا لرز گیا پس عمرو بن عاص مردود سے بولا کہ علی مجھے میدان مین بلاتے ہین اور مجھے اگر کوئی تمام روی زمین کی حکومت دینے کا اقرار کرے تو بھی اون جناب کے مقابل مین نہ جاؤن یہ سنکر عمرو بن عاص نے علیہ اللعنۃ

... بلایا او

بہت انعام دینے کا اوس سے وعدہ کیا کہ اگر تو جناب امیر کو قتل کریگا تو ہم تجھکو دینگے پس

معاویہ علیہ الہاویہ نے اپنا گھوڑا اور اسلحہ حرب اوس شقی ازلی کو دیا الغرض جب علیہ اللہ اون

جناب کے قریب پہونچا حضرت نے ذو الفقار برق بار کو علم کیا اور چاہا کہ اوس شقی کو بہی داخل

نار فرمائین کہ ابن مسعدہ نے فریاد کی کہ یا علی مین معاویہ نہین ہون اوسنے اپنا لباس

پہنا کر اور اپنے گھوڑے پر سوار کر کے مجھے آپکے مقابلہ مین بہیجا یا علی میرے اوپر رحم فرمائیے

اور میرے فرزندون کو یتیم اور میری عورتون کو بے شوہر نکیجیے حضرت کو اوسکی فریاد و زاری

پر رحم آگیا ذو الفقار کو روک کر فرمایا کہ دور ہو میرے سامنے سے پس جب وہ چلا گیا اوسکے بعد

بُسر بن ارطاب آیا اور وہ بہی مثل اپنے یاراول کے اپنی جان سلامت لیگیا پہر کوئی حضرت

کے مقابلے مین نہ آیا جب جناب امیر علیہ السلام نے دیکہا کہ لشکر معاویہ سے میرے مقابلے مین

کوئی نہین نکلتا پس میدان رزم سے اپنے مقام پر تشریف لائے اوسوقت زبرقان بن بدر معاویہ

کی طرف سے میدان مین آیا اور یہ شقی بہت بڑا نامی پہلوان اور دلیر تھا زمانۂ رسول مقبول مین

بعض مقام کا عامل رہا زمانۂ خلافت عمر بن خطاب مین شام مین مامور ہوا تھا الغرض جب اوس

شقی نے مبارز طلب کیا اوسوقت جناب امام حسین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین

تشریف لائے اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار مجھکو اجازت ہو کہ مین اس شقی کے مقابل مین

جاؤن جناب امیر نے فرمایا کہ بہتر ہے جاؤ۔ مومنین جب جناب امیر علیہ السلام نے جناب سید الشہدا

کو اجازت دی چونکہ مظلوم کربلا بہ نسبت اپنی بہائیون کے کم سن تھے اور وہ شقی بڑے نامی

گیر دل مین تھا اسوجہ سے بہائی اون جناب کے جناب امام حسن اور محمد حنفیہ اور عون رونے

لگے اور جناب امام حسین ع سے لپٹ گئے اور کہا کہ جب تک ہم زندہ ہین کبھی تمکو جانے نہ دینگے

یہ کہکر جناب امیر نے اون سبکو تسکین دی اور فرمایا کہ خدا حافظ ہے جانے دو حسین کو آہ آہ مومنین

[illegible] اور ... خیمۂ کربلا مین روز عاشورہ بعد ظہر کے جب وہ جناب یکہ و تنہا
بے یار و آشنا تین دن کے بھوکے اور پیاسے تیس ہزار اشقیا کے مقابلہ مین اور بروایتے چھ لاکھ
کے خیمہ گاہ سے روانہ ہوے کہ منع کرتے اپنے بھائی کو اور نجانے دیتے بلکہ اپنے مظلوم بھائی کے
عوض خود جاتے آہ آہ مومنین جو بھائی کہ کربلا مین ہمراہ اون جناب کے تھے مثل جناب
عباس اور حضرت عون وغیرہ کے وہ سب پہلے ہی فائز بدرجۂ شہادت ہو چکے تھے مومنین
صفین مین فقط ایک شخص کے مقابلہ مین وہ جناب جاتے تھے اور تین دن کے بھوکے
اور پیاسے بھی نہ تھے اور یہ بھی سبکو یقین تھا کہ وہ جناب اوس شقی پر فتحیاب ہونگے مگر
بھائیون کو گوارا نہ ہوا کہ وہ حضرت جائین اور اوسدن مظلوم کربلا تین دن کی بھوک اور
پیاس مین ایک جماعت کثیر کے مقابل مین جاتے تھے مومنین بہ نسبت مردون کے عورتین
نرم دل ہوتی ہین اور حوصلہ صبر و شکیبائی کا کم ہوتا ہے آہ آہ حضرات کیا حال ہوا ہوگا اوسوقت
جناب زینب خاتون اور ام کلثوم کا جبکہ اپنے بھائی کو تنہا طرف فوج اشقیا کے جاتے دیکھا ہوگا
اور یہ اون دونون معظمہ کو معلوم تھا کہ اب حضرت پھر میدان سے زندہ پلٹ کر نہ آئینگے
چنانچہ اون حضرت نے خود فرمایا تھا کہ اے بہن زینب یہ رخصت آخری ہے حسین کی تمسے
اب بھائی تمھارا پھر زندہ پلٹ کر میدان سے نہ آئیگا - القصہ جب جناب امام حسن صفین مین
زبرقان کے نزدیک پہونچے تو وہ شقی شوکت جلال اوس فرزند شیر ذوالجلال کا دیکھکر لرز گیا
اور اون جناب سے پوچھا کہ آپ کون ہین اور اسم مبارک آپکا کیا ہے پس جناب سید الشہدا
نے اوسکو اپنے حسب اور نسب سے مطلع فرمایا پس اوسنے عرض کی کہ اے شاہزادہ کونین اگر
میرے ہر اعضا پر آپکے سنان جانستان سے ہزار زخم پہونچین اوسوقت بھی کیا مجال ہے میری
کہ گستاخانہ مین آپکی طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھون کیونکہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے
کہ جناب رسولخدا آپکے لب و دندان کو بوسے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین حسین سے ہون

اور حسین بھی ہے اور یہ مظلوم کربلا ہے فرمایا [illegible] ہے اور میرے [illegible]

واقف ہو پس کیا وجہ ہے کہ ترجیح دی تونے معاویہ کو اوپر میرے پدر کے زبرقان نے
عرض کی کہ اے شاہزادے میرے آپ اپنے پدر بزرگوار سے میری شفاعت خواہ ہوجیے مظلوم
کربلا نے اوسکی عرض قبول کی اور اوسکو اپنے ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین لیگئے اور
جناب امیر نے بپاس خاطر امام حسینؑ زبرقان کی خطا کو معاف کیا آہ آہ مومنین خدا لعنت
کرے کوفیان بیدین پر کہ باوجود اسکے کہ جانتے تھے کہ حسین فرزند جناب رسول الثقلین ہین
اور اوس جناب کے فضائل اور مناقب سے بھی بخوبی واقف تھے مگر کیسے کیسے ظلم اوس
مظلوم پر کیے اول تو اوس جناب کے سب عزیزون اور انصارون کو شہید کیا اور بعد اوسکے
اون جناب کو تین دن کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسپند قربانی کے قفا سے ذبح کیا آہ آہ مومنین
اس ظلم پر بھی اکتفا نکی لاش پر گھوڑے دوڑائے سر اقدس کو نیزہ پر چڑھایا خیمہ لوٹ لیا
اور اہلبیتؑ کو اوس مظلوم کے سربرہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شہرون اور بازارون
مین پھرایا اور شیخ فخرالدین طریحی نے اپنی مقتل مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابن
عباس کہتے ہین کہ مین صفین مین ہمراہ رکاب جناب ابوتراب تھا۔ دیکھا مین نے کہ ایکدن
صفین جانبین سے آراستہ ہوئین ہنوز کوئی مبارز جانبین سے میدان مین نہین نکلا تھا
کہ حضرت نے اپنے فرزند ارجمند محمد حنفیہ سے فرمایا کہ یابنیّ شدّ علی میمنۃ عسکر
معاویہ یعنی اون جناب نے اپنے فرزند محمد حنفیہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے فرزند حملہ کرو اوپر
میمنہ لشکر معاویہ کے پس محمد حنفیہ مانند شیر غضبناک کے میمنہ لشکر معاویہ پر حملہ ور ہوئے اور
بضرب شمشیر آبدار اوس جمعیت کفار کو مثل گلۂ گوسپند کے متفرق کردیا جب وہ شقی اوس بطل
ازلی کے سامنے سے فرار کر گئے تو محمد حنفیہ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ اے پدر بزرگوار تشنگی سے جان بلب ہون سوزش تشنگی میرے جگر کو کباب کیے دیتی ہے

حضرت یہ سنکر بیتاب ہوئے اور کسی اصحاب سے ارشاد کیا کہ جلد محمد کو
پانی پلاؤ پس جب پانی سامنے آیا محمد حنفیہ نے پانی پیا اور جو باقی رہا اوسکو اپنی زرہ پر
چھڑک لیا۔ راوی کہتا ہی فواللہ لقد رایت علق الدم من حلقۃ الدرع یعنے
بخدا مین نے جب غور سے دیکھا تو اوس شاہزادے کی زرہ کے حلقون سے قطرات خون ٹپک
رہے تھے یعنے کئی زخم تیر اور سنان کے اوس شیر بیشۂ شجاعت کے بدن مبارک پر لگے تھے پس حضرت
نے پھر ارشاد کیا کہ یا بنیّ شد علی میسرۃ عسکر معاویۃ یعنے ای نور نظر حملہ کر اوپر میسرہ
لشکر معاویہ کے پس اوس شاہزادے نے بلا توقف میسرہ لشکر پر حملہ کیا اور اوس شیر نے اوس
گروہ فوج کو بھی مثل جراد المنتشر کے میدان سے پراگندہ کر دیا اور میدان جنگ کو لاشون سے بھر دیا
اور وہان سے مظفر و منصور اپنے پدر بزرگوار کی طرف مراجعت کی مگر اس مرتبہ بہت زخم کاری
اوس جناب کے جسم نازنین پر لگے جب جناب امیر کی خدمت مین پہونچے تو فریاد العطش العطش
کی بلند کی پھر حضرت نے پانی منگا دیا محمد نے کچھ پیا اور باقی آپ نے زرہ مین چھڑک لیا مومنین
یاد آگیا مجھے اس مقام پر مراجعت کرنا میدان جنگ سے ہمشکل پیمبر جناب علی اکبر کا خدمت مین
مظلوم کربلا کے آہ آہ مومنین راوی کہتا ہی کہ جب جناب علی اکبر نے اکثر ناریون کو بضرب شمشیر
برق بار داخل نار کیا پس وہ روباہ سیر اوس شیر دلاور کے سامنے سے بھاگ گئے پس علی اکبر مظلوم
کربلا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے پدر نامور اور اے فرزند ساقی کوثر اسوقت
تشنگی سے جان بلب ہون اگر تھوڑا سا پانی پاؤن تو ابھی اس لشکر کو بھگا دون اور میری جان
بچ جائے آہ آہ مومنین کیا صدمہ ہوا ہوگا اوسوقت قلب مظلوم کربلا پر کہ جوان بیٹا تشنگی سے
ہلاک ہوا جاتا ہی اور حضرت پانی نہین پلا سکتے قربان جان ذاکر کی غیرت جناب سید الشہدا پر یہ تو
فرمایا کہ مظلوم پدر پانی کہان سے لائے ارشاد کیا کہ اے پارۂ جگر قربان ہو جان اس پدر کی
میری تشنگی پر تو اپنی زبان میرے منھ میں دیدے تاکہ تیرے قلب کو تسکین ہو اور حرارت

شاید اکثین یہ مقصد حضرت کا ہو کہ دیکھو اے علی اکبر حسین سے زیادہ پیاسا ہی غرض مومنین جب
علی اکبر نے اپنی زبان جناب مظلوم کربلا کے دہن مبارک مین دی فوراً کھینچ لی اور روکر عرض کی
کہ آہ آہ اے بابا آپکا دہن تو میرے دہن سے بہی خشک زیادہ ہی القصہ مومنین ہنوز محمد حنفیہ
نے دم نہ لیا تھا کہ حضرت نے پہر ارشاد فرمایا کہ اے فرزند حملہ کر اوپر قلب لشکر معاویہ کے پس محمد
حنفیہ بموجب ارشاد قلب لشکر پر حملہ ور ہوے اور بہت سی سبازران نامی کو فی النار کیا اور
تمام لشکر معاویہ کا تہ و بالا ہوگیا مگر مومنین اس مرتبہ محمد حنفیہ بہت زخمی ہوے اور کئی زخم
کاری اوس شاہزادے کے جسم نازنین پر لگے جب اودہر سے پلٹے اور اپنے پدر بزرگوار کے
خدمت مین پہونچے تو بے اختیار زار زار رونے لگے یہ دیکھکر جناب امیر نے اپنے فرزند کی پیشانی
پر بوسہ دیا اور فرمایا فداک ابوک فقد سررتنی واللہ یا بنی بجہادک ھذا بین یدی
فما یبکیک افرح ام جزع یعنے اے فرزند فدا تجہپر یہ باپ کہ بتحقیق تونے مسرور کیا
مجھکو اس جہاد سے کہ کیا تونے میری آنکھون کے سامنے پس آیا یہ رونا تیرا خوشی کا ہی یا رنج
سے پس محمد نے روکر عرض کی کہ اے پدر نامدار کیونکر نہ رووُن مین کہ آپ نے مجھکو دہن مرگ
مین بہیجا اور آپ ملاحظہ فرمائین کہ تمام بدن میرا زخمون سے چور ہے اے بابا ایک مرتبہ آپنے
مجھے بہیجا اور مین گیا اور لڑا اور وہان سے زخمی پہرا اور دم بہر بہی آرام نہ لینے پایا کہ پہر آپنے
بہیجا اسیطرح تین مرتبہ آپ نے مجھی کو بہیجا حالانکہ میرے بھائی حسن حسین بہی موجود تھے مگر
اونکو آپ نے اپنے پہلو سے نہ جدا کیا یہ سُنکر حضرت کی آنکھون مین آنسو بہر آئے اور فرمایا کہ
یا بنی انت ابنی وھذین ابناء رسول اللہؐ یعنے اے فرزند تو میرا بیٹا ہی اور حسنین فرزند
رسول ثقلین ہین اور امانت رسول ہین کیونکر مین انکو مقام خوف اور ہلاکت مین بھیجون

اور مومنین اول روز جو امام حسین علیہ السلام کو پانی کے لیے فرات پر بہیجا تھا وہ خالی مصلحت سے
نہ تھا اوسدن حضرت کے ہمراہ اہل کوفہ بہی بہت تھے کیا عجب ہی کہ حضرت کا ایک یہ مقصد تہا

... کہ کربلا مین روز عاشورہ

رے فرزند کے ساتھہ رعایت کرین یعنے پانی اوس مظلوم پر نہ بند کرین اور زبرقان سے

کارے کے لیے جو اجازت دی تھی تو اوسمین یہ مصلحت تھی کہ حضرت کو معلوم تھا کہ زبرقان

رے فرزند سے ہدایت پائیگا ورنہ حضرت حسنینؑ کو جنگ کے لیے نہ بھیجتے بلکہ اون شاہزادون

لڑائی مین حفاظت کرتے تھے جیساکہ ابو حنیفہ دینوری سے روایت ہی کہ ایک دن صفین

مین ایک جماعت منافقین نے لشکر معاویہ سے نکل کر چند تیر جناب امیر پر مارے اور اوسوقت

حسنینؑ حضرت کی یمین و یسار کھڑے تھے اون جناب نے دونون شاہزادون کے ہاتھہ پکڑکر

اپنی پشت مبارک کی جانب کرلیا کہ مبادا انکو تیر سے کوئی صدمہ نہ پہونچے آہ آہ مومنین جناب

امیر کو تو جناب رسولخدا سے شرم آتی تھی اسلیے حسنینؑ کو جنگ مین نہ بھیجتے تھے مگر کیا بیحیا تھی وہ امت

جفاکار کہ جسنے اپنے رسول کے نواسون پر ظلم و ستم کیے کبھی تو کسی شقی نے ران جناب امام حسنؑ پر

خنجر مارا اور کبھی پاے مبارک کو عصاے زہر آلود سے زخمی کیا اوس مظلوم کے جنازے پر

تیر مارے اور اونکے نانا کے روضہ مین دفن نہونے دیا اور امام حسین علیہ السلام کو کربلا مین

روز عاشورہ تین دن کا بھوکھا اور پیاسا ذبح کیا لاش پر گھوڑے دوڑائے سر اقدس پر پتھر

مارے۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس نوین فی بیان شہادت اویس قرنی اور شہادت ہاشم بن عتبہ اور عمار یاسر کا

آه از دست جفای چرخ پیر	هست نالان درجهان خرد و کبیر
پس بدان را میکند مسند نشین	نیکوان را میدہد جا در زمین
دشمن حق را طرب ہا میدہد	غم بغم اہل ولا را میدہد

مومنین سخت ترین واقعہ وقایع صفین سے شہادت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی حضرات

اور مراتب زہد وعبادت مین شہرۂ آفاق تھے کتاب مجالس المومنین مین تحریر ہی کہ
اویس رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ ھذا لیلۃ الرکوع اوس شب کو تا صبح ایک رکوع
بسر کرتے تھے اور جب شب دوسری ہوتی تہی تو کہتے تھے کہ ھذا لیلۃ السجود
شب کو تا صبح ایک سجدہ مین آخر کرتے تھے کسی شخص نے کہا کہ اے اویس کیونکر ایسی
دراز کو ایک حال پر گذرانتے ہو اوس عابد نے کہا کہ کاش ازل سے ابد تک ایک شب
تا مین ایک سجدہ مین اوسی تمام کرتا مومنین جناب رسول نے اویس کی شان مین نفس الرحمن
اور حسن التابعین فرمایا ہی اور حضرت امام موسیٰ سے منقول ہے کہ قیامت مین ایک منادی
کی جانب سی ندا کریگا کہ کہان ہین حواری محمد بن عبداللہ کے کہ نہ توڑا عہد اوس میرے
پس حاضر ہونگے حضرت سلمان اور مقداد اور اباذر پس پہر دوبارا منادی ندا کریگا کہ کہان
حواری علی ابن ابیطالب کے کہ نہ توڑا عہد اوس میرے ولی کا اور اطاعت کی اوسکے حکم کی
اوسوقت عمرو بن حمق اور محمد بن ابی بکر اور میثم بن یحیی اور اویس قرنی حاضر ہونگے اور
تواریخ مین لکہا ہی کہ جب غزوۂ احد مین دندان مبارک جناب رسولخدا کے سنگ جفای کفار
شہید ہوے اور یہ خبر اویس قرنی کو پہونچی تو اوس مومن دیندار نے ایک پتھر سے اپنے
توڑ ڈالے۔ الغرض کتاب حبیب السیر مین لکہا ہی کہ اویس کنارے فرات کے بیٹھے وضو
کہ آواز طبل کی کان مین آئی کسی سے پوچھا کہ یہ آواز طبل کی کہان سے آتی ہی اوسنے
طبل سپاہ شاہ ولایت اسداللہ الغالب جناب علی ابن ابیطالب کی ہے کہ وہ جناب معاویہ
کے لیے تشریف لیے جاتے ہین یہ سنکر اویس نے کہا کہ واللہ میرے نزدیک کوئی عبادت
نہین ہی کہ متابعت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی کرون یہ کہکر حضرت کی خدمت مین حاضر
اور ہمراہ حضرت کے وارد صفین ہوے اور بعضے اخبار سے ہی کہ جب حضرت مدینہ سے جانب

تشریف لے جاتے تھے اوس زمانہ مین منزل ذیقار مین اون جناب کے ہمراہ رکاب ہوے
اور بحار الانوار مین لکھا ہی کہ حسن بن حسین قمی نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہی کہ اصبغ کہتا ہے
کہ مین خدمت امیر المومنین مین وقت غزوہ صفین کے حاضر تھا میرے سامنے وہان اون
جناب سے بیعت ایک کم سو آدمیون نے کی اوسوقت اون جناب نے ارشاد فرمایا کہ کہان ہے
تمام کرنے والا سو کا کہ تحقیق خبر دی تہی مجھے رسولخدا نے کہ یا علی صفین مین سو آدمی تمسے
بیعت کرینگے کہ ناگاہ ایک مرد قباے ریشمی پہنے ہوے اور شمشیر گلے مین حمائل کیے اور ایک خلاخن
مخلاطی پتہرون سے بہرے ہوے حضرت کے قریب آیا اور عرض کی کہ اے بازوے رسول دست
ید الہی کو بڑہایئے تاکہ یہ غلام بیعت کرے پس حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہے پس عرض کی
اوسنے کہ مین اویس قرنی ہون پس حضرت نے دست مبارک اوسکے جانب بڑہایا اور اوس مرد
دیندار نے بیعت کی اور اویس اخیار تابعین سے تھے مگر جناب رسول کیخدمت مین پوجہی نہ پہونچے
تھے ایک دن جناب رسول نے اصحاب سے فرمایا کہ بشارت دیتا ہون مین تم کو ایسے شخص کی بنی
امت سے کہ جو قیامت مین شفاعت کریگا مثل طائفہ ربیعہ وغیرہ کے الحاصل جب واقعہ صفین
مین محاربات صعب درمیان معاویہ بیدین اور جناب سید الوصیین کے واقع ہوے ایک دن
عبید اللہ بن عمر بن خطاب لشکر معاویہ سے میدان حرب مین آیا اور لشکر امیر خیبر گیر سے
عبد اللہ بن سوار عبدی اوسکے مقابل مین گئے اور ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین اوسکو اوسکی
گذشتگان کے پاس درک اسفل دوزخ مین پہونچایا معاویہ نے اوسکے فی النار ہونے سے
بہت جزع اور فزع کی دیرتک اوسکے غم مین باواز بلند رویا کیا اور لشکر شام مین اک شور رونے کا
بلند ہوا اور اشقی علم کہ حامل ہر علم کا ایک صاحب شوکت تھا آگے معاویہ کے لائے اور واسطے
عوض لینے خون عبید اللہ بن عمر خطاب لعنہ اللہ والعذاب کے تمام سوار اور پیادون نے رُخ
طرف جنود مسعود حضرت امیر علیہ السلام کے کیا جب حضرت اس کیفیت سے مطلع ہوے اصحاب اپنے

لشکر ظفر پیکر کو غلبہ کیا اور اون اشقیا نے علم جدال و قتال کا دیا الغرض اوس روز ایسا ہنگامہ کارزار گرم ہوا کہ عرصۂ کارزار عرصۂ محشر کا نمونہ نظر آیا دریاے خون مثل جیحون کے موجزن ہوا جامۂ حرب جو سیارزوان کے بدن مین تھا وہی کشتون کے لیے کفن ہوا

بہر سو روان گشت بحری زخون	ہمہ کوہ و ہامون زخون لالہ گون
بخون ریختن برزدند آستین	یکے بہر دنیا یکے بہر دین
یکے را بسر شوق باغ جنان	یکے از متاع جہان شادمان

الغرض اوسدن دونون جانب کی فوج نے لڑائی مین اسقدر کوشش کی کہ آلات حرب سب ٹوٹ گئے اور نوبت اسکی پہونچی کہ مثل شیرون کے ایک دوسرے کو ہاتھ کر ناخونون سے اور دانتون سے زخمی کرتا تھا یحیی بن آدم نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ عین اوس ہنگامۂ گیرودار مین صف لشکر شام سے ایک شامی نکلا اور قریب لشکر اسلام آکر پوچھا کہ آیا اویس قرنی اس لشکر مین ہین کہا مین نے کہ ہان۔ اوسنے کہا کہ سبحان اللہ جناب رسولؐ سے سنا مین نے کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ اویس قرنی خیر التابعین سے ہے یہ کہکر وہ شامی ہماری صف مین آیا اور بعد اوسکے ہمراہیان معاویہ سے محاربہ کیا یہانتک درجہ شہادت سے فائز ہوا حضرات اویس شرف خدمت جناب رسولخداؐ سے بھی مشرف ہوے تھے فقط اخلاص غائبانہ اون حضرت سے رکھتے تھے مگر وہ حضرت جو اوس نیدار کے حسن ارادت سے مطلع ہوے اور اوس مومن کے مدح و ثنا زبان معجز ترجمان سے بیان فرمائی اور مردم اطراف و جوانب نے سنی تو اسقدر آدمیون کو پاس اور لحاظ اویس قرنی کا تھا کہ جس لشکر مین اویس قرنی کو دیکھتے تھے اوس سے لڑنا جائز نجانتے تھے بلکہ اوس لشکر کو حق پر سمجھکر اوسمین شریک ہوکر مخالفین سے لڑتے تھے آہ آہ یہ مقام رونے اور سر پیٹنے کا ہے کہ جس رسول مقبول کے ایک محب کا یہ پاس اور لحاظ کرین اوسکے نواسے کو تین دن کا بھوکھا اور پیاسا مثل

... ذبح کرین اور وہ گوارا کہ جسکے گلوے نازنین کے بار بار وہ جناب بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے الحسین منی وانا من الحسین اور مومنین اکثر اہل کوفہ اور شام نے اپنے کانون سے سنا تھا اور حضرت کو مظلوم کربلا کے گلوے مبارک اور لب و دہن کے بوسے لیتے بچشم خود دیکھا تھا اور جسکی شان مین سید انبیا بارہا فرماتے تھے کہ احب اللہ من احب حسینا اوسکو روز عاشورہ رولا رولا کر شہید کیا اور وقت ذبح بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا القصہ مومنین اوسدن آتش حسرت ایسی شعلہ ور ہوئی کہ اوسکا شرارہ خرمن کاہکشان تک پہونچا اور اثر کشتون کے دود آہ کا آجتک سینۂ ماہ پر عیان ہے مومنین محقق مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر طیار نے ہمراہ ایک ہزار دلیران جرار کے اوس گروہ نابکار پر حملہ کیا اور ایک جماعت کثیر کو درک اسفل نار مین پہونچایا عمرو بن عاص نے جب اوس شیر بیشۂ شجاعت کی حرب و ضرب دیکھے پس بے اختیار آواز استغاثہ بلند کی اوسوقت اویس قرنی خدمت شاہ ولایت مین حاضر ہوے اور اجازت جہاد کی چاہی حضرت نے اوس باخدا کو آمادہ جہاد دیکھکر رخصت کیا پس اویس ساتھ ایک جماعت دلیران بیعہ کے میدان کارزار مین آئے راوی کہتا ہے کہ اوسوقت اویس دو تلوارین حمائل کیے ہوئے تھے ایک فلاخن بھری ہوے پتھرون سے ہاتھ مین تھے پس اوس شیر نے سنگ فلاخن سے ان سنگدلون کے دل اور جگر توڑے جب سنگ تمام ہوگئے اوسوقت شمشیر آبدار غلاف سے کھینچی

کشید از میان تیغ آتش فشان
همی تاخت بر لشکر شامیان

ز زنگار گون تیغ کرد آشکار
همی رنگ شنگرف در کارزار

بهر جا که تیغش شدی ره سپر
نیاوردی جز فتح و نصرت خبر

... آخرکار اوس عاشق احمد مختار اور ناصر حیدر کرار نے اوس انبوہ کفار سے ایسے ...

ناصر امیر المومنین کی ٹوٹ گئین اوسوقت شامیان بیحیانے اوس تیر کو چہار طرف سے گہیر لیا
اور نیزے اور شمشیرین مارکر زمین پر گرادیا جب یہ خبر حضرت کو پہونچی تو حضرت خود بنفس نفیس
اویس کی بالین سر تشریف لائے اور اوس دیندار کو زخمون سے چور چور دیکھکر نہایت مغموم
اور محزون ہوئی اور لاش کو اوس مومن کامل کے اوٹھواکر میدان رزم سے باہر لائے
پس حضرت نے ساتھ ایک جماعت اصحاب کے اوس شہید راہ خدا پر نماز پڑھی اور خود بنفس نفیس
قبر مین دفن کیا اور کتاب اختصاص مین جابر بن یزید جعفی سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ غزوہ صفین مین شہادت پائی جناب علی ابن ابیطالب ع کی ساتھ
تین آدمیون نے تابعین سے کہ خبر دی تہی جناب رسولخدا نے اونکو بہشتی ہونے کی حالانکہ اون
حضرت کی خدمت مین شرفیاب نہوے تھے اول اویس قرنی اور دوسرے زید بن صوحان
اور تیسرے جندب الخیر آہ آہ مومنین سُنا آپ نے حال اویس قرنی کا کہ جناب امیر علیہ السلام
کو کسقدر غلام نوازی اور عزت افزائے اپنے شیعون کی نسبت مدنظر تہی کہ وہ حضرت اویس کے
لاش کو خود تشریف لیجاکر اوٹھوالائے اور نماز پڑہی اور دفن کیا مگر مومنین قربان غلام نوازی
اور لطف و رحمت مظلوم کربلا پر کہ کس حالت مین وہ جناب انصار کی لاش کو اوٹھاکر
لاتے تھے۔ راوی کہتا ہی کہ جب کوئی انصار حضرت کا گھوڑے سے زمین پر گرتا تھا اور آواز دیتا
کہ یا اباعبداللہ ادرکنی پس وہ جناب ذوالفقار حیدر کرار علم کر کے مانند شیر کے اوسکی لاش تک
پہونچتے تھے اور اون اشقیا کو بضرب ذوالفقار برق بار بھگاکر لاش کو اوٹھالاتے تھے
کسی انصار کے سرکو وہ اشقیا کاٹنے نپائے اور یہی وجہ ہی مومنین حضرت کی زیادہ زخمی ہو
کی کہ وہ جناب بہتر لڑائیان اوس فوج کثیر سے لڑے مگر آہ آہ مومنین اتنی مہلت اشقیا
نے اون جناب کو نہ دی کہ اپنے انصارون کی لاش پر نماز ادا کرتے اور دفن کرتے الحاصل
بعد شہادت اویس قرنی کے جناب امیر نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو کہ اوسدن علم

ی اور ہاشم چونکہ کرب و ضرب مین نہایت تیز اور چالاک تھی اسوجہ سے
اوسکو سب مرقال کہتے تھے غرض ہاشم کو طلب کیا اور فرمایا کہ علم لیکر آگے بڑھو اور اس فوج
روسیاہ پر حملہ کرو سو متین ہاشم اوس دن ایک زرہ نہایت کشادہ پہنے تھے اور سر پر ایک کلاہ
ی دہرے ہوئے بغور استماع حکم امیر حسب عادت بعجلہ چالاکی اسپ پر سوار ہو کر میدان
مین آئے ؎

چو ہاشم درآمد بمیدان جنگ	فضای جہان پیش وگشت تنگ
ز سم سمندش فلک شد تباہ	فرو رفت چرخ چہارم بچاہ

س اوس شیر دشمن شکار نے ایک نعرہ جگر شگاف ایسا کیا کہ اون روباہو نکا دل ہل گیا
ہ سکے اوس فوج روسیاہ سے مبارز طلب کیا پس آواز اوس ماہ اوج شجاعت کی سنکر
ب شامی کہ اوس فوج مین بڑا نامی تھا ہاشم کے مقابل مین آیا اور جناب امیرؑ کی نسبت
م بد زبان پر لایا ہاشم نے نعرہ کیا کہ او نجس امیر المومنین اور وصی خیر المرسلین کے حق مین
ایسے کلام ناسزا زبان پر مست لا ورنہ عذاب خدا مین گرفتار ہوگا وہ شامی یہ سنکر بولا کہ مین نے
سنا ہی کہ تم سب نماز گذار نہین ہو پس کیونکر مین تم سبکو ناسزا نہ کہون ہاشم نے کہا کہ نعوذ
بللہ یہ کیا کہتا ہی کہ ہم مین کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ جو عین وقت فضیلت پر نماز نہ پڑھتا
ہووے شامی علی ولی خدا اور بازوے جناب خیر الورا ہین اور عالم کے امام اور پیشوا اور علی نے
وسوقت جناب رسولخدا کے ساتھ نماز پڑھی کہ جب کوئی نماز کا نام بھی نہین جانتا تھا اسے
شخص تو ان شیاطین کے اغوا سے اپنے تئین ضلالت مین نہ ڈال جب اوس شامی نے
ہاشم سے یہ کلام صدق التیام سنا متعجب ہوا اور بولا کہ اے ہاشم قسم خداے عز و جل کی تم
ہی کہتے ہو اور مجھے امر دین مین نصیحت کرتے ہو پس اگر مین اس لشکر سے چلا اؤن اور تو یہ

کہا کہ بلی ھو الذی یقبل التوبۃ من عبادہ یعنے ہان وہ خدا رحیم ہے اور قبول کرتا ہے
توبہ اپنے بندے کی پس اوس شامی نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور خدمت بابرکت جناب سید
اوصیا مین حاضر ہوا اور اپنی خطا کا عذر خواہ ہوا پس شاہ ولایت نے عذر اوسکا قبول فرمایا
مومنین یاد آیا مجھے اس مقام پر خطا بخشنا مظلوم کربلا کا روز عاشورہ راوی کہتا ہی کہ جب
روز عاشورہ شامیان روسیاہ اور کوفیان گمراہ قتل فرزند رسول پر آمادہ ہوے تو اوسوقت
حُر نے اپنے فرزند بکیر سے کہا کہ اے بیٹا ان بیحیاؤن نے قتل فرزند رسول پر مصمم کمر باندھی اور
واللہ جو اس مظلوم کے خون مین شریک ہوگا وہ تا ابد آتش دوزخ مین جلیگا افسوس
مجھسے بڑی خطا ہوئی اگر مین یہ جانتا تو ہرگز اوس مظلوم کو ایدہر نہ لاتا اور اے بیٹا فرزند
فاطمہ میرا محسن ہے ہرگز مین اپنے محسن پر ہاتھ نہ اوٹھاونگا بلکہ میرا قصد یہ ہی کہ مین اس معر
مین جاکے اوسکی نصرت کرون اور اوس مظلوم پر جان اپنی نثار کرون بکیر نے جب یہ
کہا کہ اے سید نامدار آپکی راے نہایت صائب ہی بسم اللہ اب دیر مناسب نہین پس حر نے
اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور طرف لشکر جناب سید الشہدا کے روانہ ہوا یہ دیکھکر بیٹا اوسکا بھی
ہمراہ ہوا راوی کہتا ہے کہ اسطرح وہ دونون دلاور لشکر عمر سعد بدنہاد سے نکلے کہ سبکو گمان
ہوا کہ یہ دونون دلاور لڑنے کو جاتے ہین پس جب قریب حضرت کے لشکر کے پہونچے پس حُر
گھوڑے سے زمین پر کود پڑا اور ایک رومال سے اپنے ہاتھون کو باندھا اور جاکے مظلوم کربلا کے
قدمون پر سر رکھدیا فقال الحسین من انت قال الحر یا ابن رسول اللہ انا الذی منعتک من المسیر
وجعجعت بک الی کربلا پس جب امام حسینؑ نے سر اوسکا اپنے قدم مبارک پر دیکھا فرمایا کہ تو کون ہی
اور مقصود تیرا کیا ہی تب حُر نے روکے عرض کی کہ اے آقا میرے فدوی وہ مجرم ہی کہ جسنے آپکو کسی سمت
جانے نہ دیا تھا اور یہان گھیر کر لایا واللہ یا سیدی ما علمت ان القوم یبلغون فیک الی ھذا
المبلغ قد جئت تائبا [illegible]

بلکہ مجھکو گمان بھی اس ظلم و ستم کا آپکی نسبت نہ تھا کیونکہ آپ تو فرزند رسولؐ ہین کوئی کافر
بھی کسی مسلمان پر ایسا ظلم نہین کرتا پس اب امیدوار ہون کہ یہ گنہگار اپنے گناہ کا معترف
ہی اور آپ شفیع روز محشر کے فرزند ہین اور خود بھی شافع امت جدہ ہین اس گنہگار کی خطا
معاف فرمائے اور یہان جو سزا چاہیے وہ مجھے دیجیے مگر آتش دوزخ سے اس اپنے غلام کو
آزاد کیجیے اور بعد عفو خطا کے اجازت جہاد عطا ہو کہ یہ غلام مع اپنے اس بیٹے کے آپ پر
نثار ہو قربان رحیمی مظلوم کربلا اوسکا یہ عجز و انکسار دیکھکر بیتاب ہو گئے اور حر کے سر کو قدم اقدس
سے اوٹھاکر اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اے بھائی تو کچھ غم نکر حسین کا دل تجھسے صاف ہی
اور مین نے تیری خطا معاف کی اور خداوند عالم بھی معاف فرمائے یہ فرماکر فرفع راسه الی
السماء وقال اللهم هذا عبدك وابن عبدك يتوب اليك وانت التواب الرحيم
پس سر طرف آسمان کے بلند کیا اور درگاہ خدا مین عرض کی کہ اے خداوند غفار یہ بندہ تیرا
اپنے گناہون سے منفعل اور شرمسار ہی اور عفو جرائم کا تجھسے طلبگار پس امیدوار ہون کہ توبہ اسکی
قبول کر اور گناہون سے درگذر کہ تو تواب ہی اور رحیم الغرض مومنین وہ شامی تو جناب
امیر کی خدمت مین حاضر ہو کر تائب ہوا اور ہاشم اوسطرح میدان مین کھڑے رہی مگر کوئی
معاویہ لعین کے لشکر سے ہاشم کے مقابلہ کے لیے نہ نکلا اوسوقت اوس شیر نے خود اون روباہون پر
حملہ کیا اور بضرب شمشیر آبدار بہت سے نامیونکا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور اکثر کو زخمی کیا پس جب
وہ شقی اوس شیر کے سامنے سے مثل روباہ کے بھاگ گئے اوسوقت وہ علمدار سید اوصیا پھر آکے
یہ مقام پر کھڑا ہوا کہ ایکدم آرام لیکر پھر اون نامردون پر حملہ کرے ناگاہ حمزہ بن مالک ہمدانی
نے اوس دلاور پر حملہ کیا ہاشم نے اوسکو بھی وار کرنے کی مہلت ندی ایک ایسی تلوار اوس ستمگار
کی گردن پر لگا دی کہ سر اوسکا تن سے زمین پر گرا اسطرح ...

اوسوقت ایک گروہ ضلالت پژدہ سواروں نے اوس یکہ تازعرصۂ شجاعت پر حملہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہاشم نے بہی اوسوقت حرب وضرب مین ایسے داد شجاعت اور مردانگی کی دی کہ ہر ... سے صدا احسنت اور مرحبا کی آتی تہی آخرکار وہ علمدار حیدر کرار فایز بدرجۂ علیۂ شہادت ہو ... احمد بن اعثم کوفی کہتے ہین کہ جب ہاشم زمین پر گرے تو اون بہیاؤن نے چاہا کہ ہاشم کو ... کرین اور علم ظفر پرچم کو لیجائین اوسوقت شفیق بن ثور عبدی لشکر امیر المومنین سے با ... اور اون شاشیان بیدین پر حملہ کیا اور اوس شہید راہ خدا کو برہنہ نہونے دیا اور علم ... پرچم کو اوٹھا لیا مومنین

ابیات

دو علمدار بخون خفت زجور اعدا — یک بصفین و دگر یک بعیث کربلا
آن علمدار کہ غلطید بخون در صفین — بود در سلک غلامان علی اعلا
آنکہ در کرب و بلا تشنہ زجان شستہ دست — بود بازوے حسین و خلف شیر خدا
آن علمدار کہ در پیش علی شد مقتول — دفن چون گنج سعادت بزمین شد ...
وانکہ در پیش حسین ابن علی شد بیسر — ماند بے غسل و کفن لاش وی اند ...
آہ صد آہ ازین چرخ پر آشوب و فتن — داد و فریاد ز ظلم فلک بے ...

آہ آہ مومنین ہاشم کو جو صفین مین اشقیا نے قتل کیا تو جناب امیر نے مع اصحاب ... پڑہی اور دفن کیا اور حضرت عباس جب کربلا مین فائز بدرجۂ شہادت ہوے تو مومنین ... پڑھنا اور دفن کرنا تو ایکطرف اشقیا نے اتنی مہلت مظلوم کربلا کو نہ دی کہ لاش اوس ... برادر بجان برابر کی اوٹھا لاتے حضرت سب عزیزوں کی لاش کو حضرت میدان سے ... لائے مگر اپنے عاشق صادق جناب عباس کی لاش کیا وجہ ہے جو نہ لائے آہ آہ مومنین ... محدثین نے یہ وجہ لکھی ہے کہ جناب عباس کے جسم اقدس پر اسقدر زخم لگے تہے کہ تلث ...

اوٹھانے کا قصد کرتے تھے وہ علیحدہ ہوا جاتا تھا یہ حال اپنے بھائی کا دیکھکر مظلوم کربلا

بے اختیار نعرے مار مار کر رونے لگے اور فرمایا کہ اے عباس حسین تیرے جسم پارہ پارہ کی صدقے

کیا وفاداری کی ہے تو نے اس مظلوم وغریب سے ای بھائی میرے بچون کی پیاس کے

لیے اپنا خون مثل پانی کے بہا دیا اور بعض نے یہ وجہ لکھی ہے کہ جب مظلوم کربلا روتے

ہوے جناب عباس کی لاش پر پہونچے تو رمقے جان باقی تھی آہ آہ قربان جان زار کی

غیرت جناب عباس پر جب حضرت نے چاہا کہ اپنے بھائی کو اوٹھا کر خیمہ مین لیجائین تو عباس

نے روکر فرمایا کہ اے آقا میرے اس غلام کو خیمہ مین نہ لیجائیے کہ اس آپکے خادم کو سکینہ سے

خجالت ہوگی کیونکہ مین اوس سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ تمھارے لیے پانی لینے جاتا ہون

مگر اے آقا میرے مین قضا سے مجبور ہوگیا۔ پس حضرت یہ سُنکے حضرت عباس کے اوس تن پارہ

پارہ سے لپٹ کر بہت روئے اور لاش کو اوسی مقام پر رہنے دیا فقط مشک اور علم خیمہ مین

لائے اور بعض مورخین نے لکھا ہی کہ حضرت کو عباس سے ایسی محبت تھی کہ سبکو رخصت

میدان کی دی مگر جناب عباس کو نہ رخصت کیا ایک راوی کہتا ہی کہ بعد شہادت حضرت

علی اکبر کے دونون بھائی باہم مثل دو شیر غضبناک کے فوج اشقیا پر حملہ ور ہوے اور ایک ہی

حملہ مین تمام فوج کو درہم و برہم کر دیا اوسوقت اون بیحیاؤن نے مشورہ کیا کہ اگر یہ دونون

شیر ایکجا رہے تو لشکر مین ایک متنفس ان صفدرون کے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا لہذا انکو

اوس سے جدا کرنا چاہیے پس ایک غول مثل غولان راہزن کے جناب عباس کی طرف آیا

اور وہ بیحیا اوس شیر کو لڑتے ہوے طرف دریا کے لائے اور وہان دو شقی کمینگاہ مین بیٹھے تھے

آہ آہ مومنین کس زبان سے کہون ایک بیحیا نے کمینگاہ سے نکل کر عقب سے داہنے شانے

سے اوس شل نے پر بھی تلوار ماری رہ بھی ہاتھ کٹ گیا اوس جناب نے مشک کی تسمے کو دانتوں سے پکڑا اور علم کو اون باقیماندہ ہاتھوں سے اور لقبوے گردن کے سہارے سے روکا کہ اس اثنا مین ایک سنگدل نے ایک گرز فرق مبارک پر مارا کہ تا جبین سر اقدس شگافتہ ہوگیا اور ایک تیر مشک پر لگا پس یہ دیکھکر وہ اوس شقلاے اہلبیت نے ایک آہ سرد جگر سے کھینچی اور زمین پر گر پڑے اور آواز دی کہ یا اخاہ اور کہتے ہوئین کبھی جناب عباس نے حضرت کو بھائی نہین کہا سواے آقا اور مولا کے پس حضرت نے جب آواز جناب عباس کی سنی بیتاب ہوگئے اور واعباساہ کہکر دریا کی طرف دوڑے مگر اشقیا چار طرف سے اوس جناب پر ٹوٹ پڑے نہر تک حضرت کو جانے ندیا اور ایک راوی کہتا ہے کہ جب حضرت نے آواز اپنے بھائی عباس کی سُنی پس واعباساہ کہکر تلوار روک لی اور گھوڑے سے زمین پر اوتر پڑے اور گروہ اشقیا کو آواز دی کہ شمر کو بھیجو کہ میر ابھی سر کاٹ لے اب حسین کی زندگی کا لطف باقی نہ رہا — سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دسوین مین بیان شہادت کثیر السعادت عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ کا

ای باب حسین و حسن ای زوج بتول	وی ابن عم و وصی و داماد رسول
ای آنکہ قرار این شد از روز ازل	طاعات خدا است ولای تو حصول
حقا کہ رہ نجات اہلبیت و حیدر این	نبود بحقیقت بر ارباب عقول
گر تا بہ ابد کسے نماند طاعت	بے مہر تو در درگہ حق نیست قبول

مخفی نہ رہے کہ تمام اجلۂ اخیار اور کبار اصحاب رسول مختار اور حیدر کرار سے عمار یاسر ہین اور بہتر اور سرور شہداے صفین ہین مناقب اور فضائل اونکے ایسے نہین ہین کہ جو ان چند اوراق مین ثبت ہون اور باجماع فریقین ثابت ہے کہ جناب رسول خدا نے ساتھ چند صفتون کے

... اون منقبات سے ایک یہ ہی کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ یدور
الحق مع عمار یعنے حق عمار کے گرد پہرتا ہی یعنے عمار جس مقام پر ہون حق اونکے ساتھ ہے
اور کتاب خرائج مین روایت کی ہے ام سلمہ سے کہ عمار وقت بنائے مسجد رسول کے اینٹین
لاتے تھے اور حضرت رسول اونکے سینہ مین جو خاک لگ جاتی تھی اوسے اپنی دست مبارک
سے پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے یا عمار تقتلك الفئة الباغية یعنے ای عمار قتل کریگا
تمکو ایک گروہ گمراہ اور دشمن خدا و رسول مومنین مع عمار مین حدیثین بہت ہین انشاء
اللہ تعالی اپنے محل پر بیان ہونگے الغرض مومنین حسیدن کہ ہاشم دیندار فائز بدرجہ
شہادت ہوے اوسکی صبحکو معاویہ لعین نے اپنے تابعین کو جمع کیا اور کہا کہ تم سب نے
جو کوشش اور جانفشانی طلب خون خلیفہ مظلوم مین کہ جسکے لاش کئی دن گھورے پر پڑی
رہی ہے وہ مجہپر بخوبی روشن ہی خصوصًا کل کے دن کہ اکثر تم لوگون کے بزرگ مارے گئے
پس اب تمکو لازم ہے کہ صبر کرو تاکہ ثواب عقبی حاصل ہو اب تم مین سے ہر ایک شخص سے
دو مطلب میرے ہین ایک تو یہ کہ جسکو جو خواہش ہو وہ مجہسے بیان کرے یعنی اگر قسم
مال و زر سے یا جاگیر وغیرہ کی تمنا رکھتا ہو تو وہ بیان کرے کہ مین بقدر امکان اوسکی تمنا
کو پوری کرون اور دوسرے یہ کہ آج جنگ مین ایسی داد مردی اور شجاعت کی دو کہ میدان
رزم خون محبان اور ناصران علی سے گلرنگ ہو اوسوقت ایک جماعت نے تمام قبائل
سے کہا کہ اے معاویہ یہ تو ہمین یقین کامل ہے کہ عقبی ہماری خراب ہوئی اور ثواب
آخرت سے محروم ہوے کیونکہ یہ بات ہمپر بخوبی ثابت ہی کہ حق طرف علی کے ہی اور تو باطل
پر ہے اور محاربہ علی کے ساتھ کرنا گویا لڑنا خدا اور رسول سے مگر فقط بطمع دنیا یہ سب ہمنے
عذاب آخرت اپنی اوپر گوارا کیا اور تیرا ساتھ دیا پس ہمین انعامات زر و جاگیر سے کامیاب

جناب امیر کا لکھدیا اور سب سے زر قلب لیا اوسکو زر دیا الغرض جب اوس شقی ازلی کے
تقسیم کرنیکی خبر لشکر ظفر پیکر امیر مین پہونچی پس جو اونمین طالب دنیا تھے وہ سب
معاویہ کی طرف چلے گئے اور جن دلاورون کو خواہش عقبی تھی وہ ثابت قدم رہے
کیا مطابق ہے حال اصحاب سید الشہدا کا اصحاب جناب سید الاوصیا سے کہ جسطرح
اوسدن صفین مین جناب امیر کے لشکر سے طالبان دنیا چلے گئے اوسیطرح مومنین
عاشورہ کو جو طالب دنیا جناب سید الشہدا کے ساتھ تھے چلے گئے راوی کہتا ہے کہ
عاشورہ کو مظلوم کربلا نے سب اپنے ہمراہیون کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے بھائیو
کل لڑائی شروع ہوگی پس صبح کو جو میرے ساتھ ہوگا وہ قتل کیا جائیگا پس جسکا
دل ہو اس پردۂ شب مین چلا جائے یہ سنکر جو کہ طالب زر تھے وہ سب چلے گئے مومنین
اصحاب اور انصار کہ باقی رہے حضرت نے اونسے بھی فرمایا کہ ایہا الناس مین تم سب
کو خوشی اپنی بیعت سے نکالے دیتا ہون تم بھی چلے جاؤ میرے لیے اپنی تئین ورطہ
مین نہ ڈالو مجھے تنہا چھوڑ دو یہ اشقیا فقط میرے خون کے پیاسے ہین یہ سنکر وہ
جان نثار رونے لگے اور سب نے عرض کی کہ یا مولا واللہ اگر ہزار جانین خداوند عالم
عطا فرمائے تو آپکے قدم مبارک پر نثار کرین اے آقا اگر آج یہ غلام آپکو ان دشمنون
تنہا چھوڑ کر چلے جائین تو قیامت مین آپکے جد بزرگوار اور پدر نامدار کو کیا منھ دکھائین
الحاصل جب وہ منافقین بیدین لشکر امیر سے نکل گئے اوسوقت منذر بن جعفر
اور عمار یاسر خدمت امیر خیبر گیر مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے مولا اے دو جہان
اسوقت جو بعضے مردم ضعیف الاعتقاد ہمارے لشکر سے بطمع مال و زر معاویہ کی طرف
گئے اسوجہ سے مبادا کسیطرح کا غبار ملال آئینہ خاطر اقدس پر آئے پس ہم سب
جان نثاری کے لیے بدل حاضر ہین اور ہمکو یقین کامل ہے کہ ہمارے [illegible]

...م صد اقت التیام اون سالکان راہ ولا کا سُنکر اون سبکو دعاے خیر دے اور خوشدل
...ے پس فوج جانبین کی مہیاے کارزار ہوے اور جنگ عظیم اور کارزار سخت اوسدن
...ی ہوئی میدان رزم صداے بزن بگیر سے نمونہ عرصہ قیامت تھا جسطرف نگاہ پڑتی تھی
...ہر کشتون کے انبار نظر آتے تھے مگر شیران دشمن شکار زود گشت سے ہاتھ نہ اوٹھاتے تھے
...ین وہ یوم سہ شنبہ تھا مگر کتب تواریخ مین تاریخ اور مہینے کا حال نہین لکھا ہے
عمار یاسر کی عمر اوس زمانے مین چورانوے برس کی تھی ۔ ۹۴ ع

تنش سال کم بود عمرش ز صد		دلی گشت چو بارے غم ابد
ببرگ گلش مہے کافور رنگ		کمان قد خم شدہ را خدنگ
نہال قدش سروے از باغ دین		زے خم ز بار غم مومنین
ببازار دین شد طلبگار سود		سر و بر بیار است از داغ و خود
بدستش یکے نیزہ ہمچو شہاب		کہ بیتاب از تاب او آفتاب
برزم یلان جنگ آغاز کرد		بباغ جنان میل پرواز کرد

...ن عمار اسلحہ جنگ سے مسلح اور مکمل ہو کر خدمت امیر مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ
...ے مولا میرے جسروز کے جناب رسولخدا نے مجھے خبر دی تھی وہ آج کا دن ہے پس اون جو...
...ں خانہ زاد کو دیجیے کہ یہ جان نثار اپنی جان کو آپکے قدم ہدایت توام پر فدا کرے حضرت
...ر اوسوقت اشتر سواری رسول پر سوار تھے یہ سُنکر زمین پر کود پڑے اور اپنے ہاتھ عمار
...گردن مین حمائل کیے اور فرمایا کہ یا ابا الیقضان خدا تمکو خیر دے اپنی جانب سے
...اپنے رسول کیطرف سے اور فرمایا کہ اے عمار عجب برادر تھا تو میرا اور کیا اچھا مصاحب تھا
...ر حضرت رونے لگے اور بہت سے کلام عمار سے کہے اور عمار نے حضرت ... عرض کین

حاصل کر کے رخ بجانب سپاہ امیر کیا اور کہا کہ آگاہ ہو اے ناصران دین یہ علم کہ جو معاویہ
کے لشکر میں ہیں انسے تین مرتبہ میں ہمراہ جناب رسول مختار کے لڑا ہوں اور اب اسوقت
چوتھی مرتبہ پھر انسے لڑنے جاتا ہوں پس تم میں سے جسکو بہشت کی سیر کا شوق ہو وہ میرے
ساتھ آوے یہ کہکر گھوڑے کو طرف میدان کے جولان کیا مومنین عمار کل سواران لشکر
حیدر کرار کے سردار تھے عمار کا یہ کلام سنکر ایک جماعت سواروں کے ہمراہ ہوئی پس عمار
نے قریب صف کفار جاکر گھوڑے کو روکا اور یہ رجز پڑھا

نحن قتلناکم علی تنزیلہ	الیوم نقتلکم علی تاویلہ
ضربًا یزیل الہام عن مقیلہ	ویفرق الخلیل عن خلیلہ

جب لشکر معاویہ نے عمار یاسر کو رجز پڑھتے ہوئے دیکھا نہایت مضطر ہوئے اور وجہ
اونکے اضطرار کی یہ تھی کہ اون سبنے سنا تھا کہ جناب رسول مختار نے حق میں عمار کے فرمایا
کہ تقتلک الفئة الباغیة یعنے تجھکو قتل کریگا ایک گروہ باغی گمراہ اسوجہ سے اونکے
کے ساتھ جنگ مکروہ جانتے تھے پس سب نے کہا کہ حاشا ہم عمار کے ساتھ محاربہ نکرینگے
عمار کے خون میں اپنا ہاتھ نہ بھرینگے عمرو بن عاص نے جب دیکھا کہ عمار سے لڑنے میں
انکار ہے پس صف لشکر سے آگے بڑھا اور پکارا کہ اے عمار جب خلیفہ مظلوم عثمان
قتل کیا اوسوقت تم کہاں تھے عمار نے کہا کہ مدینہ میں پھر عمرو نے پوچھا کہ علی نے قتل
عثمان کو عمار نے کہا کہ نہیں بلکہ خدا نے قتل کیا پھر عمرو نے کہا کہ اے عمار تم اوس جماعت
سے ہو کہ جسنے عثمان کو قتل کیا عمار نے کہا کہ ہاں اوس جماعت میں تھا میں اور اب اوسی
جماعت میں ہوں کہ تمھارے ساتھ جنگ کرتا ہوں عمرو نے یہ سنکر کہا کہ اے اہل شام
عمار عثمان کے قتل کا اقرار کرتے ہیں ... اور سنا تم نے عمار نے یہ سنکر فرمایا کہ اے پسر

کہتا ہی استقبال اوس کو اسطے فرعون نے ہی کہ جب حضرت موسی اوسکے سامنے تھا اور
صفت قدرت اور وحدانیت خداوند عالم کے بیان کرتے تھے تو اوسوقت فرعون اپنی تابعین
سے کہتا تھا الا تستمعون یعنے سنتے ہو تم الغرض عمرو نے اس دست آویز سے اہل شام
کو جنگ عمار پر دلیر کیا اور معاویہ ایک تھیلی زر سرخ سے بہر کے کرسی پر بیٹھا اور بولا کہ جو شخص
عمار کو قتل کریگا وہ یہ کیسہ زر سرخ کا پائیگا اور ادہر عمار لشکر معاویہ پر حملہ در ہوے اور
یہ اشعار زبان حال سے پڑھتے تھے

ابیات

پیمانۂ عشقم من و از بادۂ شوق — آنچنان مست کہ از کس نبود تشویشم
ساقیا مے بقدح ریز کہ از ہمت اوست — دشمن از ہست ہزاران نبود اندیشم

الحاصل عمار نامدار نے علاوہ کفاران غیر مشہور کے اٹھارہ مبارزان نامی اور مشہورہ آفاق
کو داخل سقر کیا اور میدان وغا کو ایک طرفۃ العین مین لاشہاے نجس اہل شام سے
بھر دیا ہر طرف نہر خون کی جاری ہی اور فوج شام مین اوس ضرغام دین کے حسام سے
شور و صداے آہ و زاری تھی لیکن اس حرب و ضرب مین کئی زخم اوس ناصر امیر المومنین
کے بدن پر لگے اور ابو عادیہ جہنی اور بقولے جبیر سکونی نے ایک نیزہ پہلو پر مارا پس بوجہ
کثرت خون کے ضعف اوس دیندار پر غالب ہوا اوسوقت وہ مومن پاک طرف اپنی لشکر کے
آیا اور تشنگی نے اوس تشنۂ جام شہادت پر غلبہ کیا پس پانی کی خواہش کی یہ دیکھکر غلام
عمار کا کہ راشد نام تھا دوڑکر ایک جام بھرا ہوا دودھ اور پانی سے لایا اور اپنے آقاے
نامدار کو دیا۔ مومنین جب عمار واسطے جنگ کے گئے تھے تو پیاسے نہ تھے مگر چند زخمون کے
لگنے سے اسقدر پیاس نے غلبہ کیا کہ بیتاب ہوگئے قربان جان زائر کے اوس مظلوم کی
پیاس پر کہ جس بدن نازنین پر ایک ہزار اور نو سے اکاون زخم تھے اور تین دن سے پانی

کو جناب تھے اور فرماتے تھے کہ اے قوم مین تمھارے نبی کا نواسہ ہون اور مین

پیاسا ہون ایک جام پانی مجھے دو کہ اب شدت سوز عطش سے میرا جگر کباب ہو

آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے اون بیحیاؤن پر کہ عوض پانی پلانے کے اوس ا

تشنہ کام پر تیرون کا مینھ برساتے تھے الغرض مومنین عمار نے جب جام مین وہ دودھ او

ملا ہوا دیکھا تو کہا کہ صدق یا رسول اللہ یعنے میرے نبی نے جو فرمایا تھا وہ

آیا کہ تیرا رزق آخر طعام دنیا سے دودھ اور پانی ملا ہوا ہوگا یہ کہکر اوس دودھ

کو پیا مگر مومنین وہ سب پہلو کے زخم کیطرف سے باہر نکل آیا پس عمار دیندار گھوڑے

زمین پر گرے اور کہا کہ اے یاران میر اسلام آخر میرے آقا کو پہونچاؤ اور میری جا

عرض کرو کہ اس غلام کی لاش کو لیجائیں اور سم اسپان کفار سے پامال ہونے دی

یکفار میرے بدن پر سے میرے اسلحہ جنگ نہ اوتارنے پائیں اور اسی لباس خون آ

مجھے دفن فرمائیں تا روز قیامت اسی لباس خون آلودہ کو پہنے ہوئے خداوند عا

سامنے جاؤن اور اپنے خون کا پسر ابو سفیان سے داد خواہ ہون مومنین جب

اوس دیندار کا حضرت نے سنا تو روتے ہوئے خود تشریف لائے اور اوس اپنے مح

لاش کو اوٹھا لیگئے پامال ہونے دیا اور اوسپر نماز پڑھکر بموجب وصیت اوسی لبا

خون آلودہ مین دفن کیا آہ آہ مومنین یہ مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہ

نے ایک اپنے شیعہ اور محب کے لاش کو نہ پامال ہونے دیا کہان تھے جناب امیر

کہ اپنے پارہ جگر مظلوم کربلا کی لاش کو پامالی سے بچاتے مومنین قصہ کیز جناب

سے روایت ہے قصہ کہتی ہین کہ جب امام حسین ع کو اشقیاے امت نے شہید کیا

ہوئی خیمہ گاہ سے باہر آئے ناگاہ دیکھا مین نے کہ ایک شقی زار زار رو رہا

[illegible] نام آیا اوسے [illegible] مضمون نے بھی رولایا

اوسمین لکھا تھا کہ اے عمر سعد جب امام حسینؑ کے قتل سے فارغ ہونا تو اونکی لاش کو
گھوڑون سے پامال کرنا یہ سُنکر مین بیتاب ہوگیا مجھے یہ خیال آیا کہ جب لاش پر اوس
مظلوم کے گھوڑے دوڑائے جائینگے تو کیسا صدمہ روح جناب رسالت مآب کو ہوگا فضہ کہتی
ہین کہ مین یہ سُنکر اپنا سینہ و سر پیٹ کر بے اختیار رونے لگی ناگاہ عمر سعد نے حکم دیا کہ سوار
کہان ہین جلد آئین اور لاش امام حسین کو پامال کرین یہ سُنکر اسوار عجب جمع ہوے
تاکہ لاش کو اوس مظلوم کی پامال کرین اوسوقت رسالۂ حر عمر سعد کے پاس آیا اور کہا
کہ اے امیر آب کیا تیرا ارادہ ہی تو نے سید پر پانی بند کیا ہم خاموش رہی اور اوسکے سب
عزیزون کو شہید کیا اوسدم بھی ہم کچھ نہ بولے بعد اوسکے ہمارے نبی کے نواسے کو تین دن
کا بھوکا پیاسا ذبح کیا تب بھی ہمنے کچھ نکہا اب تو چاہتا ہے کہ لاشون کو پامال کرے
پس اب ہم ہرگز اس امر کے متحمل نہونگے کیونکہ اون لاشون مین حُر کی بھی لاش ہے
یہ غیر ممکن ہے کہ ہمارے سردار کی لاش ہمارے سامنے پامال ہو مومنین جب رسالۂ حرؑ
نے بگڑ کے یہ کلام کیے تو وہ شقی ڈر گیا کہ ایسا نہو کہ فساد برپا ہو پس اوس بیحیا نے کہا
کہ اچھا تم حرْ کے لاش کو علاحدہ کرلو یہ سنکے حرملہ بن کاہل نے کہا کہ اے امیر حبیب ابن
مظاہر میرا ہم قوم ہے پس یہ مروت سے دور ہی کہ میرے سامنے حبیب کی لاس پامال ہو
وہ شقی بولا کہ تو بھی حبیب کی لاش کو لاشون سے نکال لے بعد اوسکے شمر نے عباس
کی لاش کے لیے سفارش کی کہ وہ میرا بھانجہ ہے الغرض مومنین ہر لاش کے لیے ایک
شخص آکر ساعی ہوتا تھا اور وہ شقی کہتا تھا کہ اچھا اس لاش کو علاحدہ کرو مگر آہ آہ
مومنین قربان بیکسی مظلوم کربلا پر جان زار کی کہ اوس جناب کی لاش کے لیے کوئی
ساعی [illegible] کیفیت بیان کی [illegible] اپنا منھ

چپ کیا اور کہا کہ ہائے اتنی تیری ناجانی یہ [illegible] تیری اصل [illegible] ہے قصد ہے یہ جواہر نانا
کیونکر تمھاری لاش کو پامالی سے بچائے کبھی بقیع کی جانب منھ کرکے چلاتی تھین کہ اے
امان کیا قبر مین سوتی ہو جلد اوٹھو کہ تمھارے پیارے فرزند کی لاش پامال ہوا چاہتی ہے
کبھی رسولخدا کو پکارتی تھین کہ اے نانا جلد اپنے نواسے کی خبر لو کہ اب اشقیا لاش کے پامال
کرنے کے لیے آتے ہین جبکہ فضہ نے جناب زینب کو بہت بیقرار دیکھا عرض کی کہ اے
شاہزادے میرے اس مقام پر ایک شیر رہتا ہی اگر آپ ارشاد کرین تو اوس سے جا کے
کہون شاید وہی اس بلا کو رد کرے اور اس مصیبت مین ہم بیکسون کی مدد کرے حضرت زینب
نے کہا کہ اے فضہ پوچھنے کی کیا احتیاج ہی بلکہ تو میری طرف سے کہنا کہ شیر خدا کی بیٹی نے
تجھسے کہا ہی کہ اے شیر اسوقت تو ہی ہم غریبون کی مدد کر کہ اسوقت ہم بیکسون کا سوا خدا کے
کوئی معین اور مددگار نہین ہے اگر تو اسوقت آ کے میرے مظلوم بھائی کی لاش کو پامالی
سے بچا لیگا تو مین تیرے بلائین لونگی اور تمام عمر دعائین دونگی غرض مومنین فضہ گئین
دیکھا کہ شیر سو رہا ہے حضرت فضہ نے رو کر آواز دی کہ اے شیر تو آرام سے سوتا ہی اور دنیا مین
اسوقت محشر برپا ہی اے شیر خاندان رسالت تباہ ہو گیا جناب شیر خدا کا بیٹا تین دن کا
بھوکھا پیاسا کنارے فرات کے ذبح کیا گیا اب اشقیا اوس مذبوح قفا کی لاش کو پامال کیا
چاہتے ہین تو چل کے اوس مظلوم کی لاش کو پامالی سے بچا لے مجھکو جناب فاطمہ کی بیٹی
نے تیرے پاس بھیجا ہے اور منت کہی ہے کہ اے شیر للہ ہم بیکسون پر رحم کر کہ اسوقت ہمارا
کوئی مددگار نہین مومنین جب اوس شیر نے فضہ سے یہ کلام جانگزا سنا بے اختیار نعرہ مارتا ہوا
طرف قتلگاہ کے چلا جب وہان پہونچا تو ہر لاش کے قریب جاتا تھا اور اوسکو سونگھتا تھا
جب مظلوم کربلا کی لاش پر پہونچا اور اوسے سونگھا بے اختیار ایک نعرہ مار کر لاش کے پہلو

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس گیارہوین مین بیان واقعۂ لیلۃ الہریر اور انجام کار صفین کا

راوی کہتا ہی کہ آخر کار نوبت کارزار صفین کی شب کو پہونچی اور اوس شب کو لیلۃ الہریر اسوجہ سے کہتے ہین کہ آواز قعقعۂ اسلحہ حرب کی اول شب سی تا صبح اوسوقت تک آئی کہ جسوقت شدت سرما سے کتے نالہ کرتے ہین اور ہریر ماخوذ ہے ہَرَّ سے کہ ہَرّ بمعنی آواز سگ کے ہین کہ شدت سرما سے نالہ کرتا ہی اور صاحب نہایہ کہتے ہین کہ جو جنگ صعب کہ شب کو واقع ہوتی ہے اوس شب کو لیلۃ الہریر کہتے ہین اور زمانہ مین کوئی واقعہ اس واقعہ سی صعب تر نہین واقع ہوا۔ ابیات

تعالی اللہ شبی چو روز محشر — کہ مہر از بیم برنامد ز خاور
سراسر تیرہ چون گیسوے دلدار — پریشان ہمچو زلف و طرۂ یار
غم افزا تر شبی از شام ہجران — نہ آغازش عیان بودی نہ پایان
شبی خونریز تر از چشم فتان — دران ہر گوشہ صد فتنہ پنہان
فلک سرگشتہ آنشب ہمچو مجنون — زمین چون روی لیلی گشتہ گلگون
زبس خاک از زمین بر آسمان بود — ہمہ سیار و ثابت بی نشان بود
دران شب شاہ مردان شیر یزدان — علی مرتضی تاویل قرآن
خدا را ہر نفس از جان ہمی خواند — بسے اللہ اکبر بر زبان راند
بہر تکبیر برافگند بر خاک — دلاور پہلوانی چست و چالاک
بقولی انچہ تیغش ریختی خون — ز پانصد سیزدہ تن بود افزون

ہوئی بلکہ ساعت بساعت ترقی رہی آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ سوار گھوڑون سے
اور ایک دوسرے کا باہم گریبان پکڑے ہوئے تلوار اور خنجر مارتے تھے میدان کارزار
کا دریا بہتا تھا جو زمین پر گرا پہر نہ اوٹھ سکا تاریخ ابن اعثم کوفی مین لکہا ہے کہ
چھتیس ہزار آدمی قتل ہوے اور صاحب روضۃ الصفا نے کتاب مناہج
سے روایت کی ہے کہ تینتیس ہزار آدمی مارے گئے اور کتاب مستقصی مین
کہ دن کو قبل لیلۃ الہریر کے ستر ہزار آدمی لشکر حق اور باطل کے قتل ہوے
دوسرے روز ظہر تک ہنگامہ کارزار گرم رہا ایک دوسرے کو وار کی مہلت نہ دیتا تھا
خیبر گیر بھی اسپ جناب رسول پر کہ جسکا نام ریاح تھا سوار مانند شاہباز گرسنہ
گروہ عصافیر شعار پر بار بار حملہ کرتے تھے

نظم

چو شیر خدا کرد عزم نبرد ۔ بر آمد بر اسپ ہامون نورد
کدام اسپ اسپ رسول امین ۔ کہ نامش ریاح آمد از شاہ دین
فرشتہ بدیدار و مردم بہسر ۔ زمانہ برفتار و اختر بچہر
بہ تک زود خیز و برہ دوربین ۔ بجنبش سپہر و براس زمین
بجیحون چو ماہی بگردون چو ماہ ۔ بجستی کمان و بہ تندی نگاہ
ودمش گرد ابر از ہوا رفتہ ۔ سمش مغز کہ در زمین کوفتہ

مومنین کتاب معجم کبیر مین ابو سعید سمنانی سے روایت ہے کہ معاویہ نے کہا کہ اس
کو نوسے مردان نامی بلکہ کچھ زیادہ فقط جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل
پس مین نہایت مضطر ہوا اوسوقت مین نے چاہا کہ مین ابن عباس سے کہون کہ
امیر کی خدمت مین عرض کرو کہ حضرت میری خطا کو معاف کرین اور مجھے اجازت د

کا اور بار روم کیطرف چلاجاؤن وہان کسی جزیرے مین قیام کرون مگر اوسوقت
ے دو بتین یاد آگئین پس مین نے اپنے دلکو تشفی دی اور بحار الانوار مین ہے کہ
قریب تھا کہ کل شامیون کے لقا کا روز مبدل شام فنا سے ہوا وسوقت معاویہ لعین
یت مضطر ہوا پس عمرو بن عاص سے اوس شقی نے کہا کہ عنقریب ہے کہ ہمارا اسب کا
کر تمام ہو پس اب کوئی حیلہ ایسا تجویز کر کہ جو ہم مین سے زندہ رہین اونکی تو جانین بچین
ے کہا کہ مین نے نہایت عمدہ ایک حیلہ اس دن کے لیے سوچ رکھا تھا وہ یہ ہے کہ جسقدر
ن ہمارے لشکر مین ہین اونکو نیزون کی نوکون پر رکھوا کے بلند کر تو اور سب فریاد کرین
کہ درمیان صف کے کھڑا ہو کر باواز بلند کہہ کہ ایہا الناس یہ کلام خدا ہے اور مین اسکو ساتھ
لایا ہون اور جو کہ اسمین لکھا ہے مین بموجب اوسکے تمسے سلوک کرونگا پس جسوقت
دیکھا پھر اہل عراق کبھی تجھسے نہ لڑینگے اور علی کا کہنا پھر ہرگز خیال مین نہ لاینگے سوا اسکے
صورت جان بچنے کی نہین ہے جب اوس شقی نے یہ راے اپنی ظاہر کی سب نے
پسند کیا پس اون سب بیچارون نے سب اپنے لشکر کے قرآن اونکو نوک نیزہ پر بلند
یاد کی اور معاویہ بھی بموجب اوسکی تعلیم کے کاربند ہوا پس اشعث اور جملہ منافقین
خدمت مین آئے اور عرض کی کہ جو آپ اکثر فرماتے تھے کہ جو کتاب خدا مین ہے مین
سکے انکے ساتھ عمل مین لاونگا اب یہ سب وہی بات کہتے ہین حضرت نے فرمایا
ث دیکھ ہرگز انکے فریب مین نہ آیہ سب اپنی جانین بچانے کیلیے یہ فریب
اگر تم سب نے یہ کیا تو بڑا رخنہ اسلام مین پڑجایگا اوس شقی نے کہا کہ استغفراللہ
ہو سکتا کہ ہم کتاب خدا کا پاس و لحاظ نکرین حضرت نے فرمایا کہ اے اشعث
صامت ہے تو مین قرآن ناطق

دنیا پرستون نے اون جناب کی وفات پائی ...
ولالت
التقلین کتاب الله و عترتی
ہوا۔ مومنین حدیث قدسی انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی کی دلالت
اس بات پر کرتی ہی کہ کلام خدا اور عترت اون جناب کی بمنزلہ جسم اور روح کے ہین کہ ایک دوسرے
سے جدا نہونگی تا روز قیامت اور جسطرح قرآن کے چند نام ہین مثل اسکے کہ فرمان بہی کہتے ہین
اسیطرح کلام ناطق کے بہی چند نام ہین چنانچہ جناب امیر نے بارہا فرمایا کہ انا فاروق الاعظم
جیساکہ خدا نے وصف قرآن صامت مین فرمایا وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة
للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا اور کلام ناطق مین بہی اسیطرح ہی جیساکہ زیارت حضرت
امیر مین وارد ہی کہ نعمة للمومنین ونقمة للکافرین اور ہر ایک ائمہ اطہار علیہم السلام بہی
اسیطرح ہین جیساکہ خون جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کا درد ہی واسطے منافق کے اور دوا ہے
واسطے محب اور مومن کے مثل اسکے یہودیہ کے آنکھ پر ایک قطرہ گرا اوسکی آنکھ روشن ہو
اور یزید لعین کی ران پر گرا زخم پڑگیا۔ مومنین حکایت یہودیہ کی اسطرح پر ہے کہ ایک یہو
تہا مدینہ منورہ مین اوسکے ایک دختر تہی نابینا اور زمین گیر دونون ہاتہ اوسکے شل اور عارضہ
جذام سے تمام بدن مین زخم پڑے ہوے وہ یہودی ایکدن اوس لڑکے کو اپنی باغ مین
چہوڑکر کسی ضرورت کو کہین چلا گیا تہا اوس شب کو اوسکا آنا نہوا وہ لڑکی تمام شب
تنہائی پر رویا کی مومنین قربان تنہائی جناب فاطمہ صغرا پر کہ تمام کنبہ کے فراق مین
رویا کرتی تہین کوئی مردون مین تشفی دینے والا باقی نہ تہا القصہ وہ لڑکی تمام شب
باپ کی یاد مین رویا کی جب صبح ہوئی قسمعت عند السحر بکاء الطیر یعنی صبح کو اونے
طائر کے رونے کی آواز سنی مومنین اوسکی آواز دردناک سے بیتاب ہو گئے جسطرح سے
اوسنے اپنے تئین اوس درخت کے نیچے پہونچایا جسپر وہ جانور بیٹہا روتا تہا خصرات جف
جانور روتا تہا اوسیقدر یہ لڑکی اوسکے ساتہ روتی تہی ناگاہ ایک قطرہ خون کا اوس

... آنکھ اوسکی نکل گئی تھی یہ ابھی تحیر تھی کہ دوسرا قطرہ
اوسکی دوسری آنکھ مین گرا وہ بھی آنکھ اوسکی روشن ہوگئی کہ ایک قطرہ اوسکی ایک ہاتھ پر گرا
وہ ہاتھ بھی اچھا ہوگیا پس پھر تو جو قطرہ ٹپکتا تھا اوسکو ہاتھ مین لیکر اپنے بدن پر ملتی تھی
پس مومنین وہ سب زخم اوسکے اچھے ہوگئے اور رنگ اوسکا مثل انار کے دانے کے نکل آیا
اس درمیان مین باپ اوسکا باغ مین آیا دیکھا اوسنے کہ ایک لڑکی نہایت حسین باغ مین
پھرتی ہے اوسنے پوچھا کہ اے لڑکی مین اپنی ایک بیٹی یہان چھوڑ گیا تھا وہ کہان گئی
اوسمین تو طاقت اوٹھنے کی بھی نہ تھی اوس لڑکی نے کہا کہ اے پدر مین ہون تیری بیٹی
اوسنے پوچھا کہ پھر تو اچھی کیونکر ہوئی وہ لڑکی رونے لگی اور کہا کہ اے پدر ایک جانور
فلان درخت پر بیٹھا روتا ہی نہین معلوم کہ کس شہید مظلوم کے خون مین وہ لوٹا ہی کہ اوسکی
پرون سے خون کے قطرے جو میرے اوپر گرے اوسکی برکت سے مین اچھی ہوگئی مومنین بمجرد
اس کلام کے سننے کے اوس یہودی کو غش آگیا جب غش سے افاقہ ہوا تو اوس لڑکی کے
ساتھ اوس درخت کے نیچے آیا دیکھا کہ وہ جانور خون مین آلودہ بے اختیار روتا ہی اور اپنی
زبان مین نوحہ و فریاد کرتا ہے پس یہودی نے کہا کہ اے جانور تجھے قسم دیتا ہون اوسکی
جسنے تجھکو پیدا کیا ہی اور قسم دیتا ہون اوس مظلوم کی کہ جسکے غم مین تو نالان ہی کہ یہ کس
مظلوم کے خون مین تو ڈوبا ہوا ہے مجھے تو اوسکا نام بتا اوسنے کہا اے یہودی ہم چند جانور ظہر
کے وقت ایک درخت پر بیٹھے باہم ذکر آب و دانے کا کرتے تھے کہ ناگاہ ایک جانور خون مین
بھرا ہوا آیا اور بولا کہ وائے ہو تمپر اے جانورو کہ تم سب سایہ مین بیٹھے ہوے ذکر آب و دانے کا
کرتے ہو اور افسوس ہے کہ تمکو یہ خبر نہین کہ فرزند رسول الثقلین یعنے امام حسین کی لاش
جلتی ہوئی زمین پر پڑی ہے اور اوس مظلوم کو اشقیاے امت نے تین دن کا بھوکھا اور
پیاسا ذبح کیا اور سر کو اوسکے کاٹ کر نوک نیزے پر چڑھایا اور اہلبیت کو اوسکے خراب کی ...

اہل ہندوستان ترک و دیلم نے مقید کرکے سر برہنہ تمام کو بیٹے آئے یہودی وہ عجب ... ہماری
اس خبر کے سننے سے سب اہل پر رنج والم ہوئی اور شور و نوحہ کرتے ہوئے طرف صحرائے کربلا کی اوڑے
جب وہان پہونچے تو دیکھا ہمنے کہ وہ فخر سلیمان سر کو کٹائے ہوئے خاک اور خون مین
غلطان زمین گرم پر سوتا ہی پس ہم سبنے آپ کو اوس لاش پر گرا دیا اور نوحہ و شیون کرنے
لگے کہ ہائے اے فرزند فاطمہ اور اے پارہ جگر علی مرتضیٰ تو تین دن کا بھوکھا اور پیاسا
ہوا پس سب جانور اوس مظلوم کے خون مین لوٹے اور ایک جانور ہر شہر کی طرف روانہ
کہ اپنے آقا اور مولا کی شہادت کی خبر سبکو پہونچا دین یہ سُنکر وہ یہودی اپنا سینہ اور سر
بہت رویا اور مسلمان ہوگیا اور پانسو یہودی اور اوسکے قبیلہ کے اس معجزے کو سُنکر داخل
ہوئے اور اسیطرح مومنین خاک تربت مظلوم کربلا مومن کے لیے ہر مرض کے واسطے شفا
اور دشمن کے حق مین درد لا دوا اور اسیطرح اوس جناب کی مصیبت پر رونے والون
آنکھ کا آنسو مومن کے لیے وسیلہ نجات کا ہی اور دشمن کے حق مین شدید عذاب درکا
حضرت خداوند عالم نے بیچ کلام اللہ صامت مین فرمایا ہی کہ لا یمسہ الا المطہرون
یعنے نہ مس کرو تم اوسکو مگر با طہارت جیساکہ معصوم بھی بلا وضو تلاوت قرآن نہین کر
اسیطرح مومنین کلام ناطق کے بدرجہ اولا تعظیم اور حرمت کرنا چاہیے جیساکہ جناب
سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نام علی ابن ابیطالب کا بے وضو نہین لیتے مومنین
زبان سے کہون کہ جس جناب کا نام حضرت رسولخدا بے وضو نہ لیتے اوسکے حق مین نا
سزا کلام ناسزا کہتے تھے خدا لعنت کرے اون ملعونون پر اور حضرات بحار الانوار مین
کہ عثمان اول خلفائے بنی امیہ سے ہی اوس شقی نے قرآن کو جمع کیا نصف کو
آگ سے جلا دیا اور نصف کو پانی مین دھو یا لیکن

بیت

حقتعالی اگر کلام خدا را آب بشست		چون شد پدید مست بدرد دشمن

[illegible]

کے ساتھ بیحرمتی کی اور وہ یہ ہی آہ آہ مومنین مقام سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہے راوی کہتا ہے کہ مین نے دیکھا کہ سر اطہر فرزند رسول یزید کے سامنے ایک طشت طلائی مین دھرا ہوا تھا اور خود شطرنج مین مشغول تھا جب حریف پر غالب آتا تھا تو یہ شعر پڑھتا تھا ؎

مضے فی غفلۃ عمری کذلک یذہب الباقی	وناولہا الا یا ایہا الساقی
ترجمہ گذری عمر میری غفلت مین اسطرح باقی عمر گذر جاویگی	گردش مین لاؤ اے ساقی پیالہ کو اور مملو کر تو اوسے پیالہ کو شراب سے

اور یہ شعر پڑھکر تین پیالے شراب کے پیتا تھا - آہ آہ مومنین خدا لعنت کرے اوس بے دین پر کہ درد اوسکے جس لگن مین سر اقدس رکھا ہوا تھا اوسمین ڈالتا تھا حضرات یہ وہ سر اطہر ہے کہ جسکو جناب رسول خدا اپنی سینہ سے لگاتے تھے اور جانور تک اس سر اقدس کی تعظیم کرتے تھے جیساکہ منقول ہے کہ ملازمان یزید نے ایک جانور کو سکھایا تھا کہ روز جشن اوس جانور کو بھی لاتے تھے اور ایک طشت مین گلاب اور ایک مین مشک اور عنبر بھر کر دھرتے تھے جب یزید پلید اوس جانور کو آواز دیتا تھا تو وہ پہلے گلاب مین غوطہ مار کے مشک اور عنبر مین لوٹتا تھا پھر جب دوسری آواز دیتا تھا تو وہ جانور سر یزید پر جا کے اوڑتا تھا اور وہ گلاب اور مشک و عنبر اوسکے اوپر چھڑکتا تھا اوسوقت وہ لعین فخریہ سب سے کہتا تھا کہ دیکھو مین ایسا امام ہون کہ جانور تک میری اطاعت کرتے ہین پس حسب معمول اوس جانور کو بھی اوس جشن مین لائے کہ جو سر امام اور اہلبیت علیہم السلام کے آنے کی خوشی مین کیا تھا اور لا کے سامنے کھڑے ہوے کہ ناگاہ مومنین شمر لعین سر اطہر امام انام کو لیے ہوے قریب تخت یزید پلید کے آیا اور اوس سر اقدس کو نذر دیکر بولا کہ اے یزید بھر دے میرے اسپ کو نقرہ اور طلا سے کہ تیری خوشی کے لیے قتل کیا اوس شقی نے اوس شخص کو جو بہترین خلق تھا مان اور باپ کی رو سے پس حضرات اوس شقی ازلی نے اوس سر اقدس کو ایک طشت طلائی مین تخت کے نیچے

رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ کیا خوب لب و دندان تمہارے تھے یا حسین آہ آہ مومنین یہ لب و دندان
تھے کہ جنکو جناب رسولخدا مانند نیشکر کے چوستے تھے بعد اوسکے مومنین اپنی شان و شوکت دکھانے
کے لیے اوس جانور کو آواز دی پس وہ جانور اپنے مقام سے اوڑا اور اوس گلاب مین
غوطہ مارا پھر مشک و عنبر مین لوٹا پس پھر یزید نے دوسری آواز دی مگر وہ جانور اپنی جگہ سے
نہ ہلا اور بار بار مظلوم کربلا کے سر کیطرف دیکھتا تھا کہ پھر اوس جیحانے آواز دی پس وہ
جانور اوڑا لیکن مومنین یزید کیطرف تو نگیا سر اقدس مظلوم کربلا کیطرف آیا اور گرد اوس
سر خون آلودہ کے پھرتا تھا اور مشک و عنبر چھڑکتا تھا اور اپنی زبان مین نوحہ و شور کرتا
رہتا تھا آخر بیتاب ہو کر سر اطہر پر گر پڑا پھر تھوڑی دیر کے بعد اوڑ کے دیوار پر بیٹھا پھر
وہان سے نوحہ و شور کرتا ہوا طرف صحرا کے اوڑ گیا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس بارہوین مین بیان خروج خوارج اور ذکر حرب نہروان کا

جرمم آنجا کہ لنگر اندازند	گردش از چرخ اخضر اندازد
بحر عصیانم از بجوش آید	شور در ہفت کشور اندازد
آسمان از گناہ من ہر روز	طرح سد سکندر اندازد
باچنین جرم خوشدلم کہ خدا	کار محشر بحیدر اندازد
بسر انگشت قدرت الٰہی	بیخ کفر از زمین بر اندازد
آنکہ بیحکمش از کند پرواز	جبرئیل امین پر اندازد
گر مزین بنام او نشود	خویش را سکہ از زر اندازد
چون کشد شعلہ برق شمشیرش	رعشہ بر مہر خاور اندازد
یا علی تیغ تست آنکہ بدہر	ہر کہ گردن کشد سر اندازد

...	بدروا ثابت ... اندازد
میرسد قدرت ترا گر تو	طرح افلاک دیگر اندازد
از نهیب تو در صف هیجا	تیغ فولاد جوهر اندازد
پیشتر زانکه باب دشمن تو	نطفه در بطن مادر اندازد
آسمان طالعش کند جوزا	تا که تیغش دو پیک اندازد
سر حق آگها ملک خدما	حق عدوے ترا بر اندازد
شکوه هست حضتی که زبان	بجنابت سخن در اندازد
فلک سفله الفداے تو من	دست رد بر هنر در اندازد
رنج تجرید بر مسیح نهد	جل زر لفت بر خر اندازد
بهما مشت استخوان بخشد	بمگس شهد و شکر اندازد
حکم کن تا سپهر برگردد	با قضا طرح دیگر اندازد

...نا چاہیے کہ جب طلیق بن معاویہ زندلق نے بتعلیم عمرو بن عاص ابلیس قران سب
...کے جمع کرکے نیزون مین بند ہوا کر بلند کروائے اور پناہ چاہی اور اوس فکر کے
...اک تفرقہ عظیم لشکر جناب امیر علیہ السلام مین واقع ہوا اور آخر کار بحکم حکمین مصالحہ
...یا ابو موسی اشعری اور عمرو بن عاص مکار حکمین قرار پائے اور حضرت نے بجبر و قہر
...مکروہ کو گوارا کیا پس اول موسی اشعری منبر پر گئے کہ یہ جناب امیر کی جانب سے مصلح
...ہوئے تھے انگشتری کو اپنی اونگلی سے نکالکر کہا کہ ایہا الناس مین نے جناب امیر کو
...خلافت سے خارج کیا کہ جسطرح سے یہ انگشتری اونگلی سے نکال لی یہ کہکر منبر سے اوتر آئے
...عمرو بن عاص مکار منبر پر گیا اور ایک اونگلی مین انگشتری کو پہنکر کہا کہ حضرات

قبلۂ دین اور ہادیٔ شرع متین سے نقض بیعت کرکے اک بت پرست لعین سے جا
ملی خداوند عالم اون بحیاؤن پر لعنت کرے اور ہمیشہ عذاب شدید مین گرفتار رکھے

جہانا جفا و ستم تا بچند	وہی تا یکے زہر بر جاے قند
چہ کارے تو تخمے کہ خواہی درود	ازین کشتن و زین درودن چہ سود
یکے را بنانے دہی احتیاج	یکے را دہی مسند و تخت و تاج
یکے را رسانی بچرخ برین	یکے را دہی جا بزیر زمین
بجان پروری ظالمے بدگہر	کہ در خون کشی خسرو دادگر

مونین خوارج اوس جماعت کو کہتے ہین کہ جس جماعت نے اول حضرت سے بیعت
صفین مین حضرت کے ساتھ شریک محاربہ رہے اور بعد اوسکے حضرت پر خروج کیا
کی بیعت توڑ کر عمرو عاص اور معاویہ بیدین سے جا کے ملے اور حضرت کے سب سلہ کر
اور کہتے علی ابن ابیطالبؑ نے صلحنامہ سے خطاب اپنا امیر المومنین نکالا لا حکم حکمین
معاذ اللہ مرتد ہوگئے اور وہ جناب اون سبکو نصیحت کرتے تھے مگر اونکے دلون پر
تھے آخرکار نوبت قتال و جدال کی پہونچی پس وہ جماعت نہروان مین ضرب شمشیر
سے داخل سقر ہوے اور اس طایفی کو مارقین کہتے ہین اسلیے کہ مارق کے
کہے ہین اور مہتر اور سردار خوارج کا عبد اللہ وہب تمیمی اور حرقوص بن زہیر
ذو الشدیہ بھی کہتے تھے اور عبد اللہ بن کوا اور شبث بن ربعی تمیمی تھا اور
اپنا عبد اللہ بن کواے لشکری کو قرار دیا اور باہم یہ عہد کیا کہ جب علی
تو امر خلافت شوری پر منحصر کیا جاے جب حضرت اون ملاعنہ کے قصد سے
کے بھیجا کہ تم جاکے اونکو نصیحت کرو وہ سب

مارقین یعنی

ب نصیحت فرمائی پس ایک گروہ نے ہدایت قبول کی اور وہ حضرت کے ہمراہ ہو
ت نے وہان سے طرف کوفے کے مراجعت کی اور وہ سب بیدین نہروان کی طرف روانہ
ے اور کتاب بحار الانوار مین مبرد سے روایت کی ہے کہ جب خوارج نہروان مین پہونچے
ع الجمال قبیحہ اونکی یہ ہے کہ ایک مرد مسلمان اور ایک نصرانی سے ملاقی ہوے
سلمان کو تو کافر سمجھکے قتل کیا اور نصرانی کو زندہ چھوڑ دیا اور وصیت کی کہ تو دین عیسی پر
رہنا اور عبد اللہ بن حباب کو دیکھا کہ وہ اپنی گردن مین قران حمائل کیے ہوے
ولاغ پر سوار تھا اور زوجہ کو بھی اپنے ساتھ سوار کیے ہوے تھا اوس سے کہا کہ یہ
تیری گردن مین حمائل ہے اسکا حکم ہے کہ ہم تجھکو قتل کرین یہ کہکر اوس بیگناہ کو قتل کیا
ور اوسکی زوجہ حاملہ تھی اوسکا شکم چاک کرکے بچے کو نکالا اور زمین پر دے مارا مومنین
تاب بحار الانوار مین لکھا ہے کہ جب حضرت امیر قتل عبد اللہ سے مطلع ہوے پس واسطے
دفع اوس گروہ ملاعنہ کے تشریف لیگئے اور اوس گروہ بے دین سے دوچار ہوے تو حضرت نے
وچھا کہ قاتل عبد اللہ کون ہے سب خوارج نے بالاتفاق جواب دیا کہ ہم ہین اوسوقت حضرت
نے ارشاد کیا گروہ جداگانہ بیان کرو کہ قاتل کون ہے پس فرقہ فرقہ جداگانہ باواز بلند پکارا
قاتل عبد اللہ ہم ہین اوسوقت حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے خداے عز و جل کی کہ اگر تمام
ل جہان اقرار قتل عبد اللہ کا کرین اور مجھکو قدرت اونکی قتل کی حاصل ہو تو مین سبکو
قتل کرون مومنین یہ مقام غور اور تامل کا ہے کہ حضرت ایک اپنے محب کے قتل سے کسقدر دلگیر
ہوے تھے کہ فرمایا اگر تمام عالم اقرار قتل عبد اللہ کا کرتا اور مجھے اونکے قتل پر قدرت ہوتی تو
قتل کرتا آہ آہ مومنین کیا صدمہ ہوا ہوگا اون جناب کو روز عاشورہ کہ اٹھارہ جوانان رعنا
جناب کی اولاد و اقارب سے قتل ہوے اور قربان صبر مظلوم

حضرات عبداللہ بن جناب فقط ایک مومن موحد تھا نہ عزیز مگر اوسکے خون کا عوض
امیر نے ایک جماعت کثیر سے لیا ایسا غم اوسکے قتل کا اون جناب کو ہوا تھا اور
عبداللہ بن حسن کو اشقیانے مظلوم کربلا کے آغوش مین قتل کیا اور جناب عبداللہ
شیر خوار اوس جناب کو حرملہ بن کاہل نے تیر سے قتل کیا اور وہ بچہ حضرت کے ہاتھ
شربت کربراہی جنت ہوا مگر حضرت نے اُف تک نہ کی القصہ مومنین بالاتفاق جملہ
لکھا ہی کہ جب جناب امیر احوال اعمال قبائح خوارج سے مطلع ہوے پس حضرت
ن مرہ عبدی کو واسطے خبر گیری کے طرف خوارج کے روانہ فرمایا کہ حقیقت حال کو
دریافت کرکے عرض ہمارا ن مین پہونچاوے صاحب روضۃ الاحباب کہتے ہین کہ
حارث وہان پہونچے اوس جماعت نے اونکو بھی قتل کیا یہ خبر اون جناب کو پہونچی
تو سلاے لشکر ظفر پیکر نے عرض کی کہ اے مولا اس حالت مین صبر و تحمل کرنا اور انکی
تہدید سے ہاتھ کھینچنا اور واسطے دفع معاویہ اور شامیون کے نہ مشغول ہونا مصلحت
ور ہی اور اس قسم کے بہت سے کلام اصحاب نے کئے پس اصحاب کی اس راے سے
رمان حضرت جبروت کی بہی راے عالم آراے اس امر پر قرار پائی کہ واسطے استیصال
ی طرف نہروان کے چلنا چاہیے مومنین بحار الانوار اور فصول المہمہ اور تاریخ ابن
کوفی مین علاوہ انکے اور دوسری کتابون معتبرہ مین لکھا ہی کہ جب شاہ ولایت
لشکر خوارج کے پہونچے یعنے خوارج سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اوسوقت عبداللہ
ور ابو ایوب انصاری کو بہیجا کہ تم جا کے خوارج کو نصیحت کرو شاید یہ گروہ گمراہ ہدایت
وہ دونون بزرگوار تشریف لیگئے اور بہت نصیحت مشفقانہ کی مگر مفید نہوئی پس جناب
شاہ ولایت براے اتمام حجت خود بنفس نفیس تشریف لیگئے [illegible]

... دن تک لڑائی ہوتے رہے

خوارج ز یکسو کشیدند صف	سپاه شہ دین زدیگر طرف
دو لشکر نگویم دو دریاے خون	ز بسیاری فوج انجم فزون
نہ پوینده را بر زمین پاے بود	نہ پرنده را در ہوا جاے بود
دران ہین صحراے گردون شکوه	حصاری شده از فوج لشکر چو کوه
عجب ورا است پیر اات ان حصار	ز پولاد بر بستہ پرده غبار

راوی کہتا ہی کہ اول جس شخص نے سپاه خوارج سے تلوار غلاف سے نکالی عروه بن ادیہ تھا
نہروان سے جو نو آدمی جان سلامت لیگئے اونمین سے ایک یہ بھی تھا اور زمانہ خلافت
معاویہ مین زنده رہا جب معاویہ داخل سقر ہوا پس ایک دن زیاد نے عروه سے سوال
کیا کہ کیا کہتا ہی تو حق علی مین وه شقی ازلی بولا کہ ابتداے خلافت مین حق پر تھے مگر
حکم حکامین پر راضی ہوے میل اونکا طرف کفر کے ہوگیا یہ سنکر زیاد نے معاویہ سے
سوال کیا عروه نے اوسکو بہت گالیان دین پس زیاد نے اپنا حال پوچھا عروه نے کہا
تم زنا زاده ہے اور دعوی کرتا ہی کہ ابوسفیان کا بیٹا ہون اور تو گنہگار خدا و رسول ہے
زیاد نے یہ سنکر اوسکے قتل کا حکم دیا بعد اوسکے قتل ہونے کے اوسکے غلام سے حال عروه کا
پوچھا غلام نے کہا کہ مختصر حال اوسکا یہ ہی کہ جبتک وه زنده رہا کبھی دن کو مین نے اوسکو
کھانا نہین کھلایا یعنے صایم الدوام تھا اور شب کو کبھی اوسکے لیے فرش خواب نہین بچھایا
تمام شب عبادت کرتا تھا مومنین سنا آپنے یہ حکایت عروه بن ادیہ لعین کی دلیل
ہے اس بات پر کہ رضاے خدا اور بہره یاب ہونا فیوض ربانی سے منحصر زیادتی صیام و

اور دنیا مین محبت آل کا یہ صلہ ملا کہ جملہ شیخ وشاب اور بزرگان دین کے جانب سے

خطاب بابی انتم وامی کا ہوا تفصیل اس حکایت کی یہ ہے کہ روایت معتبر

ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام نے منزل شراف سے کوچ فرمایا تو اثناے

قریب ظہر کے حضرت کے ہمراہیون مین سے ایک شخص نے صداے تکبیر بلند کی حضرت

تکبیر سُنکر فرمایا کہ بیشک خداوند عالم بزرگ تر ہے تمام عالم سے مگر اے شخص اسوقت

تیری تکبیر کا کیا ہے اوسنے عرض کی کہ یا مولا اس خادم کو سامنے سے درخت خرما نظر آئے

کہ وہ علامت آبادی کی ہے اصحاب نے یہ سُنکر عرض کی کہ یا حضرت اکثر اِدہر سے

گذر ہوا مگر ہمنے درخت خرمے کے اس راہ مین نہین دیکھے حضرت نے ارشاد فرمایا

تم بہی غور سے دیکھو جب اصحاب نے اوسطرف نظر کی تو دیکھکر کہنے لگے کہ یا مولا

ہوتا ہے کہ کچھ سوار اسطرف آتے ہین اونکے نیزون کی نوکین بلکہ گہوڑون کے کان

دیتے ہین اون جناب نے اونکے قول کی تصدیق کی اور فرمایا کہ قسم بخدا ہے

بہی یہی معلوم ہوتا ہے لیکن کوئی جگہ اس مقام پر ایسی نہین نظر آتی ہے کہ

جاے اس قرار دین اصحاب نے عرض کی یہ جو سامنے سنگریزون کی بلندی

اگر قبل اونکے پہونچنے کے ہم وہان پہونچ جائین تو البتہ ہم اوسنے باطمینان

ہین پس حضرت نے اوس پہاڑی کیطرف توجہ فرمائی کہ اس اثنا مین پیشرو

نظر آنے لگے پس حضرت نے شاہ راہ کو چہوڑ دیا اور دوسری راہ اختیار کی

اونکے پہونچنے کی حضرت نزدیک پہاڑی کے پہونچ گئے پس جب حضرت اوس

اہل حرم نصب کر چکے اور سب اوتر چکے تو دیکھا کہ حُر مع ہزار سوارون کے

جب اون رحیم ابن رحیم کا بیتاب ہو لیا اور آنکھون مین اشک بھر آئے
ن آپ نے فرمایا کہ اے بھائی عباس یہ سب بندگان خدا پیاس سے جان بلب ہین
لہذا انکو پانی پلاؤ کہ یہ کار ثواب ہی یہ سنکر حضرت کے سب عزیز اور اقارب اور انصار
مشکین لیکر لشکر حر مین داخل ہوے اور اون سب سوارون کو سیراب کیا جب وہ
سب سیراب ہو گئے اوسوقت جناب عباس سے فرمایا کہ اے بھائی گھوڑون کی بھی
پیاس کی شدت سے زبانین منھ سے نکلی ہوئی ہین ان بے زبانون کو بھی پانی پلادو
مومنین راویون نے اس مقام پر لکھا ہی کہ جب جناب عباس نے یہ ارشاد اپنے بھائی کا
سنا تو حضرت کیخدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی یا مولا اس غلام کو حضور کے حکم مین
کوئی عذر نہین ہے مگر مین نے سنا ہی کہ اس منزل مین پانی کم ہے اور حضور کے ہمراہ چھوٹے چھوٹے
بچے ہین اسکا مجھے خیال ہے جب حضرت نے یہ سنا فرمایا کہ اے بھائی میرے بچون کا خدا
ہے تم ان بے زبانون کو بھی پانی پلادو آہ آہ مومنین ایسے مولا پر اشقیا نے کربلا مین پانی
بند کیا کہ جسکو حیوانون کا پیاسا رہنا بھی گوارا نہوا ہر چند وہ مظلوم اوس عالم بیکسی مین ایک ایک سے
کہتا تھا کہ اے قوم مین تمھارے نبی کا نواسا ہون ایک جام پانی کا مجھے پلادو کہ سوز تشنگی سے
جگر کباب ہو رہا ہے مگر مومنین وہ ملعون عوض مین جواب اور پانی دینے کے تیر اوس
تشنہ کام کو مارتے تھے الحاصل جناب عباس نے سب گھوڑون کو بھی پانی سے سیراب کیا
جب جب گھوڑے بھی پانی سے سیراب ہو چکے تو حضرت نے فرمایا کہ اے حر آیا تو میری نصرت
کو آیا ہی حر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ مین بقصد نصرت نہین حاضر ہوا ہون بلکہ بحکم
ابن زیاد آیا ہون اوسنے حکم دیا ہے کہ جس مقام پر تجھے حضرت ملین بس توکسیطرح جانے نہ دینا
اونکو اپنے ہمراہ لانا حضرت نے جب یہ سنا فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پس

اصحاب آمادہ نماز ہین اور ...

تو علاحدہ اپنے لشکر مین نماز پڑہیگا حُر نے عرض کی کہ اے فرزند رسول غلام کی کیا مجال ہے

کہ امام زمان کے سامنے علاحدہ نماز پڑھے بلکہ مین بھی حضرت کے ساتھ نماز پڑہونگا بس

حضرت نے دونون لشکرون کو نماز پڑہائی بعد اوسکے پہر داخل خیمہ ہوے بعد اوسکے بعد ...

حضرت تشریف لائے اور عصر کی نماز پڑہائی جب نماز سے فارغ ہوے پس لشکر حُر کیطرف

مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایہا الناس مین خود نہین اسطرف آیا ہون بلکہ جب نامہ و پیام تم ...

مکرر میری طلب مین گئے تب مین نے اسطرف کا قصد کیا پس اگر تم میرے آنے سے ناراض

تو بیان کرو کہ مین قصد آگے بڑھنے کا نکرون یہین سے پہر جاؤن حُر نے یہ سُنکر عرض کی

مجھے اس نامہ و پیام کی مطلق خبر نہین مجھکو ابن زیاد نے فقط یہ حکم دیا ہے کہ جہان تجھسے

حسینؑ سے ملاقات ہو تو اونکو کسی طرف جانے ندینا میرے پاس لانا حضرت نے جب یہ

ابن زیاد کی سُنی تو فرمایا کہ فرزند شیر خدا سے کب ہوسکتا ہی کہ تیرے ساتھ قید ہوکر او

شقی کے پاس چلائے اس ذلت کی جانے سے مرنا بہتر ہے بعد اوسکے اپنے رفقا سے فرمایا

سوار ہو اور چلو پس جناب عباس نے سب اہلبیت کو اونٹون پر سوار کیا اور سب ...

رفقا بھی گھورون پر سوار ہوے اور حضرت بھی زیب بخش پشت ذوالجناح ہوے ...

کہ گھوڑا بڑہائین پس حُر نے حضرت کے گھوڑے کی باگ پر ہاتھ ڈالدیا حضرت نے یہ دیکھ

کہ اے حُر مان تیری تیرے ماتم مین بیٹھے کیا ارادہ تیرا ہے سو مینین حُر نے جب اپنی مان

حضرت کی زبان مبارک سے سُنا فرط غصہ سے کانپنے لگا اور عرض کی کہ یا حضرت اگر اور کوئی

مان ذکر اسطرح زبان پر لاتا تو مین بہی اوسکی مان کا ذکر اسطرح سے کرتا۔ ولکن واللہ

من ذکر امک من سبیل الا باحسن ما نقدر علیہ لیکن ذکر آپکی والدہ ماجدہ کا کہ وہ مخدومۂ

ہین سواے مدح و ثنا کے اور درود کے اور کسطرح نہین لے سکتا یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ

حضرت نے فرمایا کہ اے حر بخدا اے عز و جل مین تیرے ساتھ ابن زیاد کے پاس
نجاونگا آخر کار جب حر مجبور ہوا تو عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اگر یہ امر آپکو نہین منظور ہے تو
ایسی راہ اختیار کرین کہ نہ وہ کوفی کو جاتی ہو اور نہ مدینہ کو راوی کہتا ہی کہ حضرت نے
کو حر کے قبول فرمایا پس حضرت نے قادسیہ سے جانب یسار رحیل فرمایا اور حر بھی
ہمراہ ہوا الغرض حضرت تیسری محرم کو داخل کربلا ہوے اور لعید اوسکے کوفی سے
فوج آنے لگی پس پھر تو عمر سعد لعین بھی آیا اور حضرت زمرۂ اعدا مین گھر گیے اور س
تاریخ سے پانی بھی اوس جناب پر بند ہوگیا آہ آہ مومنین صبح عاشور تو قیامت
بھی لشکر اعدا مین صف بندی ہوئی اور کسی نے حرمت آل رسول خدا کی رعایت نہ کی
فرزند رسول کے کمر باندھی مگر حر یہ دیکھکر عمر سعد بدنہاد کے پاس آیا اور کہا کہ اے
کیا تو فرزند رسول کو قتل کریگا اوس شقی نے کہا کہ ای واللہ پس حر یہ سنکر اپنے مقام پر
مگر مومنین حر شدت غضب اور خوف نار سے مانند بید کے کانپتا تھا مہاجرین اوش
کہا کہ اے حر تو حسین سے لڑنے جاتا ہے حر نے جواب نہ دیا پھر اوسنے کہا کہ اے حر مین
شجاعان کوفہ سے جانتا تھا مگر آج تیرا کیا حال ہے بلکہ حر نے کہا کہ اے مہاجر جو تو سمجھا ہے
نہین کہ خوف جان سے میرا یہ حال ہے بلکہ مین تولتا ہون اپنے نفس کو نار اور جنت پر
اجر اسوقت نار اور جنت دونون پیش نظر ہین اگر ابن زیاد کی اطاعت کرتا ہون تو
سقر مین جلونگا اور جو امام حسین علیہ السلام کی نصرت کرون تو جنت مین عیش کرونگا
لاختار علے الجنۃ شیئا نہ اختیار کرونگا اوپر جنت کے کوئی شے یہ کہکر جانب
کربلا گھوڑا اپنا جولان کیا اور جب قریب پہونچا گھوڑے سے کود پڑا اور ہاتھون کو اپنے
جب حر کو ... اپنی طرف آتے دیکھا

روتا ہوا دوڑا اور حضرت کے قدم مبارک پر آپکو گرا دیا مظلوم کربلا نے او
سینہ سے لگا لیا پس حُر نے عرض کی کہ اے مولا میرے خطا معاف کیجیے
غلام آپکا اگر پیشتر جانتا کہ یہ اشقیا آپکے قتل کے درپے ہین تو ہرگز آپکو اِدہر نہ
اب اس غلام کی خطا معاف ہو اور میدان کی اجازت ملے حضرت نے فرمایا کہ اسی
جسوقت تو نے ادہر آنے کا قصد کیا تھا اوسیوقت خداوند عالم نے تیرا گناہ بخشا
مین نے بھی مگر اے حُر تو اب میرا مہمان ہے کیونکر تجھے مرنے کی اجازت دون لیکن
حسین تجھسے نہایت محجوب ہی کیا تیری دعوت کرے اے بھائی تجھے تو میرا حال
ہے کہ دو دن سے میرے ننھے ننھے بچے پانی کے لیے ترس رہے ہین خصوصا میری
فرزند علی اصغر کا تشنگی سے یہ حال ہے کہ گہوارے مین مثل مچھلی کے تڑپ رہا ہے
یہ سنکر بہت روئے اور حضرت سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور فوج شام پر حملہ
غلام حیدر کرار نے ہر طرف کوفیون اور شامیون کے سرون کا انبار کر دیا اور میدان
کو لاشون سے بھر دیا یہ دیکھکر تمام فوج نے ملکر اوس شیر کو چارون طرف سے گھیر
کر اوس یکہ تاز عرصۂ شجاعت کے پرخچے کر ڈالا - مومنین پھر تو حُر وفادار پر نیزے پر نیزے
خنجر اور تلوار پر تلوار پڑنے لگی تمام بدن حُر کا تیغون سے چور ہو گیا آخرکار حُر نامدار
سے زمین پر گرا اور آواز دی کہ یا ابا عبد اللہ ادرکنی مومنین جب آواز حر کو مظلوم
سُنے روتے ہوئے طرف مقتل کے دوڑے راوی کہتا ہے کہ جب حضرت حُر کی لاش
حُر کے بالین پر بیٹھ گئے اور حُر کے سر کو اپنے زانوئے مبارک پر رکھ لیا اور فرمایا کہ
کھول کہ حسینؑ آیا ہے پس حُر نے حضرت کی آواز سنکر آنکھین کھولدین اور اپنے سر کو
امام حسینؑ ...

... ی الاشقیا کہو جاری ہی اور آپ قبائے جناب سو لخت
ہین یہ غلام چاہتا ہے کہ میرا خون نجس اوسمین نہ لگے آہ آہ مومنین یہ مقام سر پیٹنے
... اوڑانے کا ہی کیا صدمہ ہوا ہوگا روح حر پر کہ وہی قبا ظہر کی وقت اوس جناب کے
... ن سے تر ہوئی اور تلوارون سے پرزے پرزے ہو گئے اور تیرون نے اور نیزون کی نوکو
... سیکڑون سوراخ ہو گئے تھے جیسا کہ راوی کہتا ہی کہ جب اسباب لوٹ کا یزید کے سامنے کہولا
... ایک جامہ اوسنے دیکھا کہ تمام پرزے پرزے ہی اور سیکڑون سوراخ اوسمین پڑے ہین یزید پلید
... نے پوچھا کہ یہ جامہ کسکا ہی اوسنے کہا کہ یہ جامہ حسین کا ہی وہ شقی بولا کہ ابہی پہٹے جامے پر
دعوی امامت کا کرتے تھے یہ سُنکے شمر بیحیا نے کہا کہ اے امیر واللہ جب امام حسینؑ اس
... پہنکر میدان مین آئے تھے تو کہین پہٹا نہ تھا یہ سب خنجر اور تلوارون سے پرزے پرزے
اور یہ سوراخ سب نیزون اور تیرون کے ہین الغرض جب مظلوم کربلا نے حر سے یہ سُنا
... رونے لگے اور فرمایا کہ اے مہمان میرے تجھے تو یہ خیال ہے مگر اے بہائی جب مین اپنی
... جوان کی لاش اوٹھاونگا تو یہی قبا اوسکے خون مین سب تر ہو جائیگی اور جب میرے
... ے فرزند کی گردن میرے ہاتھون پر تیر سے زخمی ہوگی اوسکے لہو سے بہرے گی علاوہ اسکی
... سی قبا کو اشقیا تلوارون سے پرزے پرزے کرینگے یہ فرماکر حضرت نے رومال جناب فاطمہ
... کے گلوے مبارک مین بندھا تھا کہولکر حر کے گلے کی زخم پر باندھ دیا پس خون بند ہوگیا
شفقت اپنی مولا کی دیکھکر مسکراتا ہوا جنت کو روانہ ہوا القصہ مومنین جب جناب امام
... کر چکے تو علم ہدایت پر چم کو ابوایوب انصاری کی تفویض کیا اور فرمایا
... ن دونون لشکر کے کہڑا ہوا اور با آواز بلند سیاہ خوا ...

مناص کا اوس سے سرزد ہوا اوس عالیہ
جبکہ حسب ارشاد سید الوصیین ابوایوب نے یہ ندا دی پس سپاہ خوارج مین تفرقہ
بعضے تو علم کے نیچے چلے آئے اور بہت آدمی کوفے کو راہی ہوے اور بہت سے مداین
مین فقط چار ہزار خوارج عبداللہ وہب راسبی کے ساتھ رہگئے اوسوقت جناب امیر
لشکر سے فرمایا کہ تم سب ابھی خاموش کھڑے رہو کوئی شخص ادہر سے مبادرت نکرے
جب خوارج نے دیکھا کہ کوئی اودہر سے نہین نکلتا اپنے زعم ناقص مین سمجھے کہ یہ
ہم سے خائف ہین پس ایک مرتبہ چارون ہزار خوارج نے قلب لشکر امیر خیبر گیر پر حملہ کیا
لشکر اسلام نے درمیان جگہ دیکر چہار طرف سے اونکو گھیر لیا اور ایک ایک کو بضرب شمشیر
دار البوار کے بھیجنا شروع کیا مومنین ایک شخص خوارج سے اخنس نامی کہ صفین مین
رکاب جناب امیرالمومنین کے تھا اور حضرت کی جانب سے میدان رزم مین خوب لڑا
شجاعت مین اوسکا دور دور شہرا تھا اوسوقت حضرت کے سامنے آیا اور اپنی شجاعت
کرنے لگا حضرت نے ایک اشارہ ذوالفقار سے اوسکو فی النار کیا پس حرقوص بن ز
خوارج سے تھا اوسنے دیکھا کہ حضرت میدان مین تنہا کھڑے ہین یہ دیکھکر اوسنے اپنی
اس حالت کو مغتنمات سے معلوم کرکے اپنے گھوڑے کو طرف اوس شہسوار یکہ تاز عرصہ
جولان کیا جب قریب پہونچا حضرت نے ایسی ایک ضرب ذوالفقار کی اوس ناہنجار
ماری کہ نصف خود اور نصف سر اوسکا دھڑ سے زمین پر گرا پس بیٹا حرقوص کا
مالک بن نصاح تھا وہ مشتاق دوزخ حضرت کے مقابل ہوا حضرت نے اوسکو
سپرد مالک دوزخ کیا جب مالک بھی سپرد مالک ہوا کہ
برادر مین آیا ہی پس
رئیس خوارج تھا میدان مین آیا اور فریاد کی کہ بسر

بھی جس مکان میں بنا تھا وہان چلا گیا اور جناب عباس فہر ...
پس اوس بزرگوار کو مکان پر لائے اور اوس زخم کے معالجہ مین مشغول ہوئے
ایک دن جناب عباس سعد بن مسعود کے مکان پر تشریف لیے جاتے تھے راہ مین
جناب عباس اوسکو دیکھکر فرط غضب سے کانپنے لگے پس وہ عصا اوس شقی سے
لیکر ایسا اوس بیحیا کو مارا کہ وہ ملعون اوسیوقت داخل سقر ہوا جب یہ خبر سعد بن
اوس دیندار نے لاش کو اوس ناری کے آگ مین جلادیا - مومنین جناب عباس اپنے
کے دشمن کو زندہ نہ دیکھ سکے فوراً اوسکو قتل کیا آہ آہ مومنین کہان تھے جناب امام
انے اوس عاشق بہائی کے قاتل کو سزا دیتے اور کیا حال ہوتا اون جناب کا جو
کو دونون ہاتھ کٹے ہوئے خاک و خون مین آلودہ نہر کے کنارے مانند شیر کے لوٹتے ہو
سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چوتھی مین بیان اون ظلم و ستم کا جو کہ جعدہ ملعونہ کے ہاتھ سے
اون جناب پر گذرے اور دگر زہر دینا اوس ملعونہ کا اونجناب کا

مومنین معاویہ لعین نے جب اوس میزبان مہمان کے قتل ہونے کا حال سنا چند روز سکوت
اختیار کیا بعد چند روز کے پہر فرزند حیدر کرار کے قتل کا درپے ہوا پس ایک شیشہ زہر ہلاہل
کا مروان علیہ اللعن کے پاس بہیجا کہ وہ شقی حاکم مدینہ تھا اور لکہا کہ جعدہ بنت اشعث کو
امام حسن کے ازواج مین سے ہے اوسکے ذریعہ سے تہوڑا زہر اسمین کا فرزند زہرا کو دے
وہ ملعون اس فکر مین پڑا ایکدن الیسونیہ نامی ایک عورت کہ زنان مدینہ مین بڑی
اور مکارہ تھی اوسکے مکان پر آئی مروان نے پوچھا کہ اے الیسونیہ تو جناب امام حسن کے مکان
... جاتی ہے ... جعدہ ... شق ... مروان

ایک مدت سے ... [illegible]

عقد کر لیگا اور تو ہمیشہ بعیش و عشرت رہیگی الغرض السیونیہ گئی اور جعدہ ملعونہ کو ...
اوس امام مظلوم کے قتل پر آمادہ اور راضی کیا پس مروان علیہ اللعن نے وہ زہر اوس شقیہ
کے پاس بھیجا پس جب شب بست و ہفتم ماہ سفر کی آئی پس وہ ملعونہ اوس شیشہ سے
زہر لیکر آخر شب کو جس حجرہ میں وہ جناب سوتے تھے وہاں آئے اور حضرت کے بالای سر طاق میں
کوزہ پانی پر سے منھ بندھا ہوا سر بمہر رکھا ہوا تھا پس اوس نے زہر کو کپڑے پر رکھکر او کھلا
اور ... وہ زہر اوس کوزے کے پانی میں گرا پس جب اوس شقیہ نے دیکھا کہ مطلب ...
... پس اپنے مکان کو پلٹ گئی اور منتظر اس بات کی ہوئی کہ دیکھوں کسے فریاد ...
... ہوتی ہے مومنین چونکہ قبل اسکے کئی مرتبہ اشقیا نے اون جناب کو زہر دیا ...
... کی حرارت کیوجہ سے حضرت پر پیاس کا غلبہ رہتا تھا اسوجہ سے حضرت ایک کوزہ ...
... سر طاق میں رکھوا لیا کرتے تھے جب حضرت کی آنکھ بوجہ تشنگی کے کھل جاتی تھی ...
اوس کوزے سے قدرے پانی نوش فرماتے تھے آہ آہ مومنین اوس شب کو بھی ...
... نے جو غلبہ کیا پس اوسکو اوٹھاکر پانی نوش فرمایا بمجرد پانی پینے کے ایک آہ سرد دل ...
کھینچی اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون آہ آہ یہ کیسا پانی تھا کہ بمجرد پینے کے میرے جگر ...

	ع	
چہ آب بود کزو تا گلو نمودم تر		گلوے خشک مرا پارہ کرد با جگر
چہ آب بود کہ آتش بہ پیکرم انداخت		چہ آب بود کہ از یک دو قطرہ کارم ساخت
چہ آب بود کہ افروخت شعلہ بر جانم		چہ آب بود کہ شد برق بر گلستانم

یہ فرماکر حضرت نے ایسی ایک فریاد کی کہ جسکی صدا سے سب اہلبیت خواب سے چونک پڑے ...
کی بہنین بیٹیاں سب آکے حضرت کے گرد جمع ہوئیں اور فریاد کرنے لگیں خصوصاً جنا...

گیا پس جب حضرت زینب کی رونے کی آواز اون جناب کی گوش مبارک مین پہونچی حضرت نے
سر اوٹھا کر فرمایا کہ اے بہن میرے بھائی حسین کو جلد بلاؤ پس جناب زینب نے آدمی بھیجکر
جناب امام حسین کو بلا بھیجا اون جناب نے جب حال اپنے برادر بزرگوار کا دیکھا
اور وا اخاہ وا اخاہ کے نعرے مارتے ہوے دوڑے - مومنین غمخواری مظلوم کربلا
غیرون کے کہ جو بھائی یا بہن کسی رنج ومصیبت مین اوس جناب کو یاد کرتا تھا
پہونچتے تھے لیکن روز عاشورہ بعد ظہر وہ جناب یکہ وتنہا زخمون سے چور چور
سامنے کھڑے ہوے فریاد کرتے تھے اور کوئی اوس جناب کی مدد کو نہ پہونچتا تھا مگر
البتہ اوس مظلوم کے قلب کو تسلی دینے کے لیے آتے تھے الغرض جب وہ جناب اپنے
کی خدمت مین آئے اور اپنے بھائی کو مثل ماہی بے آب کے بستر خواب پر تڑپتے دیکھا
اور دوڑ کر اپنے بھائی سے لپٹ گئے اور عرض کی کہ اے بھائی یہ کیا حال ہے حضرت نے
مظلوم کربلا کے سینہ سے لگا کر فرمایا کہ اے برادر ابھی مین نے اپنے نانا جناب رسولخدا اور اپنے
علی مرتضی اور اپنی والدہ فاطمہ زہرا کو خواب مین دیکھا کہ بہشت مین خوش رفتار ہین مجھے
نے فرمایا کہ اے فرزند میرے تو نے اشقیاے امت کے ہاتھ سے بڑے ظلم دیکھے اب غم نہ کھا کل
تو میرے پاس ہوگا پس اے بھائی یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھل گئی پیاس کا جگر
نے سے کوزہ اوٹھا کر پانی پیا اے بھائی معجزہ پانی پینے کے میرے جگر کے ٹکڑے ہوگئے
وہ جناب درد جگر سے مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگے - ابیات

گہے زسوز جگر می نشست بر زانو	گہے بخاک چو ماہی فتادی پہلو
گہے چو طفل بآغوش خواہران بر رفت	گہے ز درد بدوش براداران بر رفت

...ے زرد رد چو عقرب	بماہ کرم خروس	...

آہ آہ مومنین قربان شیعون کی مظلومی اور غربت امام رضاؑ غریب پر راوی کہتا ہے کہ
جب مامون رشید نے جناب امام رضائے غریب کو زہر دیا تو وہ مظلوم یکہ و تنہا کبھی تو
زمین پر مثل ماہی بے آب کے تڑپتے تھے اور کبھی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھتے تھے اور خون جگر
نکلتے اور جگر کے ٹکڑے منھ سے اوگلتے تھے نہ بہنین اون جناب کی تھین کہ سر اپنے بھائی کا زانو
پر دہرتین نہ بھائی وہان تھا کہ جو اون جناب کو اپنی آغوش مین لیکر بیٹھتا نہ بیٹیان تھین
جو اس مظلوم کی خدمت کرتین نہ فرزند آپکے جناب امام محمد تقی علیہ السلام وہان تھے
جو اس عالم بیکسی اور غربت مین اپنے پدر بزرگوار کے کام آتے

...خواہرش کہ زینبؑ وار	تن برادر خود را چو جان کشد بکنار
...ورد کس با دروئے	ورائے زہر شد در زمانہ دلجو
...پرستار غصہ غمخوارش	نبود غیر غم بیکسی پرستارش

...مین جب صبح ہوئی تو تمام جسم اطہر جناب امام حسن کا سبز ہو گیا جناب امام حسین
...اپنے برادر بزرگوار سے لپٹ گئے اور رو کر عرض کی کہ اے برادر آپکا بدن اطہر سبز...
...حضرت نے فرمایا کہ آج صداقت حدیث شب معراج کی ظاہر ہوئی اے بھائی
...نے بیان فرمایا تھا کہ جب مین شب معراج داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تو ایک طرف
...کہ دو مکان نہایت عمدہ اور نفیس بنے ہوئے ہین ایک زمرد سبز کا اور دوسرا یاقوت...
...پوچھا کہ ای جبرئیل یہ مکان کسکے ہین جبرئیلؑ نے مجھسے کہا کہ یا رسول اللہ یہ دونون
...اور حسنین علیہم السلام کے ہین پہر نانا نے پوچھا کہ یہ دونون مختلف رنگ کے کیون
رنگ کیون نہین ہین جبرئیل یہ سنکر چپ ہو گئے پہر نانا نے بتکرار جبرئیل سے سبب

چسان حدیث کنم قصۂ مصیبت شان	حکایت الم و بیشمار شان
چسان بیان کنم این داستان شورانگیز	که دیده آمده زان،

سنکر نانا نے فرمایا کہ اے جبرئیل تمکو قسم دیتا ہون مین اوس خداے عالم کی
جلد اس راز نہان سے مجھے آگاہ کرو کہ اسوقت دل میرا بیتاب ہے پس جبرئیل
رسول اللہ وہ قصر کہ سبز ہے وہ آپکے پارۂ جگر حسنؑ کا ہے اور باعث اوسکے سبز ہونے
کہ بعد آپکی وفات کے اشقیاء امت اوس امام کو زہر سے شہید کرینگے پس تمام
جناب کا زہر کی تاثیر سے سبز ہو جائیگا اور قصر سرخ یاقوت کا آپکے نور عین امام حسینؑ
اوسکے سرخ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اشقیاے امت اوس مظلوم کو تین دن کا بھوکھا
مثل گوسپند قربانی کے روز عاشورہ کربلا مین ذبح کرینگے اور ایک ہزار نوسے (۱۹۰۰) پچاس
نیزے اور شمشیر اور خنجر اور پتھر کے اوس امام تشنہ کام کے تن اطہر پر لگینگے آہ آہ وہ مظلوم
تن تک اپنے خون مین ڈوب جائیگا اور بعد شہادت کے اوس مظلوم کے سر کو نوک نیزہ
نینگے اور اہلبیت کو اوسکے قید کرکے مثل بندیان ترک و دیلم کے سر برہنہ شہرون اور بازارون مین تشہیر کرینگے

طفلان بلکہ خون میشود تن چاکش	سنان بیداد خود می نہد سر پاکش
تنش ز خنجر بیداد پارہ پارہ شود	فزون جراحت کارش ز ستارہ شود
دہند تشنہ لبی جان کنار نہر فرات	بحالتی کہ بگرید برو جماد و نبات

پس جب یہ حال پر ملال جناب امام حسنؑ نے بیان کیا اوسوقت اہلبیتؑ مین ایک عجب
برپا ہوا اور مظلوم کربلا بہی اپنی مظلومی اور غربت پر بے اختیار رونے لگے لیکن امام حسن
ارشاد بصبر فرمایا اور اپنے بھائی کے سر کو اپنی سینہ سے لگاکر خود بھی رونے لگے آہ نونہال
مین اوس جناب کو قی شروع ہوئی۔ آہ آہ مومنین کس زبان سے عرض کرون کہ ...

ٹکڑے جگر کے طشت مین گرتے تھے جب اون ٹکڑون کو پچھے

آہ آہ دیتے تھے بس وہ جناب یہ دیکھکر فرماتے تھے کہ مین جانتا ہون کہ مجھکو زہر دیا ہی

جب ہائی ہائی یہی واقف ہون یہ سُنکر جناب امام حسینؑ نے پوچھا کہ اے برادر کسپر آپکا گمان

زمین پر جو لایا اے حسینؑ تم اسلیے پوچھتے ہو تاکہ اوسے قتل کرو مظلوم کربلا نے عرض کی

لکھتے ہو جناب یہ سُنکر جناب امام حسن نے فرمایا کہ اے قوت بازو میرے میرا اوسکا معاملہ خدا

کے پرورد ہار معاف میرا پروردگار کریگا اور اسکے انتقام کے لیے وہ منتقم حقیقی بس ہی مومنین

کا ہون کے حلم اور مروت اوس امام پر کہ اپنے قاتل کا بھی قتل اور رسوا ہونا گوارا

کرے اوس امت جفاکار پر کہ جسنے ایسے امام کو زہر سے شہید کیا۔ مومنین ایک

اور روایت ہی کہ جناب امام حسن نے اسما کو بلا بھیجا جب وہ ملعونہ آئی تو حضرت نے خلوت مجلس

شقیہ ملعونہ تنہا رہگئی تو حضرت نے فرمایا کہ اے محتالہ جفاکار اور اے یار بد شعار

کی دیکھی تو نے حسن سے کہ جسکے عوض مین ایک زنا زیادہ کے لیے تو نے زہر دیا

از چہ گشتہ جفت شیطان رجیم	از چہ اطفال مرا کردی یتیم
بگنہ ہرگز کسے یاری گشد	ہمچو من یاری وفادار کشد
دارم امید از خدای ذوالمنن	کہ نیابی تو مراد خویشتن

کر حضرت نے اوسکو دعاے بددی اور منھ اوسکی طرف سے پھیر لیا اور فرمایا کہ دور

مومنین کتاب سرور الشیعہ مین مرقوم ہی کہ مروان علیہ اللعن نے بعد شہادت

امام لینے امام حسینؑ کے اوس شقیہ کو معاویہ کے پاس بھیجا جب اسما ملعونہ

معاویہ نے کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے تو نے حسن ابن علی کے ساتھ کیا وفا کی

اوسکو چند آدمیون کے ہمراہ جزیرہ نیل کو

کو لیجا کر اوس جزیرہ مین ڈالدیا پھر کسیکو اوس شقیہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہاں گئی
ہو کر فی النار ہوئی۔ اور اکثر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ نے حکم قتل
زمین نے اوس ملعونہ کو قتل کیا۔ الغرض مومنین جب اوس جناب نے
سامنے سے ہٹادیا پھر سب اہلبیت حضرت کے قریب جمع ہوکر اور طشت مین
دیکھکر زار زار رونے لگے مگر مومنین جناب زینب خاتون کبھی تو اون ٹکڑون کو
دیکھتی تھین اور کبھی اپنے بھائی کے سر کو اپنے سینہ سے لگا کر وا اخاہ وا اخاہ کے نعرے
کبھی فرماتی تھین کہ اے بھائی کاش زینب آجکے دن اندھی ہوتی کہ تمکو اس
نہ دیکھتی سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پانچوین مین بیان وصایا اور مواعظ اون جناب ؑ کا

این چه ماتم که بنی نوحه گر است		دست اندوه علی را بسر است
این چه ماتم که دگر فاطمه را		آه جانسوز بگردون شرر است
این چه ماتم که حسین ابن علی		غمش از خلق جہان بیشتر است
غرهٔ شهر محرم شده دور		لیک نزدیک بشهر صفر است

اے محبان زہر ہلاہل ناکامی اور اے جرعہ کشان بادۂ ناشادی واسطے فضیلت
امام حسن ؑ کے اون جناب کے غم مین رونے کا ثواب اور فضیلت تعزیہ داری کے کی
کتاب امالی مین شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ
ایکدن جناب رسولخدا مسجد مین رونق افروز تھے ناگاہ جناب امام حسن ؑ مسجد مین داخل ہوئے
حضرت کی نگاہ اوس نیر سپہر امامت پر پڑی فرمایا کہ آ اے فرزند میرے پس جب وہ نونہال
قریب حضرت کے آیا حضرت نے اپنے زانوے مبارک پر بٹھالیا اور فرمایا کہ حسن مجھے

...ے زمین حسن ...

آہ آہ ... فرمایا کہ اے ... اس میرے فرزند کو اشقیا زہر سے قتل کرینگے از راہ دشمنی اور عداوت

جب ... پس تمام ملائکہ آسمان اوسکے غم مین روئینگے اور مرغان ہوا اور ماہیان دریا

...بھی آنکھین جاری ہونگے اور اے اصحاب جو شخص کہ اس میرے نور عین کے غم مین گریان

پس ... روسکی اوسدن کہ جسدن تمام آنکھین روئینگی اور جو قلب کہ میرے اس ...

جگر ... محزون ہوگا پس بخدا نہ محزون ہوگا وہ قلب اوسدن کہ جسدن سب قلب

... اور جو شخص کہ میرے اس فرزند کی زیارت کے لیے آئیگا نہ لغزش کرینگے روز ...

وقت ... صراط پر اور خدا واجب کریگا اوسکے اوپر بہشت اور تمام گناہ آئندہ اور گذشتہ

پس مومنین بکا کرو اوس امام مظلوم پر کہ جسکو اشقیاے امت نے ایک ...

...سے زہر نہ دیا اور ظلم پر ظلم اور ستم پر ستم کیا کسی بیچارے نے زہر دیا کسی نے ران ...

...اور کسی کو ظاہر اور باطن نے پاے مبارک کو اوس مظلوم کی عصاے آہنی ...

...ی کتاب بحار الانوار مین جنادہ بن امیہ سے روایت ہی کہ کہا اوسنے کہ مین اوس ...

...زہر کی شدت سے بیتاب تھے خدمت اقدس مین حاضر ہوا دیکھا مینے کہ ایک طشت

سامنے رکھا ہوا تھا اوسمین وہ جناب خون کے لختے دہن مبارک سے اوگلتے تھے اور ...

...ٹکڑے جگر کے نکلتے تھے مینے یہ دیکھکر عرض کی کہ اے مولا میرے آپ اسکا علاج کیون نہین

...فرمایا کہ اے جنادہ مرگ کا کیا علاج کرون مین سنا ہی مینے اپنے نانا سے کہ اولاد علی ...

...ہونگے مگر یہ کہ کوئی زہر سے قتل ہوگا اور کوئی تلوار اور خنجر سے پس مینے عرض کی کہ ...

...مجھے وعظ فرمائیے پس اون جناب نے فرمایا کہ اے جنادہ مستعد رہ اپنے سفر پر اور تحصیل کر ...

...نے مرگ کے اے جنادہ تو طلب کرتا ہی دنیا کو اور مرگ تیری طلب مین ہی اے جنادہ ...

... اسکے عتاب الغرض ...

[illegible] واعلیاه کا شور بلند کیا مومنین کلینی نے جناب امام محمد باقر علیہ
[illegible] جب زمانہ وفات کا قریب آیا پس حضرت نے اپنے بھائی جناب ابا
[illegible] جناب تشریف لائے تو حضرت نے فرمایا کہ اے بھائی چند وصیتیں کرتے
[illegible] و اے بھائی ایک تو وصیت میری یہ ہے کہ جب مین اس عالم فانی سے کوچ
[illegible] رحلت کرون تو مجھکو تم اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دینا اور نماز جنازہ پڑھنا اور
[illegible] میرے نانا کے روضہ مین لیجانا تا مین اون جناب کی مرقد منورہ کی [illegible] تم
[illegible] گرد مرقد منورہ کے پھر البقیع مین لیجاکے دفن کرنا علیہ السلام
[illegible] اوس وقت عائشہ ملعونہ کے ہاتھ سے مجھپر گذرینگے وہ خلائق پر ظاہر ہو [illegible]
[illegible] لکھا ہے کہ اون جناب نے وصیت کی کہ مجھکو میرے جد کی قبر اطہر [illegible] بھائی کے
[illegible] ہے کہ حضرت نے وصیت ظاہری یہ کی ہو واسطے ظاہر ہونے کے
[illegible] وصیت حقیقی بقیع کے دفن کی فرمائی ہو بعد اس وصیت کے حضرت
[illegible] اور عبد اللہ کو طلب کیا جب وہ شاہزادے روتے ہوئے نزدیک
[illegible] اے جگر کو سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اے جان پدر اور اے یتیمان
[illegible] مظلوم پر نہایت شاق ہے لیکن قضائے الٰہی سے انسان کو [illegible]
[illegible] کے لیے ایک دن یہ راہ درپیش ہے اور ہر ذیحیات کا تیغ اجل سے [illegible] ہو تو مجھے
[illegible] میرے بعد میرے تم اپنے چچا مظلوم کربلا کی جب جناب رسول خدا
[illegible] غمخوار اور پرستار ہو لیکن اے پیارو میرے اب تم اپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ
[illegible] دیکھنا تو اپنے سرون کو اپنے عموی نامدار کے قدم ہاتھ کو فشار دونگا پس جناب
[illegible]

[illegible]

مرا ہمچو جان در تن اند | همه ناز یکه ورد دوش من اند

اے مرگ کہ اے جادہ تو | دم جنگ ... وان حصار تو اند

... جان نثار تو اند

[illegible]

چو آن تن ہر دو تاب و توان بشکنم چو قربان شوند این دل و جان من	چہ تاب و توان بلکہ جان بشکنم برای حسن گشت قربان من

بیکسی کہ آہ آہ اے بھائی قربان تیری مظلومی اور بیکسی کے کہ حسن علیہ السلام تو آج تیرے ہاتھ سے
غسل اور کفن پائیگا اور دفن ہوگا مگر اے بھائی تیری لاش زمین گرم کربلا پر بے غسل و
کفن تمازت آفتاب مین پڑی رہیگی یہ فرما کر وہ جناب بہت روئے بعد اوسکے اپنے عیال کو اور
بھائیون کو بھی حضرت کے سپرد کیا بعد اوسکے ایک ایک اہلبیت کو انہی حضرت نے وداع کیا اور
فرمایا کہ استودعکم اللہ واقرء علیکم السلام یعنی ای اہلبیت اور ای برادران اور خواہران مین تم
سبکو خدا کے سپرد کرتا ہون اور یہ میرا سلام آخری ہے تمپر بعد اوسکے جناب امام حسین علیہ السلام
سے فرمایا کہ اے برادر مین تمسے امید رکھتا ہون کہ اگر ان سے کوئی خطا بھی وقوع مین آوے
تو تم میری خاطر سے معاف کرنا اور اوسکا انتقام انسے نہ لینا یہ فرما کر منھ اپنا اونہی بھائی کے
منھ پر رکھکر فرمایا کہ اب برادر ابھی تم سے جدا ہوتا ہی بعد اوسکے رخ طرف بہنون اپنی اور
بھائیون کے کرکے فرمایا کہ اب تمسے بھی رخصت ہوتا ہون آہ آہ مومنین جب حضرت نے یہ فرمایا
پس جناب زینب خاتون اور ام کلثوم نے اپنا منھ پیٹ لیا اوسوقت اہلبیت مین یہ حالت
برپا ہوئی کہ آواز نالہ و شیون کی گوش گردبیان تک پہونچی. مومنین ابن طاؤس رحمۃ اللہ نے
اور دوسرے راویون نے روایت کی ہے کہ جب آثار وفات جناب امام حسن پر ظاہر ہوئے اوسوقت
جناب مظلوم کربلا نے فرمایا کہ اے برادر مین چاہتا ہون کہ جسوقت مرگ آپ پر وارد ہو تو مجھے
اوس حال سے اطلاع ہو جناب امام حسن نے فرمایا کہ اے برادر مینے اپنے جد جناب رسولخدا سے
سنا ہے کہ ہم اہلبیت کے تن مین جبتک روح رہیگی عقل زائل نہوگی اب تم اپنے ہاتھ کو میری ہاتھ
مین دو جب ملک الموت قابض ارواح مجھسے ملاقی ہوگا تو مین تمہارے ہاتھ کو [illegible]

سقف خانہ کے تڑی ایک آہ حضرت نے کھینچی اور مظلوم کربلا کے ہاتھ کو فشار دیا پس مظلوم کربلا نے اپنا
گوش مبارک اونجناب کی دہن کے پاس لیگئے پس سنا کہ وہ جناب فرماتے ہین کہ اے حسین ملک
مجھسے کہتے ہین ابشر فان اللہ عنك راض وجدك شافع یعنی بشارت ہو تمکو اے حسین کہ
خداوند جلیل تمسے راضی ہی اور جد بزرگوار تمہارے شفیع روز جزا ہین پس فرمایا اشہد ان لا الہ
الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ و اشہد ان ابی وصیہ و خلیفتہ پس پاے مبارک جانب قبلہ دراز
کیئے اور دست مبارک سمت آسمان کیجانب اشارہ کیا اور باواز فصیح فرمایا بالتوفیق کا
مقدس اونجناب کی طرف گلشن آباد جنت کے پرواز کرگئی

چو این ملاحظہ کردند آن بلا کیشان	نماند صبر و عمامہ بر سر
تمام واحسنا و امحمدا گویان	زدند چاک گریبان
خصوص حضرت زینب کہ دل بخون تر بود	ز خواہران ہمہ بیتابیش فزون تر بود
... بر سر آن لاش سید الشہدا	فگندہ شال بگردن بچشم خون
خطاب کرد بآن لاش کاے برادر جان	مرا فگندہ بگریہ تو رفتی سوے جنان
بروز ... محیہ بس ز دست کلک قضا	نشد بروز ازل ثبت عیش

... عجب طرح کا محشر اوسوقت بیت الشرف اہلبیت مین برپا ہوا کوئی وا ابتاہ وا
جان کہو تا تھا اور کوئی وا اخاہ وا اخاہ کے نعرے مارتا تھا اور روتا تھا کوئی بی
اے بھائی اب یہ خواہر ناشاد کہان آپکو پائیگی کوئی کہتی تھی کہ اب یہ چاند سی تصویر خاک
نیچے چھپ جائیگی کوئی کہتے تھے کہ ہاے اے والی ... اب یہ بیوہ ان ننھے ننھے بچون کی کیا
پرورش کریگی ایک طرف جناب عباس علم آہ بلند کیے ہوے ہاتھ سینہ پر مارکر وا اخاہ
... تھے ایک جانب جناب عون اور محمد آنکھون سے سیل خون بہا رہے تھے غرض

...ران دروازہ تمام شیعہ اور اصحاب حضرت کے فرط فریاد و بکا سے غش ہوئے تھے مگر مومنین قربان
...ن شیعون کی مظلومی اور غربت مظلوم کربلا پر کہ بعد شہادت کے اون جناب کی لاش پر بجز
...اران ہوا اور جانوران صحرا کے کوئی لاش پر رونے والا نہ تھا آہ آہ مومنین انصاف کیجے
...کون اوس مظلوم کی لاش پر روتا عزیز اور انصار سب پہلے ہی حضرت کے سامنے فائز درجہ
...یۂ شہادت ہو چکے تھے پس رونے والون مین فقط مردون مین ایک جناب سید الساجدین
...ے اور عورتون مین اہلبیت اوس جناب کی اونکو اشقیا مثل بندیان ترک و دیلم کے بقید کر کے شام کو
...یجے تھے پس اب اور کون تھا جو اوس جناب کی لاش پر روتا۔ ابیات

...کشتۂ پسر بوتراب واویلا +	نبود گریہ کنندہ مگر طیور ہوا +
...زندگان ہمہ خون جگر ز غم خوردند	ز نعرہ ہای خود آرام قدسیان بردند
...زبان جن ہمہ زیر زمین بشیون و شین	صبا ... امام حسین ...
...نعش بکشادند حوریان سر خویش	ز شور ماتم شان قلب فاطمہ شد ریش

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ساتوین مین بیان دفن ہونے جناب امام حسن علیہ السلام کا

...ان کشتۂ زہر ستم اہل نفاق	کر بیان ماتم او تا لحقہ ماند است لال
...لاش ہر چہ ہر کس گفت بود افزون از آن	آہ کز دوران رسیدش آفت عین الکمال
...باغ امامت نونہال بارور	بُد بگلزار خلافت گلبنی با اعتدال
...بیداد سرو قامتش از پا فگند	شد گل رویش بتاراج حوادث پایمال
...نعش چہرہ از ناخن غم بر زرش	مہر را در ماتمش بر جان محزون صد ملال

کہ اونہی کہا کہ ایک دن جناب رسولخدا نماز عشا کے لئے تشریف لائے جناب
آغوش مبارک مین تھے حضرت نے اوس اپنے پارہ جگر کو آغوش سے
نماز ہوے جبکہ حضرت سجدے مین تشریف لیگئے تو جناب امام حسن حضرت
ہوے پس حضرت نے سجدے کو طول دیا جب حضرت نماز سے فارغ ہو کر
یا حضرت آج آپنے سجدے کو بہت طول دیا کیا درمیان سجدے کی کوئی
وحی نازل ہوئی تھی حضرت نے ارشاد کیا ان دو مین سے کوئی بات نہ تھی
گیا تو میرا فرزند حسن میری پشت پر سوار ہوا پس مکروہ معلوم ہوا مجھے یہ امر کہ
میرے فرزند کا دل رنجیدہ ہو لہذا مین نے سجدے کو طول دیا جب وہ
سر اوٹھایا اور مومنین اکثر کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ جب حضرت نے
فوراً جبرئیل نازل ہوے کہ اے رسول جبتک کہ حسن تمہاری پشت سے
اور بعض محدثین نے اس حدیث کو نسبت جناب امام حسین کے لکھا
حدیثون کا ایک ہی کیونکہ مرتبے اور بزرگی مین دونون شاہزادے
سر پیٹنے اور خاک اوڑانے کا ہے کہ جن شاہزادون کا یہ مرتبہ پیش خدا و رسول تھا کہ
جو پشت رسول پر سوار ہوے تو حکم خدا پہونچا کہ اے حبیب میرے ایسی امر کو
ہمکو حسین کی دلشکنی منظور نہین ہے آہ آہ اشقیاے امت نے اونہین دونون
ظلم کیے کہ جناب امام حسن کو زہر سے شہید کیا اور تابوت پر اوس جناب کے تیر
روضہ مین دفن نہونے دیا اور جناب امام حسین کو عین سجدہ خدا مین
نسل گوسپند قربانی کے قفا سے ذبح کیا الغرض مومنین کتاب عیون
علم الہدی نے لکھا ہے کہ جب مروان بن حکم ملعون کو خبر ہوئی کہ جناب امام حسن

حسین اپنے بہائی کو روضہ رسولخدا مین دفن کیا چاہتے ہین اگر یہ امر وقوع مین آیا تو شرف
بزرگی جاتی رہیگی اور شقیقہ نے یہ سنکر کہا کہ اے مروان تدبیر اسکی کیا ہی مروان نے
استر ہیں موجود ہی تو اسپر سوار ہوئیں وہ استر سے کود پڑا اور عائشہ کو اوسپر سوار کیا حالانکہ
رسولخدا نے منع فرمایا تہا کہ عورتین زین پر مثل مردون کے نہ سوار ہون اور قبل
اسکے کوئی عورت اہل اسلام سے زین پر نہ سوار ہوئی تہی موجد اس بدعت کی بہی عائشہ
ہی اوسپر سوار کرکے لیگیا اور مردم کو تحریص اور ترغیب دیتا تہا اور نیز معاویہ اور
امام حسین ع کے عباس کہتے ہین کہ جب جنازہ جناب امام حسن ع کا قریب روضہ کے
کے پہونچا تو دیکہا مینے کہ تمام بنی امیہ اور فرزندان عثمان علیہ اللعن باواز بلند
حسن ابن علی کو حضرت کے روضہ مین ہرگز دفن ہونے دینگے کیونکر ہوسکتا ہی کہ عثمان
سے بقیعہ مین دفن ہو اور حسن ع بن علی حضرت کے [illegible] کہ ایک مرتبہ دیکہا
کہ ایک استر پر سوار اور تیر و کمان ہاتہ مین لیے ہوے کہتی ہے کہ ای قوم جبتک
[illegible]ن پر باقی ہے ہرگز نہ گوارا کرونگی کہ حسن کو یہان دفن کرین اور احترام رسولخدا
جناب سید الشہدا نے فرمایا کہ اے عائشہ تونے ہتک حرمت رسولخدا کی کہ دفن
[illegible]س کو وہان کہ جسکو وہ جناب دوست نرکہتے تہے افسوس ہی کہ اگر بہائی میرے مجہے
جنگ و جدال کے لیے اذن دیتے تو اسی مقام پر دفن کرتا اور تیری ناک کو
[illegible]ین مین مگر گرتا لیس محمد حنفیہ نے کہا کہ اے عائشہ
شعر

[illegible] تفضلت	لک التسع من الثمن وفی الکل تصرفت

[illegible]ین تو اونٹ پر سوار ہوکر میرے پدر بزرگوار کے مقابلہ مین آئی اور آج استر پر چڑہی
[illegible] سے جنگ پر آمادہ ہی اور جو بعد اسکے زندہ رہیگی تو [illegible] ہاتہی پر [illegible]

اور آپ مجھسے دور ہین اور مزار اقدس آپکا قریب ہے

غریب و اطراف البیوت تحوطہ ۔۔۔ الا کل من تحت التراب غریب

یعنے ای بھائی آپ غریب ہین حالانکہ گرد آپکے ہمارے سب گھر ہین اسلیے کہ جو شخص [illegible]
خاک کے ہے وہ غریب ہے

فلیس حریب ما اصیب بما لہ ۔۔۔ ولکن لمن داری اخاہ حریب

یعنے اے بھائی جراحت دیدہ وہ شخص نہین کہ جسکو مال سے اوسکے کوئی ضرر ہو [illegible]
زخم وہ شخص رکھتا ہے کہ جسکا بھائی نیچے خاک کے ہو اور وہ زندہ ہو۔ مومنین جناب
امام حسینؑ اور اہل مدینہ مفارقت جناب امام حسنؑ مین اپنے قلب کو تسکین [illegible]
زیارت مرقد اون جناب سے یعنے جب اونجناب کی مفارقت مین زیادہ بے چین ہو[illegible]
تھے تو اون جناب کی مرقد پر جا کے زیارت اونجناب کی پڑھتے تھے پس قلب [illegible]
تسکین ہوتی تھی۔ آہ آہ قربان جان ہم شیعون کی غربت مظلوم کربلا پر کہ مر[illegible]
اونجناب کا عزیزون اور دوستون سے اتنے فاصلہ پر واقع ہوا کہ زیارت قبر [illegible]
دشوار تھی جیسا کہ کتاب قرب الاسناد مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے [illegible]
ہے کہ زیادہ تر باعث اندوہ و ملال اہل مدینہ اور بنی ہاشم کا غم مظلوم کربلا یہ [illegible]
کہ اون جناب کی قبر کی زیارت سے بھی محرومی حاصل تھی الغرض مومنین بعد ا[illegible]
پڑھنے اور گریہ و زاری بسیار کے وہ جناب مع اپنے اور بھائیون اور اہل[illegible]
وہان سے امام مسموم اور مظلوم کے گھر مین تشریف لائے اور اپنی بہنون [illegible]
جناب امام حسن کے پاس بیٹھ کر مشغول بگریہ ہوے اوسوقت اہلبیت [illegible]
زار سے اوس خانہ صاحب مین اک محشر برپا تھا۔ مومنین جناب [illegible]

…یا ہوئی جناب زینب خاتون اور ام کلثوم اور انکی بہنون سب کے داخل مدینہ منورہ ہوئے تو
…کوئی گروہ تو خانۂ ویران جناب سید الشہدا مین جناب بیمار کربلا کے پاس جاتا تھا اور
فریاد کرتا تھا اور کوئی جماعت خانۂ جناب عباس مین جاتی تھی اور ام البنین کو پرسا
…ی اور سوال کرتی تھی اور کوئی خانۂ جناب عبد اللہ فرزند جعفر طیار مین اور کوئی خانۂ ام لیلی
…اور کوئی خانۂ جناب امام حسن مین اور کوئی خانۂ جناب مسلم مین اور کوئی اون گھرون مین
…کے مرد مظلوم کربلا کے ساتھ شہید ہوکر تھے جاتی تھے اور سرون کو پیٹ کر خاک اڑاتے تھے
…مومنین مدینہ مین اوس دن کوئی ایسا گھر نہ تھا کہ جسمین ماتم نہ برپا تھا کسی طرف سے آواز واحسیناہ
…آتی اور کسی گھر سے واقاسماہ کی فریاد تا فلک جاتی تھی اور کسی گھر مین وااکبراہ کا شور
…تھا غرض ایک گھر سے دوسرے گھر مین نوحہ و ماتم دو چند تھا راوی کہتا ہے کہ روضۂ جناب
…مین ایسا ماتم برپا تھا کہ مرقد اون جناب کا ہلتا تھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
اللہم ارزقنا شفاعة الحسن والحسین عجبا سید الکونین و نور عینی الثقلین

مجلس آٹھوین مین بیان بعض فضائل جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا

…فضائل اون جناب کی حیز تحریر و تقریر سے باہر ہین مگر اس مقام پر
چند فضائل تیمناً و تبرکاً لکھے جاتے ہین

ازرومی چہ گویم وصف کرامات حسنؑ		تا دید بشمار خرق عادات حسنؑ
تا بود بدیدہ ہیچکس نگذشتہ		بے معجزہ یک نفس ز اوقات حسنؑ

…علامہ مجلسی علیہ الرحمة نے کتاب بحار مین اور شیخ رجب برسی نے کتاب مشارق الانوار مین
…تفسیر علی بن ابراہیم مین ذیل تفسیر فریق فی الجنة و فریق فی السعیر من حسین بن
…سکین سے اور اونہون نے عبد الملک بن ہارون سے اور اونہون نے جناب امام ناطق حضرت

محاربہ سخت واقع ہوا اور یہ خبر سلطان روم کو پہونچی کہ ایک بزرگوار کوفہ اور ایک مرد

محاربہ عظیم ہو رہا ہے سلطان نے کہا کہ دونوں کے وصف بیان کرو تا معلوم کروں کہ کو

حق پر ہے اور کون باطل پر پس اون لوگوں نے بیان کیا سلطان نے کہا کہ مرد کوفہ حق

اور مرد شام باطل پر بعد اوسکے اوسنے ایک نامہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ

اپنے کسی فرزند کو میرے پاس روانہ فرمایئے میں اوس شاہزادے سے چند سوالات

تاکہ مجھپر ظاہر ہو کہ خلافت کسکا حق ہے اور اسی مضمون کا ایک نامہ معاویہ کو بھی بھیجا

نے یزید پلید کو روانہ کیا اور جناب امیر نے جناب امام حسنؑ کو جب جناب امام حسن سلطان

کے دربار میں تشریف لیگئے اور یزید بھی گیا تو اوسوقت یزید لباس زرتار پہنے ہوئے

جب قریب گیا تو سر سلطان پر بوسہ دیا اور سلام کرکے سلطان کے بائیں جانب بیٹھ

اور جناب امام حسن رنگ سبز پہنے ہوے تھے جب قریب پہونچے فرمایا کہ حمد کرتا ہوں

عزوجل کا کہ نہیں کیا مجھکو نصرانی اور یہودی اور مجوسی اور نہ پوجنے والا آفتاب اور

اور گاؤ اور بت کا اور نہ کیا مجھکو مشرکین سے تبارک الله رب العرش العظیم و

رب العالمین یہ فرماکر کمال حشمت اور وقار کے ساتھ سلطان روم کے داہنی جانب

مسند ہوئے اور سر مبارک جھکائے ہوے بیٹھے رہے کسی جانب نظر نہ کی سلطان نے

دونوں جانب نگاہ کی سمجھا کہ کسکی جانب حق ہے بعد اوسکے یزید کو سامنے بلا

ارکان دولت کو دیا کہ وہ تین ہزار تیرہ صندوق جو تصاویر کے خزانہ میں رکھے

اونکو جلد لاؤ یہ سنکر خزانچی اون صندوقوں کو لایا پس سلطان روم نے ایک

کھولکر اوسمیں سے تصویریں نکالیں اور یزید کو دکھلائیں اور پوچھا کہ بیان کر

تصویریں ہیں۔ مومنین وہ سب تصویریں حضرت آدم سے تا اوس دم جسقدر پیغمبر

کیا پس سوال کیا سلطان نے کہ بیان کر ارواحین مومنین کی کس مقام پر رہتی ہین
کفار کی کس جگہ رہتی ہین اسکا جواب بھی یزید سے نہو سکا الغرض جب سلطان نے دیکھا
کہ یہ کسی سوال کا جواب نہین دیسکتا فقط بار حماقت اور جہالت سے لدا ہوا ایک گدہا ہے
پس وہ تصویرین جناب امام حسن علیہ السلام کے معائنہ سے گذرانین حضرت نے ا
ایک تصویر کو دیکھکر بتانا شروع کیا کہ یہ فلان پیمبر کی تصویر ہے اور یہ فلان کی اور سلطان روم
تصدیق کرتا جاتا تھا کہ آپ صحیح فرماتے ہین پس آخر مین ایک تصویر اوسنے دیکھائی حضرت نے
جب اوس تصویر کو دیکھا تو بہت روئے تعجب اوسنے سبب رونے کا پوچھا فرمایا کہ یہ میرے
نانا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ کی تصویر ہے مجھکو اسوقت میرے نانا یاد آئے یہ وجہ ہے
میرے رونے کی پس اوصیاؤن کی تصویرین اوسنے دکھلائین اونکو بھی حضرت نے بتایا
پھر بادشاہون کی تصویرین پیش کین حضرت نے فرمایا کہ یہ تصویرین بادشاہون کی ہین بعد
اوسکے پوچھا سلطان نے کہ وہ سات چیزین کونسی ہین کہ جنکو حق تعالی نے بلا رحم مادر کے
پیدا کیا آپ نے فرمایا اول حضرت آدم ہین اور دوسرے حوا اور تیسرے گوسفند ابراہیم اور
چوتھے ناقہ صالح اور پانچوین مار یعنے عصاے حضرت موسی اور چھٹا ابلیس لعین اور ساتوان
کوا کہ جسنے قابیل ہابیل کو دفن کی تدبیر بتائی پس سوال کیا اوسنے کہ ارشاد ہو ارواحین مومنین
کس مقام پر رہتی ہین حضرت نے فرمایا کہ وادی السلام مین کہ وہ صحرا پشت نجف کی واقع
ہے ہر محشور ہونگے نزدیک صخرہ بیت المقدس کے اور وہ ہی عرش اولی ہے پھر پوچھا ارواح
کفار کہان پر رہتی ہین فرمایا کہ وادی حضر موت مین کہ عقب یمن ہے اور محشور ہونگے
روز نزدیک صخرہ بیت المقدس کے لیکن اہل بہشت جانب راست صخرہ سے محشور ہونگے
[illegible]

کہ فرمایا فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر یہ سنکر سلطان روم نے بہت سے
امور باطن اسکو علم کہتے ہین اور اس علم کو نہین جانتا ہر کوئی مگر نبی یا وصی اور
اہلبیت طاہرین سید المرسلین ہین پس بہت سے ہدایا اور تحف حضرت کے ہمراہ
لکھی جناب امیر علیہ السلام کو بیشک آپ وصی رسول ہین اور خلافت آپکا حق
ہے معاویہ لعین اور جہاد کیجئے اس شقی ازلی پر کہ یہ کافر ہے مومنین سنتا آپ
اپنے کانون پر بھی یہ امر ثابت تھا کہ جناب امیر حق پر ہین پس خدا لعنت کرے اون
[illegible] کہ مجھبر [illegible] جناب کا حق غصب کیا اور دروازہ اوس عرش مقام کا آگ سے جلایا اور
جناب کے [illegible] یزید [illegible] گردن مین رسّی باندھکر مسجد مین لائے اور ایک فرزند کو اوس امام کے
شہید کیا [illegible] ایک کو روز عاشورہ کربلا مین تین روز کا بھوکا اور پیاسا مثل گوسفند
قربانی قفا سے گلے ذبح کیا اور بیٹیون کو اوس جناب کے سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار
مثل بندیان [illegible] ترک و دیلم کے شہرون اور بازارون مین تشہیر کیا۔ مومنین بحار الانوار
ارشاد مین دیلمی [illegible] نے ابراہیم رافعی سے اور اوسنے اپنے باپ سے اور اوسنے اپنے پدر سے
روایت کی ہے کہ ایک سال مین حج کو جاتا تھا دیکھا مین نے کہ جناب امام حسن اور
امام حسین دونون بزرگوار پیادہ حج کو تشریف لیے جاتے تھے پس مین دیکھتا تھا کہ جس
گروہ کی طرف سے وہ شاہزادہ گذرتے تھے پس وہ سب اپنے مرکبون سے
زمین پر کود پڑتے تھے اور تعظیم بجالاتے تھے اور وہ سب بھی پیادہ پا حضرت کے ساتھ
ہولیتے تھے پس اہل قافلہ نے سعد وقاص سے کہا کہ ان دونون فرزند رسول کے پیادہ
چلنے سے ہم سبکو نہایت اذیت ہوتی ہے تم ہماری جانب سے عرض کرو کہ حضرت بھی سوار ہو کر
چلین پس سعد نے اون سبکو اون شاہزادون سے عرض کیا فرمایا کہ اے سعد ہم نے
[illegible] سفر مین عہد کیا ہے کہ ہم اس [illegible] پیادہ اپنے معبود کے گھر کو جاوین مگر یہ کیا [illegible]

[illegible]

[illegible] او ولی اہلبیت پر کیے [illegible] دن اوس مظلوم کو مع سب عزیزون اور انصارون
[illegible] شہر کیا اور جناب امام زین العابدین کو ساربان کہت کے اونٹون کا بنایا اور
[illegible] دربار والی مین پیادہ پالیگیا۔ [illegible] راوی کہتا ہے
[illegible] جناب امام حسن نے راہ خدا مین [illegible] حتی کہ ایک
[illegible] دی اور ایک نعلین بھی دیدی کتا [illegible] مین
[illegible] سے کہا کہ ایک سال جناب امام ح [illegible] جب
[illegible] جعفر طیار حج کو تشریف لیے جاتے [illegible] مین
[illegible] کے اونٹ راہ مین گم ہوگئے لیس [illegible]
بھوکے اور پیاسے ہوے اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک جانب صحرا مین ایک خیمہ
[illegible] نصب ہی اور اوسمین ایک زن پیر بیٹھی ہے وہ جناب اوسکے پاس تشریف
[illegible] ضعیفہ سے فرمایا کہ ہم پیاسے ہین اوسنے عرض کی کہ یہ جو سامنے گوسفند
[illegible] دودھ دوہکر پی لیجیے پس اون دونو بزرگوارون نے اوسکا دودھ پیا
[illegible] سے ضعیفہ ہم بھوکے بھی ہین اوسنے عرض کی کہ میرے بھی ایک گوسفند
[illegible] کے مجھکو دیں مین تمھین گوشت پکادون غرض اون شاہزادون نے
ضعیفہ کو دیا پس اوسنے گوشت پکایا جب گوشت پک کے تیار ہوا

ہین جب اودہر سے مراجعت کرین تو اوسوقت تو یہ ہین ہمارے پاس آنا۔ چند
روز کے بعد وہ ضعیفہ تنگدست ہوئی پس وہ مدینہ مین آئی۔ راہ مین جناب امام حسن کی
نظر اوس ضعیفہ پر پڑی حضرت نے پہچانا پس حضرت اوسکو اپنے ہمراہ مکان پر لائے
اور ہزار گوسپند آپ نے اوسکو عنایت فرمائے بعد ایک آدمی اوسکے ہمراہ کرکے جناب
امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا مظلوم کربلا نے بھی مثل اپنے بھائی کے
ہزار گوسپند عنایت کیے۔ آپ نے ایک آدمی ساتھ کرکے حضرت عبداللہ ابن عباس
کے پاس بھیجا اون آپ نے بھی ہزار گوسپند اوسکو دین۔ مومنین وہ ان تینون بزرگوارون
کے جود و [illegible] سے غنی ہو گئی۔ آہ آہ مومنین اون بزرگوارون کے عیال و اطفال
اہل فسق [illegible] نے ایسے ظلم کیے کہ کوئی کافر کے عیال اور اطفال پر بھی ظلم نہین
کرتا ہے [illegible] اون بزرگوارون کے سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شہر بشہر
اور بیابان [illegible] پھرایا اور اطفال کو کھانے و پانی سے محروم رکھا جب وہ یتیم
روتے تھے [illegible] طمانچے مارتے تھے۔ [illegible]
[illegible]

تمام شد

اطلاع - [illegible] کوئی صاحب
قصد طبع نکرین عوض نفع نقصان نہ اوٹھائیں

[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۲	زانئر	بزانئر	ایضاً	۱۲	گو	کو	۶۱	۱۴	به لطائفہ الحیل	به لطائف الحیل
۴	۱۲	حسن	بعین	ایضاً	۱۴	کو	کہ	۶۲	۹	پای بپیش	پا بہ پیش
[illegible]	۶	سومنین	سورغین	۴۵	۴	قوت یازو	قوت بازو کے	۶۴	۲	شاہدان	شاہدین
۹	۷	کیا	کی	۴۷	۴	زبانش	زبابش	ایضاً	۴	کہ طی التسجل	کطی السجل
ایضاً	۱۰	جبرئیل	جبرعیل	ایضاً	۷	البیت	ببیت	۶۶	۷	کام	کا
ایضاً	۱۸	اور	اوس	۴۸	۲۰	خنجبر	خنجر	۶۸	۱۳	شدت بیاس	بیاس کے شدت
ایضاً		شہرونسے	شیرونسے	۴۹	۳	نیایند	بیایند	۷۰	۱۲	ختم ماب	ختمی ماب
[illegible]		اوبر	اوسپر	۵۰	۷	حفرت	خصرت تیز	۷۱	۱۸	علبه در دجم	علبه در حشم مین
۴۹	[illegible]	کی	نی	۵۲	۱۸	اور	دُر	۷۵	۱۹	حارس	حارث
	۱۴	بران	بان	۵۳	۲	والوتو المولوتر	والوتر المولوتر	۷۶	۴	لیا	ایضاً
	۱	ازین	گزین	۵۳	۱۹	عزی ستاے	عزی ستاے	۷۷	۱۱	سجا	سجاع
ایضاً	۶	اکون	اگذرہ	۵۴	۴	گھرسے	گرگسے	۷۷	۱۳	سنا ومرا	تیغ وسنان مرا
[illegible]	۱۸	بگیرد	بگیرد	۵۵	۱	حمنور	جمهور	۷۸	۱۳	عبری المومی در صورت	ایک جبری المومی کے صورت
۲۵	۱۹	خزج	خزرج	ایضاً	۲	حیون	جیحو	۷۹	۱	رور حیدر	روز حیدر
۲۶	۶	حملہ	حملہ	ایضاً	۲۰	آذیزان	اندرہ	۸۰		ہیکال	میکال
۲۷	۱	بہ آتش	بسر با	۵۶	۸	عیبیہ	عتبہ	۸۰	۱۱	گراجہکیر	اگر آتھک کے
۲۸	۲۰	اب شیر	آب تیر	ایضاً	۸	منی اسد	بنی اسد	۸۱	۱۷	دہر منت ہیر	دو ہاتھے پر
[illegible]	۹	زبردست	زبردست	ایضاً	۱۰	اخرواوی	اخردادی		۷	جناب حیدر کرار	جناب حیدر کرار سے
[illegible]	۱	حضرت نی	حضرت	۵۷	۷	ناچار	نابکارہ		۱۸	اوس کناری	اوس کنارے
ایضاً	۱۱	عرض کیا	عرض کے	ایضاً	۹	فری	فہری	۸۲	۵	صدمہ و تعجب	صدمہ و تعب
[illegible]	۱۶	بابا یاران	بلا یاران	۵۸	۶	دوبارہ	دوباہ	ایضاً	۸	ہشنہ گندہ تشنہ کام	شہید ابن تشنہ کام

[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	۱۶۲	۴	ان کیلسوں	ان کیلسونی
الیضاً	۷	خرمن شیرر	خرمن اشترر	الیضاً	۱۸	بوسید	بوشید	۱۸۱	۱۰	از دست	بر دست
۸۸	۲۸	شیدن	دمیدم	الیضاً	۱۹	آپ نی	اپنی	۱۸۵	۱۲	ازنی زدیدہ پاس	آنی زدیدہ با
۸۹	۲	تیز کار	تیز کار	۱۲۸	۱۱	جایٔن	جایٔ	۱۸۸	۱۳	لیے جاتی کہ فخر	لیے جاتی ہوں کہ فخر
۹۱	۱۹	شہید	شہدا	الیضاً	۱۲	سمجھائیں	سمجھائی	الیضاً	۱۶	دس	قدس
۹۵	۷	داخلہ	داخل	۱۲۹	۱۰	زینب	زینت	۱۸۹	۳	پردہ دارد	پردہ دا
۹۸	۴	بی بول	بی بدیل	الیضاً	۱۳	سوری	سوزی	الیضاً	۱۲	اون جناب شیریں کے	دہ جناب بیب
۱۰۱	۲	تا محمد خضر	یا محمد	الیضاً	۱۸	تا بانش کرو	با آتش گرو	۱۹۳	۴	شہدین	شیرین
الیضاً	۸	سر آئینہ	ہر آئینہ	۱۳۲	۲	تار بود	تار پود	۱۹۵	۱۰	استیے	ان
الیضاً	۹	انزم	زاندم	الیضاً	۱۴	مبالغہ	مبالیعہ	۱۹۶	۴	سرعابر	پیبرابر
۱۰۱	غلط	زبعتاد عباس بدست علے درمیان		۱۳۱	۱۳	بسیری	کہ	۲۰۰	۹	حکمات	کلمات
	صحیح	کجا دسترزیں بسرت زعلم گر		الیضاً	۱۴	زینت	زیب	۲۰۱	۵	اگر دودم	اگر دو
الیضاً	۱۹	زد نو	زبیم تو	۱۴۱	۱	تورا	ترا	۲۰۶	۱۳	نشست	بس اسیر
۱۰۲	۹	آروحی	رو	الیضاً	۱	بہاہی	برای	۲۱۰	۸	اہبر عنان	اہبر بنان
۱۰۳	۵	بر بماری شست	برباری شست	۱۴۳	۷	شور خیر النسا	شور خیر النسا	الیضاً	۱۲	نسخہ	نسخچہ
الیضاً	۷	او فہم	فتم	الیضاً	۱۵	شوز	سور	۲۱۱	۵	خلافت	خلاف
۱۰۸	۱۱	گت دمو	کردہ مو	الیضاً	۱۱	چیان را	حبان را	الیضاً	۶	اوس	اون
۱۰۹	۱۹			۱۴۶	۱	اب یہ	اب یہ خادم	الیضاً	۱۵	بی بصیرت	بی بصیر
۱۱۳	۵	ایا تہا	بلایا ہا	الیضاً	۳	اوس رادی	اوس حاجت راکے	۲۱۶	۳	عمود	عمود
۱۱۵	۱۲	لینز بلی	مالی نیز	۱۴۸	۱۷	دربارہ	درنارہ	۲۲۷	۹	کنیش	کین تنیش
۱۱۷	۴	جوخیبرین	جو بینی	۱۵۲	۵	خجلت قاطع	حجت قاطع	۲۳۰	۱۴	گشتہ	تشنہ
۱۱۸	۴	توقف کے	توقف کیا	۱۵	۱۷	بدندان گزید	بدندان گزید	۲۳۱	۱۱	تبر دستیے	تیز دستیے
۱۲۶	۵	اوکسنیے	روشنیے	۱۱۹	۱۹	ان یوزون	ان یوزون لکھ	۲۳۴	۵	شتر برسے	شتر برے

۳۶۱	۱۳	وہ شفقی	اور شفقی نے	۳۸۶	۲	والطراف البیوت	واطراف البیوت			
ایضاً	۱۷	بکرچی	بکرچے	ایضاً	۵	مااصیب فما	اصیب لہا			
۳۶۵	۱۱	نضربتیہ	لنضرب تیر	ایضاً	۵	لمن واری	لمن واری			
۳۷۲	۱	کہتے ہی	کہتے ہیں	۳۸۹	۱	نہ کیا	لکھا			
ایضاً	۱۲	ایک نازیبا	ایک نازادہ	۳۸۹	۱۲	اور وہ ہی	اور وہی			
۳۷۵	۳	وہ توجنا	تو وہ جناب	۳۹۱	۵	تیسرے کردن	اور			
۳۷۸	۳	عمزدہ	غمزدہ							
ایضاً	۵	بجنگ گرگ	بجنگ گرگ							
۳۷۹	۳	کہ حسن علیہ السلام تو	کہ حسن ع تو							
ایضاً	۹	جب نفس طلکک قا اوا	جب نفس طلکک قا اوا							
۳۸۰	۱۳	عنیر	غیر							
ایضاً	۱۴	بربا	برپا							
۳۸۱	۱۴	کسر	کسرہ							
۳۸۳	۱۴	دوست کہتی تہی	دوست رکھتی تہی							
ایضاً	۱۷	عن التمن	عن الیتمن							
[illegible]	۷	معظمہ بحبا	معظمہ بحبنا							
۳۸۴	۱۷	اکی تغنت	اکی ماتعنت							
[illegible]	۱۹	والمنار	والمراز							
[illegible]	۲	والطراالسلوت	واطراف السموت							

[illegible]		[illegible]	[illegible]	۲۸۹	۱۲	قرآن کو تلو	قرآن تو تلو	۳۳۷	۲	بچوپارہ	بچو پارہ پارہ
۲۴۳	۳	بتن کو بن کا	نین دن کا	۲۹۰	۴	فرمان	فرقان	۳۳۹	۱۴	وہم	دہیم
ایضاً	۱۷	مثل الذی سنہم	مثل الذی تعی منہم	۲۹۲	۱۴	بدرجہ اوّل	بدرجۂ اولیٰ				
۲۴۵	۱۷	آخردین	ناصردین	ایضاً	۱۵	نین لیتی	نین لیتے تھی				
۲۴۸	۶	ایت	ورروایت	۲۹۳	۵	ینا نشز لساتی	ینی ھب البساتی	۳۴۴	۱۴	بین	عین
ایضاً	۱۶		لیا	۲۹۵	۵	دوبیک	دو پیکر	۳۴۶	۸	انبیار	انبتیا
۲۴۹	۱۴	سرہی	سرسی	۲۹۸	۲	بن خباب	بن حباب	۳۴۹	۷	کام بدل	کلام بدل
ایضاً	۱۹	کانوتجا	کانومن اباتنا مجگا	ایضاً	۹	عرض ہمان	عرض خداہمان بست آن	ایضاً	۷	دنیداری	دنیدار کے
۲۵۰	۱۲	علی ور	علی اکبر	۳۰۵	۱۹	یہ کہکہ	یہ کہہ	۳۵۱	۱۹	قربان زار کے	قربان جان زار کے
۲۵۴	۳	بجانب	بجانت	۳۰۶	۲	سرزہ دسوگا	سرزد ہوگا	۳۵۲	۱۱	اندوہ	اندہ
ایضاً	۷	متصور	منصور	۳۰۷	۵	معلوم ہونا	معلوم ہوتا ہے	ایضاً	۱۲	از بستر آید	از بستر آمد
۲۵۶	۱۱	ایک یکدم	یکدم	۳۰۸	۱۲	فردانتخاب	فرد انتخاب	۳۵۳	۱۹	اتی ارد	اپنی ارد
۲۵۹	۱۱	النسی	نسیتی	۳۰۹	۹	توات ہشتم سپہر	تولت ہشتم سپہر	ایضاً	۱۱	ایک	ایک روایت
ایضاً	۶	مجہسے	ہے	۳۱۱	۹	شخص کہ یہ دیکھ	شخص نے یہ کرکہ	۳۵۴	۱۷	اجنبی	اجتبی
۲۶۰	۵	بگدز	بگذر	۳۱۳	۱۰	توسوی	توشوی	۳۵۶	۶	سرت سام	سرت بہ شام
۲۶۵	۳	من حلقہ للادرع	بخوج للادرع	۳۱۵	۱۱	موخین	مورخین	ایضاً	۱۰	رازت	زارت
۲۷۸	۵	شقای	سقای	۳۱۷	۱۳	کہ بریدہ	کہ بُریدہ	۳۵۷	۲۰	راضم	راضیم
ایضاً	۱۷	نماند	نماید	۳۲۲	۸	زمعراج	بمعراج	۳۵۸	۱۴	شست	شُست
۲۸۱	۵	رود گشت	زود گشت	۳۲۳	۱۰	چاہ مطلق	جاہ مطلق	ایضاً	۱۸	بدست کین	بدشنت کین
ایضاً	۸	جیوپای	جوپای	۳۲	۴	ساتھ	ساتھ کے	۳۶۱	۳	خودکش	خودکس
ایضاً	۱۱	ازدلغ	ازورع	ایضاً	۲۰	بخفہ شمشیر	تحفۂ شمشیر	ایضاً	۶	کارگر	کارگر
۲۸۲	۱	ابن اعثم کوفی	ابن اعثم کوفی	۳۲۶	۸	تجہیز	میرے تجہیز	۳۶۳	۵	پای مبارک	پای مبارک
۲۸۳	۱	سامنے تہا	سامنی تہی	ایضاً	۲۰	ارشدن	ارشدمن	۳۶۴	۱۳	وہ شقی نی	اوس شقی نی

چہاردہ معصوم۔

۲۸۔ تحفہ جاریہ اردو در ادعیہ و مسائل ضروریہ تمام سال

۲۹۔ مرثیہ و سلام تنہا فصیح جلد اول ۱۰ مرثیہ ۱۲ سلام ۲ مخمس۔

۳۰۔ جلد سوم فصیح۔ ۲۳ مرثیہ ۱۴ مخمس ۲ سلام۔

۳۱۔ تاریخ دکھن از مولانا میرزا عباس شیروانی موسوم بہ چار چمن

۳۲۔ اخلاق احمدی اس کتاب میں مفصل طور پر مضامین تہذیب اخلاق کو اردو میں لکھا ہے۔

۳۳۔ مظہر قدس در میلاد سرور کائنات زبان اردو نہایت سلیس

۳۴۔ حل تحقیق بمشرب سنی از مولوی وحید الدین خان صاحب انا دیم

۳۵۔ تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام مع محصول

۳۶۔ دیوان تسیم معروف باسم تاریخی نظم معطر۔

۳۷۔ مثنوی تغیر غفلت اردو با تصویرات بطرز طلسم الفت۔

۳۸۔ ریاض الشہدا ترجمہ اردو ماتمکدہ۔ مع محصول

۳۹۔ ابجد نجوم۔

۴۰۔ ہدایۃ المومنین الی اصول الدین ترجمہ رسالہ شیخ طوسی علیہ الرحمہ۔

نہر المصائب در دو جلد۔

شفاء الصدور والکروب ترجمہ اردو حیات القلوب

۴۱۔ غلبہ حیدری ترجمہ اردو حملہ حیدری جنگ خیبر

عین البکا بطور جمیل مجلس نثر و نظم اردو زبان

مراثی میر انیس چھاپہ نولکشور۔

مراثی مرزا دبیر چھاپہ نولکشور۔

مراثی مونس چھاپہ نولکشور۔

مراثی دلگیر چھاپہ نولکشور

مراثی عشق چھاپہ نولکشور

ترجمہ اردو تحفہ در طہارت و صلوٰۃ و صوم

درۃ المصائب

واقعہ تسیم جلد چہارم مجموعہ مرثیہ و سلام و رباعیات

نواب محمد رضا خان صاحب متخلص بہ رضا۔

حدیقہ ماتم جلد پنجم مجموعہ مرثیہ و سلام و رباعیات

براہین غم مجموعہ مرثیہ ہای میر تعشق صاحب

عشق صاحب لکھنوی مرحوم دو جلد۔

دفتر غم جلد دوم ۳ مرثیہ سوز۔

ایضاً جلد سوم مرثیہ سوز بزبان بھاکا۔

مجموعہ مرثیہ ضمیر چھاپہ نولکشور

بیاض ماتم مجموعہ نوحہ جات

بیاض نوحہ مسمی بہ رونق ماتم۔

بیاض نوحہ مسمی مرقع ماتم۔

بیاض نوحہ مسمی گنجینہ ماتم۔

بیاض نوحہ مسمی گلدستہ ماتم۔

بیاض نوحہ مسمی اسرار ماتم کامل۔